ماکولات، مشروبات، ادویات اور کاسمیٹکس سے متعلق

حلال سرٹیفکیشن

شریعت کی روشنی میں

HALAAL CERTIFICATION

تالیف

مفتی سید عارف علی شاہ

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

استاد و رفیق دارالافتاء جامعۃ الرشید کراچی

شریعہ ایڈوائزر، حلال فاؤنڈیشن

پاکستان حلال اتھارٹی کا بل منظور ہونے کے بعد ہر عالم، مفتی، متخصص اور حلال سرٹیفکیشن سے متعلق ہر شخص کی اولین ضرورت

تقریظ

مفتی اعظم پاکستان

حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم

صدر جامعہ دارالعلوم کراچی

تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد صاحب مدظلہم

شیخ الحدیث و رئیس دارالافتاء جامعۃ الرشید کراچی

تقریظ

مفتی شعیب عالم صاحب زید مجدہم

دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

HSCP

Halaal Studies Center Pakistan

ماکولات، مشروبات، ادویات اور کاسمیٹکس سے متعلق

حلال سرٹیفکیشن

شریعت کی روشنی میں

HALAAL CERTIFICATION

تالیف

مفتی سید عارف علی شاہ
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
استاد و رفیق دار الافتاء جامعۃ الرشید کراچی
شریعہ ایڈوائزر، حلال فاؤنڈیشن
PHD ریسرچ اسکالر یونیورسٹی آف کراچی
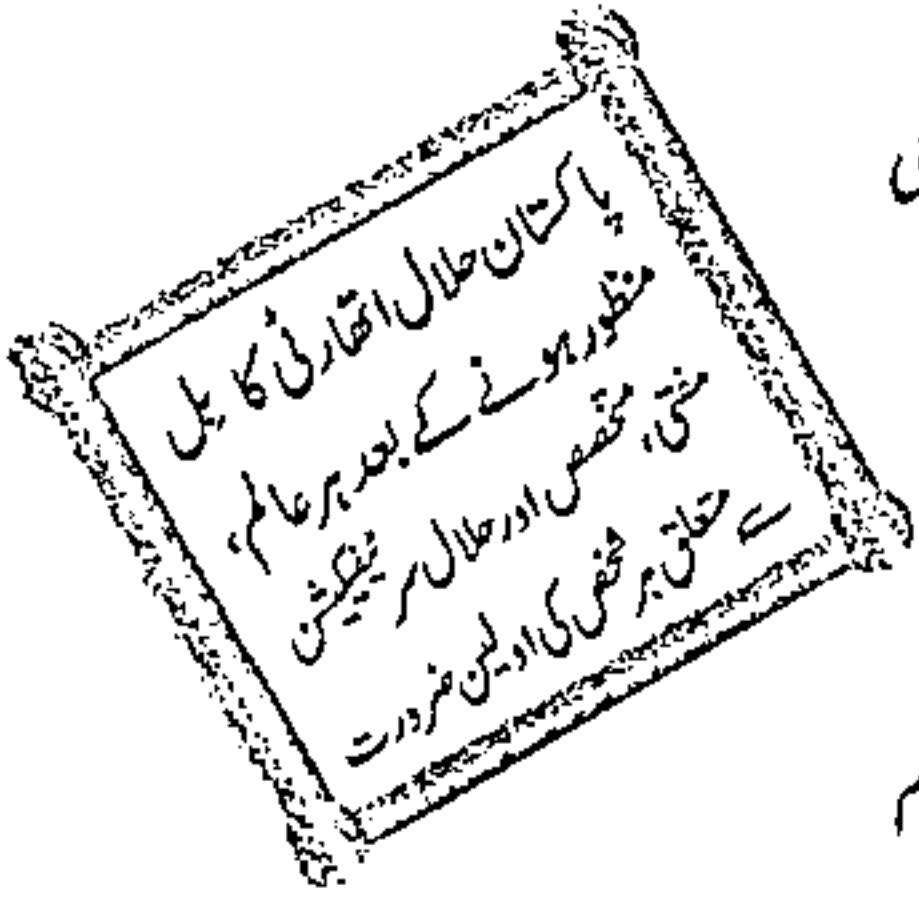
پاکستان حلال اتھارٹی کا بل منظور ہونے کے بعد ہر عالم، مفتی، متخصص اور حلال سرٹیفکیشن سے متعلق ہر شخص کی اولین ضرورت

تقریظ

مفتی اعظم پاکستان
حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم
صدر جامعہ دار العلوم کراچی

تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد صاحب مدظلہم
شیخ الحدیث و رئیس دار الافتاء جامعۃ الرشید کراچی

تقریظ

مفتی شعیب عالم صاحب زید مجدہم
دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

HSCP
Halaal Studies Center Pakistan

حلال سرٹیفکیشن

شریعت کی روشنی میں

اصلاح و نظرِ ثانی:

استاذِ محترم حضرت مولانا مفتی محمد عبدالمنان صاحب مد ظلہم

نائب مفتی واستاذ

جامعہ دارالعلوم کراچی

زیرِ سرپرستی و مشورہ:

استاذِ محترم حضرت مولانا مفتی محمد حسین خلیل خیل زید مجدہم

استاذالحدیث و مفتی

جامعۃ الرشید کراچی

کتاب کا نام: حلال سرٹیفکیشن، شریعت کی روشنی میں

مؤلف کا نام: مفتی سید عارف علی شاہ
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
PhD ریسرچ اسکالر (یونیفارم ورلڈ حلال اسٹینڈرڈ) کراچی یونیورسٹی
استاذ و رفیق دار الافتاء جامعۃ الرشید کراچی
شریعہ ایڈوائزر، حلال فاؤنڈیشن

رکن: حلال فوڈز اسٹینڈرڈائزیشن ٹیکنکل کمیٹی
حلال گڈز اینڈ پرسنل کیئر پروڈکٹس اسٹینڈرڈائزیشن ٹیکنکل کمیٹی
پاکستان اسٹینڈرڈ اینڈ کوالٹی کنٹرول اتھارٹی (PSQCA)
وزارتِ سائنس و ٹیکنالوجی حکومتِ پاکستان

سنِ طباعت، پہلا ایڈیشن: محرم الحرام 1437ھ / نومبر 2015

ناشر: (Halal Studies Center Paksitan) HSCP

برائے رابطہ: 0092 - 03009061823 , 03121213991

ای میل: saas.hfp@gmail.com , saas.hfp@hotmail.com

اسٹاکسٹ
ادارۃ النور
دوکان نمبر 3-2، انور مینشن، بنوری ٹاؤن، گرومندر، کراچی
021-34914596, 0324-2855000
idaratunnoor@gmail.com

بفیضانِ نظر اساتذہ کرام

مادرِ علمی

جامعہ دارالعلوم کراچی

جامعۃ الرشید کراچی

اور

جامعہ المرکز الاسلامی بنوں

انتساب

حلال فاؤنڈیشن اور SANHA کے نام

جہاں سے حلال سرٹیفکیشن کی اولین آگہی و تربیت ملی

جہاں عملی کام کا موقع ملا

دارالافتاء

جامعہ دارالعلوم کراچی

جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

جامعۃ الرشید کراچی

کے مفتیانِ کرام کی تائید کے ساتھ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

{يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ - إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ}
[البقرة:168/ 169]

ترجمہ:

اے لوگو! زمین میں جو حلال پاکیزہ چیزیں ہیں وہ کھاؤ! اور شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو! یقین جانو ! کہ وہ تمہارے لیے ایک کھلا دشمن ہے، وہ تو تم کو یہی حکم دے گا کہ تم بدی اور بے حیائی کے کام کرو اور اللہ کے ذمے وہ باتیں لگاؤ جن کا تمہیں علم نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

{ مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ}

[البقرة: 105]

ترجمہ:

"غیر مسلم لوگ خواہ اہلِ کتاب میں سے ہوں یا مشرکین میں سے، یہ پسند نہیں کرتے کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے کوئی بھلائی تم پر نازل ہو، حالانکہ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے لیے مخصوص فرمالیتا ہے اور اللہ فضلِ عظیم کا مالک ہے۔"

مارکیٹ کی نگرانی کرنا اسلامی احکام کا حصہ ہے:

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بازار تشریف لے گئے، ایک شخص کو دیکھا جو گندم کا ڈھیر لگا کر بیچ رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ گندم اچھی لگی اور اس کی قیمت پوچھی تو اس نے بتادی، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پرکھنے کے لیے اس ڈھیر میں ہاتھ داخل فرمایا، تو نیچے سے گندم گیلی تھی (جبکہ اوپر خشک تھی)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: کہ یہ کیا معاملہ ہے (نیچے سے گیلی اور اوپر سے خشک)؟ اس شخص نے جواب دیا کہ رات کو بارش ہوئی تھی جس کا پانی اس کو لگ گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہی بات ہے تو گیلی گندم اوپر کیوں نہیں رکھی تاکہ لوگ اس کو دیکھ لیتے؟ یاد رکھو! کہ جس نے بھی دھوکہ کیا، وہ میری امت میں سے نہیں۔

(از : صحيح مسلم ، سنن أبي داود ، مستدرك حاكم)

الغاذي شبيه بالمغتذي

ابن تیمیة

(You are What You Eat)

عرضِ مؤلف

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے جس نے محض اپنے فضل و کرم سے بندہ کو حلال و حرام سے متعلق ایک اہم شرعی مسئلے پر کچھ لکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ ''حلال سرٹیفکیشن ،شریعت کی روشنی میں'' کے عنوان سے جو مجموعہ آپ حضرات کے ہاتھوں میں ہے، یہ ماکولات (Edibles) ، مشروبات (Beverages) ، ذاتی استعمال کی چیزیں (Personal Care Products/Cosmetics) اور دوا سازی (Pharmacy) وغیرہ کی مصنوعات کی حلال سرٹیفکیشن سے متعلق ہے۔

الحمدللہ دنیا بھر میں حلال مصنوعات کی طلب میں اضافہ ہو رہا ہے ، اور بحیثیتِ صانع و صارف (as a Manufacturer & Consumer) مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلم بھی حلال مصنوعات سے مستفید ہو رہے ہیں ، حلال مصنوعات کی بڑھتی ہوئی طلب کو معیاری انداز میں پورا کرنے کے لیے حلال سرٹیفکیشن کی ضرورت پیش آئی۔

شروع شروع میں عموماً غیر مسلم ممالک میں رہنے والے مسلمانوں نے اپنی شرعی و دینی ضرورت کے پیشِ نظر گوشت اور اس طرح کی بعض دوسری حساس چیزوں کے حوالے سے حلال سرٹیفکیشن کا مطالبہ کیا اور یہ سلسلہ شروع ہوا، لیکن بعد میں ضروریاتِ زندگی کی مختلف چیزوں تک حلال سرٹیفکیشن کا دائرہ وسیع ہوتا رہا اور اس وقت ماکولات (Edibles) ، مشروبات (Beverages)، ذاتی استعمال کی چیزیں (Personal Care Products/Cosmetics)، دوا سازی (Pharmacy)، ذرائع نقل و حمل (Transportation)، مختلف خدمات (Hoteling , Catering , Traveling) سمیت زندگی کے بہت سارے شعبوں میں حلال سرٹیفکیشن کا عمل شروع ہوا ہے۔

حلال سرٹیفکیشن پر شرعی نقطۂ نظر سے کئی جہات سے غور کرنے کی ضرورت ہے اس میں سب سے پہلے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا ان سب چیزوں کی حلال سرٹیفکیشن شرعاً ضروری ہے بھی یا نہیں؟ اگر ضروری ہے تو اگلا سوال یہ ہے کہ حلال سرٹیفکیشن کا دائرہ کار کیا ہونا چاہیے؟ اس کے بعد یہ طے کرنا ضروری ہے کہ حلال سرٹیفکیشن کے دوران اول سے آخر تک مختلف سرگرمیوں، اور ان میں ملوث ریاستی اور غیر ریاستی اداروں اور ان کے عملے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ان اداروں میں حلال کی تصدیق (Halaal Certification)، معیارات سازی (Halaal Standardization)، رجسٹریشن (Registration)، تسلیم والحاق (Accreditation)، انضباط وانصرام (Regulatory)، نگرانی (Supervision)، قبول وتائید (Recognition) اور لیب ٹیسٹ (Halaal Lab Tasting) وغیرہ کے تمام ریاستی اور غیر ریاستی ادارے شامل ہیں۔

پاکستان میں مذکورہ بالا ذمہ داریاں جن اداروں کے پاس ہیں ان میں SECP، PCSIR،PNAC،PSQCA ، پاکستان حلال اتھارٹی (PHA) اور سائنس، مذہب، خوراک وغیرہ کی وفاقی وصوبائی وزارتیں اور ان کے دیگر ذیلی ادارے شامل ہیں۔

بندہ نے اس کتاب میں ان تمام اداروں کی شرعی حیثیت اور ان کی شرعی ذمہ داریوں پر قرآن وسنت کو بنیاد بنا کر تمام فقہی مسالک کو سامنے رکھ کر تفصیل سے بحث کی ہے۔

ایک مسلمان کے لیے حلال کی طلب اللہ کا حکم اور عبادت کے درجے میں ہے، اور اسی جذبے کے تحت مسلمانوں نے حلال سرٹیفکیشن شروع کی یا اس کا مطالبہ کیا، لیکن شرعی ودینی پہلو کے علاوہ حلال مصنوعات کا ایک دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے تقریباً ڈیڑھ ارب سے زائد مسلمانوں کی مختلف ضروریاتِ زندگی سے

وابستہ کئی ٹریلین ڈالر کی حلال مارکیٹ وجود میں آچکی ہے۔

اربوں ڈالر پر مشتمل حلال مصنوعات کی عالمی مارکیٹ میں ایک طرف زیادہ سے زیادہ حصہ حاصل کرنے کے لیے سرکاری وغیر سرکاری سطح پر مسلم اور غیر مسلم افراد و حکومتیں بھرپور کوشش کر رہے ہیں، دوسری طرف عالمی سطح پر ان مصنوعات کو حلال سرٹیفکیٹ فراہم کرنا، نہ صرف ایک شرعی ضرورت و حکم ہے، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ایک منافع بخش اور باعزت کاروبار و روزگار کا ذریعہ بھی بن گیا ہے۔

شرعی ضرورت و حکم اور باعزت کاروبار و روزگار کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے حلال سرٹیفکیشن کے میدان میں سرکاری وغیر سرکاری سطح پر مختلف افراد اور اداروں نے اپنی خدمات فراہم کرنا شروع کیں۔

حلال چونکہ اللہ کا حکم اور دینِ اسلام کا امتیاز اور اس کی پہچان و علامت (Logo) ہے اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینا خالصۃً شریعتِ اسلامیہ کا اختیار (Sole Authority of Islamic Sharia) کا اختیار ہے، اس لیے جو لوگ دینِ اسلام پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کو سمجھتے ہیں، شریعت نے مسلمانوں کو بطورِ نائب یہ حق دیا کہ وہ حلال و حرام کے بارے میں خبر، گواہی، فیصلہ اور نگرانی کر سکتے ہیں، جبکہ غیر مسلم حلال و حرام کے بارے میں خبر، گواہی، فیصلہ اور نگرانی کے حوالے سے از روئے شریعت سرے سے اہل (Eligible) نہیں۔

لیکن جیسا کہ عرض کیا گیا کہ شرعی ضرورت کے علاوہ حلال سرٹیفکیشن کا ایک معاشی پہلو بھی ہے، جبکہ غیر مسلم بذاتِ خود اس کی اہلیت نہیں رکھتا، دوسری طرف ان کو معلوم ہے کہ سرٹیفکیشن سروسز ایک بہت بڑا بزنس ہے، جس میں غیر مسلم مختلف سرٹیفکیشن، مثلاً ISO وغیرہ کی مد میں کروڑوں روپے کما رہے ہیں، اس لیے حلال سرٹیفکیشن کے میدان کو ہاتھ سے جانے کی بجائے غیر مسلموں نے بھی انفرادی یا اداراتی

سطح پر حلال سرٹیفکیشن شروع کرنے کا سوچا، اور غیر مسلموں کی ملکیت اور ان کی عمومی نگرانی میں چلنے والے ادارں نے دوسری سرٹیفکیشن (فوڈ سیفٹی، کوالٹی کنٹرول وغیرہ) کے ساتھ ساتھ حلال سرٹیفکیشن کا کام بھی شروع کیا، جن کی ملکیت یا عمومی نگرانی غیر مسلموں کے پاس ہے۔ جس کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ غیر مسلموں نے اپنے اداروں میں حلال سرٹیفکیشن کا شعبہ کھولا اور اس شعبے میں جزوی یا کلی طور مسلمان ملازمین رکھے، جن کی یہ ذمہ داری قرار پائی کہ وہ (مسلمان ملازمین) ان غیر مسلموں کے اداروں کی طرف سے حلال سرٹیفکیٹ جاری کریں گے۔

اس پر شرعی نقطہ نظر سے یہ سوال پیدا ہوا کہ حلال سرٹیفکیٹ کو درحقیقت شریعت کے دیانات (خالص دینی ومذہبی اعمال واحکام) کے باب میں خبر، شہادت، قضاء یا ولایت وریاست کا درجہ حاصل ہے اور اس حوالے غیر مسلم از روئے شریعت نااہل ہے، اور اس میں غیر مسلم کا کردار واختیار ناقابلِ قبول ہے۔

مذکورہ تفصیل سے واضح ہوا کہ حلال سرٹیفکیشن کا مختلف حوالوں سے شرعی جائزہ لینا ضروری ہے، اسی ضرورت کے پیشِ نظر بندہ نے یہ کتاب لکھی ہے۔ کتاب کے ابتدائی ابواب میں حلال سرٹیفکیشن کی سرگرمیوں کی شرعی حیثیت سے متعلق ضروری مباحث شامل ہیں، جبکہ کتاب کے آخری ابواب میں حلال سرٹیفکیشن میں کسی غیر مسلم کے انفرادی یا اداراتی سطح پر کرادر واختیار کا شرعی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

کتاب کا ابتدائی مسودہ جب تیار ہوا تو بندہ نے اسے نظرِ ثانی اور اصلاح و تصحیح کے لیے اپنے اساتذہ کی خدمت میں پیش کیا، استاذِ محترم حضرت مولانا مفتی عبدالمنان صاحب مد ظلہم، دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی اور استاذِ محترم حضرت مولانا مفتی محمد حسین خلیل خیل صاحب زید مجدہم، دارالافتاء جامعۃ الرشید کراچی کمالِ شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسودہ کو دیکھا، اس پر نظرِ ثانی فرمائی اور جگہ جگہ اپنے مفید مشوروں سے نوازا، اس کے بعد بندہ نے مزید اصلاح و دعاء کی نیت سے کتاب حضرات اکابر

مفتیانِ کرام کی خدمت میں پیش کی۔ اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق تمام حضرات اساتذہ کرام و مفتیانِ عظام اور دیگر ساتھیوں کو جزائے خیر عطا فرمائے، جنہوں نے اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود اس عاجز کی ٹوٹی پھوٹی تحریر کو نہ صرف بقدرِ وسعت جگہ جگہ سے دیکھا، بلکہ بندہ کی درخواست پر اس پر تقریظ بھی تحریر فرمائی۔

اس حوالے سے بندہ خصوصی طور پر سیدی واستاذی، مفتی اعظم پاکستان، حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ، صدر جامعہ دارالعلوم کراچی، استاذِ محترم حضرت مولانا مفتی محمد صاحب مد ظلہم، شیخ الحدیث و رئیس دارالافتاء جامعۃ الرشید کراچی، حضرت مولانا مفتی شعیب عالم صاحب زید مجدہم، مفتی جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ؒ ٹاؤن کراچی کا خصوصی طور پر شکر گزار ہے جنہوں نے بندہ کی تحریر پر اعتماد کا اظہار فرمایا اور کتاب کے لیے تقریظ لکھنے کی شفقت فرمائی۔

فجزاهم الله احسن الجزاء ومتعناالله بطول حياتهم مع الصحة والعافية

بندہ استاذِ محترم حضرت مولانا مفتی عبدالمنان صاحب مد ظلہ، دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی، استاذِ محترم حضرت مولانا مفتی محمد حسین خلیل خیل صاحب زید مجدہم، دارالافتاء جامعۃ الرشید کراچی اور تمام اُن اساتذہ و احباب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے، جنہوں نے اس کتاب پر مکمل یا جزوی طور پر نظرِ ثانی فرمائی، اور اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا، اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

واضح رہے کہ حلال و حرام ایک انتہائی نازک شرعی معاملہ ہے اس لیے اس حوالے سے بحث و تحقیق میں انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے، بندہ نے اس موضوع پر شرعی دلائل و نظائر سے جو سمجھا، اس کا خلاصہ دیانتداری کے ساتھ اس کتاب میں پیش کرنے کی کوشش ہے، اس حوالے سے جو کچھ بھی راقم نے لکھا ہے، خاص طور پر حلال سرٹیفکیشن باڈی کی مختلف سرگرمیوں کی فقہی تکییف کے حوالے سے بندہ نے جو کچھ

عرض کیا ہے، وہ انتہائی نازک اور حساس بحث ہے۔ کئی سالوں سے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دارالافتاء جامعۃ الرشید اور حلال فاؤنڈیشن میں اس شعبے کو قریب سے دیکھنے، کچھ عملی کام کرنے اور بڑوں کی دعاؤں کے نتیجہ میں محض ایک طالب علمانہ رائے اور اس موضوع پر میری ابتدائی سوچ میری فہم کا نتیجہ ہے، جس کا مقصد مزید تحقیق کے لیے بنیاد فراہم کرنا ہے، میری معلومات کے مطابق حلال سرٹیفکیشن کی مختلف سرگرمیوں کے بارے میں خالص فقہی نقطہ نظر سے یکجا اس تفصیل سے اب تک پوری دنیا میں شاید کسی نے بحث کی ہو۔

ضروری نہیں کہ سب حضرات کی وہی رائے ہو جو بندہ کی ہے، نیز اس طرح کی جدید فقہی مباحث میں کسی کی رائے کو بالکل حتمی اور ناقابل ترمیم قرار نہیں دیا جاسکتا، بلکہ دلیل کی بنیاد پر اختلافِ رائے کا حق ہر کسی کو ہوتا ہے، میں اپنی رائے میں غلطی کے امکان کو مسترد نہیں کرتا، ممکن ہے کہ کسی کی رائے میرے رائے کے خلاف ہو، اور اس کی رائے درست بھی ہوسکتی ہے، شرعی دلیل کی بنیاد پر قائم ہر رائے قابل احترام ہے، اسی وجہ سے میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ فقہی میدان میں کام کرنے والے علماء کرام ومفتیانِ عظام کو چاہیے کہ اس موضوع پر مزید تحقیق فرمائیں، تاکہ اس اہم ترین مسئلہ میں امتِ مسلمہ کی صحیح رہنمائی کی جاسکے۔

واللہ الموفق وھو المستعان وعلیہ التکلان

عارف علی شاہ

دارالافتاء جامعۃ الرشید کراچی

جمعۃ المبارک، 14 صفر المظفر 1437ھ، 27 نومبر 2015

اجمالی فہرست

تفصیلی فہرست

تقاریظ

تقریظ ورائے گرامی

مفتی اعظم پاکستان

حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم

صدر جامعہ دارالعلوم کراچی

Mohammad Rafi Usmani

Mufti & President Darul-Uloom Karachi, Pakistan

Ex-Member Council of Islamic Ideology Pakistan

Member International Organization For Muslim Scholars Muslim World League Makkah Al-Mukarrama

محمد رفیع عثمانی

رئيس الجامعة لدار العلوم كراتشي والمفتي بها

عضو مجلس الفكر الإسلامي للجمهورية الإسلامية بباكستان سابقاً

عضو الهيئة العالمية للعلماء المسلمين برابطة العالم الإسلامي

مكة المكرمة

الرقم

التاريخ ۱۰ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ ۲۴ اکتوبر ۲۰۱۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد!

عزیز محترم مولانا عارف علی شاہ صاحب جو جامعہ دارالعلوم کراچی کے فارغ التحصیل اور اب جامعۃ الرشید میں استاذ اور رفیق دارالافتاء کے منصب پر فائز ہیں، انہوں نے اپنی تصنیف کردہ کتاب " حلال سرٹیفکیشن شریعت کی روشنی میں "بندے کو مسودہ کی شکل میں دکھائی۔ بندہ اپنے عوارض کی وجہ سے اس کا مطالعہ تو نہیں کرسکا، صرف ورق گردانی ہی کرسکا ہوں فہرستِ مضامین دیکھ کر اندازہ ہوا کہ انہوں نے بہت تفصیل سے یہ کام کیا ہے، ان کی صلاحیتوں کے پیشِ نظر بندے کو امید ہے کہ یہ کتاب انشاء اللہ اس موضوع پر مفید ثابت ہوگی۔ دعاء کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مصنف کے علم وعمل اور عمر میں برکت عطا فرمائے، اور قارئین کے لیے نافع بنائے اور مصنف کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔

واللہ المستعان

محمد رفیع عثمانی

محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ

رئیس الجامعہ دارالعلوم کراچی

Jamia Darul Uloom Karachi Pakistan P.C-75180 جامعة دار العلوم كراتشي باكستان

Ph: 0092-21-5049774 - 5031733 - Fax: 5032366 - 5041923

Email: darulolumkhi@hotmail.com Website: www.darululoomkhi.edu.pk

تقریظ ورائے گرامی

استاذِ محترم حضرت مولانا مفتی محمد صاحب مد ظلہم

شیخ الحدیث ورئیس دارالافتاء جامعۃ الرشید کراچی

DAR-UL-IFTA
Jamia-tur-Rasheed, Karachi
Pakistan

دار الافتاء

تقریظ ورائے گرامی

استاذِ محترم حضرت مولانا مفتی محمد صاحب مد ظلہم

شیخ الحدیث ورئیس دار الافتاء جامعۃ الرشید کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں انسانوں کو بار بار حلال وطیب کھانے کا حکم فرمایا ہے اور حرام سے روکا ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ، إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ: (البقرة:168،169)

ترجمہ: ”اے لوگو! زمین میں جو حلال پاکیزہ چیزیں ہیں وہ کھاؤ اور شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو، یقین جانو کہ وہ تمہارے لیے ایک کھلا دشمن ہے، وہ تو تم کو یہی حکم دے گا کہ تم بدی اور بے حیائی کے کام کرو اور اللہ کے ذمے وہ باتیں لگاؤ جن کا تمہیں علم نہیں ہے۔“ (آسان ترجمہ قرآن)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمالِ حرام کو دعاؤں کے قبول نہ ہونے کا ذریعہ قرار دیا ہے، خواہ دعاء کرنے والا مسافر، پراگندہ حال ہی کیوں نہ ہو اور یارب یارب! کہہ کر خشوع وخضوع سے ہی دعاء کیوں نہ مانگ رہا ہو،
صحیح بخاری ومسلم کی حدیث ہے:

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «أيها الناس! إن الله طيب لا يقبل إلا طيبا وإن الله أمر المؤمنين بما أمر به المرسلين فقال: (يا أيها الرسل كلوا من الطيبات واعملوا صالحا إني بما تعملون عليم) وقال: (يا أيها الذين آمنوا كلوا من طيبات ما رزقناكم)». ثم ذكر

+0221-1111-68384
nsk@almuftionline.com
www.almuftionline.com
Phase 1, Sector: 4, Ahsanabad, Karachi, Pakistan
المفتی آن لائن
ALMUFTI ONLINE

الرجل يطيل السفر، أشعث أغبر، يمد يديه إلى السماء : يا رب يا رب ! ومطعمه حرام ومشربه حرام وملبسه حرام وغذي بالحرام فأنى يستجاب لذلك ؟». (صحیح مسلم: 85/3)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرۃ رضي اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور صرف پاکیزہ چیز ہی قبول کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اسی چیز کا حکم دیا جس چیز کا حکم اپنے بھیجے ہوئے نبیوں کو دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزوں میں سے (جو چاہو) کھاؤ، اور نیک عمل کرو۔ یقین رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو، مجھے اس کا پورا پورا علم ہے۔" اور فرمایا: "اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں رزق کے طور پر عطاء کی ہیں، ان میں سے (جو چاہو) کھاؤ!"

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کا ذکر فرمایا، جو طویل سفر کے بعد پراگندہ حال، گرد آلود چہرے کے ساتھ آسمان کی طرف دعاء کے لیے ہاتھ اٹھا کر کہتا ہے: اے میرے رب! اے میرے رب! (یعنی خشوع خضوع سے یارب یارب کی صدا لگا کر دعاء مانگتا ہے) لیکن حال یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کا لباس حرام اور اس کی غذاء حرام، تو ایسے شخص کی دعاء کیسے قبول ہوگی؟"

دورِ حاضر میں جدید ٹیکنالوجی نے جہاں انسانیت کے لیے بہت سی سہولتیں پیدا کی ہیں، وہاں بہت سے مسائل و مشکلات کا دروازہ بھی کھولا ہے، پوری دنیا ایک گاؤں کی طرح بن گئی ہے، کوئی مصنوع دنیا کے کسی کونے میں تیار ہو، چند دنوں میں پوری دنیا میں پہنچ جاتی ہے اور ملٹی نیشنل کمپنیاں اپنی بے پناہ دولت اور مہارتوں کی بناء پر اپنی مصنوعات کو دنیا تک نہ صرف پہنچانے میں، بلکہ رائج کرنے اور اس قوت سے

رائج کرنے میں کہ وہ زندگی کا حصہ بن جائیں، کامیاب دکھائی دیتی ہیں، چنانچہ کھانے پینے، لگانے اور پہننے کی کتنی اشیاء ہیں جن میں حرام ونجس کے شامل ہونے کے امکانات ہیں اور وہ تمام اشیاء قریب قریب ہر گھر میں استعمال ہو رہی ہیں؟ معاشرے کے ہر خاص وعام، عالم / جاہل، متقی وغیر متقی کو ان سے واسطہ پڑتا ہے۔

ہمیں سوچنا ہو گا کہ ہمارے اکابر ومشائخ، صلحاء واتقیاء (اللہ تعالیٰ ان کی زندگیوں میں خوب برکت عطا فرمائیں) کی شب بیداریاں اور آہ وزاریاں کہیں اسی بناء پر رائیگاں تو نہیں جا رہیں؟ حجاج ابن یوسف کا واقعہ مشہور ہے کہ اس نے اپنے زمانے کے اتقیاء وصلحاء ومستجاب الدعوات اللہ والوں کو جمع کیا اور ان کو حرام ومشکوک کھانا کھلایا، کھانے کے بعد اس نے کہا کہ اب میں آپ لوگوں کی بد دعاؤں سے بے پرواہ ہو گیا، اس لیے کہ آپ لوگوں نے حرام کھانا کھالیا، اس کے بعد آپ کی میرے لیے کی ہوئی بد دعائیں قبول ہونے کا امکان نہیں رہا۔

حرام لقمہ دل کی موت اور سختی کا باعث ہے، اس سے نیکی کی توفیق چھن جاتی ہے، چنانچہ ابو حفص عمر بن صالح طرسوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ذهبت أنا ويحيى الجلاء - وكان يقال إنه من الأبدال - إلى أبي عبد الله فسألته، وكان إلى جنبه بوران وزهير وهارون الجمال، فقلت: رحمك الله يا أبا عبد الله، بم تلين القلوب؟ فأبصر إلى أصحابه فغمزهم بعينه ثم أطرق ساعة ثم رفع رأسه فقال: يا بني بأكل الحلال. فمررت كما أنا إلى أبي نصر بشر بن الحارث فقلت له: يا أبا نصر بم تلين القلوب؟ قال: "ألا بذكر الله تطمئن القلوب" (الرعد 28) قلت: فإني جئت من عند أبي عبد الله، فقال: هيه إيش قال لك أبو عبد الله؟ قلت: بأكل الحلال. فقال: جاء بالأصل. فمررت إلى عبد الوهاب ابن أبي الحسن فقلت: يا أبا الحسن بم تلين القلوب؟ قال: "ألا بذكر الله تطمئن القلوب". قلت: فإني جئت من عند

أبي عبد الله. فاحمرت وجنتاه من الفرح وقال لي: إيش قال أبو عبد الله؟ فقلت قال: بأكل الحلال. فقال جاءك بالجوهر، جاءك بالجوهر، الأصل كما قال، الأصل كما قال"

(حلية الأولياء لأبي نعيم الأصبهاني: 130/4)(ایضاً طبقات الحنابلة: 219/1)

ترجمہ: "میں اور یحیٰ ابن الجلاء ابو عبد اللہ (امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ) کے پاس گئے، میں نے عرض کیا: اے ابو عبد اللہ! (اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے) کس چیز سے دل نرم ہوتے ہیں؟ تو ابو عبد اللہ (امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ) نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور ان کو آنکھ سے اشارہ کیا، اس کے بعد سر جھکایا، پھر سر اٹھا کر فرمایا: اے بیٹے! اکل حلال سے (دل نرم ہوتے ہیں)۔ ابو حفص کہتے ہیں کہ میں اسی وقت ابو نصر بشر بن الحارث رحمہ اللہ کے پاس چل دیا، میں نے اس سے عرض کیا: اے ابو نصر! کس چیز سے دل نرم ہوتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: "یاد رکھو کہ صرف اللہ کا ذکر ہی وہ چیز ہے جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔" اس پر میں نے بتایا کہ میں ابو عبد اللہ (امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ) کے پاس سے آرہا ہوں، یہ سن کر بشر بن الحارث رحمہ اللہ نے کہا کہ جی جی بتایئے، ابو عبد اللہ نے آپ کو کیا بتایا؟ میں نے عرض کیا کہ انھوں نے اکلِ حلال کا فرمایا۔ تو بشر بن الحارث رحمہ اللہ نے فرمایا کہ انھوں نے اصل بات بتائی ہے۔ ابو حفص کہتے ہیں کہ میں اس کے بعد عبد الوہاب بن ابی الحسن رحمہ اللہ کے پاس گیا، تو میں نے اس سے عرض کیا: اے ابن ابو الحسن! کس چیز سے دل نرم ہوتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: "یاد رکھو کہ صرف اللہ کا ذکر ہی وہ چیز ہے جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔" اس پر میں نے بتایا کہ میں ابو عبد اللہ (امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ) کے پاس سے آرہا ہوں، یہ سن کر خوشی سے ان کے دونوں گال

سرخ ہو گئے، اور پوچھا کہ ابو عبد اللہ نے کیا فرمایا؟ میں نے عرض کیا کہ انھوں نے اکلِ حلال کا فرمایا۔ تو عبد الوہاب بن ابی الحسین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ انھوں نے آپ کو جوہر اور قیمتی موتی دیا ہے، انھوں نے آپ کو جوہر اور مغز کی بات بتائی ہے، اصل بات وہی ہے جو انھوں نے فرمائی ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أطب مطعمك ولا عليك أن لا تقوم بالليل وتصوم بالنهار.
(حلية الأولياء:360/3)

ترجمہ: "اپنا کھانا پاکیزہ رکھو! پھر رات کو قیام نہ کرو اور دن کو (نفل) روزہ نہ رکھو تو پروا نہیں۔"

شریعت نے مشتبہ چیزوں سے بچنے کا حکم دیا ہے اور اور جو ان سے بچنے کا اہتمام نہیں کرتا اس کے حرام میں مبتلا ہونے کی خبر دی ہے۔

رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا:

«إن الحلال بين وإن الحرام بين وبينهما مشتبهات لا يعلمهن كثير من الناس فمن اتقى الشبهات استبرأ لدينه وعرضه ومن وقع فى الشبهات وقع فى الحرام كالراعى يرعى حول الحمى يوشك أن يرتع فيه ألا وإن لكل ملك حمى ألا وإن حمى الله محارمه ألا وإن فى الجسد مضغة إذا صلحت صلح الجسد كله وإذا فسدت فسد الجسد كله ألا وهى القلب».
(صحيح مسلم:50/5)

ترجمہ: "بے شک حلال واضح ہے اور بے شک حرام واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان مشتبہات ہیں جن کو بہت سارے لوگ نہیں جانتے، پس جو کوئی مشتبہات سے بچا، اس شخص نے اپنے دین اور آبرو کی طرف سے صفائی پیش کردی اور جو کوئی مشتبہات میں واقع ہوا، وہ حرام میں واقع ہوا، جیسا کہ وہ چرواہا جو چراگاہ کے ارد گرد

(جانور) چراتا ہے، قریب ہے کہ وہ اس چراگاہ میں بھی جانور چرانے لگ جائے (یعنی جانور ممنوع چراگاہ میں داخل ہو کر رہیں گے)۔ غور سے سنو! کہ ہر بادشاہ کے لیے ایک حمیٰ (چراگاہ) ہوتی ہے، غور سے سنو! کہ اللہ تعالیٰ کی حمیٰ اس کی طرف سے حرام کی ہوئی چیزیں ہیں، اور جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، اگر وہ ٹھیک ہو جائے تو پورا جسم ٹھیک ہو جاتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے تو پورا جسم خراب ہو جاتا ہے، خبردار وہ (ٹکڑا) دل ہے۔"

حضرت عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"رد درهم من شبهة أحب إلي من أن أتصدق بمائة ألف درهم ومائة ألف ومائة ألف حتى بلغ إلى ستمائة ألف"

(إحياء علوم الدين لمحمد الغزالي: 91/2)

ترجمہ: "ایک مشتبہ درہم کا واپس کرنا مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں ایک لاکھ درہم صدقہ کروں، اور مزید ایک لاکھ درہم صدقہ کروں، اور مزید ایک لاکھ درہم صدقہ کروں،، یہاں تک کہ آپ چھ لاکھ درہم تک پہنچے۔"

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لقمۂ حرام سے ساری عبادات ضائع ہو جاتی ہیں، ان کے الفاظ یہ ہیں:

"إن العبادات كلها ضائعة مع أكل الحرام وإن أكل الحلال هو أساس العبادات كلها" (إحياء علوم الدين لمحمد الغزالي: 429/4)

ترجمہ: "بیشک تمام عبادات اکلِ حرام سے ضائع ہو جاتی ہیں اور اکلِ حلال تمام عبادات کی بنیاد ہے۔"

مسلمانوں کا المیہ یہ ہے کہ وہ عرصۂ دراز تک زمانے میں ہونے والے تغیرات کو نظر انداز کرتے رہتے ہیں اور جب پانی سر سے اونچا ہو جاتا ہے تو آنکھیں

کھولتے ہیں، مگر اس وقت معاشی اور جسمانی وروحانی اعتبار سے بہت نقصان ہو چکا ہوتا ہے۔

حلال فوڈ خالصۃً مسلمانوں کا مسئلہ ہے، اس پر بہت پہلے توجہ دینے کی ضرورت تھی، ایسے ادارے قائم ہونے چاہئیں تھے جو حلال کی فراہمی یقینی بناتے، کھانے پینے اور استعمال کی تمام اشیاء میں حرام شامل ہونے کا سدِباب کرتے، جن اشیاء میں حرام اور نجس شامل ہونے کے قوی خدشات ہوتے ان کے بارے میں معیاری تحقیق کر کے امتِ مسلمہ کی بروقت رہنمائی کرتے اور انھیں حرام سے بچاتے۔ مگر سالہا سال تک مشتبہ ومشکوک چیزیں وافر مقدار میں مارکیٹوں میں آتی رہیں اور استعمال ہوتی رہیں۔

تاہم اب الحمدللہ! اس سلسلے میں شعور بیدار ہو رہا ہے اور ادارے قائم ہو رہے ہیں، حکومتِ پاکستان نے بھی بہت سے اقدامات کیے ہیں۔ حلال فاؤنڈیشن بھی ان اداروں میں سے ایک ادارہ ہے جو مستند علماء کی نگرانی میں کام کر رہا ہے اور حلال کے معیارات بنانے میں بعض حکومتی اداروں کا بھی معاون رہا ہے۔

حضرت مولانا عارف علی شاہ صاحب حلال فاؤنڈیشن کے شریعہ ڈیپارٹمنٹ کے اہم رکن ہیں، جامعۃ الرشید میں درس وتدریس اور افتاء کے شعبے سے بھی منسلک ہیں، ماشاء اللہ ذی استعداد نوجوان ہیں، انھوں نے اس موضوع پر "حلال سرٹیفکیشن شریعت کی روشنی میں" کے عنوان سے ایک وقیع اور جامع مقالہ لکھا ہے، جس کا ایک اہم جزء غیر مسلموں کے حلال سرٹیفکیشن کے اداروں سے متعلق ہے۔ یہ حلال فوڈ کے حوالے سے کس قدر افسوسناک اور خطرناک پہلو ہے کہ جو معاملہ خالصۃً مسلمانوں سے متعلق ہے، اور جس کا تعلق حلال وحرام جیسے حساس مسائل سے ہے، اس میں مسلمانوں کی

رہنمائی کے لیے غیر مسلم ادارے قائم کر رہے ہیں، جن پر ہرگز یہ اعتماد نہیں کیا جاسکتا کہ وہ کسی قسم کی جعل سازی سے کام نہیں لیں گے۔ مسلمانوں کو حرام کھلانا اور انہیں دینِ اسلام کی روشن تعلیمات اور سنہری اقدار سے بیزار کرنا تو ان کے اہم اہداف میں سے ہے، دین کے اس اہم شعبے کو ان کے حوالے کیسے کیا جاسکتا ہے؟ ایسے حالات میں اس کی ضرورت تھی کہ اس طرح کے اداروں اور ان کی شرعی حیثیت پر تحقیقی انداز میں کام کیا جائے۔

ماشاء اللہ تعالیٰ مولانا عارف علی شاہ صاحب نے اس کا بیڑا اٹھایا، حلال وحرام سے متعلق قرآن وسنت کی نصوص اور علماءِ امت کے ارشادات سے ان کی کتاب کی اہمیت واضح ہے، اس کا امتیاز یہ ہے کہ مؤلف کے بقول اس موضوع پر پوری دنیا میں ابھی تک کوئی تحقیقی کام نہیں ہوا۔

ہماری رائے میں مصنف کا موقف مضبوط اور مدلل ہے، تاہم چونکہ یہ اس سلسلے کی پہلی کاوش ہے، اس لیے وہ علماء کرام جو اس شعبہ سے وابستہ ہیں، اس سے استفادہ کرتے ہوئے تحقیق کو مزید آگے بڑھاسکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مصنف کے علم وعمل میں مزید ترقی عطاء فرمائیں، اُن کی اس کاوش کو اپنے دربار میں قبول فرمائیں، اس کو امتِ مسلمہ کے لیے نافع بنائیں اور مصنف، اُن کے اساتذہ، والدین، ادارے اور جملہ متعلقین کے لیے صدقہ جاریہ اور ذخیرہ آخرت بنائیں۔

12 صفر 1437ھ
مطابق 25 نومبر 2015

تقریظ ورائے گرامی

حضرت مولانا مفتی شعیب عالم صاحب زید مجدہم

دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

باسمہ تعالیٰ

احکام شریعت کا تعلق مسلمان کے ظاہر اور باطن دونوں سے ہے۔ ظاہر کے ساتھ جن احکام کا تعلق ہے وہ عدالت کے ذریعے قابل تعمیل ہیں، مگر ایسے احکام مقدار میں تھوڑے ہیں اور شریعت کی انتظامی شاخ کا موضوع ہیں، مزید برآں یہ شریعت کا براہ راست اور مستقل موضوع بھی نہیں ہیں۔ اس کے برعکس جن احکام کا تعلق انسان کے باطن اور قلب وضمیر سے ہے وہ تعداد میں زیادہ، اہمیت میں مقدم اور شریعت کا براہ راست اور مستقل مقصود ہیں، بلکہ یوں تعبیر مناسب ہے کہ ہر حکمِ شرعی کا اولین خطاب انسان کے قلب وضمیر سے ہے۔ ضمیر کے ساتھ تعلق کی وجہ سے مسلمان جو بھی، جیسا بھی اور جہاں بھی ہو، شریعت کا مکلف رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک مسلمان اگر اسلامی ریاست کی بود و باش ترک کر کے ایک غیر مسلم سلطنت میں سکونت ورہائش اختیار کرلے جہاں شریعت کی عمل داری نہ ہو تو شریعت پھر بھی اس پر نافذ رہتی ہے، حالانکہ اپنے حدودِ ارضی سے باہر اسلامی عدالت کے لیے اپنے احکام کا نفاذ ممکن نہیں ہوتا۔

غذائی مصنوعات میں بھی حلال وحرام کا اصلاً تعلق انسان کے قلب وضمیر سے ہے، اس لیے قانون کی عدم موجودگی کے باوجود محض ضمیر کے احساس کے تحت مسلمان کو حلال وحرام کی تمیز رکھنی چاہیے کیونکہ قانون سے پہلے وہ قلب وضمیر کا پابند ہے۔

فقہاء بھی اس موضوع کے احکام کو دیانات میں شمار کرتے ہیں جس کا مطلب ہے کہ یہ خالص بندے اور اس کے رب کا معاملہ ہے اور ایک مسلمان کا ایمان اتنا مضبوط، ضمیر اتنا بیدار اور دیانت اتنی قوی ہونی چاہیے کہ ریاستی قانون اور انتظامی سختی اور دباؤ کے بغیر حلال وحرام کا اہتمام کرنے والا ہو۔ لہٰذا ایک مسلمان ملک میں غذائی مصنوعات کی حلال سرٹیفکیشن کی ضرورت ہی نہیں پڑنی چاہیے کیونکہ جب معاملہ دیانت کا ہے تو کسی کو مداخلت کا حق نہیں اور جب قانون پر عمل درآمد کے لیے قلب وضمیر کی صورت میں ایک داخلی محرک موجود ہے تو پھر سرٹیفکیشن کی شکل میں ایک خارجی وظاہری عامل کی ضرورت نہیں۔ یہی ایک مثالی اور آئیڈیل اسلامی معاشرے کی تصویر ہونی چاہیے، مگر آج معاشرہ جس نہج پر ہے اس میں اس خارجی عامل کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کیونکہ دیانت کمزور پڑ چکی ہے اور جب دیانت کمزور ہوتی ہے تو شریعت کا حسن ہے کہ وہ پھر خارجی عامل کو حرکت میں لاتی ہے تاکہ شر کو ابھرنے، پنپنے اور پھیلنے کا موقع نہ ملے اور قوت وطاقت کے زور پر برائی کا راستہ روک دیا جائے۔ چنانچہ اسلامی نظام عدل گستری میں حسبہ و احتساب کے نام سے باقاعدہ ایک ادارے کا وجود ملتا ہے جس کا مقصد ہی معاشرتی برائیوں کا خاتمہ اور نیکیوں کی ترویج ہے۔ اس ادارے کے تحت ایسے افعال بھی قابل دست اندازی سرکار ٹھہرتے ہیں جو دیگر عدالتی محکموں، محکمہ قضا اور ولایتِ مظالم کے دسترس سے باہر ہوتے ہیں۔ ادارہ احتساب کے نام سے اگر خیال اس بل کی طرف جاتا ہے جو صوبہ کے پی کے میں پیش ہوا تھا اور عدالت عظمیٰ نے اسے اپنے زعم میں موجودہ قانونی نظام کے متوازی ایک اور نظام ہونے کی وجہ سے مسترد کر دیا تھا تو درست ہے لیکن اگر حسبہ و احتساب سے موجودہ ادارہ احتساب سمجھا جاتا ہے تو درست نہیں؛ کیونکہ اس کا منبع ومصدر اسلامی شریعت نہیں، بلکہ سویڈن کا امیڈس مین ہے اور احتساب کا بنیادی کام یعنی اسلامی اخلاق کی نشوونما اور نگہداشت کا اس کے منشور میں کوئی ذکر نہیں۔

اسلامی اخلاقیات سے مراد یہ ہے کہ فرد کے باطنی کیفیت اور احساسات کا تعلق اگر اس کی ذات تک محدود ہے تو اسے تصوف اور سلوک کہتے ہیں لیکن باطنی کیفیت کا تعلق اگر دوسرے انسانوں کے ساتھ بھی ہو تو اسے اخلاقیات کہا جاتا ہے۔ اسلامی اخلاقیات کا فروغ ادارہ احتساب کا موضوع ہے۔ ایک انسان جب کم تولتا یا ناپتا ہے یا دکھاتا کچھ ہے اور دیتا کچھ ہے یا ملاوٹ اور جعل سازی کرتا ہے یا اسلامی غذائی معیارات کے مطابق اشیاء فروخت نہیں کرتا تو وہ اسلامی اخلاقیات کو چھوڑ کر منکر کا مرتکب ہوتا ہے اور منکر کا ازالہ ادارہ احتساب کا کام ہے۔

اگر اس پہلو پر غور کیا جائے تو حلال تصدیقی ادارے جو کام سرانجام دیتے ہیں وہ ادارہ احتساب کے دائرے میں آتے ہیں۔ احتساب کا ادارہ اپنی بناوٹ اور ساخت میں ایک نیم عدالتی ریاستی ادارہ ہوتا ہے جس سے صاف واضح ہے کہ حلال و حرام کا التزام واہتمام ریاست کی ذمہ داری ہے۔ آج کل جب ریاست کے ساتھ شریعت کا ذکر کیا جاتا ہے تو بعض لوگوں کے طبع پر سخت گراں گزرتا ہے، حالانکہ ریاست شریعت کا ایک مذہبی ادارہ ہوتا ہے، خود ریاست ظلِ شریعت ہوتی ہے اور ریاست کے منتظم اعلیٰ کو رسول کی نیابت حاصل ہوتی ہے۔ اس کے برعکس ہمارے اسکالرز حضرات کا خیال ہے کہ ریاست اور مذہب دو الگ الگ چیزیں اور ریاست کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ یہ دراصل مغرب سے درآمد شدہ نظریہ ہے جس کی بنیاد اس فلسفہ پر ہے کہ جو قیصر کا حق ہے وہ قیصر کو دو اور جو خدا کا حق ہے وہ خدا کو دو۔

اس وقت ملکی اور بین الاقوامی صورتحال یہ ہے کہ حلال ایک مقبول و مرغوب ٹریڈ مارک، معیار اور کوالٹی کی علامت اور صحت وصفائی کی ضمانت بن چکا ہے۔ ریاستیں اس میدان میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش میں ہیں اور مالی و معاشی مفادات کے پیشِ نظر غیر مسلم سلطنتیں بھی اس میدان میں کود پڑی ہیں۔ ان

کا مقصد صرف اس دوڑ میں حصہ نہیں بلکہ اس پورے اسکیم کو اپنے کنٹرول میں لینا ہے، حالانکہ حلال مسلمانوں کا لوگو (Logo) ہے، مسلمان ہی اس کے علم بردار اور داعی ہیں اور دنیا کو اس پروگرام سے روشناس کرانے والے ہیں۔ اگرچہ اقتصادی اور معاشی استحکام بھی ریاست کی ذمہ داری ہے، مگر معاملہ صرف مالیات اور اقتصادیات تک محدود نہیں ہے، بلکہ یہ پہلو بھی رکھتا ہے کہ غیر مسلموں کی یا ان کے تابع اداروں کی اس اسکیم میں شمولیت کیا شرعی حیثیت رکھتی ہے؟

ہماری گورنمنٹ کی نظروں سے یہ نکتہ یا تو اوجھل رہا یا اسے بروقت درست شرعی رہنمائی میسر نہیں ہوئی یا اس کی نگاہ معاملے کی صرف معاشی پہلو تک محدود رہی اور اس نے غیر مسلم ممالک کے ذیلی اداروں کو بھی پاکستان میں حلال سرٹیفکیشن کی اجازت دے دی۔

حکومت کا یہ اقدام شرعی پہلو سے درست ہے یا نادرست، اہل علم اس مسئلہ پر متعلقہ حکام کو توجہ دلاتے رہے لیکن برادرم مفتی عارف علی شاہ صاحب نے زیر نظر کتاب لکھ کر اس ذمہ داری کو احسن طریقے سے پورا کر دیا ہے، انہوں نے اس پہلو پر تفصیل سے بحث کی ہے اور جواز اور عدم جواز دونوں طرف کے دلائل ذکر کرنے کے بعد وہ اس حتمی نتیجے پر پہنچے ہیں کہ غیر مسلموں کے مملوکہ کسی ادارے کو حلال سرٹیفکیشن کی اجازت دینا درست نہیں، ان کے الفاظ میں: ”پیشِ نظر مسئلہ میں غیر مسلموں کی ملکیت کسی بھی ادارے (کمپنی، فرنچائز، فرم وغیرہ کسی بھی قسم کے ادارے) کو حلال سرٹیفکیشن کی اجازت دینا از روئے شریعت درست نہیں۔“

یہی ان کی کتاب کی روح اور نقطہ عروج ہے، اس کے بعد انہوں نے جواز کی متبادل صورتیں بھی پیش کی ہیں اور ان میں سے آخری صورت کو آسان اور قابل عمل ہونے کی بنا پر ترجیح دی ہے۔ کتاب کے شروع میں حقوقِ شرعیہ کے مختلف اقسام، خبر

اور شہادت اور حلال سرٹیفکیشن کے بارے میں مباحث ہیں،اس ضمن میں مؤلف نے بعض فقہی اصطلاحات کی حلال تصدیقی اداروں کے کام کے ساتھ تطبیق بھی دی ہے۔اس طرح کی عملی تطبیق اور فقہی تکییف کے مباحث انتہائی نازک اور حساس اور گہرے غور و فکر کے متقاضی ہوتے ہیں، مگر رائے کی حد تک اس قسم کے مباحث پر خامہ فرسائی میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

محترم مؤلف نے موضوع سے متعلق تقریباً تمام ہی مباحث اپنی کاوش میں سمو دیے ہیں، البتہ اگر اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے مناصب، حلال و حرام کے حوالے سے ریاست کی ذمہ داری اور قانونِ شریعت کے انتظامی شاخ سے متعلق مباحث بھی اگر اگلے ایڈیشن میں بڑھا دیے جائیں تو کتاب کی جامعیت و افادیت میں مزید اضافہ ہوگا۔

موجودہ صورت حال میں مولف کی کاوش وقت کی ضرورت، عملی افادیت کی حامل اور فقہ الحلال کے موضوع پر دستیاب لٹریچر میں اچھے اضافے کا باعث ہے، زیادہ مسرت اس بات کی ہے کہ موضوع پامال و مبتذل نہیں اور مقصود صرف تحقیق برائے تحقیق نہیں۔

حق تعالیٰ شانہ سے دعا ہے کہ موصوف کی کوشش کو شرفِ قبولیت بخشے اور ہم سب کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔وصلی اللہ علیہ وسلم

شعیب عالم

جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن، کراچی

08صفر1437ھ

مطابق21نومبر2015

تقریظ ورائے گرامی

استاذِ محترم حضرت مولانا مفتی محمد عبدالمنان صاحب مد ظلہم

نائب مفتی واستاذ جامعہ دارالعلوم کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Muhammad Abdul Mannan | **محمد عبدالمنان**

Naib Mufti & Ustad Jamia Darul-Uloom Karachi | نائب مفتی واستاذ جامعہ دارالعلوم کراتشی

Date:29.11. 2015. | التاریخ: ۱۶.۲.۱۴۳۷ھ

نحمده ونصلي على رسوله الكريم، وعلى آله واصحابه وأهل بيته أجمعين.

اما بعد! قرآن وسنت میں حلال اور پاکیزہ کھانے کا حکم اور اسکی تاکید فرمائی گئی ہے۔ چنانچہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يا أيها الناس كلوا مما في الأرض حلالاً طيباً ولا تتبعوا خطوات الشيطان إنه لكم عدو مبين ۔ (البقرة)

''اے لوگو! زمین میں جو حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں وہ کھاؤ اور شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو، یقین جانو کہ وہ تمہارے لئے ایک کھلا دشمن ہے''۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ جو لوگ حلال کھانے پینے کا اہتمام نہیں کرتے تو ان کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ع أيها الناس إن الله طيب لا يقبل إلا طيبا وإن الله أمر المؤمنين بما أمر به المرسلين فقال: يا أيها الرسل كلوا من الطيبات واعملوا صالحا إني بما تعملون عليم المومنون: وقال: يا أيها الذين آمنوا كلوا من طيبات ما رزقناكم البقرة: ثم ذكر الرجل يطيل السفر أشعث أغبر يمد يديه إلى السماء، يا رب يا رب ومطعمه حرام ومشربه حرام وملبسه حرام وغذي بالحرام فأنى يستجاب لذلك ۔ (صحيح مسلم)

شرعی طور پر مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم سب پر لازم ہے کہ کھانے پینے کی چیزیں مثلاً گوشت، مشروبات، ادویہ وغیرہ حلال ہوں، اس بارے میں قرآن وسنت کی واضح تعلیمات موجود ہیں۔ نیز اس موضوع پر اردو، عربی اور دیگر زبانوں میں بھی کافی کام ہوا ہے، لیکن جب سے تجارتی معاملات وسیع سے وسیع تر ہوتے چلے گئے اور معاشرے کی ضرورت کے پیش نظر مشینری کا دور شروع ہوا اور مصنوعات کا دائرہ نجی زندگی سے نکل کر عالمی مارکیٹوں تک جا پہنچا اور اس کی وجہ سے کھانے پینے کی اشیاء کی دستیابی کے لیے لوگوں نے کارخانے اور فیکٹریاں بلکہ ملٹی نیشنل کمپنیاں قائم کیں تو اس کی وجہ سے بہت سے نئے مسائل بھی پیدا ہوگئے، ان میں ''حلال سرٹیفکیشن'' کا معاملہ بھی ایک اہم ترین معاملہ ہے۔

زیر نظر کتاب بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جس کے مؤلف مولانا مفتی عارف علی شاہ فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی ومتخصص جامعۃ الرشید نے موضوع کے متعلق تمام اہم مسائل کے بارے سیر حاصل بحثیں کی ہیں، اور اس سلسلہ میں فقہاء اربعہ، بلکہ فقہ جعفریہ کی مستند کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔

بندے نے اس کتاب کا اول تا آخر مطالعہ کیا، اور مضامین ومواد کے لحاظ سے بہت مفید پایا، موصوف کی یہ کاوش قابلِ قدر ہے۔ بندے کے خیال میں جو لوگ ''حلال سرٹیفکیشن'' کے حوالے سے کام کر رہے ہیں ان کے لئے یہ کتاب ایک انمول تحفہ ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کتاب کو ہر طبقے میں عام کیا جائے تاکہ معاملہ کی نزاکت واہمیت سے لوگ واقف ہوں اور شریعت کے دائرہ میں رہ کر حلال اور پاکیزہ اشیاء استعمال کریں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فاضل مصنف کے علم وعمل اور عمر میں برکت عطا فرمائیں اور ان کی اس علمی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور اس طرح کی مزید علمی خدمات کے لئے موفق فرمائیں۔ آمین۔

واللہ المستعان۔

مفتی

محمد عبدالمنان عفی عنہ

نائب مفتی واستاذ جامعہ دارالعلوم کراچی

29/11/2015

تقریظ ورائے گرامی

استاذِ محترم حضرت مولانا مفتی محمد حسین خلیل خیل زید مجدہم

استاذ الحدیث و مفتی، دار الافتاء

جامعۃ الرشید کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدلولیہ والصلوٰۃ علی نبیہ!

امابعد !

فقہ اسلامی کا ایک اہم اصول ہے کہ جب کوئی جائز چیز کسی ناجائز کا ذریعہ بن جاتی ہو تو اس جائز چیز کو بھی روکا جاتا ہے جس کے لئے بطورِ اصطلاح سدِ ذرائع کا لفظ استعمال ہوتا ہے، علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اعلام الموقعین میں اس اصول کی روشنی میں قرآن وحدیث سے 99 مثالیں ذکر فرمائی ہیں۔ جبکہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس اصول کے تحت صرف خرید وفروخت سے متعلق ہزار مسائل کی تخریج فرمائی ہے۔

(انوار البروق فی إنواع الفروق:۲/۳۲، عالم الکتب)

اس اصول کے پیشِ نظر اور مقاصدِ شریعت کی حفاظت کے پیش نظر کسی ایسے ادارے کو جو کسی غیر مسلم فرد یا ادارے کے مکمل کنٹرول اور قانونی دسترس میں ہو، اس امر کی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ ایک خالص دینی مسئلے میں (بالخصوص جب اس کا تعلق مسلمانوں کی اجتماعیت اور پورے معاشرے کے ساتھ ہو) ایک ایسی اتھارٹی کی حیثیت اختیار کرلے جس کے تحت کسی چیز کے حلال یا حرام ہونے کے فیصلے اور تصدیق کا عمل کیا جاسکے۔ ایسی صورت حال میں اس کو نہیں دیکھا جائے گا کہ ذیلی طور پر جو فیصلہ کن کمیٹی ہے وہ چونکہ مسلمانوں پر مشتمل ہے، لہذا مسلمان ہونے کی حیثیت سے اس کمیٹی کے فیصلے کا اعتبار کیا جائے، کیونکہ اس کمیٹی کے فیصلے کا اعتبار کرنا اگرچہ فی نفسہ ایک جائز چیز ہوسکتی ہے، لیکن اس پورے ڈھانچے کو سامنے رکھتے ہوئے چونکہ یہ کمیٹی اپنی ادارتی حیثیت میں کسی غیر مسلم کے مکمل کنٹرول کے تحت ہے، لہذا اس طریقہ کار کو اگر قائم رکھا جائے تو رفتہ رفتہ ان خالص دینی امور میں غیر مسلموں کی مداخلت کا راستہ کھل

جانے کا قوی امکان ہے جو خود بھی حرام خوری کے خوگر ہیں اور چاہتے ہیں کہ مسلمان بھی حلال و حرام کے امتیازی رویوں سے نکل کر ان کی طرح بن جائیں۔

دوسری طرف "فتح الذرائع" کے اصول کے تحت مسلمانوں کی خصوصاً اصحاب اقتدار حضرات کی اجتماعی ذمہ داری ہے کہ حلال سرٹیفکیشن سے متعلق جتنی بھی مطلوبہ مہارتیں ہیں اور اس حوالہ سے ادارے تشکیل دینے کے لئے جو فنی اور پیشہ ورانہ صلاحیتوں کے حصول کی ضرورت ہے، اس میں اپنی بھرپور دلچسپی کا مظاہرہ کریں اور اس حوالے سے ایسے ادارے تشکیل دیں جو شرعی استناد کے ساتھ ساتھ جدید نظمیات اور ادارہ جاتی تقاضوں کو بھی احسن طریقے سے پورا کریں۔

حلال سرٹیفکیشن کے میدان میں غیر مسلموں کا در آنا بظاہر اس وجہ سے بھی ہے کہ مسلمانوں کے پاس اچھے معیاری ادارے بنانے کی صلاحیت میں کچھ نہ کچھ کمی کوتاہی ضرور پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے خانہ خالی را دیو میگرد جیسی صورت حال کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

ہمارے ایک فاضل ساتھی مولانا عارف علی شاہ صاحب نے زیرِ مقالہ میں "حلال سرٹیفکیشن کے ادارہ جاتی نظم" کے حوالے سے اصول و ضوابط کی ایک اچھی تحقیق پیش کی ہے۔ جو اس مسئلے کے حوالہ سے رائے قائم کرنے اور اس تحقیق کو مزید آگے بڑھانے میں انشاء اللہ ممد و معاون ثابت ہوگی۔ اس کاوش پر وہ اس شعبہ میں کام کرنے والوں کی طرف سے بجا طور پر شکریہ و تحسین کے مستحق ہیں، امید ہے قارئین ان کی اس کاوش سے بھرپور استفادہ کریں گے۔

سرّ دین، صدقِ مقال، اکلِ حلال　　　خلوت و جلوت تماشائے جمال
(اقبالؒ)

محمد حسین خلیفہ
دارالافتاء جامعۃ الرشید کراچی

۱۶/۲/۱۴۳۷ھ

مقدمہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے زندگی گذارنے کے لئے دینِ اسلام کو "دینِ حنیف" کے طور پر منتخب فرمایا ہے۔ جو فطری دین ہونے کے ساتھ ساتھ مکمل ضابطہ حیات ہے جس کے احکامات کا خلاصہ دو باتیں ہیں:

حلال اور جائز امور سے استفادہ ۔ حرام اور محرمات سے اجتناب کرنا

گویا مسلمان کا دستورِ حیات (The way of life) ہی یہی ہے کہ وہ حلال کو اختیار کرے اور حرام سے بچے۔

آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ میں حلال و حرام سے متعلق بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے جس میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال کھانے کی تاکید اور حرام سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ [المائدۃ/88]

ترجمہ: اللہ نے تمہیں جو رزق دیا ہے اس میں سے حلال پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور جس اللہ پر تم ایمان رکھتے ہو اس سے ڈرتے رہو۔

ارشادِ نبوی ہے: "نماز کے بعد سب سے بڑا فریضہ حلال طلب کرنا ہے"۔ (1)

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: "حرام کا ایک لقمہ کھانے والے کی چالیس روز تک نماز و دعائیں قبول نہیں ہوتیں"۔ (2)

اس مسئلہ کا دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ بدقسمتی سے معاشرے میں اسلامی نقطۂ نظر سے حلال و حرام جیسے انتہائی اہم مسئلہ میں دیانت، امانت، ایفائے عہد اور شرعی و اخلاقی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی بجائے جھوٹ، وعدہ خلافی، دھوکہ دہی اور حرام و مضر

صحت مصنوعات کا بکثرت رواج عام ہے، یہ وہ مسائل ہیں کہ ان کے اثرات نہ صرف ہماری دنیاوی زندگی پر پڑتے ہیں، بلکہ حلال کھانے پینے کا لحاظ نہ رکھنے اور اکلِ حرام کا ارتکاب کرنے سے ہماری اُخروی زندگی کے بھی تباہ ہونے کا خطرہ ہے۔ اس لئے عصرِ حاضر میں شریعت کی روشنی میں حلال کا ایک ایسا عالمی نظام تشکیل دینا ضروری ہے جس کے نتیجے میں عالمی سطح پر مسلمانوں کو ماکولات (Foods)، مشروبات (Beverages)، ادویات (Medicines) اور کاسمیٹکس (Cosmetics) کے حوالہ سے حلال وحرام کے درپیش مسائل کا ممکنہ حل، مسلمانوں کے عالمی اجتماعات مثلاً حج وغیرہ کے موقع پر حلال وحرام کے حوالے سے درپیش بے چینی اور مشکلات کا ازالہ، پوری دنیا میں مسلمانوں کو شک وشبہ سے بالاتر ہو کر کھانے پینے، لگانے کی یقینی متفقہ حلال چیزوں کی دستیابی اور متفقہ اور جامع معیار ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان حلال تجارت بڑھ سکے اور اسلامی معیشت مضبوط ہو، نیز حرام سے بچنے، حلال کھانے پینے کی برکت سے ہماری عبادات ودعائیں قبول ہونگیں اور امت مسلمہ کے مسائل بھی اللہ تعالیٰ حل فرمائیں گے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ امت اختلاف سے نکل کر اتحاد کی طرف بڑھے گی۔ ان شاءاللہ

اس حوالے سے یہ بات بھی ضروری ہے کہ موجودہ عالمی حالات کو دیکھتے ہوئے قرآن وسنت کی تعلیمات کی روشنی میں جہاں جہاں یسر وسہولت کی گنجائش ہو امت کو وہ سہولت بتائی جائے اور جہاں جہاں گنجائش نہیں، وہاں مختلف حیلوں بہانوں سے حرام اشیاء کو حلال کرنے کی کوششوں کا سدِ باب کیا جائے۔

حلال کی اہمیت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ

الشَّیْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ [168] إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ[البقرة/169]

اے لوگو! زمین میں جو حلال پاکیزہ چیزیں ہیں وہ کھاؤاور شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو یقین جانو کہ وہ تمہارے لیے ایک کھلا دشمن ہے، وہ تو تم کو یہی حکم دے گا کہ تم بدی اور بے حیائی کے کام کرو اور اللہ کے ذمے وہ باتیں لگاؤ جن کا تمہیں علم نہیں ہے۔

﴿آسان ترجمہ قرآن﴾

دوسری جگہ ارشاد ہے:

فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ [النحل/114]

لہٰذا اللہ نے جو حلال پاکیزہ چیزیں تمہیں رزق کے طور پر دی ہیں انہیں کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم واقعی اسی کی عبادت کرتے ہو۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جب وہ آپ کے اندر ہوں تو دنیا کی اور کوئی بھی چیز آپ کے پاس نہ رہے آپ کو کوئی فکر و غم نہیں ہونا چاہیے وہ چار چیزیں یہ ہیں: ایک امانت کی حفاظت، دوسری بات کی سچائی، تیسری اچھے اخلاق اور چوتھی پاکیزہ حلال کھانا۔ (3)

ایک اور حدیث شریف میں ارشاد فرمایا کہ حلال طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (4)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اے سعد! پاکیزہ کھانا کھاؤ مستجاب الدعوات بن جاؤ گے۔ اور اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ جب بندہ حرام کا ایک لقمہ بھی اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے، چالیس دن تک اس کا کوئی

نیک عمل قبول نہیں ہوتا اور جس بندے کے جسم کی پرورش حرام اور سود پر ہوئی اس کے لیے جہنم کی آگ ہی بہترین ٹھکانا ہے۔ (5)

حرام کی نحوست :

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں وہ جسم داخل نہیں ہوگا جس کی پرورش حرام پر ہوئی ہو۔ (6)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی اس بات کی پروا نہیں کرے گا کہ جو چیز وہ لے رہا ہے وہ حلال ہے یا حرام؟ (7)

تحلیل و تحریم منصبِ شارع ہے:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ [الأعراف: 32]

ترجمہ: کہو کہ آخر کون ہے جس نے زینت کے اس سامان کو حرام قرار دیا ہو جو اللہ نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کیا ہے اور اسی طرح پاکیزہ رزق کی چیزوں کو؟

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین اور غیر مسلم کے اس طرز عمل پر نکیر کی ہے کہ وہ بغیر کسی شرعی دلیل کے بعض چیزوں کو حرام قرار دیتے تھے اور بسا اوقات اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرتے تھے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا اور یہ بات دراصل اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کے مترادف ہے۔

شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم ان آیات کی تشریح میں فرماتے ہیں: ”یوں تو کسی بھی شخص کی طرف کوئی غلط بات منسوب کرنا ہر اعتبار سے ایک ناجائز اور غیر اخلاقی فعل ہے ، لیکن اگر یہ جرم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا جائے

تو اس کی سنگینی انسان کو کفر تک لے جاتی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی

بات

منسوب کرتے وقت انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے اور جب تک انسان کو یقینی علم

حاصل نہ ہو، ایسی نسبت کا اقدام ہر گز نہیں کرنا چاہیے۔" (8)

وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ [النحل: 116]

ترجمہ: اور جن چیزوں کے بارے میں تمہاری زبانیں جھوٹی باتیں بناتی ہیں، ان کے بارے میں یہ مت کہا کرو کہ یہ چیز حلال ہے اور یہ حرام ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم اللہ پر جھوٹا بہتان باندھو گے یقین جانو کہ جو لوگ اللہ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پاتے۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللَّهُ افْتِرَاءً عَلَى اللَّهِ قَدْ ضَلُّوا وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ [الأنعام: 140]

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ بڑے خسارے میں ہیں جنہوں نے اپنی اولاد کو کسی علمی وجہ کے بغیر محض حماقت سے قتل کیا ہے اور اللہ نے جو رزق ان کو دیا تھا اسے اللہ پر بہتان باندھ کر حرام کر لیا ہے، وہ بری طرح گمراہ ہیں اور کبھی ہدایت پر آئے ہی نہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ، وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ [المائدة/87، 88]

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے جو پاکیزہ چیزیں حلال کی ہیں ان کو حرام قرار نہ دو اور حد سے تجاوز نہ کرو! یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے

والوں کو پسند نہیں کرتا اور اللہ تعالی نے تمہیں جو رزق دیا ہے اس میں سے حلال پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور جس اللہ پر تم ایمان رکھتے ہو اس سے ڈرتے رہو۔

قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ لَكُمْ مِنْ رِزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا قُلْ آللَّهُ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرُونَ [یونس: 59]

ترجمہ: کہو کہ بھلا بتلاؤ اللہ تعالی نے تمہارے لیے جو رزق نازل کیا تھا تم نے اپنی طرف سے کسی کو حرام اور کسی کو حلال قرار دے دیا ان سے پوچھو کہ کیا اللہ نے تمہیں اس کی اجازت دی تھی یا تم اللہ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہو؟

امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس نے اللہ تعالی کے حلال رزق کو حرام کیا وہ اللہ تعالی پر جھوٹ باندھنے والا ہے۔ (9)

حرام کو حلال کہنے والے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالی یہودیوں پر لعنت کریں (کیونکہ) ان پر چربی حرام کر دی گئی تھی تو انھوں نے (یہ حیلہ کیا کہ) چربی کو پگھلایا پھر بیچنے لگے (کہ اب تو حلال ہے) (10)

علامہ ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی چیز کو حرام قرار دینا یا کسی چیز کو حلال قرار دینا یہ صرف اور صرف اللہ رب العزت کا اختیار ہے لہٰذا کسی کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اللہ تعالی کی طرف سے دی ہوئی کسی دلیل کے بغیر کسی چیز کو حرام یا حلال قرار دے، یہ وجہ ہے کہ اجتہاد کے نتیجے میں اگر کوئی چیز ناجائز ٹھہرتی ہے تو اس کو بجائے حرام کے مکروہ اور ناپسندیدہ کہا جائے، امام مالک رحمہ اللہ کا اپنے پیش رو لوگوں کی اقتداء کرتے ہوئے یہی طرز عمل تھا۔ (11)

تفسیر روح المعانی میں علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی چیز کو حرام قرار دینا اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی ہوئی کسی واضح دلیل کی بنیاد پر ہی ہو سکتا ہے، کسی کی ذاتی خواہش پر نہیں۔(12)

حلال سرٹیفکیشن و حلال معیارات کی اہمیت وضرورت:

1۔ شریعتِ مطہرہ میں حلال کھانے اور حرام سے بچنے کی جو اہمیت ہے اس کے پیشِ نظر ہمارا دینی فرض ہے کہ ہم جو چیز بھی استعمال کر رہے ہوں، اس میں حلال و حرام کی تحقیق کریں۔

2۔ ماضی قریب میں جب تک مسلمان اپنی تیار کردہ خالص دیسی چیزیں استعمال کرتے تھے اس وقت تک حلال و حرام کے حوالے سے کوئی خاص مسئلہ نہیں تھا، بعد میں غذائی علوم (Food Sciences) کی بے انتہا ترقی کی وجہ سے اس میدان میں بھی انقلاب آیا، ایک ہی چیز میں حلال و حرام کی تمیز کے بغیر بہت سارے اجزائے ترکیبی استعمال ہوتے ہیں، مصنوعات بنانے والوں میں مسلم و غیر مسلم ہر طرح کے لوگ شامل ہیں، بلکہ حلال انڈسٹری میں غیر مسلم صانعین (Non-Muslim Manufacturers) کا حصہ زیادہ ہے جبکہ مسلمان کسی فرق کے بغیر یہ مصنوعات استعمال کرتے ہیں۔

3۔ گلوبلائزیشن کی وجہ سے پوری دنیا ایک گاؤں کی حیثیت اختیار کر چکی ہے دنیا کے ایک کونے میں تیار ہونے والی چیز مختصر عرصے میں دنیا کے دوسرے کونے میں پہنچ جاتی ہے، غذائی علوم کی ترقی کی وجہ سے پیک شدہ مصنوعات کو مہینوں بلکہ سالوں تک محفوظ رکھا جاتا ہے۔ ان اشیاء کی ایسے انداز میں تشہیر کی جاتی ہے کہ لوگ حلال و حرام کی تمیز کیے بغیر یہ درآمد شدہ (Imported) اشیاء استعمال کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

4۔ بین الاقوامی معاملات و تجارت سمٹ جانے کی وجہ سے بعض مسائل میں اب یہ بات بہت مشکل و حرج کا باعث ہے کہ کسی ایک فقہی مذہب کی مکمل پابندی کرتے ہوئے بین الاقوامی تجارت و معاملات میں حصہ لیا جاسکے۔ کھانے پینے سے متعلق بعض انتہائی اہم مسائل میں فقہاء کرام کے درمیان شدید نوعیت کا اختلاف ہے۔ اس لیے ان مسائل کو بھی فقہ مقارن کی روشنی میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔

5۔ عام بین الاقوامی اسفار سمیت بعض دوسرے خصوصی مواقع پر اس قسم کے حساس معاملے پیش آتے ہیں، جیسا کہ مثال کے طور پر حج کے موقع پر لاکھوں مسلمانوں کے کھانے پینے کی اکثر چیزیں دنیا کے مختلف ممالک سے آتی ہیں، جن میں اکثریت غیر مسلم ممالک کی ہوتی ہے ۔ جن کے بارے میں اکثر لوگ تشویش کا شکار ہوتے ہیں کہ ان مشتبہ چیزوں کے کھانے کے بعد ان کی دعائیں اور عبادات کیسے قبول ہونگیں؟ لہٰذا عالمی سطح پر درپیش اس انتہائی اہم اور حساس دینی مسئلہ کے پیشِ نظر اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ارشادِ باری تعالیٰ{ یرید اللہ بکم الیسر و لا یرید بکم العسر، البقرۃ:185}

اور ارشادِ نبوی <<یسروا ولا تعسروا،[13] >> لوگوں کے لیے سہولتیں پیدا کرو مشکلات پیدا نہ کرو، کو سامنے رکھتے ہوئے پوری دنیا کے مسلمانوں کے لیے شرعی اصولوں کے دائرے میں رہتے ہوئے، جہاں تک ممکن ہو، ایک جامع عالمی حلال اسٹینڈرڈ مرتب کیا جائے اور اس سلسلہ میں جو فقہی مشکلات ہوں، ان کے حل کا امکانی جائزہ لیا جائے۔

حلال سرٹیفکیشن کی ضرورت کے بارے میں مزید تفصیل باب نمبر 3 ، فصل نمبر 2 میں آجائے گی۔ ان شاءاللہ

کتاب کے بارے میں کچھ ضروری باتیں:

سبب وضرورتِ تالیف:

عصرِ حاضر میں فوڈ سائنس کی بے پناہ ترقی کی وجہ سے جہاں ایک طرف کھانے پینے وغیرہ کی اشیاء سے متعلق حلال سرٹیفکیشن ضروری ہے وہاں ضمناً حلال سرٹیفکیشن اور اس حوالے سے مختلف قسم کی معیارات سازی (Standardization) کا کام اور خدمات کی فراہمی کا ایک باقاعدہ بزنس کی شکل اختیار کر گیا ہے، جس کی وجہ سے بعض ایسی ملٹی نیشنل کمپنیوں نے بھی حلال سرٹیفکیشن کا کام شروع کی ہیں، جن کی ملکیت غیر مسلموں کے پاس ہے اور جن کا سرٹیفکیٹ بظاہر غیر مسلموں کی طرف منسوب ہے، اگرچہ ان کمپنیوں میں حلال سرٹیفکیٹ کے اجراء کے لیے مسلمان ملازمین کو رکھا جاتا ہے، تاہم اس پر شرعی حوالے سے یہ اشکال سامنے آتا ہے کہ حلال و حرام ایک خالص شرعی ودینی مسئلہ ہے، جس کا تعلق اسلام کے دیانات کے باب سے ہے، جس میں غیر مسلم کی بات قبول نہیں، تو کیا مذکورہ کمپنیوں کا سرٹیفکیٹ بھی اس زمرے میں آتا ہے یا نہیں؟

حلال کے معاملات میں غیر مسلموں کی طرف سے ممکنہ مداخلت کے حوالے سے 13،14 جون 2015 کو ترکی کے شہر استنبول میں دوروزہ اجلاس ہوا جس میں مسلم اور غیر مسلم ممالک سے آئے ہوئے حلال سے متعلق مختلف مسلمان اداروں کے نمائندوں نے متفقہ طور پر یہ قرارداد پاس کی جس میں یہ طے کیا گیا کہ حلال ایک خالص مذہبی معاملہ ہے، اس کی تشریح، قانون سازی، معیار سازی اور کسی بھی قسم کی سرگرمیاں دیانات وعبادات سے متعلق ہیں، جس کے لیے بنیادی شرط ایمان ہے، لہٰذا غیر مسلم اداروں کی طرف سے حلال سرٹیفکیشن کا کام اسلامی اصولوں کی رو سے کالعدم ہے اور اس کو کسی بھی صورت میں قبول نہیں کیا جائے گا۔

بندہ حلال کے حوالے سے معیارات سازی (Standardization) کے لیے قائم وفاقی ادارے پاکستان اسٹینڈرڈ اینڈ کوالٹی کنٹرول اتھارٹی (PSQCA) کی دو حلال ٹیکنیکل کمیٹیوں (حلال فوڈز اسٹینڈرڈائزیشن ٹیکنیکل کمیٹی اور حلال گڈز اینڈ پرسنل کیئر پروڈکٹس اسٹینڈرڈائزیشن ٹیکنیکل کمیٹی) کا رکن ہے اور گذشتہ پانچ سال سے اس کمیٹی کی مجالس (Meetings) میں شریک رہا ہے یہ کمیٹی پاکستان اسٹینڈرڈ اینڈ کوالٹی کنٹرول اتھارٹی، وفاقی وزارتِ سائنس وٹیکنالوجی کے ماتحت کام کرتی ہے ، چنانچہ مذکورہ مسئلہ جب اس کمیٹی کے فورم پر زیرِ بحث آیا تو کمیٹی کے چیئر مین وارا کین نے بندہ سے کہا کہ اگر اس حوالے سے شریعہ کی راہنمائی سامنے آجائے تو اس مسئلہ پر فیصلہ کرنا آسان ہوگا، آپ اس پر شریعہ کی روشنی میں تحقیق کرکے کمیٹی کو فیصلہ کرنے میں راہنمائی فرمائیں۔

دوسری طرف اس کتاب کے تکوینی اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی تھا کہ انہی دنوں بندہ حلال ہی سے متعلق ایک اور موضوع پر کراچی یونیورسٹی سے اپنا پی۔ایچ۔ڈی (PhD) کا مقالہ لکھ رہا تھا، جس کا عنوان ہے: "ماکولات، مشروبات، ادویات اور تجمیلیات (کاسمیٹکس) سے متعلق **حلال کا عالمی معیار شریعت کی روشنی میں** (ضرورت واہمیت، امکانات، مشکلات اور حل)

Unified World Halaal Standard In the light of Sharia

اس موضوع پر الحمدللہ تفصیلاً کام مکمل ہو چکا ہے۔

یونیورسٹی کی طرف سے پی۔ایچ۔ڈی (PhD) کے لیے لازمی قانونی تقاضا ہے کہ ڈگری لینے سے پہلے مقالے کے علاوہ کم از کم ایک دو مختصر ریسرچ پیپر لکھنا ضروری ہیں، بندہ نے ارادہ کیا کہ کیوں نہ اسی موضوع پر اپنا پندرہ، بیس صفحے کا مختصر ریسرچ پیپر لکھا جائے۔

لکھنا شروع کیا، موضوع کی نوعیت، موجودہ عالمی حالات کے تقاضے اور یونیورسٹی کے تحقیق کے اصولوں کے مطابق فقہ مقارن (مذاہبِ اربعہ، فقہ ظاہریہ اور بشمولِ فقہ جعفریہ) کی روشنی میں موضوع سے متعلق عبارات جمع کرنے کا کام شروع کیا۔ ابتدائی کام مکمل ہوا، صفحات کی تعداد شمار کی تو پانچ سو سے اوپر صفحات بن رہے تھے، پھر اس کو کم کرنے کا کام شروع کیا، اور خلاصۃ الخلاصہ کی صورت میں موجودہ کتاب آپ کے سامنے ہے۔

فقہ مقارن (Combined Fiqh) کی روشنی میں:

یہ بات معروف و مسلم ہے کہ فقہ اسلامی کا اصل ذخیرہ وہ ہے جو مذاہبِ اربعہ کے فقہاء کرام نے جمع کیا ہے، تاہم بندہ نے اس کتاب میں مذاہبِ اربعہ کے ساتھ ساتھ فقہ ظاہریہ اور فقہ جعفریہ کی ضروری عبارات بھی اس مقصد کے پیشِ نظر شامل کیں تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ حلال و حرام پوری امتِ مسلمہ کا متفقہ مسئلہ ہے اور اس میں اصولی اعتبار سے اختلاف نہ ہونے کے برابر ہے۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ حلال کے معیارات سے متعلق امور کے لیے اسلامی ممالک کی تنظیم OIC نے SMIIC کے نام سے اپنا ایک ذیلی ادارہ قائم کیا ہے۔

(The Standards and Metrology Institute for the Islamic Countries)

چونکہ اس ادارے میں تقریباً 32 سے زائد اسلامی ممالک کی طرف سے اہلِ سنت والجماعۃ اور اہلِ تشیع سب کی نمائندگی ہے، اس لیے بندہ نے تمام فقہی مسالک کی عبارات کو تفصیلاً اور فقہ جعفریہ کی عبارات کو بقدرِ ضرورت ذکر کیا، تاکہ کل کوئی یہ اعتراض نہ کرے کہ یہ کسی خاص فرقے یا مسلک کا مسئلہ ہے۔

لہٰذا بندہ نے خالص شرعی نقطۂ نظر سے اس مسئلہ کا جائزہ لیا ہے اور اس بارے میں جہاں تک ضرورت محسوس کی، تمام مذاہبِ فقہیہ کے حوالے سے گفتگو کی ہے۔ کوشش یہ کی ہے کہ نفسِ مسئلہ ذکر کرنے کے بعد سب سے پہلے قرآن کی آیت (اگر موضوع سے متعلق موجود ہے) لکھی جائے اس کے بعد احادیثِ مبارکہ اور آخر میں فقہ اسلامی کی عبارات بطورِ تشریح ذکر کی جائیں۔

چونکہ کتاب کے قارئین و مخاطبین میں دینی وعصری علوم کے پڑھے ہوئے دونوں طرح کے لوگ شامل ہیں اس لیے کتاب میں جہاں جہاں بندہ نے ضرورت محسوس کی وہاں خالص شرعی اصطلاحات کا ممکنہ انگریزی ترجمہ بھی شامل کیا۔

مقصدِ تالیف :

کتاب لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ رضاءالٰہی کے حصول کی نیت سے شریعت (قرآن ،سنت، فقہ) کی روشنی میں سلف صالحین کے مزاج کو سامنے رکھتے ہوئے عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق جو بھی حل اقرب الی القرآن والسنۃ ہو اس کو لے کر حلال سرٹیفکیشن بالعموم اور غیر مسلموں کی ملکیت یا ان کی نگرانی میں چلنے والے اداروں کی طرف سے بالخصوص، حلال سرٹیفکیشن یا حلال اسٹینڈرڈائزیشن کے حوالے سے درپیش مسئلہ کا حل تلاش کیا جائے۔ اس بارے میں جو کچھ بندہ کی سمجھ میں آیا وہ پیش کیا ہے ،امید ہے کہ اکابر مفتیانِ کرام اس موضوع پر تحقیق کر کے امت کی مزید راہنمائی فرمائیں گے۔ واللہ الموفق

حوالہ جات:

قرآنِ مجید کی آیات کا ترجمہ ہر جگہ شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کے آسان ترجمہ قرآن سے لیا گیا ہے، البتہ ہر جگہ اس کے حوالے کا التزام نہیں رکھا گیا۔

اس کے علاوہ کتاب میں تفسیر، حدیث، فقہ اسلامی وغیرہ کی مختلف عبارات کے لیے جتنے بھی حوالے دیئے ہیں، وہ جامعۃ الرشید کی طرف سے ترتیب دی گئی ڈیجیٹل لائبریری میں موجود مکتبة الشاملة سے لیے گئے ہیں، البتہ ان کتابوں کے مطبع وغیرہ کی تفصیلات کے بارے میں کتاب کے آخر میں مراجع ومصادر کے عنوان کے تحت اجمالاً ذکر کیا گیا ہے۔

حواشی مقدمہ

---

(1) (الجامع الصغیرللسیوطی: ۱۳۱/۳)

(2) (جامع الاحادیث للسیوطی :۵۵/۲۰)

(3) سلسة الأحاديث الصحيحة (2/ 12)غاية المقصد فى زوائد المسند (ج 2 / ص 3116)

(4) (الجامع الصغير لجلال الدين السيوطي ،ج 3 / ص 131)

(5) المعجم الأوسط للطبراني - (ج 6 / ص 310)

(6) (المعجم الأوسط لأبو القاسم الطبراني :6 / 113)

(7) (صحيح البخاري :3 / 55)

(8) (آسان ترجمہ قرآن :ج 1ص 452)

(9) تفسير الرازي :1/ 298

(10) صحيح البخاري :4/ 170

(11) أحكام القرآن لابن العربي :217/5

(12) تفسير روح المعانى(6/ 52

(13) صحيح مسلم: 141/5

پہلا باب

چند ضروری اور اصولی مباحث

اسلامی احکام (حقوقِ شرعیہ) کی مختلف قسمیں

بنیادی طور پر اسلامی احکام (حقوقِ شرعیہ) کی دو قسمیں ہیں:

1. **حقوق اللہ** : وہ حقوق جو کسی خاص شخص کی بجائے نفع عام سے تعلق رکھتے ہوں یا وہ جن کے ساقط کرنے میں بندے کا اختیار نہ ہو، مثلاً نماز، ایمان وغیرہ۔

صاحبِ توضیح فرماتے ہیں کہ ان کو حقوق اللہ اس لیے کہتے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی عنایات وانعامات تمام مخلوق کے لیے عام ہیں اسی طرح ان حقوق کا نفع بھی عام ہوتا ہے ورنہ دیکھا جائے تو ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اسی کی طرف اس کی نسبت ہوتی ہے۔(1)

2. **حقوق العباد**: جن کا نفع کسی خاص بندے تک ہو یا جن کے ساقط کرنے میں بندے کا اختیار ہو، مثلاً انسانوں کے ایک دوسرے کے اوپر مختلف جانی ومالی حقوق، جیسے حقِ قصاص یا قرض وغیرہ

پھر ان دونوں کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

1۔خالص حقوق اللہ　　　2۔خالص حقوق العباد

3۔دونوں کا مجموعہ، جس میں حق اللہ غالب ہو۔　　　4۔دونوں کا مجموعہ، جس میں حق العبد غالب ہو۔

حقوق اللہ کی آٹھ قسمیں:

حقوق اللہ کی آٹھ قسمیں ہیں:

1. خالص عبادات، مثلاً پانچ ارکانِ اسلام، ایمان، نماز، زکوۃ، روزہ، حج۔
2. خالص عقوبات (یعنی بطورِ سزا و عقوبت جس حکم کو مشروع کیا گیا ہو)، مثلاً حدود و تعزیرات۔
3. عقوبات قاصرہ (یعنی جن میں سزا و عقوبت کا پہلو کم ہو)، مثلاً قاتل وارث کا اپنے مورث کی میراث سے محروم ہونا۔
4. حقوق الله دائرة بين الأمرين: ایسے حقوق اللہ جو عبادت اور عقوبت میں مشترک ہوں، یعنی ان کو بطورِ عبادت اور بطورِ سزا دونوں پہلوؤں سے مشروع کیا گیا ہو، مثلاً مختلف کفارات، جیسے قسم کا کفارہ، روزے کا کفارہ وغیرہ
5. عبادة فيها معنى المؤنة: یعنی ایسی عبادت جس میں مؤنت و مشقت کا معنی پایا جاتا ہو، مثلاً صدقہ فطر۔
6. مؤنة فيها معنى العبادة: یعنی کوئی پُرمشقت حکم (مؤنت) جس میں عبادت کا معنی پایا جاتا ہو، مثلاً عشر۔
7. مؤنة فيها شبهة العقوبة: یعنی کوئی پُرمشقت حکم (مؤنت) جس میں عقوبت یعنی سزا کا معنی پایا جاتا ہو، مثلاً خراج غیر مسلم سے لیا جانے والا زمینی ٹیکس
8. حق قائم بنفسه: بذات خود قائم حق اللہ، جیسے خمس یعنی مالِ غنیمت میں پانچواں حصہ۔ (2)

عبادات کی دو قسمیں:

عبادات کی دو قسمیں ہیں:

ایک ایمان، دوسری ایمان کی فروعات، ایمان اور اس کی فروعات سب کو ملا کر ارکانِ اسلام کہتے ہیں۔

ارکانِ اسلام

ارکانِ اسلام پانچ ہیں، یعنی ایمان، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج۔ (3)

حقوق اللہ کا جو حصہ عبادات شمار ہوتا ہے اس کو شریعہ کی دوسری اصطلاح میں "دینیات یا دیانات" بھی کہتے ہیں۔

مسلمان کی زندگی میں انجام پانے والی سرگرمیاں (Activities):

ایک مسلمان کی زندگی میں انجام پانے والی سرگرمیوں (Activities) کے بنیادی طور پر دو حصے ہیں:

1۔ دینیات یا دیانات　　2۔ معاملات

"دینیات یا دیانات" کسے کہتے ہیں؟

"دینیات یا دیانات" انسانی زندگی کے ان اعمال کو کہتے ہیں جو بندے اور اس کے رب کے درمیان مذہب کی بنیاد پر ہوتے ہیں، مثلاً ایمان، نماز، روزہ، وغیرہ، یعنی خالص دینی و مذہبی اعمال و سرگرمیاں۔ (4)

"معاملات" کسے کہتے ہیں؟

انسانی زندگی کے وہ اعمال جن میں وہ بندوں کے ساتھ کسی تعلق کو نبھاتا یا قائم کرتا ہے ان کو معاملات کہتے ہیں، مثلاً خرید و فروخت وغیرہ، یعنی جن اعمال کا خالص مذہبی پس منظر نہ ہو، بلکہ ان کا تعلق انسانی ضروریاتِ زندگی سے ہو۔

معاملات کی قسمیں:

معاملات کی تین قسمیں ہیں:

1. وہ معاملات جس کے نتیجے میں دوسروں پر کوئی چیز لازم نہ ہوتی ہو، مثلاً کسی کو وکیل مقرر کرنا۔

2. وہ معاملات جس میں مقصد ہی دوسروں پر کوئی چیز لازم کرنا (الزامِ محض) ہو، مثلاً وہ حقوق العباد جس میں عموماً خصومت و جھگڑے ہوتے ہیں۔

3. وہ معاملات جس میں ایک لحاظ سے دوسروں پر کوئی چیز لازم کرنا مقصود ہو جبکہ دوسرے لحاظ سے یہ مقصد نہ ہو، (الزام من وجہ / غیر الزام من وجہ) مثلاً اپنے کسی تجارتی وکیل کو معزول کرنا۔

معاملات کی تین قسموں کے بارے میں خبر دینے والے کے لیے شرائط:

1. پہلی قسم کے معاملے کے مخبر میں صرف تمیز یعنی مخبر کا ممیز ہونا شرط ہے۔

2. دوسری میں مکمل شروطِ شہادت ہیں۔

3. تیسری میں ایک چیز ہو یعنی یا تو عدد ہو یا عدالت۔

نوٹ: عدد اور عدالت کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ (5)

"دینیات یا دیانات" کی قسمیں:

"دینیات یا دیانات" کی دو قسمیں ہیں:

1) "دینیات یا دیاناتِ خالصہ یا دینیات یا دیانات محضہ": (Purely Divine Acts)

2) ''دینیات یادیاناتِ غیرِ خالصہ یادینیات یادیانات غیرِ محضہ'':

''دینیات یادیاناتِ خالصہ'':

وہ دینی امور جو خالصتاً اللہ اور بندے کے درمیان انجام پاتے ہوں اور ان کا تعلق کسی دوسرے بندے کے ساتھ نہیں ہوتا، مثلاً حلال وحرام، نجاست وطہارت وغیرہ۔
یا مثلاً کسی کی طرف منسوب کیے بغیر کسی بھی چیز کی حلت وحرمت کی بات کرنا

دینیات یادیاناتِ خالصہ'' یادینیات یادیانات محضہ کی پھر دو قسمیں ہیں:

1۔**دینیات یادیانات مقصودہ واصلیہ** : جن میں خالص دینی معاملات کا براہِ راست ذکر مقصود ہو، مثلاً کسی چیز کے بارے میں کہنا کہ یہ حلال ہے یا حرام ہے، یا پاکی ناپاکی کا کہنا، حلال سرٹیفکیٹ (Halaal Certificate) کا اجراء۔

دینیات یادیانات غیر مقصودہ ویاضمنیہ: جن میں خالص دینی معاملے کا ضمناً تذکرہ ہو، اصل مقصد نہ ہو، مثلاً کسی کا یہ کہنا کہ یہ گوشت میں نے مسلمان سے خریدا ہے۔ اب اس میں اصل بات خرید وفروخت کی ہے، لیکن اس کے ضمن میں گوشت کے حلال ہونے کی بھی خبر ہے۔(6)

2۔''دینیات یادیاناتِ غیرِ خالصہ وغیرِ محضہ'':

دینی امور کی دوسری قسم وہ ہے جس میں معاملہ تو خالص دینی ہوتا ہے لیکن اس دینی معاملے کا تعلق واثر انسان اور رب کے علاوہ کسی دوسرے کے ساتھ بھی کسی نہ کسی درجے میں پڑتا ہو، مثلاً کوئی آدمی کسی میاں بیوی کے بارے میں یہ اطلاع وخبر دے کہ ان میاں بیوی نے ایک ہی عورت کا دودھ پیا ہے۔ اب یہاں یہ معاملہ بظاہر ایک خالص دینی یعنی حلت وحرمت، کا بن رہا ہے، کیونکہ جب کوئی لڑکا لڑکی ایک ہی عورت کا دودھ پی لیں تو وہ دودھ شریک (رضاعی) بہن بھائی بن جاتے ہیں اور ان کا آپس میں نکاح قرآن وسنت کی رو سے حرام ہے۔ لیکن اس خبر میں ظاہر ہے کہ جب میاں بیوی

نے ایک ہی عورت کا دودھ پیا ہوگا تو ایک دوسرے کے رضاعی بہن بھائی ہونگے اور ان دونوں کا نکاح حرام ہوگا۔ لہذا اس شخص کی خبر محض کسی حلال و حرام کے مسئلے تک محدود نہیں، بلکہ اس کا اثر دو افراد یعنی میاں بیوی کے نکاح ٹوٹنے کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے۔

فقہ حنفی کے مشہور و ممتاز فقیہ علامہ شامی رحمہ اللہ نے دیاناتِ محضہ اور غیر محضہ کے درمیان فرق اور مذکورہ مسئلے کو بہت آسان لفظوں میں بیان فرمایا ہے، مثلاً کوئی کہے کہ رضاعی بہن بھائی کا آپس میں نکاح حرام ہے یہ دیاناتِ محضہ ہے، لیکن کوئی کہے کہ فلاں میاں بیوی آپس میں رضاعی بہن بھائی ہیں، یہ دیاناتِ غیرِ محضہ ہے۔ پہلی صورت میں اس جملے کا اثر کسی پر نہیں پڑ رہا، بلکہ خالص ایک دینی مسئلہ ہے، جبکہ دوسری صورت میں صرف دینی مسئلہ کے بیان تک بات محدود نہیں، بلکہ اس بات کے نتیجے میں میاں بیوی کے درمیان جدائی واقع ہو رہی ہے، پہلی صورت میں چونکہ ذمہ داری کم ہے اس لیے شریعت نے اس کی کم شرائط رکھیں، اور معیارِ شہادت (Witness Criteria) نرم رکھا، لیکن دوسری میں ذمہ داری زیادہ ہے اس لیے شریعت نے اس کے لیے شرائط میں سختی کردی۔ اور سخت معیارِ شہادت (Tuff Witness Criteria) رکھا۔(7)

برانڈ نام یا کمپنی نام کے ساتھ کسی پراڈکٹ کا شرعی حکم بتانا:

بندہ کے خیال میں حلال فوڈ کے میدان میں دیاناتِ محضہ اور غیر محضہ کی مثال یہ ہے کہ کسی کمپنی کے نام یا اس کے برانڈ نام کے ساتھ کسی مصنوع پر حلال یا حرام کا حکم لگانا، کیونکہ یہ بھی اسی قسم کے زمرے میں آتا ہے، مثلاً کوئی کہے کہ خنزیر سے بنا ہوا جیلیٹین حرام ہے، تو یہ دیاناتِ محضہ ہے، اور اگر کوئی یہ کہے کہ اس کمپنی کی اس

پراڈکٹ میں موجود جیلیٹین خنزیر سے بنا ہے، تو یہ دیاناتِ غیرِ محضہ ہے، پہلی صورت میں حلال سرٹیفکیشن کے ادارے کی ذمہ داری کم اور دوسری میں زیادہ ہے۔

خلاصہ:

اب تک کی بحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ عام طور پر ایک مسلمان کے اعمال کی تین قسمیں ہیں:

i. "دینیات یا دیاناتِ خالصہ": یعنی خالص دینی امور، اسے دینیات یا دیانات محضہ بھی کہتے ہیں۔

ii. "دینیات یا دیاناتِ غیرِ خالصہ"/ غیر محضہ: یعنی معاملہ تو خالص دینی ہو لیکن اس کا اثر کسی دوسرے پر بھی پڑتا ہو، مثلاً کسی کی رضاعت و حرمت کی بات کرنا۔

معاملات: یعنی انسانوں کے آپس کے معاملات وامورِ باہمی، مثلاً خرید وفروخت۔ (8)

حواشی باب نمبر 1

---

(1) (شرح التلويح على التوضيح :3/ 470،المكتبة الشاملة)

(2) شرح التلويح على التوضيح (3/ 470)

(قوله ثم المحكوم به إما حقوق الله تعالى) المراد بحق الله ما يتعلق به النفع العام من غير اختصاص بأحد فينسب إلى الله تعالى لعظم خطره وشمول نفعه وإلا فباعتبار التخليق الكل سواء في الإضافة إلى الله تعالى { لله ما في السماوات وما في الأرض } وباعتبار التضرر أو الانتفاع هو متعال عن الكل ومعنى حق العبد ما يتعلق به مصلحة خاصة كحرمة مال الغير فظهر بما ذكرنا أنه لا يتصور قسم آخر اجتمع فيه حق الله تعالى وحق العبد على التساوي في اعتبار الشارع (قوله أما حقوق الله تعالى فثمانية : عبادات خالصة كالإيمان) وعقوبات خالصة

كالحدود وقاصرة كحرمان الميراث وحقوق دائرة بين الأمرين كالكفارات وعبادات فيها معنى المؤنة كصدقة الفطر ومؤنة فيها معنى العبادة كالعشر ومؤنة فيها شبهة العقوبة كالخراج وحق قائم بنفسه كخمس الغنائم وذلك بحكم الاستقراء .

كتب محمد المدرس للأعظمي (7/ 21)

والحق : عند الأصوليين حقان ... حق الله ، وحق العبد .

فحق العبد : عبارة عما يسقط بإسقاط العبد ... كالقصاص .

وحق الله : مالا يسقط بإسقاط العبد ... كالصلاة .

اصول البزدوي . علي بن محمد البزدودي الحنفي (ص: 304

أما الأحكام فأنواع حقوق الله عز و جل خالصة وحقوق العباد خالصة والثالث ما اجتمع فيه الحقان وحق الله تعالى غالب والرابع ما اجتمعا وحق العبد فيه غالب وحقوق الله تعالى ثمانية أنواع عبادات خالصة وعقوبات خالصة وعقوبات قاصرة وحقوق دائرة بين الأمرين وعبادة فيها معنى المؤنة ومؤنة فيها معنى العبادة ومؤنة فيها شبهة العقوبة وحق قائم بنفسه

كشف الأسرار (7/ 483)

وحقوق الله تعالى ثمانية أنواع ....

كشف الأسرار (8/ 4)

وأما الحق القائم بنفسه فخمس المغانم والمعادن حق وجب لله تعالى ثابتا بنفسه بناء على أن الجهاد حقه فصار المصاب به له كله

قوله (وأما الحق القائم بنفسه) أي الحق الثابت بذاته من غير أن يتعلق بذمة العبد ومن غير أن يكون له سبب يجب باعتباره على العبد أداؤه بطريق الطاعة أو بغيرها مثل الصلاة والزكاة

المحيط البرهاني في الفقه النعماني (10/ 78)

رجل اشترى لحماً فلما قبضه أخبره مسلم ثقة أنه ذبيحة المجوسي، لم ينبغ له أن يأكله؛ لأن المشهود به حرمة التناول، وإنه حق الله تعالى،

(3) كشف الأسرار (7/ 484)

والعبادات نوعان الإيمان وفروعه .... والأصل في فروع الإيمان هي الصلاة ـــ ، ثم الزكاة ـــ ، ثم الصوم ـــ ، ثم الحج

البحر الرائق شرح كنز الدقائق (17/ 315)

العاشر : في محاسنه منها إنصاف المظلوم من الظالم وتخليص الحقوق إلى أهلها والأمر بالمعروف والنهي عن المنكر ، وهو من أعظم العبادات وبه أمر كل نبي قال الله تعالى { إنا أنزلنا التوراة فيها هدى ونور يحكم بها النبيون } وقال تعالى { وأن احكم بينهم بما أنزل الله ولا تتبع أهواءهم } والحاكم نائب عن الله تعالى في أرضه ولولاه لفسد العباد والبلاد.

(4) الدر المختار للحصفكي (6/ 661)

(الديانات) هي التي بين العبد والرب (كالخبر عن نجاسة الماء)

(5) رد المحتار (26/ 320)

ثم اعلم أن المعاملات على ما في كتب الأصول ثلاثة أنواع . الأول : ما لا إلزام فيه كالوكالات والمضاربات والإذن بالتجارة ، والثاني : ما فيه إلزام محض كالحقوق التي تجري فيها الخصومات. والثالث : ما فيه إلزام من وجه دون وجه كعزل الوكيل وحجر المأذون ، فإن فيه إلزام العهدة على الوكيل وفساد العقد بعد الحجر وفيه عدم إلزام ، لأن الموكل أو المولى يتصرف في خالص حقه ، فصار كالإذن . ففي الأول يعتبر التمييز فقط . وفي الثاني شروط الشهادة وفي الثالث إما العدد وإما العدالة عنده خلافا لهما فيتعين أن يراد هنا النوع الأول كما نبه عليه في العزمية

(6) البحر الرائق شرح كنز الدقائق (22/ 109)

ولأن المعاملات ليس فيها إلزام واشتراط العدالة للإلزام فلا معنى لاشتراطها فيها فاشترط فيها التمييز لا غير فإذا قبل فيها قول المميز وكان في ضمن قبوله فيها قبوله في الديانات يقبل قوله : في الديانات ضمنا لما ذكرنا حتى إذا قال المميز أهدى إليك فلان هذه الجارية ، أو بعثني مولاي بها إليك وسعه الأخذ والاستعمال حتى جاز له الوطء بذلك لأن الديانات دخلت تبعا للمعاملات كما تقدم بخلاف الديانات المقصودة لأنه لا يكثر وقوعها كالمعاملات ولا حرج في

اشتراط العدالة ولا حاجة إلى قبول قول الفاسق لأنه متهم وكذا الكافر والصغير لأنهما متهمان فيها

رد المحتار (26/ 319)

قوله شريته من المعاملات ، وثبوت الحل والحرمة فيه ضمني فلما قبل قوله في الشراء ثبت ما في ضمنه ، بخلاف ما يأتي وكم من شيء يثبت ضمنا لا قصدا كوقف المنقول ---- (قوله لا مطلق الحل والحرمة) أي الشامل للقصدي كهذا حلال أو حرام

العناية شرح الهداية (14/ 214)

وأما إذا تضمن زواله فلا يقبل ، كما إذا أخبر رجل أو امرأة عدل للزوجين بأنهما ارتضعا من امرأة واحدة ، **بل لا بد فيها من شهادة رجلين أو رجل وامرأتين لأن الحرمة هاهنا مع بقاء النكاح غير متصور فكان متضمنا لزوال الملك .**

فإن قيل : قد تقدم قوله لأنه لما قبل قوله أي قول المجوسي في الحل أولى أن يقبل في الحرمة ، وهو يدل على أن العدالة في الخبر بالحل والحرمة غير شرط فكان كلامه متناقضا .

أجيب بأن ذلك كان ضمنيا ، وكم من شيء يثبت ضمنا ولا يثبت قصدا ، فلا تناقض لأن المراد هاهنا ما كان قصديا .

(7) (رد المختار:26/322)

الدر المختار للحصفكي (5/ 661)

(وشرط العدالة في الديانات) هي التي بين العبد والرب (كالخبر عن نجاسة الماء فيتيمم) ولا يتوضأ (إن أخبر بها مسلم عدل) منزجر عما يعتقد حرمته (ولو عبدا) أو أمة

رد المحتار (26/ 322)

قوله في الديانات) **أي المحضة درر احترازا عما إذا تضمنت زوال ملك** كما إذا أخبر عدل أن الزوجين ارتضعا من امرأة واحدة لا تثبت الحرمة ، لأنه يتضمن زوال ملك المتعة فيشترط العدد والعدالة جميعا إتقاني وهذا بخلاف الإخبار ، بأن ما اشتراه ذبيحة مجوسي ، لأن ثبوت الحرمة لا يتضمن زوال الملك كما قدمناه فتثبت لجواز اجتماعها مع الملك (قوله هي) أي الديانات

المحیط البرهاني في الفقه النعماني (10/ 78)

رجل اشترى لحماً فلما قبضه أخبره مسلم ثقة أنه ذبيحة المجوسي، لم ينبغ له أن يأكله؛ لأن المشهود به حرمة التناول، وإنه حق الله تعالى، وإثباتها لا يتضمن زوال الملك، فإن حرمة الانتفاع مع قيام الملك يجتمعان في الجملة، والمشهود به إذا كان بهذه الصفة يثبت بقول الواحد، فرق بين هذه المسألة وبين مسألتين:

إحداهما: رجل تزوج امرأة، فجاء مسلم ثقة أو امرأة، وأخبر أنهما ارتضعا من امرأة واحدة، فأحبُ إليَّ أن يتنزه عنها فيطلقها، ويعطيها نصف الصداق إن لم يكن دخل بها، وإن لم يفعل فذلك له واسع.

المسألة الثانية: رجل اشترى جارية، فأخبره مسلم ثقة أنها حرة الأصل، أو أنها أخت المشتري من الرضاعة، فإنه يتنزه عن وطئها، فذلك له أفضل، وإن لم يفعل، فذلك له واسع.

فتح القدير (22/ 285)

تقرر في فصل الأكل والشرب هو أن خبر الواحد العدل يقبل في باب الحل والحرمة إذا لم يتضمن زوال الملك . وأما إذا تضمن زواله فلا يقبل بناء على أن بطلان الملك لا يثبت بخبر الواحد

دوسرا باب

خبر اور گواہی (شہادت) کا بیان

خبر کسے کہتے ہیں؟

انسان جب بھی کوئی جملہ بولتا ہے جس میں سچ اور جھوٹ کا احتمال ہو اسے خبر کہتے ہیں، مثلاً کوئی شخص کہے کہ میں نے نماز پڑھ لی، اب ہو سکتا ہے کہ وہ سچ بول رہا ہو اور ہو سکتا ہے یہ بات خلاف واقع ہو یعنی جھوٹ ہو۔ عربی گرامر میں ایسے کلام کو ''خبر'' اور ایسے جملہ کو ''جملہ خبریہ'' کہتے ہیں۔

اس کے مقابلے میں انسان کا کوئی ایسا جملہ بولنا جس میں اس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہا جاسکے، مثلاً کسی چیز کا حکم دینا کہ نماز پڑھو یا نماز کے لیے دعوت دینا۔ عربی گرامر میں ایسے کلام کو انشاء اور ایسے جملہ کو جملہ انشائیہ کہتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ جس کلام میں کسی چیز کا دعویٰ اور اثبات ہو عربی گرامر میں اس کو خبر کہتے ہیں اور جس کلام میں کوئی دعویٰ واثبات نہ ہو، ایسے کلام کو انشاء اور ایسے جملہ کو جملہ انشائیہ کہتے ہیں۔

خبر کی قسمیں:

خبر اور اخبار یا جملہ خبریہ کی کئی قسمیں ہیں:

فقہ اسلامی میں مختلف اعتبارات (Different Angles) سے خبر کے مختلف نام ہیں یہاں پر موضوع کی مناسبت سے چند مشہور نام ذکر کرتے ہیں :

1. دعویٰ: کسی چیز کی خبر دینے والا (مخبر) اگر کسی دوسرے کے اوپر اپنے کسی حق کے اثبات کے بارے میں خبر دے رہا ہے تو ایسی خبر کو دعویٰ کہتے ہیں۔

2. **اقرار:** کسی چیز کی خبر دینے والا (مخبر) اگر اپنے اوپر کسی و دوسرے کے حق کے بارے میں خبر دے رہا ہے تو ایسی خبر کو اقرار کہتے ہیں

3. **شہادت:** عدالت میں قاضی (Judge) کے سامنے کسی دوسرے کے اوپر کسی اور شخص کے حق کے دعویٰ کے بارے میں خبر دینے کو شہادت کہتے ہیں۔

4. **قضاء:** قاضی (Judge) کی طرف سے کسی کے اوپر کسی کے حق کے الزامی طور پر ثابت کرنے کی خبر دینے کو قضاء کہتے ہیں۔

5. **روایت:** نبی کریم ﷺ کے قول ،فعل اور تقریر (Observation) کے بارے میں خبر دینے کو روایت کہتے ہیں اور اس کی خبر دینے والے کو راوی کہتے ہیں۔

یہ چند مشہور نام ہیں جو خبر کے مختلف پہلو سے رکھے گئے ہیں اس کے علاوہ اور بھی کئی نام ہیں، مثلاً غیبت، چغل خوری، کسی کا راز افشاء کرنا اور خیانت وغیرہ۔ [1]

شہادت کسے کہتے ہیں؟

گواہی اور شہادت میں کسی دسرے کے فعل وغیرہ کی اطلاع اور اس کے بارے میں اپنی معلومات کو سامنے لانا مقصود ہوتا ہے کہ میرے علم یا میرے مشاہدے کے مطابق یہ فعل ایسا ہے۔

خبر اور شہادت میں فرق:

خبر اور شہادت گرامر کے حساب سے ایک ہی قسم یعنی اخبار یا جملہ خبریہ سے تعلق رکھتے ہیں، البتہ دونوں میں اثر اور انجام (Result) کے لحاظ سے فرق ہوتا ہے۔

عام خبر میں محض کسی واقعے، کسی کام یا کسی چیز کی اطلاع مقصود ہوتی ہے، اس میں کسی دوسرے کے بارے میں کوئی بات نہیں ہوتی، یعنی اس کا اثر کسی اور پر نہیں پڑتا، نیز اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اپنے کسی فعل وغیرہ کی اطلاع یا خبر ہو یا کسی اور کے فعل وغیرہ کے بارے میں اطلاع ہو۔

جبکہ گواہی اور شہادت میں کسی دسرے کے فعل وغیرہ کی اطلاع اور اس کے بارے میں اپنی معلومات کو سامنے لانا مقصود ہوتا ہے کہ میرے علم یا میرے مشاہدے کے مطابق یہ فعل ایسا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ خبر میں عام طور پر مقصد اپنی بات کی اطلاع ہوتی ہے، کسی دوسرے پر کسی چیز کا کوئی اثبات والزام نہیں ہوتا، جبکہ گواہی میں کسی واقعے کی اطلاع دینے کے ساتھ ساتھ کسی اور کے فعل کے بارے میں الزام واثبات بھی مقصود ہوتا ہے۔(2)

مسلمان کی زندگی میں انجام پانے والی سرگرمیوں (Activities) کی شرعی شرائط

دین اسلام کا نہ صرف یہ حکم ہے، بلکہ فطرتِ انسانی ہے کہ انسان کوئی بھی بات کرے وہ سچی ہو، سچ بولنے کو اسلام نے نجات اور جھوٹ بولنے کو حرام اور ہلاکت قرار دیا ہے۔ایک انسان جب کسی چیز/واقعے کے بارے میں اطلاع دیتا ہے تو ضروری ہے کہ اس میں سچائی ہو اور اس کی بات کا اعتبار کیا جاسکے۔

سچائی، اعتماد اور ثقاہت کو جانچنے کے لیے اسلام کے مقرر کردہ پیمانے:

کسی کی بات میں سچائی، اعتماد اور ثقاہت کو جانچنے کے لیے عقلِ انسانی کے عین مطابق اسلام نے کچھ پیمانے مقرر کیے ہیں، یہ پیمانے درجِ ذیل ہیں:

1. **دین و مذہب:** یعنی خبر دینے والے کا مسلمان (Muslim) ہونا۔ دینی معاملات میں شریعت مسلم اور غیر مسلم کی بات اور خبروں کو الگ الگ نظر سے دیکھتی ہے۔

2. **عدالت، عدل یا عادل:** یعنی خبر دینے والے کا باکردار مسلمان (Practicing Competent Muslim) ہونا۔ ایسے مسلمان کو شریعہ کی اصطلاح میں "عادل" کہتے ہیں، جبکہ بے دین اور دینی حدود و قیود کا خیال نہ رکھنے والا شریعت کی اصطلاح میں "فاسق" کہلاتا ہے۔ اسی وجہ سے دینی معاملات میں شریعتِ اسلامیہ کی رو سے دیندار اور بے دین مسلمان کی باتوں اور خبر و گواہی میں فرق ہوتا ہے۔

3. **عقل:** شریعتِ اسلامیہ میں عاقل اور مجنون کی بات میں فرق ہوتا ہے۔

4. **عدد:** اطلاع یا بات کسی ایک شخص کی طرف سے ہے یا ایک سے زیادہ لوگوں نے کی ہے۔ تعداد کی بنیاد پر اس خبر کے احکام بھی بدل جاتے ہیں۔

5. **بلوغ:** بالغ اور نابالغ کی باتوں کو شریعت الگ الگ درجہ دیتی ہے۔

6. **آزاد ہونا:** شریعت کی رو سے بعض احکام میں آزاد اور غلام شخص کی باتوں اور خبروں کو الگ الگ نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

7. **خاص معاملات (Rare Cases) میں مرد یا عورت ہونا:** بعض اوقات خبر کے اندر ثقاہت اور صحت کو جانچنے کے لیے شریعت مرد اور عورت کی باتوں کو جنس کی بنیاد پر پرکھتی ہے۔ بعض معاملات میں صرف مردوں کی بات قابل قبول ہوتی ہے جبکہ بعض معاملات میں صرف عورتوں کی بات اور گواہی قابل قبول ہوتی ہے۔ یہ انحصار و مدار اس بنیاد پر ہوتا ہے کہ کیس اور واقعہ کا تعلق کس چیز سے ہے اور صنف (Gender) کی بنیاد پر مرد یا عورت کون اس کو زیادہ اچھے طریقے سے جانچ سکتا ہے۔

اسباب کا خلاصہ:

خلاصہ یہ ہوا کہ مسلمانوں سے متعلق کوئی انسان کسی واقعے کے بارے میں اطلاع دے رہا ہے تو معاملے (Case) کی نوعیت کے لحاظ سے ضروری ہے کہ خبر دینے والا خود مسلمان ہو، عادل ہو، عاقل ہو، بالغ ہو، آزاد ہو، خاص معاملات میں مرد ہو عورت نہ ہو یا عورت ہو مرد نہ ہو۔ اسی طرح بعض اوقات کسی معاملے (Case) کی نوعیت کو دیکھتے ہوئے خبر دینے والوں کی تعداد و عدد کا لحاظ بھی ضروری ہوتا ہے، مثلاً بعض معاملات میں ایک آدمی کی بات قابل قبول ہوتی ہے بعض کے لیے دو کا ہونا ضروری ہوتا ہے اور بعض کے لیے چار، جبکہ دین اسلام کے بعض ایسے شعبے بھی ہیں جہاں پر کسی معاملے کی ثقاہت واعتماد کو جانچنے کے لیے جم غفیر یعنی بیک وقت بہت سارے لوگوں کا ہونا ضروری ہوتا ہے ورنہ چند لوگوں کی خبر واطلاع کو قابلِ قبول نہیں سمجھا جائے گا اور اس خاص معاملے میں شریعت چند لوگوں کی باتوں پر کوئی فیصلہ نہیں کرتی، مثلاً عید کا چاند دیکھنے کی گواہی یا خبر دینا جب کہ مطلع صاف ہو۔

عدالت یا عدل_ شریعت کی ایک خاص اصطلاح:

Specific Term of Islamic Court Language

عدالت یا عدل، شریعت کی ایک خاص اصطلاح ہے۔ اس حوالہ سے فقہاء کرام نے کافی تفصیل ذکر کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ''عادل'' اس شخص کو کہتے ہیں جو اسلامی اقدار و فرائض سمیت انسانیت کے اعلیٰ اقدار و حسنِ اخلاق کا حامل ہو اپنی عملی زندگی میں دینِ اسلام کے فرائض وواجبات کا خیال رکھتا ہو، حرام و ناجائز امور میں علی الاعلان مبتلا نہ ہو، ہر ایسے قول و فعل سے اپنے آپ کو بچاتا ہو جس کو معاشرے کے مہذب لوگ اچھا نہیں سمجھتے، اس کے بالمقابل شخص کو ''فاسق'' کہتے ہیں۔ عادل کی

تعریف میں بنیادی طور پر دو چیزیں شرط ہیں: ایک دینی امور کی پابندی دوسرے انسانی اقدار، شائستگی و مروت کا حامل ہونا۔ (3)

واضح رہے کہ عادل کا یہ مطلب نہیں کہ وہ پورے پورے دین پر عمل کرنے والا ہو، اور اس سے کوئی بھی گناہ سرزد نہ ہوا ہو، جیسا کہ صحابہ کرام کے دور میں تھا، ورنہ تو ایسا آدمی صرف صحابہ کے دور میں ہی مل سکتا ہے اس کے بعد مشکل ہے۔ بلکہ اس کا مطلب ہے کہ مسلمانوں کے ہر زمانے اور ہر طبقے کے سلجھے ہوئے، سلیم الفطرت مہذب لوگوں کی نظر میں جو کام و سرگرمیاں اچھی سمجھی جاتی ہوں اس کی پابندی کرتا ہو اور سلیم الفطرت مہذب لوگوں کی نظر میں جو کام و سرگرمیاں اچھی نہیں سمجھی جاتی ان سے بچنے کا اہتمام کرتا ہو۔ (4)

گواہی کے مردود ہونے کے لیے اصل بنیادی سبب جھوٹ بولنا ہے، فقہاء کرام نے عدالت کی یہ شرط اس لیے لگائی کہ جب کوئی ان تمام چیزوں کا اہتمام کرے گا تو وہ جھوٹ بھی نہیں بولے گا اور جب کوئی اپنی باقی زندگی میں شائستہ اعمال اور مذہب و انسانیت کی اقدار کا اہتمام نہیں کرتا تو اس پر گواہی میں بھی جھوٹ نہ بولنے کا بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ (5)

خبر دینے والے کی قسمیں:

درج بالا اسباب کی روشنی میں خبر دینے والے کی کئی قسمیں بنتی ہیں اور جن لوگوں کی باتوں اور خبروں کا شریعت اعتبار کرتی ہے ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:

1) **مسلمان یا غیر مسلم:** بعض معاملات میں صرف مسلمان کی بات قابل قبول ہے اور بعض میں غیر مسلم اور مسلمان دونوں کی۔

2) **دین دار و بے دین مسلمان:** اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

3) **عاقل:** مجنون وپاگل کی بات کا اعتبار نہیں۔

4) **بالغ ونابالغ:** نابالغ بچے کی بات کا اعتبار نہیں۔

5) **آزاد یا غلام:** بعض مخصوص معاملات میں غلام مرد یا عورت کی بات کا اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔

6) **مرد یا عورت:** خاص معاملات میں مرد اور عورت کی بات کا الگ الگ وزن ہوتا ہے۔

7) **ایک یا ایک سے زیادہ لوگوں کا ہونا یعنی عدد۔**

"مخبر عنہ" کی قسمیں یعنی خبر کا موضوع: Subject Metter of Shahadat

جس چیز کے بارے میں خبر دی جا رہی ہے اس کو "مخبر عنہ" کہتے ہیں یعنی خبر کا موضوع۔ عام طور پر شریعت کے احکام کی اس پہلو سے دو مشہور و معروف قسمیں ہیں:

1) **دینیات یا دیانات:** اس کی دو ذیلی قسمیں ہیں:

1. دینیات یا دیانات محضہ
2. دینیات یا دیانات غیر محضہ

2) **معاملات:** یعنی دنیوی امور وافعال

ان تینوں پر تفصیلی بحث ابتدا میں گزر چکی ہے۔

شرعی احکام کی کونسی قسم کے حوالے سے خبر کے لیے اعتماد کے کونسے سبب کا ہونا شرط ہے؟

جیسا کہ پہلے عرض ہوا کہ اسلامی احکام کی تین بڑی قسمیں ہیں یعنی دینیات یا دیاناتِ محضہ، دینیات یا دیاناتِ غیر محضہ اور معاملات۔ جبکہ خبر کے اندر سچائی جانچنے کے

لیے کئی اسباب ذکر کیے۔ ذیل میں اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ اسلام کے مذکورہ بالا احکام کی خبر دینے والے کے اندر کونسے اسباب کا ہونا شرط ہے:

دینیات یا دیانات محضہ کی شرائط:

یعنی خالص دینی امور جن کا تعلق مذہب کی بنیاد پر ایک مسلمان کی زندگی سے ہو اور تمام مسلمانوں پر یکساں طور پر لازم ہوں، مثلاً عبادات، طہارت نجاست، حلال و حرام وغیرہ۔ دین کے اس حصے سے متعلق اگر کوئی آدمی خبر دے رہا ہے تو اس کے اندر صرف عدالت کا ہونا شرط ہے یعنی خبر دینے والا عادل یعنی دیندار مسلمان ہو، البتہ عدد شرط نہیں ہے۔ چنانچہ اگر ایک عادل مسلمان بھی خبر دے تو اس کی بات قبول کی جائے گی، مثلاً کوئی شخص یہ اطلاع دے کہ یہ پانی ناپاک ہے تو اگر یہ شخص مسلمان ہے اور دیندار ہے تو اس کی بات کا اعتبار ہے، ورنہ اس کی بات کا اعتبار نہیں، اس کی خبر کے علاوہ پانی کی پاکی ناپاکی کو معلوم کرنے کے لیے اپنے ذرائع استعمال کرنے ہونگے۔ اسی طرح کوئی شخص کسی گوشت کے بارے میں یہ کہے کہ یہ حلال ہے تو اگر یہ شخص مسلمان اور دیندار ہے تو اس کی بات کا اعتبار کیا جائے گا، ورنہ اس کی بات کا اعتبار نہیں، اس کی خبر کے علاوہ گوشت کے حلال ہونے کے لیے اپنے ذرائع استعمال کرنے ہونگے۔

غیر مسلم فرد یا کمپنی کی طرف سے کیے جانے والے خودساختہ دعویٰ (Self -claim) کی شرعی حیثیت:

درجِ بالا اصول کی روشنی میں شرعی ماہرین یہ فرماتے ہیں کہ دین کے اس حصے (Portion) کے بارے میں کسی بھی غیر مسلم کمپنی یا فرد کی طرف سے کیا جانے والا خودساختہ دعویٰ (Self-claim) غیر معتبر ہے اور اس کی طرف سے اپنی مصنوعات کو حلال قرار دینا درست نہیں۔ فتاویٰ کے حوالہ جات

دینیات یا دیانات غیر محضہ کی شرائط:

یعنی ایسا دینی معاملہ جس میں خبر دینے کی وجہ سے کسی دوسرے پر بھی اثر پڑ رہا ہو ، مثلاً میاں بیوی کے بارے میں کوئی شخص یہ اطلاع دے کہ ان دونوں نے ایک ہی عورت کا دودھ پیا ہے اس میں صرف ایک آدمی کی بات کافی نہیں بلکہ کم از کم دو کا عدد شرط ہے۔ کسی کمپنی کی مصنوعات کے بارے میں حلال و حزام کا فیصلہ و تبصرہ کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

معاملات کی شرائط:

انسانوں کے مابین عام زندگی کے معاملات جن کا تعلق بشری تقاضوں سے ہو، جیسے خرید و فروخت وغیرہ، ان کے بارے میں اگرچہ شریعت کی مکمل ہدایات موجود ہیں اور ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ ان احکام پر عمل بھی کرے، لیکن شریعت نے مشقت سے بچنے کے لیے یہ رعایت دی کہ ایسے معاملات کی خبر دینے کے حوالے سے نہ تو عدالت کی شرط لگائی ہے اور نہ ہی عدد کی۔ یعنی عام معاملات کی خبر میں مسلمان ہونا، دیندار ہونا یا ایک سے زیادہ ہونا شرط نہیں بشرطیکہ خبر دینے والے پر اعتماد کیا جا سکے اور وہ صریح جھوٹ نہ بول رہا ہو کیونکہ جھوٹ تمام مذاہب میں بلکہ انسانیت کے اندر بالاتفاق حرام ہے۔

حواشی باب نمبر 2

---

(1) الموسوعة الفقهية الكويتية (2/ 253)

إخبار ، التعريف :

الإخبار في اللغة مصدر ، أخبره بكذا أي نبأه. والاسم منه الخبر ، وهو ما يحتمل الصدق والكذب لذاته ، مثل : العلم نور . ويقابله الإنشاء ، وهو الكلام الذي لا يحتمل الصدق والكذب لذاته ، كاتق الله . والإخبار له أسماء مختلفة باعتبارات متعددة : فإن كان إخبارا عن حق للمخبر على الغير أمام القضاء فيسمى : " دعوى " . وإن كان إخبارا بحق للغير على المخبر نفسه فهو " إقرار " . وإن كان إخبارا بحق للغير على الغير أمام القضاء فهو " شهادة " . وإن كان إخبارا بثبوت حق للغير على الغير من القاضي على سبيل الإلزام فهو " قضاء " . وإن كان إخبارا عن قول أو فعل أو صفة أو تقرير منسوب إلى رسول الله ﷺ فهو " رواية " أو " حديث " أو " أثر " أو " سنة " . وإن كان إخبارا عن مساوئ الشخص فهو " غيبة " . وإن كان إخبارا عن كلام الصديق لصديقه الآخر على وجه الإفساد بينهما فهو " نميمة " . وإن كان إخبارا عن سر فهو " إفشاء " . وإن كان إخبارا عما يضر بالمسلمين فهو " خيانة " وهكذا .

(2) الموسوعة الفقهية الكويتية (2/ 253)

1 - الإخبار في اللغة مصدر ، أخبره بكذا أي نبأه. والاسم منه الخبر ، وهو ما يحتمل الصدق والكذب لذاته ، مثل : العلم نور . ويقابله الإنشاء ، وهو الكلام الذي لا يحتمل الصدق والكذب لذاته ، كاتق الله . والإخبار له أسماء مختلفة باعتبارات متعددة : فإن كان إخبارا عن حق للمخبر على الغير أمام القضاء فيسمى : " دعوى " . وإن كان إخبارا بحق للغير على المخبر نفسه فهو " إقرار " . وإن كان إخبارا بحق للغير على الغير أمام القضاء فهو " شهادة " .

(3) الشرح الممتع على زاد المستقنع - (ج 11 / ص 35)

العدل هو المستقيم في دينه ومروءته، فالاستقامة في الدين أن يؤدي الفرائض ويجتنب المحارم

رد المحتار (26/ 318)

العدل والمراد به المسلم المرضي

الشرح الممتع على زاد المستقنع - (ج 11 / ص 35)

العدل هو المستقيم في دينه ومروءته، فالاستقامة في الدين أن يؤدي الفرائض ويجتنب المحارم ـــ والمروءة أن لا يفعل أو يقول ما يخرم المروءة، وينزل قيمته عند الناس، وإن كان الفعل في نفسه ليس محرماً، وقد ذكر الفقهاء ـ رحمهم الله ـ من الأمثلة:

ـــ وذكروا ـ أيضاً ـ الذي يأكل في السوق فليس عنده مروءة، ومعلوم أن هذا المثال في الوقت الحاضر لا ينطبق على ذلك؛ لأن الناس الآن اعتادوا أن يأكلوا في السوق، ولا أعني الولائم، لكن لو وُجِدَ مطعم في السوق فإن الإنسان يأكل فيه. وكنا نستنكر أن يشرب الشاي في دكانه، ونرى هذا خارماً للمروءة، والآن ليس بخارم للمروءة، فالناس يشربون الشاي والقهوة في الدكاكين. ـــ على كل حال الضابط في المروءة: أن لا يفعل ما ينتقده الناس فيه، لا من قول ولا من فعل.

حاشية الروض المربع شرح زاد المستقنع للعاصمي (7/ 593)

(السادس: العدالة)(3) وهي لغة: الاستقامة، من العدل ضد الجور(4) وشرعًا: استواء أحواله في دينه، واعتدال أقوال وأفعاله(5).

---

(3) قال ابن رشد: اتفق المسلمون على اشتراطها، في قبول شهادة الشاهد، لقوله تعالى { مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ } وقوله { وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِنْكُمْ } وقال: قال الجمهور: هي صفة زائدة على الإسلام، وهو أن يكون ملتزما لواجبات الشرع، ومستحباته، ومجتنبا للمحرمات والمكروهات.

(4) والعدل: مصدر عدل بضم الدال، والجور هو الميل، فالعدل، الاستواء في الأحوال كلها.

(5) قال الشيخ: ورد شهادة من عرف بالكذب، متفق عليه بين الفقهاء، وقال: والعدل في كل زمان ومكان، وطائفة، بحسبها، فيكون الشهيد في كل قوم، من كان ذا عدل منهم، وإن كان لو كان في غيرهم، لكان عدله على وجه آخر، وبهذا يمكن الحكم بين الناس، وإلا لو اعتبر في شهود كل طائفة، أن لا يشهد عليهم، إلا من يكون قائما بأداء الواجبات، وترك المحرمات، كما كان الصحابة، لبطلت الشهادات كلها، أو غالبها.

وقال: يتوجه أن تقبل شهادة المعروفين بالصدق، وإن لم يكونوا ملتزمين للحدود، عند الضرورة، مثل الحبس، وحوادث البدو، وأهل القرية الذين لا يوجد فيهم عدل، وله أصول، منها: شهادة أهل الذمة، وشهادة الصبيان والنساء، فيما لا يطلع عليه الرجال.

حاشية الروض المربع شرح زاد المستقنع للعاصمي (7/ 594)

(ويعتبر لها) أي: للعدالة (شيئان) أحدهما (الصلاح في الدين وهو) نوعان، أحدهما (أداء الفرائض) أي الصلوات الخمس، والجمعة (بسننها الراتبة فلا تقبل ممن داوم على تركها لأن تهاونه بالسنن، يدل على عدم محافظته على أسباب دينه وكذا ما وجب، من صوم وزكاة وحج (و) الثاني (اجتناب المحارم)

حاشية الروض المربع شرح زاد المستقنع للعاصمي (7/ 595)

بأن لا يأتي كبيرة ولا يدمن على صغيرة والكبيرة: ما فيه حد في الدنيا أو وعيد في الآخرة كأكل الربا(5) ومال اليتيم وشهادة الزور(7).

---

(7) قال عمر: المسلمون عدول بعضهم على بعض إلا مجربا عليه شهادة زور، أي إلا من قام به مانع الشهادة، وهو أن يكون قد جرب عليه شهادة الزور، فلا يوثق بعد ذلك بشهادته، والمرة الواحدة من شهادة الزور، تستقل برد الشهادة، وقد قرن الله تعالى في كتابه، بين الإشراك وقول الزور.

وأقوى الأسباب في رد الشهادة: الكذب لأنه فساد في نفس آلة الشهادة فإن اللسان الكذوب، بمنزلة العضو الذي قد تعطل نفعه، بل هو شر منه فشر ما في المرء لسان كذوب، قال الشيخ: وترد الشهادة بالكذبة الواحدة، وإن لم نقل هي كبيرة، نص عليه.

حاشية الروض المربع شرح زاد المستقنع للعاصمي (7/ 598)

(الثاني) مما يعتبر للعدالة (استعمال المروءة) أي الإنسانية (وهو) أي استعمال المروءة (فعل ما يجمله ويزينه) عادة كالسخاء، وحسن الخلق وحسن المجاورة (واجتناب ما يدنسه ويشينه) عادة من الأمور الدنيئة، المزرية به فلا شهادة لمصافع، ومتمسخر ورقاص.

ومغن وطفيلي ومتزي بزي يسخر منه ولا لمن يأكل بالسوق، إلا شيئا يسيرا كلقمة وتفاحة ولا لمن يمد رجله بمجمع الناس

الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف (19/ 220)

قوله والسادس العدالة وهي استواء أحواله في دينه واعتدال أقواله وأفعاله

تقدم في باب طريق (((طرق))) الحكم وصفته أن الصحيح من المذهب اعتبار العدالة في البينة ظاهرا وباطنا فيعتبر استواء أحواله في دينه واعتدال أقواله وأفعاله وهذا المذهب بلا ريب

الإقناع لموسى الحجاوي (2/ 280)

(وللعدالة) المتقدمة (خمس شرائط) الاول (أن يكون مجتنبا للكبائر) أي لكل منها.

(و) الثاني أن يكون (غير مصر على القليل من الصغائر) من نوع أو أنواع ----

(و) الثالث أن يكون العدل (سليم السريرة) أي العقيدة بأن لا يكون مبتدعا لا يكفر ولا يفسق ببدعته، ----

(و) الرابع أن يكون العدل (مأمونا) مما توقع فيه النفس الامارة صاحبها (عند الغضب) من ارتكاب قول الزور والاصرار على الغيبة والكذب لقيام غضبه فلا عدالة لمن يحمله غضبه على الوقوع في ذلك.

(و) الخامس أن يكون (محافظا على مروءة مثله) بأن يتخلق الشخص بخلق أمثاله، من أبناء عصره ممن يراعي مناهج الشرع وآدابه في زمانه ومكانه لان الامور العرفية قلما تنضبط بل تختلف باختلاف الاشخاص والازمنة والبلدان وهذا بخلاف العدالة فإنها لا تختلف باختلاف الاشخاص.

فإن الفسق يستوي فيه الشريف والوضيع بخلاف المروءة فإنها تختلف، فلا تقبل شهادة من لا مروءة له كمن يأكل أو يشرب في سوق وهو غير سوقي كما في الروضة وغير من لم يغلبه جوع أو عطش ---- ومن ذلك إكثار حكايات مضحكة بين الناس بحيث يصير ذلك عادة له.

وخرج بالاكثار ما لم يكثر أو كان ذلك طبعا لا تصنعا كما وقع لبعض الصحابة ----

تنبیه: هذا الشرط الخامس إنما هو شرط في قبول الشهادة لا في العدالة فإنه مع ذلك لا يخرج عن كونه عدلا لكن شهادته لا تقبل لفقد مروءته.

الشرح الممتع على زاد المستقنع - (ج 11 / ص 35)

العدل هو المستقيم في دينه ومروءته، فالاستقامة في الدين أن يؤدي الفرائض ويجتنب المحارم، فالمتهاون بصلاة الجماعة مثلاً . والجماعة واجبة عليه . ليس بعدل، وحالق اللحية . مثلاً . ليس بعدل إذا استمر على ذلك.

والمروءة أن لا يفعل أو يقول ما يخرم المروءة، وينزل قيمته عند الناس، وإن كان الفعل في نفسه ليس محرماً، وقد ذكر الفقهاء . رحمهم الله . من الأمثلة:

الرجل المتمسخر، يعني الذي يفعل التمثيليات سخرية وهزءاً، فإن هذا خارم للمروءة.

وذكروا . أيضاً . الذي يأكل في السوق فليس عنده مروءة، ومعلوم أن هذا المثال في الوقت الحاضر لا ينطبق على ذلك؛ لأن الناس الآن اعتادوا أن يأكلوا في السوق، ولا أعني الولائم، لكن لو وُجِدَ مطعم في السوق فإن الإنسان يأكل فيه.

وكنا نستنكر أن يشرب الشاي في دكانه، ونرى هذا خارماً للمروءة، والآن ليس بخارم للمروءة، فالناس يشربون الشاي والقهوة في الدكاكين.

قالوا: ومما يخرم المروءة أن يمد الإنسان رجله بين الجالسين؛ لأنه من العادة أن الإنسان يوقر جلساءه، وأن لا يمد رجليه بينهم، ولكن هذا في الحقيقة يختلف، فإذا كان الإنسان معذوراً وعرف الجالسون أنه معذور، فإن ذلك لا يعد خارماً للمروءة؛ لأنهم يعذرونه، أو كان الرجل استأذن منهم وقال: ائذنوا لي، ففعل فليس خارماً للمروءة، أو كان الإنسان بين أصحابه وقرنائه، ففعل ومد رجله بينهم وهم جلوس، فهذا لا يعد خارماً للمروءة، ومن الأمثال العامية «عند الأصحاب ترفع الكلفة في الآداب».

على كل حال الضابط في المروءة: أن لا يفعل ما ينتقده الناس فيه، لا من قول، ولا من فعل.

رد المحتار (26/ 321)

(وشرط العدالة في الديانات) هي التي بين العبد والرب (كالخبر عن نجاسة الماء فيتيمم) ولا يتوضأ (إن أخبر بها مسلم عدل) منزجر عما يعتقد حرمته (ولو عبدا) أو أمة

(4) حاشية الروض المربع شرح زاد المستقنع للعاصمي (7/ 593)

(السادس: العدالة)--- قال الشيخ: ورد شهادة من عرف بالكذب، متفق عليه بين الفقهاء، وقال: والعدل في كل زمان ومكان، وطائفة، بحسبها، فيكون الشهيد في كل قوم، من كان ذا عدل منهم، وإن كان لو كان في غيرهم، لكان عدله على وجه آخر، وبهذا يمكن الحكم بين الناس، وإلا لو اعتبر في شهود كل طائفة، أن لا يشهد عليهم، إلا من يكون قائما بأداء الواجبات، وترك المحرمات، كما كان الصحابة، لبطلت الشهادات كلها، أو غالبها.

الشرح الممتع على زاد المستقنع - (ج 11 / ص 35)

العدل هو المستقيم في دينه ومروءته، فالاستقامة في الدين أن يؤدي الفرائض ويجتنب المحارم ---- والمروءة أن لا يفعل أو يقول ما يخرم المروءة، وينزل قيمته عند الناس، وإن كان الفعل في نفسه ليس محرماً، ----- على كل حال الضابط في المروءة: أن لا يفعل ما ينتقده الناس فيه، لا من قول ولا من فعل.

(5) حاشية الروض المربع شرح زاد المستقنع للعاصمي (7/ 595)

وأقوى الأسباب في رد الشهادة: الكذب لأنه فساد في نفس آلة الشهادة فإن اللسان الكذوب، بمنزلة العضو الذي قد تعطل نفعه، بل هو شر منه فشر ما في المرء لسان كذوب، قال الشيخ: وترد الشهادة بالكذبة الواحدة، وإن لم نقل هي كبيرة، نص عليه.

باب نمبر 3

پہلی فصل

حلال وحرام کا تعلق شریعت کے کس شعبہ سے ہے؟

حلت وحرمت یا مسئلہ حلال وحرام کا تعلق حقوق اللہ سے ہے اور حقوق اللہ میں سے بھی پہلی قسم یعنی خالص حقوق اللہ سے ہے، جن کو دینیات یا دیانات کہتے ہیں۔ پھر دینیات یا دیانات میں بھی پہلی قسم ہے یعنی خالص دینی معاملات (دیاناتِ محضہ) کیوں کہ ایک خالص دینی معاملہ ہے جو ایک مسلمان اور اس کے رب کے درمیان ہوتا ہے اور ایک مسلمان خالص اللہ کی رضا اور اس کے حکم کی وجہ سے حلال پر عمل کرتا ہے اور حرام سے بچتا ہے۔ (1)

حلال وحرام کی اطلاع یا اس کے بارے میں گواہی دینے والے کی شرائط:

ایک مسلمان کی عملی زندگی میں پائی جانے والے اعمال میں سے حلال وحرام کا تعلق بالاتفاق دینیات یا دیانات میں سے ہے۔ لہٰذا جس طرح دینیات یا دیانات کی خبر اطلاع دینے والے کے اندر عدالت یعنی اس کا عادل ہونا شرط ہے، (عدالت کی بنیاد دو چیزیں ہیں مسلمان ہونا اور دیندار ہونا۔ تفصیل پہلے گزر چکی ہے) اسی طرح حلال وحرام کی اطلاع وخبر یا شہادت دینے والے کے اندر بھی عدالت کی شرط پایا جانا ضروری ہے۔ (2)

دوسری فصل

کیا حلال سرٹیفکیشن شرعاً ضروری ہے؟

حلال سرٹیفکیشن کے مختلف مراحل کی شرعی حیثیت پر گفتگو کرنے سے پہلے اس سوال کا جواب دینا ضروری ہے کہ کیا شرعاً حلال سرٹیفکیشن ضروری ہے بھی یا نہیں؟ اور اگر ہے تو کس حد تک ضروری ہے؟

چند اہم اور ضروری فقہی اور اصولی مباحث

اس سوال کا جواب دینے سے پہلے حلال وحرام سے متعلق چند اہم اصولی مباحث کا بقدرِ ضرورت ذکر کرتے ہیں۔

1. کائنات میں پائی جانے والی چیزیں اصلاً حلال ہیں یا حرام؟
2. کائنات میں پائی جانے والی کونسی چیزیں اصلاً حرام ہیں؟
3. کسی چیز کے حلال یا حرام قرار دینے کے شرعی اصول وضوابط کا اجمالی بیان
4. مشکوک ومشتبہ چیزوں کے بارے میں شرعی ضابطہ
5. کسی مشتبہ چیز کے حلال ہونے کے بارے میں زبانی اطلاع کافی ہے یا تحریری سرٹیفکیٹ ضروری ہے؟
6. حلال سرٹیفکیشن کا شرعی دائرہ کار کیا ہے؟
7. مسلم اور غیر مسلم ممالک کی رو سے حلال سرٹیفکیشن کی اہمیت وضرورت ایک جیسی ہے یا شرعاً اس کے حکم میں فرق ہے؟
8. حلال سرٹیفکیشن کی اہمیت وضرورت پر مختلف حوالوں سے ہونے والے اعتراضات اور ان کے جوابات

خلاصہ مباحث اور حلال سرٹیفکیشن کی ضرورت کا شرعی حکم

پہلی بحث: کائنات میں پائی جانے والی چیزیں اصلاً حلال ہیں یا حرام؟

تین مختلف موقف:

اس بات پر اصولِ فقہ میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے کہ کیا

1) کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزیں اصلاً حلال اور مباح ہیں اور حرام ہونے کے لیے شرعی دلیل وثبوت کی ضرورت ہوگی؟ یا

2) کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزیں اصلاً ممنوع اور حرام ہیں اور حلال ہونے کے لیے شرعی دلیل وثبوت کی ضرورت ہوگی؟ یا

3) کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزوں کے بارے میں توقف اختیار کیا جائے گا، یعنی کسی چیز کے حلال یا حرام ہونے کا حکم اس وقت تک نہیں لگائیں گے جب تک ہمارے پاس کوئی شرعی دلیل موجود نہ ہو؟

پہلے کو فقہاء کرام الاصل فی الاشیاء الاباحۃ ، دوسرے کو الاصل فی الاشیاء الحرمۃ جبکہ تیسرے کو الاصل فی الاشیاء التوقف سے تعبیر فرماتے ہیں۔ فقہ اسلامی کے موجود ذخیرے میں مختلف فقہاء کرام کی مختلف اقوال منسوب کیے گئے ہیں، ذیل میں مختلف فقہی مسالک کی روشنی میں اس اصول و قاعدہ کا اجمالی جائزہ پیش کرتے ہیں:

فقہ حنفی کا موقف:

فقہاءِ احناف کی طرف مذکورہ بالا تینوں موقف (حلت، حرمت اور توقف) منسوب ہیں، تاہم جمہور فقہاءِ احناف رحمہم اللہ کے نزدیک کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزیں اصلاً حلال اور مباح ہیں اور کسی چیز کے حرام ہونے کے لیے شرعی دلیل وثبوت ضروری ہے۔[3]

فقہ شافعی کا موقف:

جمہور فقہاء شافعیہ رحمہم اللہ کے نزدیک کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزیں اصلاً حلال اور مباح ہیں اور کسی چیز کے حرام ہونے کے لیے شرعی دلیل وثبوت ضروری ہے۔ (4)

فقہ مالکی کا موقف:

فقہ مالکی میں بھی تینوں موقف (حلت، حرمت اور توقف) ملتے ہیں، تاہم مالکیہ کا راجح مذہب یہی ہے کہ کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزیں اصلاً حلال اور مباح ہیں اور کسی چیز کے حرام ہونے کے لیے شرعی دلیل وثبوت ضروری ہے۔ (5)

مالکیہ کے ہاں ایک اور قول بھی ملتا ہے کہ جن اشیاء میں منفعت کا پہلو غالب ہو وہ اصلاً مباح ہیں اور جن میں مضرت کا پہلو غالب ہو وہ اصلاً ممنوع ہیں۔ لیکن یہ قول صرف فقہ مالکی کا امتیاز نہیں، بلکہ یہ تفصیل تمام فقہاء کے نزدیک ہے۔ (6)

فقہ حنبلی کا موقف:

حنابلہ کے نزدیک کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزیں اصلاً حلال اور مباح ہیں اور کسی چیز کے حرام ہونے کے لیے شرعی دلیل وثبوت ضروری ہے۔ (7)

خلاصہ:

خلاصہ یہ ہوا کہ تمام فقہاء کرام کے نزدیک کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزیں اصلاً حلال اور مباح ہیں اور کسی چیز کے حرام ہونے کے لیے شرعی دلیل وثبوت ضروری ہے۔

کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزیں اصلاً حلال اور مباح ہونے کا اصول قرآن، سنت، اجماع اور قیاس تمام شرعی دلائل سے ثابت ہے۔

نوٹ:

بعض فقہی عبارات سے یہ مفہوم ظاہر ہوتا ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت کا قاعدہ کسی خاص زمانے یا وقت کے ساتھ مختص تھا، مثلاً بعض فقہاء کی عبارات میں اس کو زمانہ فترت کے ساتھ خاص کیا گیا ہے، لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ یہ درحقیقت اس مسئلہ میں تیسرے موقف یعنی توقف کی تفصیل ہے کہ جب شریعت نازل نہیں ہوئی تھی اس وقت تک یہ قاعدہ تھا اور اب شرعی دلیل کی بنیاد پر فیصلہ ہوگا۔

وماهذا الا التوقف

کیونکہ اس میں تو کسی کا بھی اختلاف نہیں کہ شریعت کے آنے کے بعد شرعی دلیل اگر موجود ہے تو اس کو لیا جائے گا، نہ کہ اس اصول کو، اس اصول کا دائرہ کار ہی وہاں ہے جہاں شرعی دلیل موجود نہ ہو۔ (8)

اس قاعدے کا دائرہ کار:

اہلِ علم کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ یہ قاعدہ عام نہیں، بلکہ اس قاعدے کا دائرہ کار صرف ان چیزوں تک محدود ہوگا جن کے حلال یا حرام ہونے کے بارے میں شریعت کی واضح دلیل موجود نہ ہو، نیز جو چیزیں اصلاً حرام ہیں ان پر بھی اس قاعدے کا اطلاق نہیں ہوگا، مثلاً گوشت، مرا ہوا جانور، عبادات سے متعلقہ مسائل، مناکحات وغیرہ، اسی طرح یہ قاعدہ ان اشیاء پر لاگو ہوگا جو خالص اپنی اصلی حالت (Raw Form) میں ہوں، کسی چیز کے اندر کوئی عمل (Process) ہونے کے بعد اس کا یہ حکم نہیں ہوگا، بلکہ اس کا حکم بدل سکتا ہے۔ (9)

اسی طرح اگر کسی چیز میں حلال اور حرام ہونے کے بارے میں دونوں طرح کے دلائل پائیں جائیں اور کسی ایک جانب کی طرف مرجح نہ ہو تو حرمت کو ترجیح ہو گی۔ (10)

دلائل:

کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزیں اصلاً حلال اور مباح ہونے کا اصول قرآن، سنت، اجماع اور قیاس تمام شرعی دلائل سے ثابت ہے۔

ذیل میں ان دلائل کا مختصر خلاصہ پیش کرتے ہیں:

قرآنی آیات:

سورۃ البقرۃ آیت نمبر 29 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

{هُوَالَّذِي خَلَقَلَكُمْ مَافِي الْأَرْضِ جَمِيعًا} [البقرة: 29]

ترجمہ: وہی ہے جس نے زمین میں جو کچھ ہے، تمہارے لیے پیدا کیا۔

(آسان ترجمہ قرآن)

کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزیں اصلاً مباح ہیں، اس اصول کے بارے میں تقریباً مفسرین، محدثین اور فقہاء کرام نے بطورِ دلیل اس آیت کو پیش کیا ہے۔

سورہ اعراف آیت نمبر 32 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ [الأعراف: 32]

ترجمہ: کہو کہ آخر کون ہے جس نے زینت کے اس سامان کو حرام قرار دیا ہو جو اللہ نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کیا ہے اور اسی طرح پاکیزہ رزق کی چیزوں کو؟

{أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً} [لقمان: 20]

کیا تم لوگوں نے یہ نہیں دیکھا کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اسے اللہ نے تمہارے کام میں لگا رکھا ہے اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری پوری نچھاور کی ہیں۔

اس آیت میں واضح ارشاد فرمایا کہ زمین وآسمان میں جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے تابع کر دیا ہے، اور جب سب کچھ انسان کے لیے مسخر ہے تو ان ساری چیزوں سے انتفاع بھی جائز ہو گا۔

2۔ سنت سے اباحت اصل ہونے پر استدلال:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"حلال وہ ہے جس کو اللہ نے حلال قرار دیا اور حرام وہ ہے جس کو اللہ نے حرام قرار دیا اور جس چیز سے وہ خاموش رہا وہ معاف ہے۔" (11)

دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے کچھ حدود مقرر فرمائی ہیں، سو ان سے تجاوز نہ کرو۔ اور تمہارے لیے کچھ چیزیں فرض کی ہیں، سو ان کو ضائع مت کرو اور کچھ چیزیں حرام قرار دی ہیں سو ان کی بے حرمتی نہ کرو۔ (یعنی اس کا ارتکاب نہ کرو) اور کچھ چیزیں بطورِ رحمت، نہ کہ بھول کر، تمہارے لیے چھوڑ دی ہیں سو ان کو قبول کرو اور ان کے بارہ میں کھود کرید نہ کرو۔" (12)

اجماع سے دلیل:

کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزیں اصلاً مباح ہیں اس پر پوری امت کا اجماع ہے، علامہ ابن تیمیہؒ نے فتاویٰ ابن تیمیہ میں اس اصول کے بارے میں تمام علماء کے اجماع کا قول نقل کیا ہے۔(13)

قیاس سے دلائل:

اللہ تعالیٰ نے کائنات کی کوئی بھی چیز عبث اور فضول پیدا نہیں کی، بلکہ ہر چیز میں کوئی نہ کوئی فائدہ ضرور ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

{وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ} [الأنبياء: 16]

ترجمہ: اور ہم نے آسمان، زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، اس کو اس لیے پیدا نہیں کیا کہ ہم کوئی کھیل کرنا چاہتے ہوں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

{وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا }

ترجمہ: اور ہم نے آسمان اور زمین اور ان کے درمیان جو چیزیں ہیں ان کو فضول ہی پیدا نہیں کیا۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

{وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ } [الدخان: 38]

ترجمہ: اور ہم نے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی چیزیں بے فائدہ کھیل کرنے کے لیے پیدا نہیں کر دی ہے۔

ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر چیز میں نفع رکھا ہے اور جیسا کہ پہلے گزرا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز انسان کے نفع کے لیے پیدا کی ہے، اور جب نفع ہے تو لازماً اس کی اجازت بھی ہوگی اور اس سے انتفاع مباح ہوگا۔ ورنہ جب اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے بے نیاز ہو اور انسان کے لیے اجازت نہ ہو تو ان چیزوں کا عبث اور بے کار ہونا لازم آئے گا۔

خلاصہ بحث:

خلاصہ یہ ہوا کہ تمام فقہاء کرام کے نزدیک کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزیں اصلاً حلال اور مباح ہیں اور کسی چیز کے حرام ہونے کے لیے شرعی دلیل وثبوت ضروری ہے۔

دوسری بحث: کائنات میں پائی جانے والی کونسی چیزیں اصلاً حرام ہیں؟

ماکولات، مشروبات، ادویات اور کاسمیٹکس سے متعلق تمام اشیاء اصلاً مباح ہیں، سوائے درجِ ذیل اشیاء کے، کہ ان چیزوں کا اصلی اور بنیادی حکم یہ ہے کہ یہ حرام ہیں:

1. **گوشت** (Meat) : فقہاء کرام نے فرمایا ہے کہ گوشت کے علاوہ باقی تمام اشیاء اصلاً حلال ہیں ان کے حرام ہونے کے لیے دلیل کی ضرورت ہوتی ہے، جبکہ اس کے برعکس گوشت اصلاً حرام ہے اس کے حلال ہونے کے لیے حلال ذبیحہ کی شرعی شرائط پوری کرنا ضروری ہے۔

2. **خبیث اشیاء** (Abominable) : خبیث ومستقذر چیزیں اصلاً حرام ہیں، جس سے طبائع سلیمہ کو گھن آتی ہو، مثلاً کیڑے مکوڑے وغیرہ۔

3. **مضر اشیاء** (Harmful Things) : نقصان دہ چیزیں، مثلاً زہر سمیت تمام مضر ومہلک چیزیں اصلاً حرام ہیں۔

4. **مسکر اشیاء** (Intoxicants) : تمام نشہ آور چیزیں اصلاً حرام ہیں ، مثلاً شراب یا تمام نشہ آور اشیاء۔

5. **نجس وناپاک چیزیں** (Impurity/Nijasat) : تمام نجس و ناپاک چیزیں اصلاً حرام ہیں، مثلاً خون، پیشاب پاخانہ وغیرہ۔

نوٹ: مذکورہ بالا تمام حرام اشیاء کی مکمل تفصیل کے لیے بندہ کی کتاب "**حلال وحرام کے شرعی معیارات**" مطالعہ فرمائیں، جس میں بندہ نے حلال ذبیحہ اور مذکورہ تمام اصول و معیارات پر تفصیل سے بحث کی ہے۔ نیز اس موضوع پر مزید تفصیل کے لیے بندہ کے پی-ایچ-ڈی کا مقالہ "**حلال کا عالمی معیار**" ملاحظہ فرمائیں۔

تیسری بحث: کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینے کے شرعی اصول وضوابط کا اجمالی بیان

پہلی بحث میں یہ بات تفصل سے آگئی ہے کہ گوشت کے علاوہ باقی اشیاء میں اصل اباحت ہے اور کسی چیز کو حرام قرار دینے کے لیے دلیل ضروری ہے، البتہ گوشت اصلاً حرام ہے اس کو حلال قرار دینے کے لیے دلیل ضروری ہے۔

کسی چیز کو حرام قرار دینے کے شرعی اصول وضوابط دو قسم کے ہیں:

پہلی قسم "منصوص حلال وحرام":

ایک قسم وہ کہ جن چیزوں کا نام لے کر شریعت نے حرام قرار دیا ہے، مثلاً خنزیر، مردار، شراب، بہتا ہوا خون اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کیے جانے والے جانور وغیرہ، ایسی چیزوں کو فنِ اصول فقہ میں حرام لذاتہ کہتے ہیں۔ یعنی جو بذاتِ خود شریعت کی نظر میں اصلاً حرام ہوں۔

دوسری قسم "مستنبط اصول وضوابط":

حرام وناجائز اشیاء کی دوسری قسم وہ ہے جن کے بارے میں شریعت کی کوئی واضح دلیل تو موجود نہ ہو، مگر ان کے بارے میں شریعت نے کچھ اصول وضوابط بتادیئے ہوں کہ جو بھی چیز ان میں سے کسی اصول و ضابطے کے تحت آئے گی وہ ناجائز و حرام کہلائے گی۔ایسی چیزوں کو فنِ اصول فقہ میں حرام لغیرہ کہتے ہیں۔ (14)

حلال وحرام کے کل اصول وضوابط سات ہیں:

قرآن وسنت کی روشنی میں سات اصول وضوابط ہیں، جن کی وجہ سے کوئی چیز حرام یاناجائز ہوتی ہے، گویا کہ قران وسنت کی واضح نص یادیا گیا ضابطہ کل ملا کر سات اصول ہوگئے، جو درج ذیل ہیں:

1. نص (Text of Quran & Sunnah) : یعنی قران وسنت کی واضح دلیل جس میں نام لے کر کسی چیز کو حرام قرار دیا ہو۔

2. خباثت (Abominableness) : یعنی کسی چیز کا خبیث و مستقذر ہونا، جس سے طبائعِ سلیمہ کو گھن آتی ہو، مثلاً کیڑے مکوڑے وغیرہ۔

3. ضرر (Harmfulness) : یعنی کسی چیز کا نقصان دہ ہونا، مثلاً زہر سمیت تمام مضر ومہلک چیزیں ضرر کی وجہ سے حرام ہیں۔

4. اسکار (Intoxication) : یعنی کسی چیز کا نشہ آور ہونا، مثلاً شراب یا تمام نشہ آور اشیاء اسی وجہ سے حرام ہیں۔

5. نجاست (Impurity/Nijasat) : یعنی کسی چیز کا ناپاک ہونا، مثلاً پیشاب پاخانہ وغیرہ، تمام ناپاک چیزیں اسی وجہ سے حرام ہیں۔

6. احترام انسانیت (Human Dignity) : یعنی کرامتِ انسانی، انسانی جسم کے کسی بھی جزء کا استعمال انسانی احترام کی وجہ سے حرام ہے۔

7. **سبعیت (درندگی،** Predators**)** : یعنی کسی جانور یا پرندے کا درندہ ہونا یعنی گوشت خور حیوانات جو فطری طور پر دوسرے جانوروں کا شکار کر کے کھاتے ہیں ۔اس بناء پر بھی تمام درندے (Predators) حرام ہیں۔

نوٹ: حلال و حرام کے ان شرعی اصول و ضوابط کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں، اس کے لیے بندہ کی کتاب **"حلال و حرام کے شرعی معیارات"** مطالعہ فرمائیں، جس میں بندہ نے ان تمام اصول و معیارات پر تفصیل سے بحث کی ہے۔ نیز اس موضوع پر مزید تفصیل کے لیے بندہ کے پی-ایچ-ڈی کا مقالہ "حلال کا عالمی معیار" ملاحظہ فرمائیں۔(15)

چوتھی بحث: مشکوک و مشتبہ چیزوں کے بارے میں شرعی ضابطہ

حلال و حرام کے حوالے سے سب سے زیادہ صحیح اور واضح روایت حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی ہے جس کو صحاحِ ستہ سمیت اکثر محدثین نے نقل فرمایا ہے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"کہ بے شک حلال واضح ہے اور بے شک حرام واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان مشتبہات ہیں جن کو بہت سارے لوگ نہیں جانتے پس جو کوئی مشتبہات سے بچا تو اس شخص نے اپنے دین اور آبرو کی طرف سے صفائی پیش کر دی اور جو کوئی مشتبہات میں واقع ہوا وہ حرام میں واقع ہوا، جیسا کہ چرواہا چراگاہ کے ارد گرد (جانور) چراتا ہے قریب ہے کہ وہ اس چراگاہ میں بھی جانور چر جائے گا۔ غور سے سنو! کہ ہر بادشاہ کے لیے ایک حمیٰ (چراگاہ) ہوتی ہے غور سے سنو! کہ اللہ تعالیٰ کی حمیٰ اس کی

طرف سے حرام کی ہوئی چیزیں ہیں، اور جسم میں ایک ٹکڑا ہے اگر وہ ٹھیک ہو جائے تو پورا جسم ٹھیک ہو جاتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے تو پورا جسم خراب ہو جائے گا۔ خبردار وہ (ٹکڑا) دل ہے۔ (16)

نسائی شریف کی روایت میں یہ اضافہ ہے: "وان من یخالط الریبۃ یوشک ان یجسر"

یعنی جو کوئی مشکوک چیزوں کے ساتھ اختلاط رکھتا ہے قریب ہے کہ وہ حرام کی بھی جسارت کریگا۔ (17)

جیسا کہ یہ بات بحث نمبر ایک میں تفصیلاً گزری کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے لہٰذا جائز اور مباح چیزیں زیادہ ہیں اور ناجائز اور حرام چیزیں کم ہیں البتہ ناجائز اشیاء میں اکثر چیزیں مشتبہ ہیں۔ مشتبہات کے حوالے سے ہمارے دین میں مکمل احکامات اور تفصیلات موجود ہیں۔ چنانچہ مشتبہات کے حوالے سے سب سے مشہور، تفصیلی اور صحیح روایت حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی ہے جس کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

اس حدیث شریف کے ضمن میں محدثین عظام نے جو تفصیلات ذکر کی ہیں ان تفاصیل کا خلاصہ درج ذیل باتیں ہیں:

شرعی طور پر اشیاء کی تین قسمیں ہیں:

حلال بین **(Clear Halaal)**

حرام بین **(Clear Haraam)**

مشتبہات **(Doubtful)**

مشتبہات کا شرعی حکم:

علامہ ابنِ حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی اس خوبصورت ترتیب سے مشتبہات کے مراتب معلوم ہو سکتے ہیں، مثلاً

نمبر1: وہ مشتبہات جن سے بچنا فرض اورواجب (Obligatory) ہے۔

نمبر2: وہ مشتبہات جن سے بچنا مستحب(Desirable) ہے۔

نمبر3: وہ مشتبہات جن کا اعتبار نہیں۔اوران سے بچنے کی کوشش کرناغلو فی الدین ہے ۔جیسے مباح الاصل چیزوں کے بارے میں زیادہ کھود کرید کرنا۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ کسی بھی چیز کی بنیاد(Origen/ Base) تین طرح کی ہو سکتی ہے:

نمبر1: اس چیز کی بنیاد حرام ہو۔ مثلاً گوشت، کہ اس میں اصل حرام ہونا ہے، ذبح شرعی سے پہلے اس کا کھانا جائز نہیں لہذا جب اس میں شک ہو گا تو جب تک حلت کا یقین نہ ہو اس سے حرمت ختم نہیں ہو گی۔امام بخاری نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی (شکاروالی) حدیث میں اس اصل کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

نمبر2: اس چیز کی اصل مباح/جائز ہو۔ مثلاً کسی چیز کا پاک ہونا جیسے عام پانی، تو جب تک ناپاکی کا یقین نہ ہو صرف شک کی وجہ سے اس کی پاکی ختم نہیں ہو گی۔

نمبر3: اس چیز کی اصل میں شک ہو کہ اصلاً حلال ہے یا حرام۔اس میں بہتر یہ ہے کہ اس کو چھوڑ دیا جائے اس اصل کی طرف اس حدیث میں اشارہ ہے جس میں راستے میں گری ہوئی کھجور کا ذکر ہے۔

مشتبہات کے بارے میں یہ تفصیل فتح الباری، ملا علی قاری رحمہ اللہ کی شرح مرقاۃالمفاتیح اور علامہ خطابیؒ کی کتاب سبل السلام وغیرہ میں مذکور ہے۔[18]

خلاصہ یہ ہے کہ مشتبہات کے بارے میں فیصلہ کرنے کے لیے دو راستے ہیں:

الف: بعض اوقات اس چیز کی اصل (Origen) کی بنیاد (Base) پر فیصلہ کیا جاتا ہے کہ اصل اگر حلال ہے تو حلال ورنہ حرام۔

ب: بہت سارے موقعوں پر ظاہر کی طرف رجوع کرتے ہیں جب وہ اصل کے مقابلے میں زیادہ قوی ہو۔ (19)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث سے سدِّ ذرائع کا اصول بھی معلوم ہوا کہ جو چیزیں حرام کے ارتکاب کا سبب بنیں ان سے بھی بچنا ضروری ہے۔ (20)

سدِّ ذرائع کے اصول کی تفصیل باب نمبر 6 میں آرہی ہے۔

مذکورہ تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اول تو مشتبہات سے بچنے کا حکم ہمیشہ مستحب نہیں ہوتا، بلکہ بسا اوقات مشتبہات سے بچنا واجب بھی ہوتا ہے۔ دوسرے اگر یہ حکم مستحب بھی ہو تو بھی اس کے لیے کوئی نظام وضع کرنے پر یہ اعتراض درست نہیں کہ مستحب اور اولیٰ کی بنیاد پر اتنا بڑا نظام کیسے تشکیل دیا جاسکتا ہے؟ کیونکہ مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ دین کے ہر حکم پر بدرجہ اتم (Maximum) عمل کرے یعنی فرض، واجب یا مستحب، ہر حکم پر بخوشی عمل کرنا چاہیے۔

بالخصوص جبکہ آجکل مارکیٹ میں مشکوک، بلکہ حرام مصنوعات (Haraam Products) اور حرام اجزائے ترکیبی (Haraam Ingredients) کی کثرت ہے اور بعض غیر مسلم صانع باقاعدہ سازش کے تحت مسلمانوں کو حرام کھلانے کے لیے اپنی مصنوعات میں ناپاک و حرام اشیاء ملاتے ہیں تاکہ مسلمان حرام کھانے میں مبتلا ہوں اور ان کے ایمان واعمال کو اور ان کی روحانیت کے نظام کو تباہ کیا جاسکے۔ ایسی حالت میں

علماء کرام کی دوہری ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ان سازشی عناصر اور محرمات شرعیہ کے روکنے کا انتظام کریں اگرچہ ان مشتبہ اور محرم امور کا کھوج لگانا ایک مشکل کام ضرور ہے لیکن ناممکن نہیں اور اگر کوئی ادارہ مسلمانوں کو حرام سے بچانے کی نیت سے ہمت کر کے اس مقصد کے لیے اپنی صلاحیتوں کو وقف کر دیتا ہے تو واقعی ایسا ادارہ خراج تحسین کے لائق ہے۔

نیز ایک طرف اگر ایسے اداروں کی ضرورت ہے تو دوسری طرف اس بات کا بھی اندیشہ ہے کہ کہیں حلال سرٹیفکیٹ کے نام پر باقاعدہ کوئی کاروبار شروع نہ ہو اس لیے ضروری ہے کہ مستند علماء کرام اس مقصد کے لیے اپنی خدمات پیش کریں تاکہ افراط و تفریط سے بچا جائے۔

پانچویں بحث: کسی مشتبہ چیز کے حلال ہونے کے بارے میں زبانی اطلاع کافی ہے یا تحریری سرٹیفکیٹ ضروری ہے؟

شریعت کا اصل حکم تو یہ ہے کہ جو چیزیں از روئے شریعت اصلاً مباح نہیں، جن کی تفصیل بحث نمبر ایک میں گزر چکی ہے، ان چیزوں کو استعمال کرنے سے پہلے مسلمان کے لیے ان کے حلال ہونے کا اطمینان حاصل کرنا ضروری ہے۔ اس اطمینان کے لیے شرعی شرائط کے مطابق زبانی اطلاع کافی ہے اور اس کے لیے کسی تحریری ثبوت، مثلاً سرٹیفکیٹ وغیرہ کی ضرورت نہیں، لیکن ظاہر ہے کہ زبانی اطلاع اس وقت ممکن ہے جب کسی چیز کی مکمل حقیقت آپ کے سامنے ہو، یا اگر کوئی تیار شدہ (Processed) چیز ہو تو اس کی تیاری کے مکمل مراحل آپ کی نظر میں ہو، لیکن ظاہر ہے کہ کھانے پینے کی چند چیزوں کو چھوڑ کر آج کل اس طرح کی خالص دیسی یا اپنے طور پر تیار کردہ اشیاء بہت کم ہیں، اور مسلمان اکثر تیار شدہ اشیاء استعمال کرتے ہیں، جبکہ دوسری طرف صورتِ حال یہ ہے کہ ماکولات، مشروبات، ادویات اور کاسمیٹکس سے متعلق حلال

انڈسٹری 90 فیصد سے زیادہ غیر مسلموں کے ہاتھوں میں ہے، جس کی تیاری کے مراحل مسلمانوں کے سامنے نہیں ہوتے اور نہ ہی یہ غیر مسلموں کی ملکیت ایسے ادارے عام طور پر کسی کو اپنی مصنوعات کے اجزاء یا ان تیاری کے مراحل کے بارے میں بتاتے ہیں، دوسری طرف مالی مفاد کے لیے جھوٹ بولنے اور دھوکہ دینے کا رواج عام ہے، لہٰذا کوئی بھی صانع (Manufacturer) یہ نہیں کہے گا کہ اس کی مصنوعات میں کوئی حرام یا کوئی مشکوک چیز شامل ہے، بلکہ ہر کوئی یہ کہتا ہے کہ اس کی مصنوعات مکمل طور پر حلال ہیں، حالانکہ اس کی مصنوعات میں شامل اکثر چیزیں غیر مسلم ممالک سے امپورٹ ہوتی ہیں، لہٰذا کسی مسلمان کی زبانی بات پر بھی آج کل اعتماد کرنا مشکل ہے، جبکہ اس حوالے سے کوئی غیر مسلم حلال کی درست خبر بھی دے تو اس کی بات شرعاً قابل قبول نہیں۔ جس کی تفصیل باب نمبر 5 میں آرہی ہے۔

جس کے بعد واحد راستہ تحریری طور پر حلال سرٹیفکیٹ کا بچتا ہے، لہٰذا اس وجہ سے حلال سرٹیفکیشن کا کام شریعت کی رو سے نہ صرف جائز، بلکہ ضروری ہے۔ لان مقدمة الواجب واجب

چھٹی بحث: حلال سرٹیفکیشن کا شرعی دائرہ کار کیا ہے؟

Scope of Halaal Certification

ماکولات، مشروبات، ادویات اور کاسمیٹکس سے متعلق حلال انڈسٹری کی ہر وہ چیز جو انسانی جسم کے داخلی یا خارجی استعمال میں آتی ہو، اور وہ چیز ان اشیاء میں سے نہ ہو جو اصلاً حلال ہیں، یا وہ چیز اصلاً تو حلال ہو لیکن اپنی اصلی حالت میں استعمال نہ ہوتی ہو، بلکہ اس کے ساتھ اور بھی چیزیں ملادی جاتی ہوں، اور یہ اضافی چیزیں (Additives) یقیناً یا غالب گمان کے درجے میں حرام یا قوی درجے کے مشکوک ہوں، تو ایسی تمام اشیاء کی حلال سرٹیفکیشن ضروری ہے، بشرطیکہ سرٹیفکیٹ کے علاوہ مسلمان کے پاس حلال کے اطمینان کے حصول کے لیے کوئی اور قابل اعتماد شرعی ذریعہ نہ ہو۔

ساتویں بحث: مسلم اور غیر مسلم ممالک کی رو سے حلال سرٹیفکیشن کی اہمیت وضرورت ایک جیسی ہے یا شرعاً اس کے حکم میں فرق ہے؟

جو چیزیں مسلمان ممالک میں مقامی طور پر مسلمان خود تیار کرتے ہیں، مثلاً مسلمان ذابحین مقامی طور پر خود جانور ذبح کرتے ہیں یا ماکولات، مشروبات، ادویات اور کاسمیٹکس سے متعلق دوسری اشیاء، تو ایسی چیزوں کی حلال سرٹیفکیشن از روئے شریعت ضروری نہیں، لیکن اگر مسلمان ممالک میں ماکولات، مشروبات، ادویات اور کاسمیٹکس سے متعلق اشیاء غیر مسلم ممالک سے درآمد (Import) ہوتی ہوں یا وہ مسلمان صانعین مسلم ممالک میں تیار تو کرتے ہوں لیکن ان چیزوں کے اجزاء ترکیبی (Ingredients) غیر مسلم ممالک سے درآمد (Import) ہوتی ہوں اور ان اجزاء میں یقیناً یا غالب گمان کے درجے میں حرام یا قوی درجے کے مشکوک ہوں، تو ایسی تمام اشیاء کی حلال سرٹیفکیشن ضروری ہے، بشرطیکہ سرٹیفکیٹ کے علاوہ مسلمان کے پاس حلال کے اطمینان کے حصول کے لیے کوئی اور قابلِ اعتماد شرعی ذریعہ نہ ہو۔ اور اس میں مسلم اور غیر مسلم ممالک کے درمیان کوئی فرق نہیں۔

آٹھویں بحث: حلال سرٹیفکیشن کی اہمیت وضرورت پر مختلف حوالوں سے ہونے والے اعتراضات وخدشات کا طالب علمانہ جائزہ

Misconceptions about Halaal Certification

حلال سرٹیفکیشن ایک نیا علمی میدان ہے اس حوالہ سے اہلِ علم سمیت مختلف حلقوں کی طرف سے مختلف اشکالات سامنے آتے رہتے ہیں عام طور پر جو اشکالات پائے جاتے ہیں، ذیل میں وہ اشکالات اور ان کے جوابات کا مختصر خلاصہ پیش کرتے ہیں۔

سوال نمبر 1: ایک سوال یہ کیا جاتا ہے کہ جو چیزیں حلال تصدیق شدہ (Halaal Certified) نہیں، اُن کا شرعی حکم کیا ہوگا، کیا وہ حلال ہیں؟ یا نہیں؟

جواب: شریعت میں کسی چیز کے حرام ہونے کے اسباب و شرائط واضح طور پر بیان کئے گئے ہیں اُن شرائط میں سے کوئی بھی شرط پائی گئی تو یہ چیز حرام ہوگی۔ حلال سرٹیفکیشن کی وہ شرائط جو شریعہ میں بھی شرط کے درجہ میں ہیں، وہ شرائط پوری نہ ہونے کی وجہ سے وہ چیز حرام کہلائے گی مثلاً ذبیحہ میں تسمیہ کی شرط۔ ایسی شرائط پوری نہ ہونے (Non Confirming) کی وجہ سے چیز حرام ہوگی لیکن حلال سرٹیفکیشن کی وہ شرائط جو شریعہ میں شرط کے درجہ میں نہیں بلکہ مستحب اور اولیٰ کے درجہ میں ہیں اس کی وجہ سے چیز حرام تو نہیں ہوگی، البتہ اس کو ناپسندیدہ کہہ سکتے ہیں۔

جس طرح شریعہ کا معیار فرض، واجب، مستحب یا حرام اور مکروہ کی صورت میں ایک معتدل اور لچکدار (Flexible) معیار ہوتا ہے اسی طرح عالمی سطح پر بننے والے معیارات میں بظاہر تو مستحب درجہ کی چیزوں کو بھی معیار کا حصہ بنایا جاتا ہے لیکن ان معیارات میں شامل ہر چیز لازم اور فرض یا شرط کے درجہ میں نہیں ہوتی۔ اس کا اندازہ اس وقت ہوتا ہے جب کبھی ان غیر ضروری شرائط پر عمل نہیں ہوتا تو عالمی معیارات (Global Standards) میں یہ تصریح موجود ہے کہ ایسی صورتحال میں فوراً سرٹیفکیشن کو منسوخ نہ کیا جائے، بلکہ اس کے بارے میں رعایت (Relaxation) دی جائے، جیسے شریعہ میں مستحب و مکروہ امور کے معاملہ میں گنجائش ہوتی ہے اسی طرح حلال معیارات میں بھی ایسی شقوں (Clauses) کے بارے میں گنجائش موجود ہوتی ہے۔ ہاں البتہ یہ بات اشد ضروری ہے کہ کوئی بھی حلال تصدیقاتی ادارہ ہو، اس کے

پاس شرعی نگرانی کا مضبوط نظام موجود ہو جو اس فرقِ مراتب (Categorization) کالحاظ رکھ سکے، نیز حکومت کے لیے بھی ضروری ہے کہ مرکزی سطح پر ایک نگران شریعہ بورڈ تشکیل دے جو شریعہ کی روشنی میں ان معیارات پر نظر ثانی (Review) کرے۔

سوال نمبر 2: ایک اور سوال یہ کیا جاتا ہے کہ شریعت کی رو سے گوشت کے علاوہ دیگر اشیاء اصلاً حلال ہیں، حرام ہونے کے لیے دلیل کی ضرورت ہوتی ہے، اس لحاظ سے دیکھا جائے تو صریح حرام چیزیں بہت کم ہیں، اکثر چیزیں صرف مشتبہ کے زمرے (Category) میں آتی ہیں، جن سے بچنا ضروری وواجب نہیں ہوتا، بلکہ صرف اولی ہوتا ہے۔ تو سوال اس سے یہ پیدا ہوتا ہے کہ اولی اور مستحب کی بنیاد پر حلال سرٹیفکیشن کے اتنے بڑے نظام کو کیسے تشکیل دیا جا سکتا ہے؟

جواب: یہ بات درست ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے اور حرام چیزیں کم ہیں اکثر چیزیں مشتبہ ہیں۔ تاہم مشتبہات کے حوالے سے بھی ہمارے دین میں احکامات موجود ہیں۔ جس کی مکمل تفصیل اسی فصل کی پانچویں بحث میں گزر چکی ہے۔ جس میں یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ اول تو مشتبہات سے بچنے کا حکم ہمیشہ مستحب نہیں ہوتا، بلکہ بسا اوقات مشتبہات سے بچنا واجب بھی ہوتا ہے۔ دوسرے اگر یہ حکم مستحب بھی ہو تو بھی اس کے لیے کوئی نظام وضع کرنے پر یہ اعتراض درست نہیں کہ مستحب اور اولی کی بنیاد پر اتنا بڑا نظام کیسے تشکیل دیا جا سکتا ہے؟ کیونکہ مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ دین کے ہر حکم پر بدرجہ اتم (Maximum) عمل کرے یعنی فرض، واجب یا مستحب، ہر حکم پر بخوشی عمل کرنا چاہیے۔

بالخصوص جبکہ آجکل مارکیٹ میں مشکوک، بلکہ حرام مصنوعات(Haraam Products) اور حرام اجزائے ترکیبی (Haraam Ingredients) کی کثرت ہے اور بعض غیر مسلم صانع باقاعدہ سازش کے تحت مسلمانوں کو حرام کھلانے کے لیے اپنی مصنوعات میں ناپاک وحرام اشیاء ملاتے ہیں تاکہ مسلمان حرام کھانے میں مبتلا ہوں اور ان کے ایمان واعمال کو اور ان کی روحانیت کے نظام کو تباہ کیا جاسکے۔

ایسے حالات میں مسلمانوں کی ایک اہم ترین شرعی ضرورت وفریضے کو پورا کرنے کے لیے حلال سرٹیفکیشن کا نظام شرعی نقطۂ نظر (Sharia Point of View) سے نہ صرف یہ کہ انتہائی اچھی بات، بلکہ انتہائی ضروری ہے۔

سوال نمبر 3: حلال سرٹیفکیشن کے بارے میں ایک اندیشے کا اظہار یوں بھی کیا جاتا ہے کہ اکابر کے فتاوی میں گوشت کے علاوہ دوسری چیزوں میں کافی گنجائش دی گئی ہے کیونکہ شریعت کا بھی یہی مزاج ہے۔ارشادِ باری تعالی ہے:

'' یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر'' **الایۃ اسی طرح حدیث میں بھی آتا ہے** ''یسروا ولاتعسروا '' **الحدیث جبکہ اس کے برعکس حلال سرٹیفکیشن کا مجوزہ تشکیل شدہ نظام باعث حرج ومشقت ہے،** والحرج مدفوع؟

جواب: اس سوال کے جواب کے لیے واضح ہو کہ اس سوال کے دو حصے ہیں:
(الف)　اکابر کے فتاوی میں گوشت کے علاوہ دوسری چیزوں میں کافی گنجائش دی گئی ہے　(ب)　حلال سرٹیفکیشن کا موجودہ نظام باعثِ حرج ہے۔

دونوں حصوں کا بالترتیب جواب ذکر کرتے ہیں:

(الف)　یہ بات تسلیم ہے کہ اکابر کے فتاویٰ میں گوشت کے علاوہ دوسری چیزوں کے بارے میں کافی گنجائش موجود ہے اور شریعت کا مزاج بھی یہی ہے کہ امت کو ممکنہ سہولت دی جائے۔

لیکن اس وقت مارکیٹ کی صورتحال یہ ہے کہ گوشت جس کے بارے میں شرعاً یہ بات ضروری ہے کہ استعمال (Consume) کرنے سے پہلے اس کے حلال ہونے کی مکمل تصدیق و تحقیق کرائی جائے، یہی گوشت اور حیوانات کے دوسرے اجزاء چربی، ہڈیاں، جلد غرض ہر چیز مختلف ناموں سے مختلف مصنوعات میں استعمال ہو رہی ہیں مثلاً جیلیٹین جو کھانے پینے اور ادویات کی سینکڑوں مصنوعات میں استعمال ہو رہا ہے اس کا اصل ماخذ حیوانی ہڈیاں اور کھال ہے۔ لہٰذا ان جیسی مصنوعات اور اجزاء جن میں اصل بنیاد حرام ہو ان کی تحقیق ضروری اور واجب ہے اور ظاہر ہے کہ مدارس اور دارالافتاء کے حضرات کے لئے مروجہ اندازِ فتویٰ میں اس کی تحقیق کرانا بذاتِ خود مشکل کام ہے ۔ لہٰذا اس کام کے لئے الگ سے مستقل طور پر حلال سرٹیفکیشن کے ادارے قائم کرنا ضروری ہے، جیسا کہ پہلے تفصیل سے گزرا۔

گوشت میں چونکہ اصل حرام ہونا ہے اس لحاظ سے تحقیق بھی ضروری ہے اور حلال سرٹیفکیشن کے شروع کرنے کا مقصد بھی یہی ہے۔

(ب)　دوسری شق کا جواب یہ ہے کہ شریعت کا مقصد واقعی یہی ہے کہ امت کو ممکنہ سہولت دے کر حرج سے بچایا جائے۔

جیسا کہ ارشادِ باری ہے کہ "اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا معاملہ کرنا چاہتا ہے اور تمہارے لئے مشکل پیدا کرنا نہیں چاہتا۔" (البقرۃ: 185)

دوسری جگہ ارشاد ہے کہ :"اللہ نے تم پر دین کے معاملے میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔"(الحج:78)

اسی طرح حدیث شریف میں آتا ہے کہ لوگوں کے لئے آسانیاں پیدا کرو، مشکلات پیدا نہ کرو! (21)

مگر حلال سرٹیفکیشن بھی در حقیقت اسی تسہیل(Simplification)کا نام ہے کیونکہ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ مارکیٹ میں موجود تیار(Ready Made) خوراک، جس میں مکمل مصنوعات یا کم از کم اس کے اجزائے ترکیبی عموماً غیر مسلم ممالک سے آرہے ہوتے ہیں جن میں گوشت اور حیوانات کے دوسرے اجزاء یا اس سے تیار کی جانے والی مصنوعات بھی شامل ہیں حالانکہ یہ گوشت اور دوسرے اجزاء حلال جانور کے ہیں یا حرام جانور کے اور اسی طرح یہ حلال ذرائع سے حاصل کیے گئے ہیں یا حرام ذرائع سے۔اس وقت اس مشکل صورتحال سے وہ لوگ بخوبی واقف ہیں جو غیر مسلم ممالک یا بڑے شہروں میں رہتے ہیں یا جو بیرونِ ملک سفر کرتے رہتے ہیں۔یہ الگ بات ہے کہ کوئی آنکھیں بند کر کے یہ کہے کہ یہاں سب کچھ حلال ہے۔اس بے چینی اور غیر یقینی صورتِ حال کی وجہ سے امت کا ایک بڑا طبقہ بذاتِ خود شدید حرج میں مبتلا ہے۔اسی حرج سے اُمت کو نکالنے کے لئے حلال سرٹیفکیشن شروع کی گئی ہے، تاکہ اُمت کو مزاجِ شریعت کے مطابق ممکنہ سہولت ملے۔

لہٰذا ایسے حالات میں حلال سرٹیفکیشن بذاتِ خود "یسر وا ولا تعسر وا"اور "الحرج مدفوع"پر عمل ہے، نہ کہ اس کے خلاف۔

نیز اس بارے میں تقریباً سب کا اتفاق ہے کہ عالمگیریت (Globalization) کے اس دور میں دنیا کے ایک ملک میں تیار شدہ اشیاء دوسرے ملک میں تیار اور تازہ حالت میں دستیاب ہوتی ہیں بد قسمتی سے خوراک تیار کرنے والی اکثر بڑی کمپنیاں غیر

مسلموں کی ہیں ظاہر ہے کہ ان بین الاقوامی (Multinational) کمپنیوں کو اپنے نفع سے غرض ہے جس طریق پر بھی ممکن ہو کم سے کم وقت اور سرمایہ لگا کر زیادہ سے زیادہ نفع کمانا (Profit Maximization) ان کا مرکزی مقصد ہوتا ہے۔ دوسری طرف بعض اوقات ان کمپنیوں کو حلال کی بجائے حرام خام مال (Raw Material) بہت سستا اور سہولت سے (Cheap And Easy) ملتا ہے۔ لہذا ان تجارتی کمپنیوں کے مزاج کو دیکھ کر یہ بات بالکل واضح ہے کہ ان کو حلال و حرام کی تمیز سے کوئی غرض نہیں۔ اس صورتحال کی وجہ سے مسلمانوں کا وہ طبقہ جو کسی مجبوری یا محض ایک جائز ومباح خواہش کی تکمیل کے لئے ان فوڈ چینز کا محتاج ہے، شدید حرج میں مبتلا ہے جن میں نہ صرف ہمارے وہ مسلمان بھائی شامل ہیں جو مستقل طور پر غیر مسلم اکثریتی ممالک میں رہائش پذیر ہیں یا کسی ضرورت کی وجہ سے اکثر غیر مسلم ممالک کا سفر کرتے ہیں، بلکہ اب تو وطن عزیز پاکستان کے بڑے شہروں کا اگر بغور جائزہ لیں تو اس مصروف دور میں اکثر لوگ بجائے اس کے، کہ خود اپنے ہاتھوں سے کھانا تیار کریں، ان ہی ہوٹلوں سے تیار کھانے پینے کی اشیاء لینے پر مجبور ہیں۔ جبکہ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ ان بڑی فوڈ چینز میں کھلایا جانے والا گوشت وغیرہ عموماً غیر مسلم ممالک سے درآمد شدہ ہوتا ہے۔ اب اگر حلال کی نگرانی کے حوالہ سے کوئی مناسب انتظام نہ ہو تو ظاہر ہے کہ مسلمانوں کا یہ بڑا طبقہ اسی طرح شک وشبہ اور حرج میں مبتلا رہے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ حلال سرٹیفکیشن بذاتِ خود امت کو حرج سے نکالنے کے لئے ہے نہ کہ امت کو حرج میں مبتلا کرنے کے لئے۔ ہاں جو لوگ خود اپنا، سادہ، دیسی اور خالص حلال چیزوں کا کھانا پینا تیار کرا سکتے ہیں ان کا یہ عمل بہت ہی پسندیدہ اور قابلِ تقلید ہے لیکن ظاہر ہے کہ شدید مصروفیات کے اس دور میں ہر آدمی خصوصاً شہروں میں آباد لوگوں کے لئے اب یہ کام بہت مشکل ہو گیا ہے۔

سوال نمبر4: حلال سرٹیفیکیشن کے حوالہ سے بعض حضرات اس خدشے (Threat) کا بھی اظہار کرتے ہیں کہ دنیا بھر میں حلال سرٹیفکیشن کے لئے قائم کئے گئے اداروں کو دیکھتے ہوئے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ حلال وحرام جیسا اہم ترین شرعی مسئلہ شرعی علوم سے ناواقف اور غیر ماہر لوگوں کے ہاتھوں میں دیا جارہا ہے، اور دیگر فنی وسائنسی ماہرین کے ساتھ شرعی ماہرین کو شامل نہیں کیا جاتا، جس کی وجہ سے نہ صرف یہ اہم مسئلہ بلکہ آہستہ آہستہ پورا دینی نظام نااہل اور غیر علماء کے ہاتھ میں جانے کا خطرہ ہے جس کے خطرناک نتائج کا تصور ہر آدمی کر سکتا ہے؟

جواب: اس خدشہ میں کتنی واقعیت وحقیقت (Reality) ہے؟ اس حوالہ سے اتنی بات میں تو شک نہیں کہ عصرِ حاضر میں دوسرے فتنوں سمیت ایک بہت بڑا خطرناک فتنہ یہ بھی ابھرا ہے کہ دینی علوم سے ناواقف اور نابلد لوگ اہم ترین اور حساس ترین دینی موضوعات پر باقاعدہ مباحثہ (Debates) کرتے ہیں، جس کا ہم آئے روز الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا پر مشاہدہ کرتے ہیں ایسے لوگ بعض اوقات لاعملی کی وجہ سے ایسی گفتگو بھی کر جاتے ہیں، جس سے نعوذ باللہ ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھنے کا خطرہ ہوتا ہے۔

حلال وحرام جیسے نازک اور اہم ترین دینی فریضہ سے متعلق حلال سرٹیفکیشن کا کام بھی ایک نازک اور حساس ترین کام ہے، جس میں حلال کی تصدیق کرنے والا ادارہ اس بات کی ذمہ داری اٹھاتا ہے کہ یہ چیز یقینی طور پر حلال یا حرام ہے حالانکہ بعض اوقات اپنی طرف سے مقرر کردہ معیار پر پورا نہ اترنے کی وجہ سے مختلف قسم کی حلال مصنوعات کو غیر حلال بھی قرار دیا جارہا ہوتا ہے حالانکہ اہل علم حضرات اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ سلف صالحین حلال وحرام کے مسئلہ میں کتنی احتیاط سے کام لیا کرتے تھے۔ چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ کے بارے میں علامہ ابن العربی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ

جب ان سے قرآن سنت میں مذکور صریح حرام(Clear Haraam) چیزوں کے علاوہ کسی مجتہد فیہ(Debatable) حرام چیز کی حلت وحرمت کے بارے میں سوال کیا جاتا تھا تو وہ بجائے حلال یا حرام کے الفاظ کے، پسندیدہ یا ناپسندیدہ کے الفاظ استعمال کرتے تھے، کیونکہ ان کے سامنے وہ آیات واحادیث تھیں جن میں حلال وحرام کے مسائل میں بے احتیاطی پر انتہائی سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔[22]

تاہم ایک طرف اگر حلال وحرام کا یہ نازک مسئلہ ہے تو دوسری طرف اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ معاشی میدان سمیت زندگی کے ہر شعبہ میں گلوبلائزیشن کے اس دور میں مکمل انقلاب برپا ہوا ہے۔ لوگوں کے معاملات کی رفتار انتہائی تیز ہوچکی ہے جبکہ اس کے مقابلے میں ہمارے روایتی ذرائع کی رفتار بہت سست ہے اس کے ساتھ ساتھ بعض حکومتی اور کاروباری مجبوریوں کی وجہ سے بھی غذائی مصنوعات تیار کرنے والی کمپنیوں نے دارالافتاؤں میں مطلوبہ سائنسی وفنی معلومات کی کمی کی وجہ سے حلال سرٹیفکیشن کے اداروں کی طرف رجوع کرنا شروع کیا ہے۔

لیکن دوسری طرف ابتدائی طور پر جن اداروں نے حلال سرٹیفکیشن کا کام شروع کیا، ان میں فنی و غذائی امور کے ماہرین کو تو شامل کیا گیا لیکن دینی علوم کے مستند ماہرین کی موجودگی سے اجتناب برتا گیا۔ ابتدائی طور پر جب حلال سرٹیفکیشن کا کام شروع ہوا تو اس کے بارے میں یہ تاثر دیا گیا کہ یہ بہت مشکل کام ہے جو شرعی امور کے ماہرین کے بس کا نہیں، حالانکہ اس کا عنوان ہی حلال وحرام ہے جس کے بارے میں ظاہر ہے کہ شرعی امور کے ماہرین سے زیادہ کون واقف ہوسکتا ہے؟

یہ سوال بالکل بجا ہے کہ دنیا میں حلال سرٹیفکیشن کا کام کرنے والے اکثر اداروں میں قوتِ فیصلہ اُن لوگوں کے ہاتھوں میں ہے۔ جو دینی علوم سے کماحقہ واقف نہیں۔ بلکہ اس حوالے سے شریعہ کے ماہرین کو کوئی زیادہ کردار دینے کے لیے تیار بھی

نہیں اور اس بات کا کھل کر اظہار کرتے ہیں کہ حلال فوڈ کے میدان میں شریعہ ماہرین کی چنداں ضرورت نہیں۔

لیکن الحمد للہ شرعی امور کے ماہر، حضرات علماء کرام اس میدان میں کسی سے پیچھے نہیں رہے اور وقت کے تقاضے کو پورا کرتے ہوئے انہوں نے تمام تر جدید لوازمات کے ساتھ حلال سرٹیفکیشن کا کام اپنے ہاتھوں میں لیا۔ جس کی واضح مثال جنوبی افریقہ کا ادارہ SANHA ، مجلس علماء انڈونیشیاء (MUI) اور حلال ایکریڈیٹیشن کونسل (HAC,ACJU SriLanka) سری لنکا جیسے ادارے مکمل طور پر دینی مدارس، بلکہ الحمد للہ ان میں سے بیشتر پاکستان کے دینی مدارس کے فضلاء کے ہاتھوں میں ہیں اور اپنے اپنے ملکوں میں ان اداروں نے اپنی بساط سے بڑھ کر کام کیا ہے جن کی صلاحیتوں کا اعتراف دوسرے ممالک میں بھی حکومتی سطحوں پر ہوا ہے۔

پاکستان میں بھی ابتدائی طور پر یہ کام غیر اہل علم حضرات کی طرف سے شروع کیا گیا۔ لیکن جب اس بات کا احساس یا خطرہ ہوا کہ حلال وحرام کا یہ اہم دینی مسئلہ جس سے ہماری زندگی کا پورا نظام کھانا پینا، عبادات، معاشرت، اخلاقیات وغیرہ وابستہ ہیں، غیر ماہر لوگوں کے ہاتھوں میں جا رہا ہے تو الحمد للہ پاکستان میں ادارتی سطح پر جامعۃ الرشید نے چند دیندار دردمند حضرات کے متوجہ کرنے پر اس کام میں بھی پہل کی اور سال 2011 میں دارالافتاء سے وابستہ حضرات کو حلال سرٹیفکیشن کے میدان میں نمایاں غیر ملکی اداروں میں تربیت کے لئے بھیجا وہاں سے واپسی پر حلال فاؤنڈیشن کا قیام عمل میں آیا جو اس اہم ترین مسئلہ میں تمام اہم موضوعات پر پورے ملک کے معتمد اور نامور اہل علم حضرات سے مشاورت میں رہتا ہے۔

حلال فاؤنڈیشن نے الحمد للہ قلیل عرصہ میں اللہ کے فضل وکرم سے بہت کام کیا، اور اس سلسلے میں مرکزی حکومت کے ان وفاقی اداروں کے ساتھ کام کیا جو حلال

وحرام کے حوالہ سے معیارات تیار کرنے (Standardization) کا کام کرتے ہیں اور ان وفاقی اداروں کی درخواست پر حلال فاؤنڈیشن نے 19 سال پہلے (1996 میں) حلال کے حوالہ سے شروع ہونے والا کام پھر سال 2010 میں بننے والے حلال معیارات میں مختلف فنی، غذائی اور شرعی امور کے ماہرین کے ساتھ مل کر ترامیم و اصلاحات کیں جن کو ان اداروں نے بخوشی قبول و منظور کیا۔ نیز حلال فاؤنڈیشن نے حلال معیارات کا قومی زبان میں ترجمہ کر کے استفادے کے لیے ملک بھر کے تقریباً 55 دارالافتاؤں کو بھیجا۔

یہ پوری تفصیل عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ اہل علم حضرات یہ اہم ترین شرعی مسئلہ اور اس سے وابستہ سرٹیفکیشن کا کام مکمل طور پر شرعی علوم سے ناواقف لوگوں یا اداروں کے ہاتھوں میں چھوڑ دیں خود اہل علم حضرات کو سامنے آنا چاہیے، البتہ اگر دیگر اہم علمی مصروفیات اور تدریسی خدمات یا افرادی و مادی وسائل کی کمی کی وجہ سے عملی طور پر اس کام کا آغاز نہیں کر سکتے تو ان مستند علمی اداروں کی تائید وحمایت ضرور فرمائیں جنہوں نے اپنے محدود وسائل وصلاحیتوں کو اُمتِ مسلمہ کی اس اہم دینی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے وقف کیا ہے۔

یہ بات بھی باعثِ تسلی ہے کہ الحمد للہ ہمارے اکابر علماء کرام نے برصغیر میں اتنا کام کیا ہے کہ حکومتی حلقے اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ دینی مسائل کے حوالہ سے اس خطے (برِصغیر) کے مسلمان مضبوط اہل علم حضرات کو ہی اتھارٹی مانتے ہیں، ہاں البتہ اس کا خطرہ موجود ہے کہ اگر مدارس و مساجد سے وابستہ حضرات اس میدان میں نہیں آئینگے تو شاید یہ میدان نااہل لوگوں کے ہاتھوں میں چلا جائے گا۔

سوال نمبر 5: اس حوالہ سے ایک سوال یہ بھی کیا جاتا ہے کہ وطن عزیز پاکستان میں جس طرح دوسرے اسلامی قوانین کا حشر ہوا ہے اس مسئلہ میں بھی خدشہ ہے کہ

محض چند سرکاری لوگوں کو بھاری تنخواہوں کے عوض بھرتی کرایا جائے گا اور کام کچھ بھی نہیں ہوگا بلکہ ذاتی ومالی مفادات کی بنیاد پر سرٹیفکیٹ جاری کیے جائینگے جیسا کہ دوسرے اسلامی امور کے بارے میں سرکاری لوگوں کا حال ہے؟

جواب: یہ سوال بھی بہت اہم ہے اور مذکورہ خدشہ اپنی جگہ واقعی موجود ہے لیکن اس حوالہ سے یہ بات عرض ہے کہ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ کسی بھی شعبہ کے لیے معیارات و قانون بنانا حکومت کا کام ہے لیکن یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دنیا کا کوئی بھی قانون اس شعبہ (Field) کے ماہرین بناتے ہیں، چونکہ کھانے پینے کی مصنوعات سے متعلق حلال و حرام کے قوانین ہیں۔ لہذا ظاہر ہے کہ اس میں شریعہ اور غذائی امور کے ماہرین کی رائے کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اور وہی اس معاملے کے اصل اسٹیک ہولڈرز ہیں لہذا یہ بات اشد ضروری ہے کہ حلال و حرام کے حوالہ سے کسی بھی قانون سازی سے پہلے غذائی امور کے ماہرین(Food Scientist)اور مستند مفتیانِ کرام کی رائے حاصل کریں اور اُن کی تجاویز شامل کریں۔ یہ بات اس لیے بھی ضروری ہے کہ سرکاری ادارے اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ پوری دنیا میں وطن عزیز پاکستان کو ایک مسلمہ دینی حیثیت حاصل ہے خدانخواستہ حلال و حرام کے معیارات (Standards) میں شرعی لحاظ سے کوئی خامی رہ گئی، تو یہ نہ صرف ایسے اداروں کے افراد کے لیے دنیا میں دینی خسارے کا باعث ہوگا بلکہ آخرت میں اس کا وبال بھی انہیں لوگوں پر ہوگا۔

دوسری طرف علماء کرام پر بھی یہ اہم شرعی ذمہ داری ہوتی ہے کہ عصرِ حاضر میں امتِ مسلمہ کی ضروریات سے آگاہی حاصل کریں اور اس حوالہ سے ہر موڑ پر اپنی خدمات و معاونت پیش کریں۔ الحمد للہ، اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ حلال و حرام کے حوالہ سے حکومت پاکستان کے معیارات سازی(Standardization) اور جانچ کاری و

الحاق سازی (Accreditation and Audit) کے ادارے، مثلاً PSQCA اور PNAC کے ذمہ داران، علماء کرام کے ساتھ نہ صرف رابطہ میں رہتے ہیں بلکہ علماء کرام کو اپنی میٹنگز میں شرکت کی باقاعدہ دعوت بھی دیتے ہیں اور ان کی تجاویز کو بخوشی قبول کرتے ہیں۔

ہم امید کرتے ہیں کہ حلال و حرام سے متعلق حکومتِ پاکستان کے تمام ادارے مستقبل میں بھی ہر قسم کی قانون سازی علماء کرام کی مشاورت سے کرینگے۔

سوال 6: بعض حضرات کو حلال سرٹیفکیشن کے حوالے سے یہ اشکال ہے کہ فوڈ سائنس کی ترقی کی وجہ سے آج کل کھانے پینے کی چھوٹی چھوٹی مصنوعات میں سینکڑوں اجزائے ترکیبی پائے جاتے ہیں، جن کے مختلف سائنسی اور کیمیائی نام و فارمولے ہوتے ہیں، جبکہ علماء کی اکثریت ان چیزوں سے نابلد ہے لہٰذا یہ کام علماء کے بس کا روگ نہیں۔ اس وجہ سے علماء و مفتی حضرات کو اس میدان میں شرکت نہیں ہونا چاہیے، بلکہ روایتی انداز میں اپنے مدرسہ و مسجد میں تدریس و افتاء کا کام انجام دیا کریں اور وہیں سے حلال و حرام کے فتوی بھی دیئے جائیں اس میں خیر ہے ورنہ رہی سہی عزت بھی ختم ہو جائے گی۔

جواب: یہ سوال اہم ہے لیکن اس سوال کا منشاء بظاہر حلال سرٹیفکیشن کے نظام سے پوری طرح واقفیت نہ ہونا ہے۔

دراصل حلال سرٹیفکیشن کے جتنے بھی ادارے ہیں اس میں تحقیق کے حوالہ سے دو بنیادی شعبے ہوتے ہیں:

1) سائنسی تحقیق کا شعبہ 2) شرعی تحقیق کا شعبہ

سائنسی شعبہ تحقیق کا کام یہ ہوتا ہے کہ ایسی مصنوعات یا اجزائے ترکیبی جن کے

کیمیائی نام یا فارمولوں کی وجہ سے مفتی صاحبان کو یہ مشکل پیش آتی ہیں کہ یہ چیز اصلاً (Originally) کیا ہے یا اس کی اصل بنیاد (Base) کیا ہے ؟ ان پر سائنسی لحاظ سے تحقیق کر کے اس طرح کی مصنوعات اور اجزاء کی اصل بنیاد معلوم کی جائے اور پھر اس تحقیق کو شریعہ ڈیپارٹمنٹ کے سامنے پیش کیا جائے اس طور پر کہ سائنسی تحقیق مکمل ہو جانے کے بعد اس کی روشنی میں شریعہ ڈیپارٹمنٹ کے ذمہ دار حضرات شریعہ کے حوالہ سے فیصلہ دیتے ہیں، حتمی فیصلے کا اختیار شریعہ ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ کے پاس ہوتا ہے، انہیں کے دستخط سے کسی چیز کے حلال یا حرام ہونے کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

دراصل یہ طریقہ کار دار الافتاء میں بھی ہوتا ہے فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ دار الافتاء کسی فتویٰ کے بارے میں اس طرح کی معلومات کے لئے یا تو مستفتی (فتویٰ پوچھنے والے) سے تنقیح (وضاحت) کراتا ہے اور یا پھر اپنے ذرائع سے معلومات حاصل کرتا ہے جبکہ حلال سرٹیفکیشن کے ادارے میں ایسی معلومات کے لئے پہلے سے مستند دیندار اور ماہر لوگوں کا انتخاب مستقل بنیادوں پر ہوتا ہے۔

اس سے واضح ہوا کہ حلال سرٹیفکیشن کا کام جو اہل علم ہی کا کام اور ان ہی کی ذمہ داری ہے، اور اہل علم کے لیے اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

سوال 7: ایک سوال یہ بھی ہوتا ہے کہ کھانے پینے سے متعلق فقہ اسلامی کے ذخیرہ میں بہت کم حصہ ہے جبکہ اس کے علاوہ دین کے دوسرے بڑے بڑے کام ہیں، مثلاً عبادت، حج زکوٰۃ، معاملات، بیع و شراء، مناکحات، دعوی و قضاء وغیرہ، اسی طرح جہاد، تبلیغ، سیاست، تصوف دین کے اتنے بڑے بڑے میدان ہیں ان سب کو چھوڑ کر محض کھانے پینے کی حلال سرٹیفکیشن کے لئے علماء کی صلاحیتوں کو لگانا مناسب نہیں؟

جواب: اگرچہ بعض لوگوں کی طرف سے یہ سوال کیا جاتا ہے لیکن اس سوال کا جواب بہت واضح ہے کیوں کہ جن حضرات کے سامنے قرآن وسنت کا وہ ذخیرہ ہے جس میں حلال کی اہمیت اور حرام کی نحوست بیان کی گئی ہے وہ جانتے ہیں کہ ہماری عبادات ودعا ،ہماری معاشرت، ہمارے اخلاق ، غرض زندگی کے ہر شعبہ میں حلال و حرام کے اثرات کس قدر زیادہ ہیں؟ بالفرض اگر کمانے کے حوالہ سے ہم بہت ہی محنت کریں لیکن اگر ہم اپنے حلال مال سے دانستہ یا غیر دانستہ حرام مصنوعات خرید کر استعمال کر رہے ہوں تو ظاہر ہے کہ ایسے میں کمائی حلال ہونے کے باوجود حرام کی اس نحوست سے نہیں بچا جاسکتا کہ ہماری عبادات ودعائیں مردود ٹھہریں، ہمارا حج جیسا فرض عمل اور نماز روزہ قبول نہ ہو اور اولاد نافرمان ہو۔

اگر حلال کا انتظام کروایا جائے تو ظاہر ہے کہ یہ ایک بہت بڑی دینی خدمت ہوگی جس کے لئے نہ صرف چند لوگوں کو اپنی صلاحیتیں وقف کرنا ہوگی بلکہ تمام مسلمانوں کی اولین ذمہ داری بھی بنتی ہے کہ وہ سب سے پہلے اپنے لئے، اپنے خاندان والوں کے لئے حلال کا انتظام کروالیں اور حرام سے بچیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ نماز روزہ کے بعد ایک مسلمان کا اولین فرض یہ ہے کہ وہ حلال طلب کرے۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ طلبِ حلال ہر مسلمان پر واجب ہے۔ (23)

سوال 8: اس خدشے کا اظہار بھی کیا جاتا ہے کہ حلال وحرام شریعت کے انتہائی اہم اور حساس ترین تصورات پر مبنی اصطلاحات ہیں جبکہ حلال سرٹیفکیشن کی وجہ سے یہ الفاظ اپنی قدر آہستہ آہستہ کھو رہے ہیں جس کی وجہ سے حلال / حرام کا لفظ سن کر مسلمان اتنا حساس نہیں ہوتا جتنا پہلے ہوتا تھا۔ اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں، مثلاً حلال ٹور، حلال میرج، حلال کموڈ وغیرہ

جواب: اس خدشہ کے بارے میں عرض ہے کہ کسی چیز کو حلال یا حرام کہنا واقعی ایک بہت بھاری شرعی ذمہ داری ہے جیسا کہ انہیں سطور میں پہلے عرض کیا گیا ہے کہ اکابر اور سلف صالحین سے کسی (مجتہد فیہ) چیز کی حلت یا حرمت کے بارے میں کوئی سوال ہوتا تو اس کو لفظ حلال وحرام کے الفاظ سے تعبیر نہیں کرتے تھے بلکہ اس کو مکروہ یا ناپسندیدہ وغیرہ کے الفاظ سے تعبیر کیا کرتے تھے۔ لہٰذا اس طرزِ فکر کی حوصلہ شکنی کرنی ضروری ہے، اب تو نعوذ باللہ اس طرح کے الفاظ بھی انٹرنیٹ وغیرہ پر دیکھنے سننے میں آرہے ہیں جیسے حلال میوزک، حلال فرینڈ شپ، حلال چیٹنگ وغیرہ۔

جو لوگ ان شرعی اصطلاحات کو اس طرح بے موقع، بے محل استعمال کرتے ہیں ان کو سمجھانا چاہیئے اور اہل علم حضرات کو اس کی حوصلہ شکنی اور مذمت کرنی چاہیے۔

سوال 9: بعض اوقات یہ سوال بھی کیا جاتا ہے کہ حلال وحرام ایک خالص شرعی مسئلہ ہے اس میں دوسرے ماہرین مثلاً فوڈ سائنٹسٹ، فوڈ ٹیکنالوجسٹ وغیرہ کی کیا ضرورت ہے؟

جواب: اس سوال کا جواب گذشتہ سطور میں آچکا ہے کہ چونکہ فوڈ ٹیکنالوجی میں ترقی اور انتہائی پیچیدگی کی وجہ سے صرف مفتیانِ کرام کو یہ میدان سر کرنا مشکل ہے اس لئے کسی چیز کی سائنسی/کیمیائی اصلیت تک پہنچنے کے لئے ان ماہرین سے مدد لینے کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ جدید فارمولوں اور مشکل کیمیائی و سائنسی اصطلاحات سے عمومی طور پر مدارس و دارالافتاء سے وابستہ حضرات کماحقہ واقف نہیں ہوتے۔ اس لئے ان حضرات کو ساتھ رکھا جاتا ہے تاکہ پوری بصیرت کے ساتھ کسی چیز کی شرعی حیثیت (Halaal Status) کو واضح کیا جاسکے۔

یوں بھی افتاء کے فقہی اصول کے مطابق جدید ذرائع اور جدید طریقوں سے حاصل ہونے والی جدید ایجادات کے بارے میں ان کے متعلقہ ماہرین ہی کی رائے کا

اعتبار کیا جاتا ہے اس لیے حلال کے شعبے میں کام کرنے والے اہلِ علم حضرات نے بھی اگر مصنوعات کی واقعاتی حقیقت کے سلسلہ میں فوڈ سائنٹسٹ وغیر حضرات کی رائے کو پیشِ نظر رکھیں تو یہی اصول کا تقاضا ہے، اس اصولی تقاضے کو نظر انداز کر کے اگر مفتیانِ کرام فتاوی کریںگے، تو ظاہر ہے کہ اس کے فتاوی میں غلطی کا امکان بہت زیادہ ہو گا۔

سوال 10: اسلامی ملکوں کے بارے میں عمومی فتوی یہی دیا جاتا ہے کہ مارکیٹ میں دستیاب گوشت حلال ہے زیادہ تحقیق کی ضرورت نہیں، جبکہ حلال سرٹیفکیشن مکمل تحقیق کو لازمی قرار دیتا ہے جو بظاہر درست نہیں؟

جواب: اس سوال کا اجمالی جواب ان سطور میں آگیا ہے بظاہر اسلامی ملکوں کے بارے میں عمومی فتویٰ اب بھی یہی ہونا چاہیئے لیکن یہ فتویٰ مسلمانوں کے ظاہری حال کے اعتبار پر مبنی ہے چنانچہ بعض حضرات نے اس کی وجہ میں تصریح فرمائی ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان اپنے بازاروں میں حرام کو برقرار نہیں رکھیں گے۔

لیکن آج کل فسادِ زمانہ کو پیشِ نظر رکھ کر یہ وجہ کمزور ہو جاتی ہے کیونکہ ایک تو گوشت بڑی مقدار میں غیر مسلم ممالک سے بھی آنا شروع ہو گیا ہے۔ دوسرے امانت ودیانت کا بھی وہ معیار نہیں رہا جو فقہاء کے زمانہ میں تھا چنانچہ کتنے ایسے واقعات ہو چکے ہیں اور پکڑے گئے کہ مسلمانوں کے بازار میں حرام جانوروں گوشت بیچا جارہا ہے۔

تیسری بات یہ کہ ذبیحہ کے اسلامی طریقے کے حوالے سے درست شرعی معلومات بھی بہت کم لوگوں کے پاس ہیں، چنانچہ انفرادی طور پر قصائیوں کی طرف سے کیے جانے والے ذبیحہ کے علاوہ بڑے شہروں میں سرکاری مذابح کا جو حال ہے وہ بھی ہم سب کے سامنے ہے کہ خود ان کے نگران حضرات کے بقول ذبح کرتے وقت

بجائے تسمیہ یااللہ کے نام کے ذکر کے، ان کی زبانوں پر بے ہودہ گفتگو ہوتی ہے جو شاید ترک تسمیہ عمداً سے بڑھ کر ترکِ تسمیہ استہزاءً میں داخل ہو۔

ان تین وجوہات کی وجہ سے اس بارہ میں سابقہ فتویٰ پر نظرِ ثانی کی ضرورت ہے۔

سوال نمبر 11: غیر مسلم ممالک سے درآمد شدہ (Imported) اشیاء کے بارے میں اب تک فتویٰ یہی دیا جاتا ہے کہ گوشت کے علاوہ دوسری چیزوں میں تحقیق کی ضرورت نہیں، جبکہ حلال سرٹیفکیشن کھانے، پینے، لگانے وغیرہ کی ہر چیز میں تحقیق کو ضروری قرار دیتا ہے؟

جواب: گوشت کے علاوہ کھانے پینے کی دوسری چیزوں میں واقعی اب تک عمومی فتویٰ کی روسے اس کی گنجائش دی گئی ہے کہ اس میں زیادہ تحقیق کی ضرورت نہیں۔ لیکن اب شاید اس فتویٰ پر از سر نو غور کی گنجائش بلکہ ضرورت معلوم ہوتی ہے، کیونکہ فوڈ ٹیکنالوجی میں ترقی کی وجہ سے نت نئے ذائقوں کے لئے جانوروں کے گوشت کے ذیلی اجزاء کو بہت زیادہ مقدار میں استعمال کیا جاتا ہے، مثلاً جانور کی ہڈی، کھال، چربی وغیرہ مختلف اجزاء کو مختلف مقاصد کے لئے مختلف ناموں کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ظاہری طور پر وہ چیز گوشت نہیں ہوتی لیکن اس کی تیاری میں جانور کے ذیلی اجزاء استعمال ہوتے ہیں مثلاً جیلیٹین جانوروں کی ہڈی کھال وغیرہ سے حاصل کیا جانے والا ایک مشہور غذائی جزو ہے اور اس کو پوری دنیا میں بہت وسیع پیمانے پر استعمال کیا جاتا ہے تو کیا اس حوالہ سے تحقیق ضروری نہیں ہوگی کہ جس جانور کے اجزاء سے یہ جیلیٹین حاصل کیا گیا ہے وہ حلال جانور ہے یا نہیں، اگر حلال ہے تو کیا اس کو ذبح کیا گیا تھا یا نہیں؟ اگر ذبح کیا گیا تھا تو کیا اس کو اسلامی طریقہ پر ذبح کیا گیا تھا یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ ہر آدمی غذائی اجزاء (Food Ingredients) کے بارے میں

ان گہرائیوں میں نہیں پڑ سکتا لہذا اس لحاظ سے بھی ضروری ہے کہ حلال سرٹیفکیشن کے کچھ مخصوص و مستند ادارے موجود ہوں جو اس پہلو سے مسلمانوں کی خدمت کر سکیں۔

سوال نمبر 12: حلال سرٹیفکیشن میں صرف حلال کے شرعی تصور سے بحث نہیں ہوتی، بلکہ اس میں شرعی نقطۂ نظر سے غیر ضروری اشیاء بھی ضروری قرار دی گئی ہیں مثلاً کوالٹی کنٹرول، فوڈ سیفٹی، CSR وغیرہ؟

جواب: یہ سوال واقعی بہت اہم ہے کہ حلال سرٹیفکیشن کے لئے وضع کردہ معیارات(Standards) میں شرعی لوازمات(Sharia Requirements) کے علاوہ صفائی(Hygiene)، معیار کی حفاظت وضمانت (Quality Control) وغیرہ کو بھی ضروری قرار دیا گیا ہے جس کے بغیر کسی کمپنی کی مصنوعات کو حلال سرٹیفکیٹ نہیں ملتا اس لحاظ سے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو مصنوعات ان وضع کردہ جدید معیارات پر پوری نہیں اترتیں، کیا ان کو حلال نہیں کہیں گے؟

اس سوال کے دو جواب ہیں:

1۔ اسلام بذاتِ خود صفائی ستھرائی، معیاری کام اور امانت ودیانت پر زور دیتا ہے لہذا کوالٹی کنٹرول اور فوڈ سیفٹی وغیرہ کے معیارات بذاتِ خود اسلام کے مزاج کے خلاف نہیں، بلکہ اسلام میں مطلوب ہیں، ہاں البتہ ان چیزوں میں فرق مراتب کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ معیارات کے حوالہ سے عرض یہ ہے کہ وضع کردہ حلال اسٹینڈرڈز حلال سرٹیفکیشن کے ادارہ کو صرف رہنما خطوط(Guide Lines) فراہم کرتے ہیں ان معیارات میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ عملی تطبیق(Implementation) کے لئے ہر تصدیقاتی ادارہ اپنے طور پر طریقہ کار کے لئے عملی نکات(SOP's) وضع کرے گا لہذا اب یہ اس تصدیقاتی ادارہ پر ہے کہ اس کو شریعہ کے ماہر مفتیانِ کرام کی کتنی خدمات حاصل ہیں جو شریعہ کے مزاج کو سامنے رکھتے ہوئے ہر چیز کو اپنے اپنے خانہ

(Category) میں رکھیں۔ تاکہ شریعہ میں جو چیز فرض ہے وہ (Sop's) میں بھی لازمی وضروری ہو اس پر کوئی سودے بازی (Compromise) نہ ہو اور جو چیز اس درجہ کی ضروری وواجب نہ ہو اس کو معیار کا حصہ تو بنائے لیکن معیار کے ان نکات میں سے نہ ہو جن کے پورا نہ ہونے کی وجہ سے سرٹیفکیٹ کو منسوخ (Cancel) کیا جاتا ہو۔ بلکہ اس میں تنبیہ ورعایت سے کام چلایا جاتا ہے اس طرح کی رعایت کی گنجائش خود ISO کے معیارات میں بھی موجود ہے۔

تفصیل کے لئے دیکھیے (ISO 9001:8.3,A,B,C)

2۔　دوسرا جواب یہ ہے کہ جو ادارے اپنے کاروباری حجم و مجبوریوں کی وجہ سے کوالٹی کنٹرول اور فوڈ سیفٹی کے مطلوبہ معیارات کو پورا (Afford) نہیں کر سکتے ان کی مصنوعات سکے بارے میں جب تصدیقاتی اداروں (Halaal CB's) سے پوچھا جاتا ہے تو دنیا کا کوئی بھی ادارہ یہ جواب نہیں دیتا کہ یہ مصنوعات حرام ہیں بلکہ اگر اس چیز کے حلال ہونے کے بارے میں ادارے کو اطمینان ہو تو اس کو قابل استعمال (Halaal Suitable) یا حلال ثابت شدہ (Halaal Approved) کے الفاظ استعمال کرتا ہے اور اس کے استعمال کی اجازت دی جاتی ہے۔

سوال نمبر 13: حلال سرٹیفکیشن کی شرائط اتنی مشکل اور فیس اتنی زیادہ ہے کہ ملٹی نیشنل کمپنیوں کے علاوہ چھوٹے پیمانے پر کاروبار کرنے والے تاجر پوری نہیں کر سکتے جس کا لازمی اثر یہ ہو گا کہ بالواسطہ اس نظام کی روسے انھیں بڑی بڑی کمپنیوں کا مزید تسلط قائم ہو جائے گا اور مقامی مسلمان تاجر معاشی طور پر خسارے میں چلے جائینگے؟

جواب: بندہ کے خیال میں یہ سوال غلط فہمی یا حقیقی معلومات نہ ہونے پر مبنی ہے یہ بات درست ہے کہ حلال سرٹیفکیشن میں نفس حلال (شریعہ) کے علاوہ کوالٹی کنٹرول وغیرہ کی جو شرائط ہیں وہ بظاہر چھوٹے کاروبار کے لوگ پورا نہیں کر سکتے لیکن جیسا کہ

نمبر 6 میں عرض کیا کہ اسٹینڈرڈ کو من وعن (As It Is) منطبق (Apply) نہیں کیا جاتا بلکہ ان رہنما خطوط (Guide Lines) کی روشنی میں SOP's بنائے جاتے ہیں ان SOP's کے بارے میں خود عالمی معیارات کے اندر یہ تصریح موجود ہے کہ دنیا کے تمام اداروں کے لئے ایک جیسے SOP's بنانا ضروری نہیں بلکہ کاروبار کے چھوٹے بڑے ہونے کی وجہ سے یہ SOP's مختلف ہو سکتے ہیں اسی طرح مختلف کاروبار کی نوعیت کے حوالہ سے حلال سرٹیفکیشن کے SOP's بھی مختلف ہو سکتے ہیں لہذا بجائے کسی اعتراض واحتراز کے مقامی اداروں کو اس حوالہ سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیئے کیونکہ خود حلال سرٹیفکیشن کے ادارے بھی کسی غیر مسلم کمپنی کی بجائے مسلمان کمپنی کو ترجیحی بنیادوں پر سرٹیفکیٹ جاری کرتے ہیں۔

اس حوالہ سے یہ افسوسناک پہلو بھی ہم سب کے سامنے ہے کہ عالمی سطح پر چھا جانے والی غیر مسلم کمپنیاں محض اپنے سرمایہ کے بل بوتے پر قابض نہیں بلکہ انہوں نے اپنے کاروبار کے اندر امانت دیانت، معیار کی ضمانت وغیرہ بنیادی اسلامی تعلیمات پر سختی سے عمل کیا ہے جس کی وجہ سے ان کو پوری دنیا میں صارف کا اطمینان (Customer Satisfaction) حاصل ہو گیا ہے اور انہوں نے غیر مسلم مارکیٹ سے آگے بڑھ کر مسلمان اکثریتی ممالک میں بھی پنجے گاڑے ہیں اور اپنی اجارہ داری (Monopoly) قائم کی ہوئی ہے۔

سوال نمبر 14: الحمد للہ برصغیر (پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش) میں حلال وحرام بلکہ تمام دینی امور سے متعلق بااختیار ادارہ مدرسہ کا دار الافتاء یا مسجد کا منبر ومحراب ہے۔ جہاں سے جاری ہونے والا فتوی حتمی فیصلہ تصور کیا جاتا ہے۔ ان روایتی ذرائع کے ہوتے ہوئے غیر روایتی انداز میں بنائے جانے والے حلال سرٹیفکیشن کے اداروں کی کیا ضرورت ہے؟

جواب: یہ بات بالکل درست ہے کہ الحمدللہ بر صغیر پاک وہند میں نہ صرف حلال وحرام بلکہ تمام دینی امور کے بارے میں رہنمائی کے لئے عوام کے اندر بااعتماد، مستند اور بااختیار ادارہ دینی مدرسہ یا مسجد کو ہی سمجھا جاتا رہا ہے جہاں سے جاری ہونے والا فتویٰ حتمی فیصلہ تصور کیا جاتا ہے۔ بظاہر ان روایتی ذرائع کے ہوتے ہوئے غیر روایتی انداز میں صرف حلال و حرام سے متعلق حلال فتوی کی بجائے سرٹیفکیشن کے اداروں کی اتنی ضرورت شاید محسوس نہ ہو۔ لیکن در حقیقت کئی وجوں سے حلال سرٹیفکیشن کے لئے الگ مستقل اداروں کی ضرورت ہے:

1) فتویٰ اور سرٹیفکیٹ میں فرق اور نگرانی کا طریقہ

2) فوڈ مارکیٹ کی پیچیدہ صورتحال

1۔ حلال وحرام سے متعلق فتویٰ اور حلال سرٹیفکیشن میں ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ عام طور پر مفتی صاحبان، مستفتی کی طرف سے ارسال کردہ استفتاء کے مطابق جواب لکھتے ہیں۔ اکثراوقات مفتی کو اصل صورتحال کا علم بھی نہیں ہوتا، بلکہ فتاویٰ میں جواب شروع کرنے سے پہلے یہ الفاظ بھی احتیاطاً لکھتے ہیں "بر تقدیر صدق سوال "یعنی" اگر سوال درست ہے تو اس کا جواب یہ ہے "جبکہ حلال سرٹیفکیشن میں محض درخواست گزار (Applicant) کی طرف سے فراہم کردہ درخواست یا معلومات کی بناء پر سرٹیفکیٹ جاری نہیں ہوتا بلکہ ابتدائی درخواست کے بعد حلال سرٹیفکیشن باڈی کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کمپنی یا کاروبار کے آڈٹ کا انتظام کروائیں جس میں درخواست گزار اس بات کا پابند ہوتا ہے کہ اپنے کاروبار سے متعلق تمام معلومات فراہم کرے گا، اور موقع پر موجود تمام اشیاء کے حلال ہونے کے بارے میں تصدیقاتی ادارے (Certification Body) کو اطمینان دلائے گا، نیز مستقبل میں بھی وہ ہر وقت اعلانیہ اور غیر اعلانیہ آڈٹ کرانے کا پابند ہوتا ہے چونکہ مسئلہ حلال وحرام کا ہے اس لئے

محض سائل کی طرف سے فراہم کردہ تفصیلات پر اطمینان نہیں کیا جاسکتا۔اس لحاظ سے دیکھا جائے تو حلال سرٹیفکیشن، فتویٰ کی نسبت ایک بھاری ذمہ داری ہے جس میں بجائے سائل کی خبر کے اپنے مشاہدہ ومعائنہ کی بنیاد پر حلال کا سرٹیفکیٹ جاری کیا جاتا ہے،

"ولیس الخبر کالمعاینہ"

2۔ جب معاشرے میں امانت ودیانت کا پہلو غالب تھا نیز جب لوگ دیسی اشیاء سے تیار کردہ کھانے پینے کی چیزیں استعمال کرتے تھے تب تو مفتی صاحبان کے لئے سائل کی طرف سے فراہم کردہ معلومات کی بنیاد پر فتوی دینا آسان اور ممکن تھا لیکن جب معاشرہ میں ایک طرف امانت ودیانت کا فقدان ہے اور دوسری طرف بجائے مقامی اشیاء کے درآمد شدہ کھانے پینے کی اشیاء واجزاء کو استعمال کیا جارہا ہے جس کی وجہ سے حقیقی صورتحال تک پہنچنا بہت مشکل ہوتا ہے اس وجہ سے اس بات کی ضرورت ہے کہ کچھ مستند مفتیانِ کرام حلال سرٹیفکیشن کے لئے اپنی صلاحیتوں کو وقف کریں، خصوصاً جب حکومت کی طرف سے نہ صرف ایسے اداروں کی اجازت ہے، بلکہ باقاعدہ اہل علم کی رائے کو سنا اور سراہا جاتا ہے۔

خلاصہ مباحث اور حلال سرٹیفکیشن کی ضرورت کا شرعی حکم

جو چیزیں مسلمان ممالک میں مقامی طور پر مسلمان خود تیار کرتے ہیں، مثلاً مسلمان ذابحین مقامی طور پر خود جانور ذبح کرتے ہیں یا ماکولات، مشروبات، ادویات اور کاسمیٹکس سے متعلق دوسری اشیاء جو مسلمان خود تیار کرتے ہیں، تو ایسی چیزوں کی حلال سرٹیفکیشن از روئے شریعت ضروری نہیں، لیکن اگر مسلمان ممالک میں ماکولات، مشروبات، ادویات اور کاسمیٹکس سے متعلق اشیاء غیر مسلم ممالک سے درآمد (Import) ہوتی ہوں یا وہ مسلمان صانعین مسلم ممالک میں تیار تو کرتے ہوں لیکن ان چیزوں کے اجزاء ترکیبی (Ingredients) غیر مسلم ممالک سے درآمد

(Import) ہوتی ہوں اور ان اجزاء میں یقیناً یا غالب گمان کے درجے میں حرام یا قوی درجے کے مشکوک ہوں، اور آج کل کے عملی تجربے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان میں حرام یا کم از کم مشکوک اشیاء و اجزاء ملائے جاتے ہیں لہٰذا ایسی تمام اشیاء کی حلال سرٹیفکیشن ضروری ہے، بشرطیکہ سرٹیفکیٹ کے علاوہ مسلمان کے پاس حلال کے اطمینان کے حصول کے لیے کوئی اور قابلِ اعتماد شرعی ذریعہ نہ ہو۔ اور اس میں مسلم اور غیر مسلم ممالک کے درمیان کوئی فرق نہیں۔

جبکہ دوسری طرف صورتِ حال یہ ہے کہ ماکولات، مشروبات، ادویات اور کاسمیٹکس سے متعلق حلال انڈسٹری 90 فیصد سے زیادہ غیر مسلموں کے ہاتھوں میں ہے، جس کی تیاری کے مراحل مسلمانوں کے سامنے نہیں ہوتے اور نہ ہی یہ غیر مسلموں کی ملکیت ایسے ادارے عام طور پر کسی کو اپنی مصنوعات کے اجزاء یا ان تیاری کے مراحل کے بارے میں بتاتے ہیں۔ ایک اور المیہ یہ بھی ہے کہ مالی مفاد کے لیے جھوٹ بولنے اور دھوکہ دینے کا رواج عام ہے، لہٰذا کوئی بھی صانع (Manufacturer) یہ نہیں کہے گا کہ اس کی مصنوعات میں کوئی حرام یا کوئی مشکوک چیز شامل ہے، بلکہ ہر کوئی یہ کہتا ہے کہ اس کی مصنوعات مکمل طور پر حلال ہیں، حالانکہ اس کی مصنوعات میں شامل اکثر چیزیں غیر مسلم ممالک سے امپورٹ ہوتی ہیں، لہٰذا کسی مسلمان کی زبانی بات پر بھی آج کل اعتماد کرنا مشکل ہے، جبکہ اس حوالے سے کوئی غیر مسلم حلال کی درست خبر بھی دے تو اس کی بات شرعاً قابلِ قبول نہیں۔

حلال سرٹیفکیشن ضروری ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عملی طور پر صورتِ حال یہ ہے کہ بعض حضرات اور ادارے ہر چیز پر مختلف شرعی قاعدے لاگو کر کے افراط کا شکار ہو رہے ہیں، اور ہر چیز کو حلال کہتے ہیں، جبکہ بعض دیگر حضرات اکثر چیزوں میں شرعی اصولوں کو نظر انداز کر کے خود بھی تفریط کا شکار ہو رہے ہیں اور امت کو بھی

شکوک وشبہات میں مبتلا کر رہے ہیں۔ یہ دونوں فریقوں کے اپنے اپنے دلائل بھی رکھتے ہیں لیکن یہ دلائل شریعت کے مزاج (اعتدال اور میانہ روی) اور مقاصد سے مطابقت نہیں رکھتے۔ جس کے بعد واحد راستہ تحریری طور پر حلال سرٹیفکیٹ کا بچتا ہے، لہٰذا اس وجہ سے حلال سرٹیفکیشن کا کام شریعت کی رو سے نہ صرف جائز، بلکہ ضروری ہے۔

لان مقدمة الواجب واجب

ان حالات میں اربابِ اختیار، ماہرین فن، علمائے کرام سمیت تمام اسٹیک ہولڈرز پر شرعاً یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس حوالے سے شریعت کے راہنما اصولوں کو سامنے رکھ کر عملی اقدامات کریں اور شریعت مطہرہ کی صحیح تعلیمات کے مطابق اس مسئلہ کو حل کریں تاکہ مسلمانوں کو ایک طرف حرام اور ناپاک اشیاء کے استعمال سے بچایا جاسکے اور دوسری طرف خواہ مخواہ کے بے بنیاد (Baseless) شکوک وشبہات اور حرج وتکلیف میں مبتلا ہونے اور غلو فی الدین کے گناہ سے مسلمانوں کی حفاظت ہوسکے۔

حواشی باب نمبر 3

---

(1) رد المحتار (26/ 318)

قال في الخانية : مسلم شرى لحما وقبضه فأخبره مسلم ثقة أنه ذبيحة مجوسي ، لا ينبغي له أن يأكل ولا يطعم غيره ، لأنه أخبره بحرمة العين ، وهي حق الله تعالى فتثبت بخبر الواحد

البحر الرائق شرح كنز الدقائق (22/ 108)

الحل والحرمة من الديانات ولا يقبل قول الكافر في الديانات ، وإنما يقبل قوله : في المعاملات خاصة للضرورة لأن خبره صحيح لصدوره عن عقل ودين يعتقد فيه حرمة الكذب والحاجة ماسة إلى قبول قوله لكثرة وقوع المعاملات اهـ .

البحر الرائق شرح كنز الدقائق (18/ 196)

ما كان من الديانات يقبل فيه قول الواحد العدل كطهارة الماء ونجاسته وحل الطعام وحرمته ولا يختص برؤية هلال رمضان

البحر الرائق شرح كنز الدقائق للنسفي (17/ 177)

ومن الديانات الحل والحرمة إذا لم يكن فيه زوال ملك

العناية شرح الهداية (14/ 214)

قوله (ومنها) أي من الديانات (الحل والحرمة) يقبل فيهما خبر الواحد العدل إذا لم يتضمن زوال الملك كالإخبار بحرمة الطعام والشراب يقبل فيها قول العدل فلا يحل الأكل ولا الإطعام لأنها حق الله تعالى فيثبت بخبر الواحد ولا يخرج عن ملكه ، لأن بطلان الملك لا يثبت بخبره . وليس من ضرورة ثبوت الحرمة بطلان الملك .

تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق (16/ 329)

قال رحمه الله : (ويقبل قول الكافر في الحل والحرمة) ، وهذا سهو ؛ ولأن الحل والحرمة من الديانات ، ولا يقبل قول الكافر في الديانات ، وإنما يقبل قوله في المعاملات خاصة للضرورة ؛

تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق (16/ 331)

لأن الحل والحرمة ، وإن كانت من الديانات صارت تبعا للمعاملات فيثبت بثبوت المعاملات ؛ ولأن كل معاملة لا تخلو عن ديانة فلو لم يقبل فيها في ضمن المعاملات لأدى إلى الحرج ، وكان ينسد باب المعاملات بالكلية ، وهو مفتوح فيقبل قول المميز فيها ضرورة بخلاف الديانات المقصودة ؛

(2) رد المحتار (26/ 318)

وشرط العدالة في الديانات ، فإن من الديانات الحل والحرمة كما إذا أخبر بأن هذا حلال أو حرام ،

فتح القدير (22/ 148)

قال (ويقبل فيها قول العبد والحر والأمة إذا كانوا عدولا) ؛ لأن عند العدالة الصدق راجح والقبول لرجحانه .

فمن المعاملات ما ذكرناه ، ومنها التوكيل ---- ومنها الحل والحرمة إذا لم يكن فيه زوال الملك ،
وفيها تفاصيل وتفريعات ذكرناها في كفاية المنتهى .

(3) أقول: وصرح في التحرير بأن المختار أن الاصل الاباحة عند الجمهور من الحنفية والشافعية (حاشية رد المحتار :1/ 113)

وقال بعض أصحابنا وبعض أصحاب الشافعي ومعتزلة بغداد: إنها على الحظر. (حاشية رد المحتار :4/ 340)

وفي شرح المنار للمصنف : الأصل في الأشياء الإباحة عند بعض الحنفية ومنهم الكرخي و قال بعض أصحاب الحديث : الأصل فيها الحظر وقال أصحابنا : الأصل فيها التوقف بمعنى أنه لا بد لها من حكم لكننا لم نقف عليه بالفعل انتهى(الأشباه والنظائر: 87)

(4) قاعدة: الأصل في الأشياء الإباحة حتى يدل الدليل على التحريم.هذا مذهبنا (الأشباه و النظائر في قواعد و فروع فقه الشافعية: 60)

(5) (التحرير والتنوير :1/ 381)

وذهب المالكية وجمهور الحنفية والمعتزلة في نقل ابن عرفة إلى أن الأصل في الأشياءالوقف (إيصال السالك في أصول الإمام مالك: 20)

فقال الأبهري الأصل في الأشياء قبل ورود الشرع المنع— وقال أبو الفرج الأصل في الأشياء قبل ورود الشرع الإباحة الشرعية لا العقلية—وتظهر فائدة هذا الخلاف عند عدم الأدلة الشرعية أو تعارضها في شيء خاص، قاله القرافي ونحوه للمازري؛ فعلى قول الأبهري يكون الحكم في الشيء الذي تعارضت فيه الأدلة أو عدمت هو المنع، وعلى قول أبي الفرج يكون فيه الإباحة

(6) (إيصال السالك في أصول الإمام مالك: 20)

وفصل بعض الفقهاء في الشيء الذي تعارضت فيه الأدلة أو عدمت فقال إن كان ذلك الشيء مضراً فهو منهي عنه كراهة أو تحريماً على قدر مرتبته في المضرة —وإن كان نافعاً — فهو مأذون فيه إباحة أو ندباً أو وجوباً على مرتبته في النفع .

(7) الأصل الإباحة ما لم يرد فيه تحريم (المغني للمقدسي :11/ 66)

(8) (كشف الأسرار عن أصول فخر الإسلام البزدوي :3/ 146 ، التوضيح على التنقيح:2/ 98)
ثم الشيخ رحمه الله اختار القول الأول إلا أنه لم يقل بكون الإباحة أصلا على الإطلاق على معنى أن الله تعالى خلق الأشياء في أصل وضعها مباحة من غير تكليف بحظر وتحريم ثم بعث الأنبياء عليهم السلام وأوحى إليهم بحظر بعضها وإبقاء بعضها على الإباحة الأصلية لأن ذلك إنما يستقيم أن لو خلق الخلائق ولم يكلفوا بشيء مدة ثم بعث فيهم الأنبياء بالتكليف فكلفوا بتحريم البعض وإبقاء الباقي على ما كان وليس الأمر كذلك ـــ وإذا كان كذلك تعذر القول بكون الإباحة أصلا على الإطلاق فلذلك لم يقل الشيخ به وإنما قال بكونها أصلا في زمان الفترة وهو الزمان الذي بين عيسى ومحمد عليهما السلام لأن الإباحة والحرمة قد ثبتتا في الأشياء بالشرائع الماضية وبقيتا إلى زمان الفترة ثم كانت الإباحة ظاهرة في زمان الفترة فيما بين الناس فيبقى إلى أن يثبت الدليل الموجب للحرمة في شريعتنا فهذا هو المراد بكون الإباحة أصلا لا أنها أصل على الإطلاق وفي الحقيقة هو بيان محل الخلاف لأنه لا يتصور القول بالإباحة أو الحظر أو التوقف قبل وجود الخلائق لأن هذه الأحكام بالنسبة إليهم وبعدما وجدوا لم يتركوا سدى في زمان فلم يكن محل الخلاف إلا زمان الفترة ۔
وقد اشتهر قول الأصوليّين الأصل في الأشياء الإباحة ، وهذا قبل ورود الشّرع ، أمّا بعد وروده فالحلال ما أحلّه الشّرع ، والحرام ما حرّمه الشّرع ، وما سكت عنه الشّرع فهو عفو(الموسوعة الفقهية الكويتية :19/ 108)(قاموس الفقه:/ 1465)
وَمَنْ أَطْلَقَ مِنْ الْأَصْحَابِ الْخِلَافَ يَنْبَغِي حَمْلُهُ عَلَى أَنَّهُ هَلْ يَجُوزُ الْهُجُومُ عَلَيْهِ ابْتِدَاءً أَمْ يَجِبُ التَّوَقُّفُ إلَى الْبَحْثِ عَنْ الْأَدِلَّةِ الْخَاصَّةِ ؟ فَإِنْ لَمْ نَجِدْ مَا يَدُلُّ عَلَى تَحْرِيمِهِ ، فَهُوَ حَلَالٌ بَعْدَ الشَّرْعِ بِلَا خِلَافٍ .
وَإِنَّمَا يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ مَأْخَذُ الْخِلَافِ أَنَّ الْحَلَالَ هَلْ هُوَ مَا لَمْ يَدُلَّ دَلِيلٌ عَلَى تَحْرِيمِهِ أَوْ مَا دَلَّ دَلِيلٌ عَلَى إبَاحَتِهِ ـــ (البحر المحيط :1/ 186)
(9) ومن قال: الأصل الإباحة أو العفو؛ فليس ذلك على عمومه باتفاق، بل له مخصصات، ومن جملتها أن لا يعارضه طارئ ولا أصل- (الموافقات :1/ 294)

الأصل في الأبضاع التحريم- (الأشباه والنظائر لابن نجيم رحمه الله: 88)

إعلام الموقعين عن رب العالمين (1/ 394)

استصحاب الوصف المثبت للحكم الشرعي:

ثم النوع الثاني استصحاب الوصف المثبت للحكم حتى يثبت خلافه وهو حجة كاستصحاب حكم الطهارة وحكم الحدث واستصحاب بقاء النكاح وبقاء الملك وشغل الذمة بما تشغل به حتى يثبت خلاف ذلك وقد دل الشارع على تعليق الحكم به في قوله في الصيد: "وإن وجدته غريقا فلا تأكله فإنك لا تدري الماء قتله أو سهمك" وقوله: "وإن خالطها كلاب من غيرها فلا تأكل فإنك إنما سميت على كلبك ولم تسم على غيره" لما كان الأصل في الذبائح التحريم وشك هل وجد الشرط المبيح أم لا بقي الصيد على أصله في التحريم ولما كان الماء طاهرا فالأصل بقاؤه على طهارته ولم يزلها بالشك ولما كان الأصل بقاء المتطهر على طهارته لم يأمره بالوضوء مع الشك في الحدث بل قال: "لا ينصرف حتى يسمع صوتا أو يجد ريحا" ولما كان الأصل بقاء الصلاة في ذمته أمر الشاك أن يبني على اليقين ويطرح الشك ولا يعارض هذا رفعه للنكاح المتيقن بقول الأمة السوداء إنها أرضعت الزوجين فإن أصل الإبضاع على التحريم وإنما أبيحت الزوجة بظاهر الحال مع كونها أجنبية وقد عارض هذا الظاهر ظاهر مثله أو أقوى منه وهو الشهادة فإذا تعارضا تساقطا وبقي أصل التحريم لا معارض له فهذا الذي حكم به النبي صلى الله عليه وسلم وهو عين الصواب ومحض القياس وبالله التوفيق.

مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر (8/ 263)

واعلم أن الأصل في الأشياء كلها سوى الفروج الإباحة —— وإنما تثبت الحرمة بعارض نص مطلق أو خبر مروي فما لم يوجد شيء من الدلائل المحرمة فهي على الإباحة

(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح :15/ 328)

وأن الأصل في الأشياء الإباحة ما لم يصرف عنها دليل من الكتاب والسنة وإجماع الأمة أو القياس على وجه الصحة-

(فتح الباري :9/ 449)

أعظم الناس جرما من سأل عن شيء لم يحرم فحرم من أجل مسألته وقال النووي المراد كراهة المسائل التي لا يحتاج إليها لا سيما ما كان فيه هتك ستر مسلم أو اشاعة فاحشة أو شناعة عليه وليس المراد المسائل المحتاج إليها إذا وقعت فقد كان المسلمون يسألون عن النوازل فيجيبهم صلى الله عليه و سلم بغير كراهة

(مرعاة المفاتيح للشيخ أبي الحسن عبيدالله بن العلامة محمد عبدالسلام المباركفوري حفظه الله:1/ 699)

(وسكت عن أشياء) أي ترك ذكر أشياء أي حكمها من الحرمة والحل والوجوب ، وهو محمول على ما انتفى فيه دلالة النص على الحكم بجميع وجوهها المعتبرة ، فيستدل حينئذٍ بعدم ذكره بإيجاب أو تحريم أو تحليل ، على أنه معفو عنه لا حرج على فاعله ولا على تاركه---- وليس المراد من البحث المنهي عنه ما يفعله المجتهدون في معرفة الأحكام الشرعية من البحث عن دخول الشيء في دلالات النصوص الصحيحة من الفحوى والمفهوم والقياس الظاهر الصحيح ، فإنه حق يتعين فعله على المجتهد

جامع العلوم والحكم لابن رجب الحنبلي (30/ 21)

وقد دل القرآن على مثل هذا أيضا في مواضع ، كقوله – عز وجل – : { قل لا أجد في ما أوحي إلي محرما على طاعم يطعمه إلا أن يكون ميتة } ((1)) ، فإن هذا يدل على أن ما لم يجد تحريمه ، فليس بمحرم ، وكذلك قوله : { وما لكم الا تأكلوا مما ذكر اسم الله عليه وقد فصل لكم ما حرم عليكم إلا ما اضطررتم إليه } ((2)) ، فعنفهم على ترك الأكل مما ذكر اسم الله عليه ، معللا بأنه قد بين لهم الحرام ، وهذا ليس منه ، فدل على أن الأشياء على الإباحة ، وإلا لما ألحق اللوم بمن امتنع من الأكل مما لم ينص له على حله بمجرد كونه لم ينص على تحريمه .

(10) التحريم (الأشباه والنظائر: 134)

إذا اجتمع الحلال و الحرام غلب الحرام فمن فروعها : ما إذا تعارض دليلان أحدهما يقتضي التحريم و الآخرالإباحة قدم

(الشرح الكبير لابن قدامة :4/ 22)

ما أصله الحظر كالذبيحة في بلدة فيها مجوس وعبدة أو ثان يذبحون فلا يجوز شراؤها وان جاز أن تكون ذبيحة مسلم لان الاصل التحريم فلا يجوز الا بيقين أو ظاهر وكذلك ان كان فيها اخلاط من المسلمين والمجوس لم يجز شراؤها لذلك والاصل فيه حديث عدي بن حاتم " إذا أرسلت كلبك فخالط أكلبا لم يسم عليها فلا تأكل فانك لا تدري أيها قتله " متفق عليه.

فاما ان كان ذلك في بلد الاسلام فالظاهر إباحتها لان المسلمين لا يقرون في بلدهم بيع مالا يحل بيعه ظاهرا

(بحوث فی قضایا فقهیه معاصره : 2/ 39- 41)

إذا جهل الذابح وطريق ذبحه، فإن ذلك لا يخلو من أحوال آتية:

1- إذا كان البلد مسلما، بمعنى أن أغلبية سكانها مسلمون، فما يوجد في أسواق ذلك البلد يحل أكله، ولو لم نعرف الذابح بعينه، أو لم نعرف هل سمي على الذبيحة أم لا؛ لأن ما وجد في بلاد الإسلام يحمل على كونه موافقا للأحكام الشرعية، ونحن مأمورون بإحسان الظن بالمسلمين, والأصل في ذلك حديث عائشة ﵂:

((أن قوماً قالوا للنبي ﷺ: إن قوما يأتوننا بلحم لا ندري أذكر اسم الله عليه أم لا، فقال: سموا عليه أنتم وكلوه)) .

قالت: وكانوا حديثي عهد بالكفر وقال الحافظ ابن حجر في شرح هذا الحديث:

"قال ابن التين : وأما التسمية على ذبح تولاه غيرهم من غير علمهم فلا تكليف عليهم فيه، وإنما يحمل على غير الصحة إذا تبين خلافها، ويحتمل أن يريد أن تسميتكم الآن تستبيحون بها أكل ما لم تعلموا أذكر اسم الله عليه أم لا، إذا كان الذابح ممن تصح ذبيحته إذا سمي. ويستفاد منه أن كل ما يوجد في أسواق المسلمين محمول على الصحة، وكذا ما ذبحه أعراب المسلمين، لأن الغالب أنهم عرفوا التسمية، وبهذا الأخير جزم ابن عبد البر)

ثم قول عائشة ﵂ :"وكانوا حديثي عهد بالكفر" يدل على أنه كان يخشى منهم أن لا يعرفوا وجوب التسمية عند الذبح، ومع ذلك أجاز رسول الله ﷺ أكل اللحم، لأن أمر المسلم، وإن كان جاهلا، يحمل على الصحة ما لم يتيقن المرء أنه باشر عملا على غير وجهه الصحيح. وإلى

هذا المعنى أشار البخاري رحمه الله حيث ترجم على هذا الحديث: (باب ذبيحة الأعراب ونحوهم) وقد وقع التصريح بكونهم من الأعراب في رواية النسائي ، كما حكى عنه الحافظ في الفتح, والأعراب يقل علمهم عادة.

2- أما إذا كان غالب أهل البلد من الكفار غير أهل الكتاب، فاللحم المعروض للبيع في السوق لا يحل للمسلمين، حتى يتبين بيقين أو بالظن الغالب أن هذا اللحم بعينه ذبحه مسلم أو كتابي بالطريق المشروع. وهذا ظاهر جدا.

3- وكذلك الحكم إذا كان أهل البلد مختلطين ما بين مسلم ووثني أو مجوسي؛ لأن ما وقع فيه الشك لا يحل حتى يتبين كونه حلالا ، والدليل على ذلك حديث عدي بن حاتم ﷺ الذي مر فيما قبل، حيث حرم رسول الله ﷺ الصيد الذي شارك في اصطياده كلاب أخرى.

4- أما إذا كان غالب أهل البلد من أهل الكتاب، فالأصل فيه ما سبق من حكم بلاد المسلمين، فإن أهل الكتاب حكمهم في أمر الذبيحة حكم المسلمين, لكن إذا عرف باليقين أو بالظن الغالب أن أهل الكتاب في ذلك البلد لا يذبحون الحيوان بالطريق المشروع، فلا يحل أكل اللحم حتى يتبين أن هذا اللحم بعينه حصل بالذكاة المشروعة، وهذا هو الحال في معظم البلاد الغربية اليوم

(مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر :4/ 475)

وإذا اختلط الذكية بميتة أقل منها أي من الذكية تحرى وأكل في حالة الاختيار وإلا أي وإن لم تكن الميتة أقل منها بل مساوية أو أكثر فلا تؤكل حالة الاختيار لكن يتحرى في أكلها عند الاضطرار وفي الهداية وإذا كان الغنم مذبوحة وفيها ميتة فإن كانت المذبوحة أكثر تحرى فيها وأكل وإن كانت الميتة أكثر أو كانتا نصفين لم يؤكل وهذا إذا كانت الحالة حالة الاختيار ـــــ ألا يرى أن أسواق المسلمين لا تخلو عن المحرم والمسروق والمغصوب مع ذلك يحل التناول اعتمادا على الغالب وهذا لأن القليل لا يمكن الاحتراز عنه ولا يستطاع الامتناع فسقط اعتباره دفعا للحرج

(11) المستدرك على الصحيحين للحاكم مع تعليقات الذهبي في التلخيص (6/ 82)

الحلال ما أحل الله في كتابه و الحرام ما حرام الله في كتابه و ما سكت عنه فهو مما عفى عنه ،
تعليق الذهبي قي التلخيص : سيف لم يخرجاه وكذا فى الجامع الصحيح سنن الترمذي (4/ 119)

(12) المستدرك علىٰ الصحيحين للحاكم مع تعليقات الذهبي في التلخيص (6/ 82)

إن الله حد حدودا فلا تعتدوها و فرض لكم فرائض فلا تضيعوها و حرم أشياء فلا تنتهكوها و ترك أشياء من غير نسيان من ربكم و لكن رحمة منه لكم فأقبلوا و لا تبحثوا فيها سكت عنه الذهبي في التلخيص

(13) مجموع فتاوى ابن تيمية (5/ 31)

أني لست أعلم خلاف أحد من العلماء السالفين : في أن ما لم يجئ دليل بتحريمه فهو مطلق غير محجور وقد نص على ذلك كثير ممن تكلم في أصول الفقه وفروعه وأحسب بعضهم ذكر في ذلك الإجماع يقينا أو ظنا كاليقين .

(14) شرح المعتمد في أصول الفقه (ص: 78)

أخبر أن الأصوليين جعلوا الحرام نوعين :

الأول : محرم لذاته وهو ما حرمه الشارع ابتداء وأصالة كالخمر والزنا والميسر وشرب الدم

الثاني : محرم لغيره وهو ما كان مشروعا في أصله ولكن اقترن به أمر آخر تسبب في مفسدة وأذى فصار حراما

(15) تنقيح الفتاوى الحامدية (7/ 426)

والمراد بالطيبات المستطابات طبعا وذلك يقتضي حل المنافع بأسرها ، والثاني أن الأصل في المضار التحريم ، والمنع لقوله عليه الصلاة والسلام { لا ضرر ولا ضرار في الإسلام } وأيضا ضبط أهل الفقه حرمة التناول إما بالإسكار كالبنج وإما بالإضرار بالبدن كالتراب ، والترياق أو بالاستقذار كالمخاط ، والبزاق وهذا كله فيما كان طاهرا

اللقطات فيما يباح ويحرم من الأطعمة والمشروبات (ص: 2)

ويحرم كل نجس ومتنجس ، وضار ومسكر ، وما تعلق به حق الغير ---- ولهذا قلنا : إن لحوم السباع وسائر الحيوان ما سوى الإنسان والخنزير مباحة .

(ایضاً تسہیل بہشتی زیور: 259/2، "حلال وحرام کے شرعی معیارات"، "حلال کا عالمی معیار")

(16) (صحيح مسلم للنيسابوري:5 / 50)اللفظ للمسلم

(صحيح بخاری: 3/53، باب الحلال بين والحرام بين وبينهما مشبهات)

(17) (سنن نسائی :3/391، حدیث نمبر 5219) مزید دیکھیے: (سنن ترمذی: 3/213، حدیث نمبر 1205)، سنن ابی داؤد: (3/247، حدیث نمبر 333) ، رياض الصالحين: (1/315، حدیث نمبر 311) سنن ابن ماجه: (2/1318، حديث نمبر 3984)

(18) فتح الباری:4 / 292، مرقاةالمفاتيح247/9 ، سبل السلام 35/6

(19) (فتح الباری :117/1)

(20) (فتح الباری:118/1)

(21) (صحيح بخاری؟: 1/25)

(22) (احكام القرآن لابن العربی:5/217)

(23) (الجامع الصغير للسيوطی:3/131)

چوتھا باب

حلال سرٹیفکیشن کا تعلق شریعت کے کس شعبہ سے ہے؟

واضح رہے کہ حلال سرٹیفکیشن کے مختلف مراحل میں مختلف سرگرمیاں سرانجام دی جاتی ہیں، جن کا مختصر خلاصہ ذیل میں نقل کرتے ہیں:

حلال سرٹیفکیشن کے ادارے کی مختلف سرگرمیاں:

1. **کمپنی یا برانڈ نام کے بغیر کسی مصنوع یا جزو ترکیبی کو حلال یا حرام کہنا:** اس کا تعلق دینیات یا دیانات کی پہلی قسم یعنی دینیات یا دیانات محضہ میں سے ہے۔

2. **کمپنی یا برانڈ نام کی بنیاد پر کسی مصنوع یا جزو ترکیبی کو حلال یا حرام کہنا:** کسی دوسری کمپنی کی پراڈکٹس کو سامنے رکھ کر حلال و حرام کی اطلاع دینا، اس انداز میں، کہ اس خبر کی بنیاد پر اس کمپنی کی مصنوعات پر اس کا اثر پڑتا ہو، اس کا تعلق بظاہر دینیات یا دیانات کی دوسری قسم یعنی دینیات یا دیانات غیر محضہ سے ہے نیز اگر اس میں الزام کا پہلو دیکھا جائے تو یہ شہادت کے زمرے میں بھی آرہا ہے۔

3. **حلال و حرام کے حوالے سے آڈٹ اور انسپکشن کا کام:** اس حیثیت سے یہ کام شہادتِ شرعیہ یعنی گواہی ہے۔

4. **حلال و حرام کے حوالے سے فیصلے کرنا/یعنی قاضی یا مفتی کا کردار (Role) ادا کرنا:**

I. **قضاء یا قاضی:** خود کرے تو قضاء ہے، اگر اس میں قوت نافذہ کی حیثیت ہے۔

II. **امین القاضی یا نائب قاضی:** اگر کسی دوسرے کو اس حوالے سے اختیارات دے تو یہ امین القاضی کا کردار ہے۔

III. اگر اس میں قوت نافذہ کی حیثیت نہیں ہے۔ تو یہ پھر افتاء ہے۔

5. **حلال وحرام کے پورے نظام (System) کی نگرانی کرنا:** اس زاویے سے دیکھا جائے تو یہ ولایت ہے یعنی اس میں والی وحاکم کا کردار ہے۔

I. یا تو خود کرے گا۔

II. یا کسی اور کے ذریعے کروائے گا۔ تفصیل آگے آرہی ہے۔

6. غذائی علوم کی بنیاد پر تحقیق Food Science based research

7. فوڈ سیفٹی کے حوالے سے سرگرمیاں Food Safety

8. کوالٹی کنٹرول کے حوالے سے سرگرمیاں Quality Control

9. ٹیکنکل آڈٹ Technical Audit

10. انتظامی امور Admin

11. لیبارٹری ٹیسٹنگ Laboratory Testing

12. کسی اور سرٹیفکیشن باڈی کے سرٹیفکیٹ کو قبول یا مسترد کرنا Recognition

حلال سرٹیفکیشن کے ادارے کی مختلف سرگرمیاں شریعت کی روشنی میں:

Activities of an HCB in the light of Sharia

حلال سرٹیفکیشن کے اداروں کی ان سرگرمیوں کو اگر دیکھا جائے تو یہ مذکورہ تمام سرگرمیاں شریعت کی کسی ایک خاص اصطلاح یا کسی ایک فقہی تکییف (Category) کے تحت نہیں آتیں، بلکہ یہ مختلف سرگرمیاں مختلف اصطلاحات اور مختلف فقہی انواع واقسام (Different Categories) کے زمرے میں آتی ہیں۔ جس کی تفصیل درجِ ذیل ہے:

حلال وحرام کی محض اطلاع دینا:

یعنی یہ کہنا کہ یہ مصنوع(Product)یا یہ جزو ترکیبی(Ingredient) حلال ہے یا حرام ہے یا مشکوک(Doubtful)،اس بات سے قطع نظر کہ یہ کسی خاص کمپنی کی مصنوع یا یہ جزو ترکیبی(Ingredient) ہے، مثلاً کوئی آدمی جیلیٹین کے بارے میں یہ خبر دے کہ یہ حرام ہے یا حلال ہے یا مشکوک و مشتبہ ہے،اور وہ جیلیٹین کسی خاص کمپنی کا برانڈ نہ ہو اسی طرح کوئی کسی نشہ اور مشروب کے بارے میں مطلقاً کہہ دے کہ یہ حرام ہے۔یا یہ کہہ دے کہ E120 حرام ہے۔

عام طور پر HCB میں یہ کام صارفین کی رہنمائی کرنے والا شعبہ (Consumer Department) کا ہوتا ہے۔HCB کی اس سرگرمی کو دیکھیں تو اس کا تعلق شریعتِ اسلامیہ کے شعبہ خبرِ دینیات یا دیانات محضہ سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس میں صرف حلال و حرام کی بات ہوتی ہے اور اس میں کسی خاص کمپنی کی مصنوعات وغیرہ کا ذکر نہیں ہوتا۔

کسی دوسری کمپنی کی پراڈکٹس کو سامنے رکھ کر حلال و حرام کی اطلاع دینا:

یعنی کسی کی مصنوعات کے بارے میں یہ کہنا کہ اس کمپنی کا یہ مصنوع (Product)یا یہ جزو ترکیبی (Ingredient) حلال ہے یا حرام ہے یا مشکوک و مشتبہ(Doubtful) ہے،اس انداز میں کہ اس خبر کی وجہ سے اس کمپنی کی مصنوعات پر اس کا اثر پڑتا ہو۔اس کا تعلق دینیات یا دیانات غیر محضہ سے بنتا ہے لیکن اگر اس میں دوسری کمپنی کے اوپر الزام کے پہلو کو دیکھا جائے تو یہ شہادت کے زمرے میں بھی آسکتا ہے۔

حلال و حرام کے بارے میں براہِ راست اور مقصوداً اطلاع و خبر دینا:

یعنی جب حلال و حرام کے بارے میں اطلاع براہ راست اور مقصود ہو، یعنی کہ اس خبر کا مقصد ہی حلال یا حرام کی اطلاع ہو مثلاً کسی چیز کے بارے میں کہنا کہ یہ حلال ہے یا حرام ہے، یا پاکی ناپاکی کا کہنا، یا کسی کمپنی کو حلال سرٹیفکیٹ (Halaal Certificate) جاری کرنا یا حلال کے بارے میں آڈٹ کرنا اس کی رپورٹ تیار کرنا وغیرہ۔

اس کا تعلق دینیات یا دیانات مقصودہ یا دینیات یا دیانات اصلیہ سے ہے۔

حلال و حرام کے بارے میں ضمناً اطلاع و خبر دینا:

یعنی جب حلال و حرام کے بارے میں اطلاع براہ راست اور مقصود نہ ہو، یعنی اس خبر کا مقصد حلال یا حرام کی اطلاع نہ ہو، بلکہ اصل مقصد خرید و فروخت یا کسی اور چیز کی اطلاع ہو، ضمن میں اس متعلقہ چیز کے حلال یا حرام ہونے کی طرف اشارہ بھی ہو۔ مثلاً یہ کہنا کہ یہ گوشت مسلمان سے خریدا گیا ہے، یا یہ مصنوع فلاں مسلمان کمپنی کی ہے، اب اس میں اصل بات خرید و فروخت کی ہے، لیکن اس کے ضمن میں گوشت وغیرہ مصنوعات کے حلال ہونے کی طرف بھی اشارہ ہے۔ اس کا تعلق دینیات یا دیاناتِ ضمنیہ یا غیر مقصودہ و غیر اصلیہ سے ہے۔

غیر مقصودہ یا دینیات یا دیانات ضمنیہ: جن میں خالص دینی معاملے کا ضمناً تذکرہ ہو، اصلی مقصد نہ ہو، مثلاً کسی کا یہ کہنا کہ یہ گوشت میں نے مسلمان سے خریدا ہے۔ اب اس میں اصل بات خرید و فروخت کی ہے، لیکن اس کے ضمن میں گوشت کے حلال ہونے کی طرف بھی اشارہ ہے۔

کسی اور ادارے کی اطلاع یا سرٹیفکیٹ کی بناء پر حلال و حرام کی اطلاع دینا

اخبار علی خبر الغیر Quoting Information from other People

یعنی کوئی کمپنی کسی پراڈکٹ کے بارے میں کسی اور کی اطلاع ور پورٹ کی بنیاد پر حلال یا حرام کا فیصلہ کرتی ہو، HCB میں عام طور پر دوسرے اداروں کے ساتھ باہمی اعتماد سازی کے معاہدے (Recognition) کا تعلق اسی اصطلاح کے ذیل میں داخل ہے۔ کیونکہ اس میں HCB اپنی معلومات نہیں، بلکہ دوسرے ادارے یا کسی اور کی معلومات کی بناء پر مصنوعات کے بارے میں حلال یا حرام کا فیصلہ کرتی ہے۔

حلال وحرام کے حوالے سے معائنہ وجانچ کاری (Audit & Inspection) کا کام (شہادت)

HCB کی اس سرگرمی کا بظاہر تعلق شہادتِ شرعیہ سے ہے، کیونکہ اس میں براہ راست دوسروں کی چیزوں اور ان کے پیداواری عمل (Production Process) کو باقاعدگی سے دیکھنا ہوتا ہے۔ اس میں اگر خود جاکر معائنہ وجانچ کاری (Audit & Inspection) کریں اور اس کی معائنہ رپورٹ (Audit Report) دے دیں تو یہ عینی گواہ کی طرح ہے اگر کسی نمائندے کی رپورٹ کی بنیاد پر کوئی بات کرے یا کسی رپورٹ پر دستخط کرے تو یہ شہادت یا خبر یا قرار الغیر ہے پہلا درجہ اعلیٰ درجہ کی شہادت ہے کہ خود جاکر دیکھے اور دوسرا درجہ اس سے کم ہے کہ دوسرے کی بات پر اعتماد کرے کیونکہ " لیس الخبر کالمعاینة " یعنی کسی چیز کے بارے میں خبر اس چیز کے آنکھوں دیکھا حال کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

خلاصہ یہ کہ معائنہ وجانچ کاری (Audit & Inspection) کا تعلق شہادتِ شرعیہ سے ہے۔

مارکیٹ کی نگرانی وآڈٹ کرنا سنتِ نبوی ہے:

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بازار تشریف لے گئے، ایک شخص کو دیکھا جو گندم کا ڈھیر لگا کر بیچ رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ گندم اچھی لگی اور اس کی قیمت پوچھی، تو اس نے بتادی، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پرکھنے کے لیے اس ڈھیر میں ہاتھ داخل فرمایا، تو نیچے سے گندم گیلی تھی (جبکہ اوپر خشک تھی)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: کہ یہ کیا معاملہ ہے (نیچے سے گیلی اور اوپر سے خشک)؟ اس شخص نے جواب دیا کہ رات کو بارش ہوئی تھی جس کا پانی اس کو لگ گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہی بات ہے تو گیلی گندم اوپر کیوں نہیں رکھی تاکہ لوگ اس کو دیکھ لیتے؟ یاد رکھو! کہ جس نے بھی دھوکہ کیا، وہ میری امت میں سے نہیں۔ (1)

حلال وحرام کے حوالے سے فیصلے کرنا:

(Decision and Declaration of Halaal & Haraam)

فیصلہ کرنے والے کو شریعت کی اصطلاح میں قاضی کہتے ہیں، جبکہ اس کے فیصلہ کو قضاء کہتے ہیں۔

فیصلہ کرنے کے اعتبار سے اس کی تین قسمیں ہیں:

قاضی: (Judge)

تنازعات و مخاصمتوں کے بارے میں فیصلہ کرنے والے مجاز (Authorized) شخص کو قاضی کہتے ہیں، جب کہ وہ معاملے (Case) کو خود دیکھے، اور خود فیصلہ کرے۔

نائب قاضی: (Deputy Judge)

جب قاضی کسی معاملے کے لیے دوسرے شخص کو اپنا نائب و نمائندہ مقرر کرے ،اس کو فقہی اصطلاح میں نائب قاضی کہتے ہیں۔

امین القاضی: (Representative of Judge)

امین القاضی کا مطلب یہ ہے کہ قاضی کسی کیس میں اپنا کوئی نمائندہ مقرر کرتا ہے مثلاً ایک شخص نے کسی کے اوپر دعویٰ کیا کہ فلاں چیز میری ہے اس کی یہ یہ نشانیاں ہیں، اب وہ چیز کسی ایسی جگہ پر ہے یا اس کی نوعیت ایسی ہے کہ قاضی اس کو آسانی سے دیکھ نہیں سکتا، اور اس چیز کو عدالت میں حاضر کرنا مشکل ہے یا اس کو عدالت میں پیش کرنے پر خرچہ بہت زیادہ آرہا ہے وغیرہ۔اس صورت میں قاضی کیس کے فیصلے سے پہلے دعویٰ کو قبول یا مسترد (Accept or Reject) کرنے سے پہلے اس چیز کو دیکھنا چاہتا ہے اب اس معاملے کو دیکھنے کے لیے قاضی خود جانے کی بجائے کسی کو اپنا نمائندہ بناتا ہے اس نمائندے کو فقہی اصطلاح میں امین القاضی کہتے ہیں، قاضی اور امین القاضی دونوں شرعی حکم کے اعتبار سے برابر ہوتے ہیں۔

حلال و حرام کے بارے میں فیصلے کے اس عمل کو دیکھا جائے تو حلال سرٹیفکیشن باڈی HCB اگر خود فیصلہ کرنے کی مجاز ہو اور اپنے فیصلے نافذ کرنے کی طاقت رکھتی ہو، تو یہ قاضی کا کردار ادا کر رہی ہے اور اگر حکومت یا کسی اور مجاز اتھارٹی کی طرف سے نمائندگی کرے اور وہ اس حوالے سے HCB کو فیصلے کرنے کا اختیار دے دیں تو یہ نائب قاضی یا امین القاضی کا کردار ہے۔

اور اگر HCB کے پاس قوتِ نافذہ نہیں ہے تو یہ پھر افتاء ہے۔

5۔ حلال و حرام پورے سسٹم کی نگرانی کرنا:

(Supervision of Halaal & Haraam)

مسلمانوں کے امور کی مکمل نگرانی کو شریعت کی اصطلاح میں ولایت کہتے ہیں۔ اور نگران کو والی یا ولی کہتے ہیں۔

ولایت وحکومت کا بیان: (Authority and Governance)

مسلمانوں کے دینی امور خاص طور پر حلال حرام کی نگرانی اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے:

اسلامی معاشرے میں دینی امور خاص طور پر حلال وحرام کی اجتماعی نگرانی کرنا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے اور اسلامی ریاست کے اس طرح کے اختیارات کو شریعت کی اصطلاح میں ولایت کہتے ہیں۔

اس حوالے سے قرآن وسنت کی بعض نصوص اور فقہاء کرام کی عبارات کا خلاصہ درجِ ذیل ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ } [الحج: 41]

ترجمہ: یہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں، اور زکوۃ اداء کریں، اور لوگوں کو نیکی کی تاکید کریں اور برائی سے روکیں، اور تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کے قبضے میں ہے۔

امام رازی رحمہ اللہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں تمکین وقدرت سے مراد سلطنت اور اپنی بات کا عام لوگوں پر نافذ کرنے کی طاقت مراد ہے۔ (2)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بذاتِ خود کبھی کبھی بازار کا دورہ (Visit) فرمایا کرتے تھے:

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بازار تشریف لے گئے، ایک شخص کو دیکھا جو گندم کا ڈھیر لگا کر بیچ رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ گندم اچھی لگی اور اس کی قیمت پوچھی، تو اس نے بتادی، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پرکھنے کے لیے اس ڈھیر میں ہاتھ داخل فرمایا، تو نیچے سے گندم گیلی تھی (جبکہ اوپر خشک تھی)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: کہ یہ کیا معاملہ ہے (نیچے سے گیلی اور اوپر سے خشک)؟ اس شخص نے جواب دیا کہ رات کو بارش ہوئی تھی جس کا پانی اس کو لگ گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہی بات ہے تو گیلی گندم اوپر کیوں نہیں رکھی تاکہ لوگ اس کو دیکھ لیتے؟ یاد رکھو! کہ جس نے بھی دھوکہ کیا، وہ میری امت میں سے نہیں۔ (3)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ مارکیٹ کی نگرانی و آڈٹ کرنا اسلامی ریاست کی ذمہ داری میں آتا ہے۔

مسلمانوں کے مختلف دینی امور کے بارے میں فقہ اسلامی چند احکام بطورِ نمونہ پیشِ خدمت ہے:

اقامتِ صلاۃ اور اس کے لیے مساجد کا انتظام کرانا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے:

اقامتِ صلاۃ اور اس کے لیے مساجد کا انتظام کرانا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے، علامہ ابنِ نجیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے امام پر واجب ہے کہ وہ بیت المال کے خرچے پر مسلمانوں کے لیے مساجد کا انتظام کرے۔ نماز جس طرح اللہ کا حکم

ہے اسی طرح حلال و حرام بھی اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا حکم ہے جس کی نگرانی کرنا اسلامی ریاست کی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ (4)

جہاد اور اس کے لیے مجاہدین و فوج کا انتظام کرنا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے:

فقہاء اسلام فرماتے ہیں کہ جہاد اور اس کے لیے مجاہدین اور اسلامی فوج کا انتظام کرنا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے، جہاد سے اسلامی ریاست کی جغرفیائی سرحدوں کی اور ظاہری نظام کی حفاظت ہوتی ہے، جبکہ حلال و حرام کی نگرانی سے مسلمانوں کے باطنی اور روحانی نظام کی حفاظت ہوتی ہے اس لیے حلال و حرام کی نگرانی کرنا اسلامی ریاست کی ایک اہم ترین ذمہ داری ہے۔ (5)

عدل و انصاف پر مبنی نظام عدالت قائم کرنا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے:

عدالت اور اس کے لیے ججوں کا انتظام کرانا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے، بیت المال کے خرچے پر قاضیوں اور ججوں کا انتظام کرانا ریاست کی اولین ذمہ داریوں میں آتا ہے، اسی طرح حلال و حرام کی نگرانی کرنا بھی اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔

اسی وجہ سے مسلمانوں کے خلیفہ کی تنخواہ ریاست کے ذمے ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تنخواہ صحابہ کرام کے مشورے سے روزانہ (Daily) کم از کم 2.66 درہم اور زیادہ سے زیادہ 3.66 درہم تھی، قاضی شریح کی تنخواہ حضرت عمر کے زمانے میں ماہانہ 100 درہم تھی، حضرت علی نے اس کی تنخواہ بڑھا کر 500 درہم ماہانہ کر دی، یہ کہہ کر کہ اب اس کے اہل و عیال بڑھ گئے ہیں تو خرچے بڑھنے کی وجہ سے اس کی تنخواہ میں بھی اضافہ کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عتاب بن اُسید رضي اللہ عنہ کو مکہ کا والی بنا کر بھیجا تو اس کی سالانہ تنخواہ 400 درہم مقرر کی۔ (6)

علم دین کا انتظام کرانا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے:

دینی علوم اور اس کے لیے مدرسین کا انتظام کرانا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے ، علم دین پڑھانے والوں کی تنخواہیں بیت المال سے اداء کرنا حکومت وریاست کی ذمہ داری ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حلال وحرام کی نگرانی کرنا بھی اسلامی ریاست کی اولین ذمہ داری ہے۔ (7)

لاوارث میت کی تجہیز وتکفین وتدفین اسلامی ریاست کے ذمے ہے:

اسلامی ریاست میں لاوارث میت کی تجہیز وتکفین وتدفین ایک دینی حکم ہے اور اس کا انتظام کرانا اگر اس میت کے ورثہ سے نہ ہوں تو یہ اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے ، کسی میت کی تجہیز وتکفین وتدفین ایک انفرادی دینی حکم ہے ، جبکہ حلال وحرام کی نگرانی کرنا ایک اجتماعی ضرورت اور ایک عام دینی حکم ہے اس لیے اسلامی ریاست پر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس کی نگرانی کا انتظام کرے۔ (8)

کسی کی ذات سے متعلق انفرادی دینی حکم کی نگرانی کرنا بھی اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے:

ختنہ کرانا اسلام کا شعار ہے، اور حکم ہے، فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ختنہ کا انتظام خود نہیں کر سکتا تو سرکاری خرچے پر اس شخص کے ختنہ کا انتظام کرانا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے ، جب ختنہ جیسا شخصی وانفرادی حکم اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے تو حلال وحرام کی نگرانی کرنا اسلامی ریاست کی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ (9)

اگر میاں بیوی کے درمیان طلاق ہو جائے اور یہ عورت اسی مکان میں عدت گزارتی ہو لیکن اس کو شوہر کی طرف سے گناہ کا خطرہ ہو تو اس کی نگرانی کرنا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے:

اگر میاں بیوی کے درمیان طلاق ہو جائے اور یہ عورت اسی مکان میں عدت گزارتی ہو لیکن اس کو شوہر کی طرف سے گناہ کا خطرہ ہو تو اس کی نگرانی کرنا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ ریاست کے خرچے پر ایک عورت رکھے اور اس کو ان دونوں کی نگرانی کی ذمہ داری دے تاکہ یہ عورت حلال حرام کے تعلقات کے حوالے سے اس جوڑے کی نگرانی کرے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو دینی کام مسلمان خود کر سکتے ہیں تو خود انجام دیں، ورنہ ریاست اپنے خرچے پر دوسرے لوگوں کو رکھیں، اسی طرح حلال و حرام کی نگرانی کرنا تو اسلامی ریاست کی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ (10)

اس پوری تفصیل سے معلوم ہوا کہ حلال و حرام سمیت تمام دینی امور اور حقوق اللہ کی نگرانی کرنا اسلامی ریاست کی بہت بڑی ذمہ داری ہے اس کو ریاست اپنے خرچ پر نگران مقرر کر کے اداء کرے اگر ریاست کے پاس وسائل نہیں یا ریاست نہیں اداء کرتی تو اس کام کی ذمہ داری مسلمانوں پر ہو گی، لوگوں کو حرام سے بچانا اور حلال مہیا کرنا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے حلال سپروائزر مقرر کرنا بھی اس میں داخل ہے، جیسا کہ فوڈ انسپکٹر مقرر کرنا خود ریاست کی ذمہ داری ہے۔

ولایت کی دو قسمیں ہیں:

1۔ ولایتِ عامہ　　　　2۔ ولایتِ خاصہ

ولایتِ عامہ کا مطلب ہے مسلمانوں کی اجتماعی امور میں نگرانی کرنا جس کے لیے پہلے خلیفہ یا امیر المؤمنین ہوتا تھا جبکہ عصرِ حاضر میں ریاست، ریاستی ادارے اور ریاستی مشینری کام کرتی ہے۔

ولایتِ عامہ کی دو قسمیں:

1: رئیس، والی و گورنر یا ریاست کے مرکزی ادارے (State and Government):

ولایتِ عامہ میں بسا اوقات رئیس، والی و گورنر یا ریاست کے مرکزی ادارے بذاتِ خود سارے معاملات دیکھتے ہیں۔

2: ریاست کے نائبین: (Representatives to the State)

مسلمانوں کا حاکم، رئیس، والی و گورنر یا ریاست کے مرکزی ادارے بذاتِ خود سارے معاملات نہیں دیکھتے، بلکہ بعض اوقات اس کے لیے ذیلی نمائندے مقرر کرتے ہیں۔ حلال وحرام کے معاملے اگر ریاست خود دیکھے تو یہ ولایتِ عامہ ہے اور اگر اس کے لیے نمائندے مقرر کرے۔ تو یہ ریاست کے نائب (Representatives to the State) ہیں۔

اس لحاظ سے دیکھا جائے تو موجودہ دور میں خاص طور پر پاکستان میں HCB ریاست کے نائب کے طور پر کام کرتی ہے اور اس کو ریاست یا ریاستی اداروں کی طرف سے الحاق یا اجازت (Registration & Accreditation) حاصل ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے HCB کی حیثیت ریاست کے نائب کی ہے اور اجازت دینے والے ادارے یا نگرانی کرنے والے ادارے مثلاً پاکستان حلال اتھارٹی یا پاکستان نیشنل ایکریڈیٹیشن کونسل PNAC کی حیثیت ولایتِ عامہ کی ہے۔

ولایتِ خاصہ: (Limited Authority)

ولایتِ خاصہ کا مطلب یہ ہے کہ شرعی و قانونی اعتبار سے ایک محدود حد تک کسی کو نگرانی کا اختیار و حق مل جاتا ہے، مثلاً والد کو اپنی اولاد کی نگرانی کا اختیار، یا شوہر کو بیوی پر ایک خاص حد تک نگرانی کا اختیار و حق حاصل ہونا، یا کسی ادارے کے سربراہ کا اختیار، وغیرہ۔ HCB کے محدود دائرہ کار کو دیکھ کر اس کی مشابہت ولایتِ خاصہ کے ساتھ بھی بنتی ہے۔

معاملات: (Public Dealing and Transections of an HCB)

انسانی زندگی کے وہ اعمال جن میں وہ بندوں کے ساتھ کسی تعلق کو نبھاتا یا قائم کرتا ہے ان کو معاملات کہتے ہیں، مثلاً خرید و فروخت وغیرہ، یعنی جن اعمال کا خالص مذہبی پس منظر نہ ہو، بلکہ ان کا تعلق انسانی ضروریاتِ زندگی سے ہو۔ اس حوالے سے مکمل تفصیل باب نمبر ایک میں گزر چکی ہے۔

حلال سرٹیفکیشن باڈی کی وہ سرگرمیاں جن میں براہ راست خالص مذہبی پس منظر کے حلال و حرام کے معاملات انجام نہیں دیے جاتے، بلکہ اس میں انتظامی نوعیت کے مختلف امور یا ضمنی طور حلال و حرام کے معاملات زیرِ عمل آتے ہوں۔ ایسی سرگرمیاں شریعت کے بابِ معاملات کے ذیل میں آتی ہیں اور ان سرگرمیوں پر معاملات کی شرائط لاگو ہوں گی۔

حلال سرٹیفکیشن کے ادارے کی مختلف سرگرمیوں کی شرعی حیثیت کا خلاصہ:

Summary of the Sharia Status of Different Activities of HCB's

HCB کی مختلف سرگرمیوں کا خلاصہ فقہ اسلامی کی روشنی میں درجِ ذیل ہے:

1. خبرِ دینیات یا دیانات محضہ

To inform about pure Religious activities Not Effecting other people

2. خبرِ دینیات یا دیانات غیرِ محضہ

To inform about pure Religious activities effecting other people

3. حلال و حرام کے بارے میں براہِ راست اور مقصوداً اطلاع و خبر دینا

To inform about Halaal Directly

4. حلال و حرام کے بارے میں ضمناً اطلاع و خبر دینا To inform about Halaal Indirectly

5. اخبار علی خبر الغیر Quoting Information from other People

اس میں مذکورہ چاروں قسمیں آسکتی ہیں۔

6. شہادت Bearing Witness

7. شہادۃ علی شہادۃ الغیر Bearing Testimony Based on Another person's Testimony

8. قضاء To Issue a Decree

9. نائب یا امین القاضی Deputizing a Justice

10. ولایتِ عامہ Unrestricted Authority

11. نیابت عن ولایتِ عامہ Deputizing Unrestricted Authority

12. ولایتِ خاصہ Restricted Authority

13. معاملات: (Public Dealing and Transections of an HCB)

یعنی حلال کے اداروں میں وہ کام جن کا تعلق براہ راست حلال و حرام سے نہ ہو، مثلاً کچھ انتظامی معاملات، ٹیکنکل ڈیپارٹمنٹ میں اجزاء کی سائنسی تحقیق وغیرہ

مذکورہ شرعی حیثیتوں کے لوازمات وتقاضے:

خبرِ دینیات یا دیانات محضہ کی شرائط

To inform about pure Religious activities Not Effecting other people

یعنی خالص دینی امور جن کا تعلق مذہب کی بنیاد پر ایک مسلمان کی زندگی سے ہو اور تمام مسلمانوں پر مذہب کی بنیاد پر یکساں طور پر لازم ہو، مثلاً عبادات، طہارت نجاست، حلال، حرام وغیرہ۔

دین کے اس حصے سے متعلق اگر کوئی آدمی خبر دے رہا ہے تو اس کا عادل ہونا شرط ہے یعنی خبر دینے والا عادل ہو شریعت کی اصطلاح میں عادل کی بنیاد مذہب پر ہے۔

لہٰذا HCB کی طرف کسی کمپنی کے نام یا برانڈ نام کے بغیر کسی مصنوع یا جزو ترکیبی (Product & Ingredient) کے بارے میں حلال و حرام کی صرف اطلاع دینے کے لیے ایک ماہر عادل مسلمان مرد یا عورت (Competent Muslim , Male/Female) شرط ہے اور اس ذمہ داری کے لیے یہی ایک مسلمان کافی ہے۔ نابالغ چھوٹا بچہ، پاگل مجنون، فاسق فاجر یا غیر مسلم اس ذمہ داری کا اہل (Eligible) نہیں۔

عادل انسان جیسا کہ پہلے تفصیل سے گزرا ہے، اُس مسلمان کو کہتے ہیں جو مسلمان اور دیندار ہو، دین کے حدود و قیود کا خیال رکھتا ہو اور حلال و حرام میں تمیز کرتا ہو۔ عادل کے مقابلے میں بے دین مسلمان کو شرعی اصطلاح میں فاسق کہتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ایسے خالص دینی امور کی خبر دینے والے کا دیندار، مسلمان ہونا شرط ہے، البتہ عدد شرط نہیں ہے اگر ایک عادل مسلمان بھی خبر دے تو اس کی بات قبول کی جائے گی۔

خبرِ دینیات، یا دیاناتِ غیرِ محضہ کی شرائط

To Inform about Pure Religious Activities Affecting other People

یعنی وہ دینی معاملہ جس میں خبر دینے کی وجہ سے کسی دوسرے پر بھی اثر پڑ رہا ہو مثلاً میاں بیوی کے بارے میں کوئی شخص یہ اطلاع دے کہ ان دونوں نے ایک ہی عورت کا دودھ پیا ہے ایسی خبر میں صرف ایک آدمی کی بات کافی نہیں بلکہ کم از کم دو کا عدد شرط ہے۔

لہٰذا HCB کی طرف کسی کمپنی کے نام یا برانڈ نام کے ساتھ کسی مصنوع یا جزو ترکیبی (Product & Ingredient) کے بارے میں حلال و حرام کی اطلاع دینے کے لیے دو ماہر عادل مسلمان مرد یا عورت (Competent Muslim , Male/Female) شرط ہیں اور اس ذمہ داری کے لیے صرف ایک مسلمان کافی نہیں۔ بلکہ اس طرح کی کسی رپورٹ پر دو آدمیوں کے دستخط ہونا ضروری ہے، صرف ایک مسلمان، نابالغ چھوٹا بچہ، فاسق فاجر یا غیر مسلم اس ذمہ داری کا (Eligible) نہیں۔

دینیات یا دیانات کی مزید دو ذیلی قسموں کی شرائط :

حلال و حرام کے بارے میں براہِ راست اور مقصوداً اطلاع و خبر دینے کی شرائط

یعنی جب حلال و حرام کے بارے میں اطلاع براہ راست اور مقصود ہو، یعنی کہ اس خبر کا مقصد ہی حلال یا حرام کی اطلاع ہو مثلاً کسی چیز کے بارے میں کہنا کہ یہ حلال ہے یا حرام ہے، یا پاکی ناپاکی کا کہنا، یا کسی کمپنی کو حلال سرٹیفکیٹ (Halaal Certificate) جاری کرنا یا آڈٹ کرنا اس کی رپورٹ تیار کرنا وغیرہ۔

اس کا تعلق دینیات یا دیانات مقصودہ یا دینیات یا دیانات اصلیہ سے ہے۔ اس لیے اس کا حکم بھی دینیات یا دیانات مقصودہ یا دینیات یا دیانات اصلیہ کا ہے۔

لہٰذا HCB کی طرف سے جب حلال و حرام کے بارے میں اطلاع براہ راست اور مقصود ہو تو اس کے لیے ایک ماہر عادل مسلمان مرد یا عورت (Competent Muslim , Male/Female) شرط ہے اور اس ذمہ داری کے لیے یہی ایک مسلمان کافی ہے۔ نابالغ چھوٹا بچہ، پاگل مجنون، فاسق فاجر یا غیر مسلم اس ذمہ داری کا اہل (Eligible) نہیں۔

حلال و حرام کے بارے میں ضمناً اطلاع و خبر دینے کی شرائط:

یعنی جب حلال وحرام کے بارے میں اطلاع براہ راست اور مقصود نہ ہو، یعنی اس خبر کا مقصد حلال یا حرام کی اطلاع نہ ہو، بلکہ اصل مقصد خرید وفروخت یا کسی اور چیز کی اطلاع ہو، ضمن میں اس متعلقہ چیز کے حلال یا حرام ہونے کی طرف اشارہ بھی ہو، مثلاً یہ کہنا کہ یہ گوشت مسلمان سے خریدا گیا ہے، یا یہ مصنوع فلاں مسلمان کمپنی کی ہے، اب اس میں اصل بات خرید وفروخت کی ہے، لیکن ضمن میں گوشت وغیرہ مصنوعات کے حلال ہونے کی طرف بھی اشارہ ہے۔اس کا تعلق دینیات یا دیاناتِ ضمنیہ یا غیر مقصودہ و غیر اصلیہ سے ہے، جو در حقیقت معاملات ہیں، اس لیے اس کا حکم بھی معاملات والا ہوگا۔

لہٰذا HCB کی طرف سے جب حلال وحرام کے بارے میں اطلاع براہ راست اور مقصود ہو تو اس کے لیے ایک ماہر عادل مسلمان مرد یا عورت (Competent Muslim , Male/Female) شرط ہے اور اس ذمہ داری کے لیے یہی ایک مسلمان کافی ہے۔ نابالغ چھوٹا بچہ، پاگل مجنون، فاسق فاجر یا غیر مسلم اس ذمہ داری کا اہل (Eligible) نہیں۔

کسی دوسرے ادارے کی اطلاع یا سرٹیفکیٹ کی بناء پر حلال وحرام کی اطلاع دینے کی شرائط

اخبار علی خبر الغیر Quoting Information from other People

یعنی کسی دوسرے کی خبر کو بنیاد بنا کر کسی معاملے کی خبر دینا، یہ معاملہ دینیات یا دیانات مقصودہ یا دینیات یا دیانات اصلیہ سے ہو نیز دینیات یا دیاناتِ محضہ ہوں یا غیر محضہ، اس پر متعلقہ اصلی خبر کی شرائط لاگو ہونگیں، محضہ سے ہو تو اس کی شرائط لاگو ہونگیں، غیر محضہ سے ہو تو اس کی شرائط لاگو ہونگیں، دیانات مقصودہ یا دینیات یا دیانات اصلیہ سے ہو تو اس کی شرائط لاگو ہونگیں، ضمنیہ سے ہو اس کی شرائط لاگو ہونگیں۔

یعنی کوئی کمپنی کسی پراڈکٹ کے بارے میں کسی دوسرے کی اطلاع ورپورٹ کی بنیاد پر حلال یا حرام کا فیصلہ کرتی ہو، HCB میں عام طور پر دوسرے اداروں کے ساتھ باہمی اعتماد سازی کے معاہدے (Recognition) کا تعلق شریعہ کی اس اصطلاح کے ذیل میں داخل ہے۔ کیونکہ اس میں HCB اپنی معلومات نہیں، بلکہ دوسرے ادارے یا کسی اور کی معلومات کی بناء پر مصنوعات کے بارے میں حلال یا حرام کا فیصلہ کرتی ہے۔

خبر کے اعتبار سے حلال سرٹیفکیشن کی مختلف سرگرمیوں کی آٹھ فقہی صورتیں:

گویا کہ خبر کے اعتبار سے حلال سرٹیفکیشن کی مختلف سرگرمیوں کی درجِ ذیل آٹھ فقہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ واللہ اعلم

1) دینیات یا دیانات محضہ کے بارے میں اپنی ذاتی خبر دینا
2) دینیات یا دیانات غیرِ محضہ کے بارے میں اپنی ذاتی خبر دینا
3) دینیات یا دیانات محضہ کے حلال و حرام کے بارے میں مقصوداً اپنی ذاتی خبر دینا
4) دینیات یا دیانات محضہ کے حلال و حرام کے بارے میں ضمناً اپنی ذاتی خبر دینا
5) دینیات یا دیانات محضہ کے بارے میں کسی اور کی خبر کو بنیاد بنا کر خبر دینا
6) دینیات یا دیانات غیرِ محضہ کے بارے کسی اور کی خبر کو بنیاد بنا کر خبر دینا
7) دینیات یا دیانات محضہ کے حلال و حرام کے بارے میں مقصوداً کسی اور کی خبر کو بنیاد بنا کر خبر دینا
8) دینیات یا دیانات محضہ کے حلال و حرام کے بارے میں ضمناً کسی اور کی خبر کو بنیاد بنا کر خبر دینا

شہادت Bearing Witness کی شرائط:

شہادت کے لیے شرعی طور پر کئی چیزیں شرط ہیں فقہاء کرام نے اس حوالے سے بہت تفصیل نقل کی ہے جس میں بعض میں کم بعض میں زیادہ شرائط مذکور ہیں، لیکن چند شرائط تمام مکاتبِ فکر میں متفق علیھا ہیں مثلاً گواہ کے اندر اسلام، بلوغ، عقل، عدالت، حریت وغیرہ بالاتفاق شرط ہیں۔

غیر مسلم کی گواہی مسلمانوں کے دینی امور میں مطلقاً (Absolutely) غیر مقبول ہے لہٰذا آڈٹ میں دو عادل مسلمان مرد یا عورت ہیں تو اس کے لیے (Competent Muslim , Male/Female) کا ہونا ضروری اور شرط ہے اور اس ذمہ داری کے لیے صرف ایک مسلمان کافی نہیں ہوگا۔ نابالغ چھوٹا بچہ، پاگل مجنون، فاسق فاجر یا غیر مسلم اس ذمہ داری کا اہل (Eligible) نہیں۔

شہادۃ علی شہادۃ الغیر کی شرائط:

شہادۃ علی شہادۃ الغیر Bearing Testimony Based on Another person Testimony

شہادۃ علی شہادۃ الغیر کی شرائط وہی ہیں جو مطلق شہادت کی ہیں۔

قضاء To Issue a Decree کی شرائط:

قضاء قاضی کے لیے شرعی طور پر تمام وہ چیزیں شرط ہیں، جو شہادت کے لیے شرط ہیں، اس کے علاوہ کچھ اضافی شرائط بھی ہیں، یہ کل نو یا دس شرائط ہیں جس کا قاضی کے اندر پایا جانا ضروری ہے، ان کے نام درجِ ذیل ہیں:

1. اسلام: یعنی قاضی (Judge) کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔

2. **بلوغ:** یعنی قاضی کا بالغ ہونا ضروری ہے۔
3. **عقل:** یعنی قاضی کا عاقل ہونا ضروری ہے۔
4. **عدالت:** یعنی قاضی کا عادل ہونا ضروری ہے۔
5. **حریت:** یعنی قاضی کا آزاد ہونا ضروری ہے۔
6. قاضی کا جسمانی اعتبار سے طور پر مکمل طور پر صحتمند ہونا ضروری ہے۔
7. قاضی کا حد قذف سے محفوظ ہونا ضروری ہے۔
8. قاضی کا فیصلہ کرنے میں مکمل طور پر بااختیار ہونا ضروری ہے، صرف کیس کی سماعت کا اختیار قاضی بننے کے لیے کافی نہیں۔
9. قاضی کے لیے ضروری ہے کہ وہ گونگا نہ ہو، بہرہ نہ ہو، اندھا نہ ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ کوئی غیر مسلم شخص مسلمانوں کے اوپر جج نہیں بن سکتا۔

نائب یا امین القاضی Deputizing a Justice کی شرائط:

امین القاضی کے لیے وہ تمام شرائط ہیں جو قضاء قاضی کے لیے شرعی طور پر شرط ہیں، اس لیے کہ امین القاضی قاضی کی طرح ہوتا ہے۔

ولایتِ عامہ Unrestricted Authority کی شرائط:

ولایت عامہ یعنی مسلمانوں کے امور کی مکمل نگرانی کرنا، جس کے لیے ریاست و حکومت ہوتی ہے، جس کے پاس مکمل اختیارات ہوتے ہیں۔ اس کے لیے بھی تقریباً وہی شرائط ہیں، جو قاضی کے ضمن میں ذکر ہوئیں، چند ایک شرائط اضافی ہیں، لیکن مسلمان ہونا ایک بنیادی شرط ہے، پاکستان کے آئین کی رو سے بھی ہمارے اعلیٰ ترین حکمران جو ریاست کے نمائندے ہوتے ہیں، مثلاً صدر اور وزیر اعظم، ان کا مسلمان ہونا شرط ہے۔

حلال کے حوالے سے جو ریاستی ادارے کام کر رہے ہیں، مثلاً مسلمان حکمران PNAC, PHA, SECP, MoST وغیرہ ریاستی اداروں کو ولایتِ عامہ Unrestricted Authority حاصل ہے۔ ولایتِ عامہ کی اسلامی شرائط کی روشنی میں ان تمام ریاستی اداروں میں حلال کے حوالے سے تمام مجاز و بااختیار عملہ کا مسلمان ہونا شرط اور ضروری ہے۔

ولایتِ عامہ کی نیابت Deputizing Unrestricted Authority کی شرائط:

ولایتِ عامہ کی نیابت کے لیے بھی تقریباً وہی شرائط ہیں جو ولایتِ عامہ کے لیے ہیں۔

حلال کے حوالے سے جن اداروں کو حکومت کی طرف سے رجسٹریشن اور الحاق و استناد (Affiliation and Accreditation) ملتی ہے وہ درحقیقت مسلمانوں کے ایک اہم ترین دینی معاملے اسلامی ریاست کی طرف سے نیابت کی ذمہ داری نباہ رہے ہیں۔

ولایتِ عامہ کی نیابت کی اسلامی شرائط کی روشنی میں ان تمام اداروں میں حلال کے حوالے سے تمام مجاز و بااختیار عملہ کا مسلمان ہونا شرط اور ضروری ہے۔

ولایتِ خاصہ Restricted Authority کی شرائط:

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک خاص دائرے تک کسی کو نگرانی اور اختیارات مل جاتے ہیں، کسی مسلمان کے دینی معاملات میں کوئی غیر مسلم کبھی بھی نگران نہیں بن سکتا، حتیٰ کہ شرعاً کسی غیر مسلم کو یہ حق بھی حاصل نہیں کہ وہ اپنی مسلمان اولاد کے نکاح وغیرہ جیسے امور میں نگران و مختار (Supervisor & Authority) بن سکے۔

حلال سرٹیفکیشن جب تک لازمی نہیں، بلکہ اختیاری ہے اس وقت تک حلال سرٹیفکیشن کے اداروں کو اپنے ان کلائنٹس کے بارے میں جنھوں نے ان کی شرائط وضوابط کی پابندی کرنے کے حوالے سے کوئی معاہدہ کیا ہے، ان کلائنٹس کی حد تک ولایتِ خاصہ حاصل ہے۔ لہٰذا جس طرح مسلمانوں کے دوسرے معاملات میں کوئی غیر مسلم، نابالغ بچہ، پاگل مجنون، فاسق فاجر کو ولایتِ خاصہ کا اختیار حاصل نہیں اسی طرح حلال وحرام جیسے نازک دینی معاملے میں کسی غیر مسلم کو یہ اختیار دینا چاہے مخصوص دائرہ کار تک ہی کیوں نہ ہو، جائز نہیں۔

معاملات: (Public Dealing and Transections of an HCB) کی شرائط:

انسانوں کے مابین عام زندگی کے معاملات جن کا تعلق بشری تقاضوں سے ہو، جیسے خرید وفروخت وغیرہ، معاملات کہلاتے ہیں۔

حلال سرٹیفکیشن کے ادارے میں وہ کام جن کا تعلق براہ راست حلال وحرام سے نہ ہو، مثلاً کچھ انتظامی معاملات (ٹاپ مینیجمنٹ کے علاوہ)، ٹیکنکل ڈیپارٹمنٹ، اجزاء کی سائنسی تحقیق وغیرہ معاملات میں شامل ہیں۔ واللہ اعلم

ان جیسے معاملات میں شریعت نے مشقت ومشکلات سے بچنے کے لیے یہ رعایت دی کہ ایسے معاملات کی خبر دینے کے حوالے سے نہ تو عدالت یعنی مخبر کے عادل ہونے (Competent Muslim) کی شرط لازم کی اور نہ ہی عدد (More Than One) کی۔ بس اتنا ضروری ہے کہ وہ بااعتماد ہو، چاہے نابالغ ہی کیوں نہ ہو لیکن اگر وہ اپنی متعلقہ ذمہ داری کے حوالے سے ماہر اور بااعتماد ہے تو اس کو قبول کیا جا سکتا ہے، اسی طرح اس شعبہ میں بااعتماد غیر مسلم کی بات بھی قابل قبول ہے، یعنی عام معاملات میں مسلمان ہونا، دیندار ہونا یا ایک سے زیادہ ہونا شرط نہیں بشرطیکہ خبر دینے والا صریح

جھوٹ نہ بول رہا ہو کیونکہ جھوٹ تمام مذاہب میں بلکہ پوری عالمِ انسانیت کے اندر بالاتفاق حرام ہے۔

لہٰذا حلال سرٹیفکیشن کے اداروں میں فوڈ سائینٹسٹ، انتظامی کام وغیرہ کے شعبوں میں غیر مسلم بااعتماد عملہ شرعی نقطہ نظر سے کام کر سکتا ہے۔

حلال کے حوالے سے موجودہ SMIIC اور پاکستان حلال اسٹینڈرڈ (PS4992) کے اندر اس حوالے سے یہ شرائط و ہدایات موجود ہیں کہ حلال سرٹیفکیشن یا حلال مصنوعات کی تیاری میں جو بھی لوگ براہِ راست اثر انداز ہو سکتے ہیں، ان سب کا مسلمان ہونا لازمی شرط ہے۔

نوٹ: اس باب کے مسائل کے اکثر شرعی حوالے (References) اگلے باب کے حواشی میں موجود ہیں اس لیے طوالت سے بچنے کے لیے یہاں ان حوالوں کو نقل نہیں کیا گیا۔

حواشی باب نمبر 4

---

(1) صحيح مسلم للنيسابوري (1/ 69)

عن أبي هريرة. أن رسول الله –صلى الله عليه وسلم– مر على صبرة طعام فأدخل يده فيها فنالت أصابعه بللا فقال « ما هذا يا صاحب الطعام ». قال أصابته السماء يا رسول الله. قال « أفلا جعلته فوق الطعام كى يراه الناس من غش فليس منى ».

(المستدرك على الصحيحين للحاكم مع تعليقات الذهبي:2/ 257)

عن أبي هريرة قال : جاء النبي صلى الله عليه و سلم إلى السوق فرأى حنطة مصبرة فأدخل يده فيها فوجد بللا فقال : ألا من غشنا فليس منا

مستدرك الحاكم (3/ 9)

عن أبي هريرة قال مر النبي صلى الله عليه وسلم برجل يبيع طعاما فأعجبه فأدخل يده فيه فإذا هو بطعام مبلول فقال النبي صلى الله عليه وسلم ليس منا من غشنا هذا حديث صحيح على شرط مسلم

جامع الأصول في أحاديث الرسول للجزري (1/ 498)

أبو هريرة – رضي الله عنه – : أنَّ رسول الله – صلى الله عليه وسلم – مرَّ في السوق على صُبْرَة طعامٍ ، فأدْخَلَ يده فيها ، فنالتْ أَصابعه بَلَلاً ، فقال: «ما هذا يا صاحب الطعام؟» ، قال : يا رسول الله أَصابته السماء ، قال : «أفلا جعلتَه فوقَ الطعام حتى يراهُ الناسُ ؟ ا» ، وقال : «مَن غَشَّنا فليس منا» ، وهذه رواية مسلم ، والترمذي.

سنن أبي داود للسجستاني (3/ 287)

حدثنا أحمد بن محمد بن حنبل حدثنا سفيان بن عيينة عن العلاء عن أبيه عن أبي هريرة أن رسول الله –صلى الله عليه وسلم– مر برجل يبيع طعاما فسأله « كيف تبيع ». فأخبره فأوحى إليه أن أدخل يدك فيه فأدخل يده فيه فإذا هو مبلول فقال رسول الله –صلى الله عليه وسلم– « ليس منا من غش ».

(2) مفاتيح الغيب . ترقيم الشاملة موافق للمطبوع (23/ 37)

والمراد من هذا التمكن السلطنة ونفاذ القول على الخلق

(3) صحيح مسلم للنيسابوري (1/ 69) ، مستدرك الحاكم (3/ 9) ، سنن أبي داود للسجستاني (3/ 287)، غاية المرام في تخريج أحاديث الحلال والحرام (ص: 202)

(4) البحر الرائق شرح كنز الدقائق للنسفي (5/ 156)

يجب على الامام أن يقف مسجدا من بيت المال للمسلمين وإن لم يكن في بيت المال شئ فعلى المسلمين.

الدر المختار للحصفكي (4/ 39)

ووقف مسجد للمسلمين واجب على الامام من بيت المال، وإلا فعلى المسلمين

(5) البحر الرائق شرح كنز الدقائق للنسفي (11/ 197)

ومن قدر بنفسه ولا مال له فإن كان في بيت المال مال يعطيه الامام كفايته من بيت المال، فإن أعطاه كفايته لا ينبغي أن يأخذ من غيره جعلا وإلا فله أن يأخذ الجعل من غيره.

(6) البحر الرائق شرح كنز الدقائق للنسفي (17/ 262)

(ورزق القاضي) يعني وحل رزق القاضي من بيت المال لانه بيت المال أعد لمصالح المسلمين ورزق القاضي منهم لانه حبس نفسه لنفع المسلمين. وفرض النبي صلى الله عليه وسلم لعلي لما بعثه إلى اليمن، وكذا الخلفاء من بعده.

المبسوط لشمس الدين السرسخي (24/ 35)

(قال) وتجب للامام نفقته في بيت المال قدر ما يغنيه يفرض له ذلك

بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (14/ 450)

وروي { أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما بعث عتاب بن أسيد رضي الله عنه إلى مكة ، وولاه أمرها ، رزقه أربعمائة درهم في كل عام } . وروي أن الصحابة الكرام رضي الله عنهم أجروا لسيدنا أبي بكر الصديق رضي الله عنه كل يوم درهما وثلثا أو ثلثين من بيت المال ، وكذا روي أنه كان لسيدنا عمر رضي الله عنه مثل ذلك من بيت المال ، وكان لسيدنا علي رضي الله عنه كل يوم قصعة من ثريد ، ورزق سيدنا عمر رضي الله عنه شريحا ، وروي أن سيدنا عليا فرض له خمسمائة درهم في كل شهر

المبسوط لشمس الدين السرسخي (8/ 11)

فقد بينا ان شريحا رحمه الله كان يأخذ كفايته من بيت المال على ماروى ان عمر رضي الله عنه كان يرزقه مائة درهم على القضاء فزاده على رضى الله عنه وذلك لكثرة عياله حتى جعل له في كل شهر خمسمائة درهم

(7) رد المحتار (9/ 65)

استثناه المتأخرون من جواز الاستئجار على التعليم والأذان والإمامة وعللوه بالضرورة وخوف ضياع الدين في زماننا لانقطاع ما كان يعطى من بيت المال .

تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق (14/ 437)

وقالوا بنى أصحابنا المتقدمون الجواب على ما شاهدوا من قلة الحفاظ ورغبة الناس فيهم وكان لهم عطيات في بيت المال

مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر (7/ 188)

وكانت لهم عطيات من بيت المال

رد المحتار (24/ 293)

مطلب تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة والتهليل ونحوه مما لا ضرورة إليه .

استحسنوا الاستئجار على تعليم القرآن اليوم لظهور التواني في الأمور الدينية ، ففي الامتناع تضييع حفظ القرآن وعليه الفتوى

الأشباه والنظائر - حنفي (ص: 149)

وفي القنية من باب ما يحل للمدرس والمتعلم : كان أبو بكر رضي الله عنه يسوي بين الناس في العطاء من بيت المال وكان عمر رضي الله عنه يعطيهم على قدر الحاجة والفقه والفضل والأخذ بما فعله عمر رضي الله عنه في زماننا أحسن فتعتبر الأمور الثلاثه اهـ

البحر الرائق شرح كنز الدقائق (7/ 382)

المعلمين كانت لهم عطيات من بيت المال

العناية شرح الهداية (12/ 394)

وقالوا : إنما كره المتقدمون ذلك لأنه كان للمعلمين عطيات من بيت المال فكانوا مستغنين عما لا بد لهم من أمر معاشهم ،

المحيط البرهاني في الفقه النعماني (16/ 64)

إنما كان المتقدمون يكرهون ذلك لأنه كان للمعلمين عطيات من بيت المال وكانوا مستغنين عما لا بد لهم من أمر معاشهم،

(8) الجوهرة النيرة شرح مختصر القدوري (1/ 328)

فإن لم تكن له من تجب عليه نفقته أو كان إلا أنه معسر فكفنه من بيت المال

مراقي الفلاح (ص: 233)

(وإن دفن في قبر حفر لغيره) ---- (ضمن قيمة الحفر) وأخذ من تركته وإلا فمن بيت المال أو المسلمين كما قدمناه

(9) ختنہ کرانا اسلام کا شعار ہے، اگرچہ یہ ایک عام انفرادی حکم ہے، ختنہ کرانا سنت اور ضروری ہے، اس بارے میں فقہاء کرام نے یہاں تک تفصیل لکھی ہے کہ اگر کوئی آدمی بڑی عمر میں ایمان لائے یا بچپن میں کسی وجہ سے کسی مسلمان کا ختنہ نہ ہوا ہو یا کوئی خنثیٰ مشکل ہو اور وہ اپنا ختنہ خود نہیں کر سکتا تو اس کے لیے حکم یہ ہے کہ اپنی بیوی یا باندی کے ذریعے ختنہ کرائے، خنثیٰ مشکل کی چونکہ شادی نہیں ہوتی اس لیے اس کا ختنہ اس کی باندی کرے گی، اگر کسی خنثیٰ مشکل کے پاس اتنے پیسے نہ ہو کہ وہ ختنہ کرانے کے لیے باندی خرید سکے، تو اس کا ختنہ کرانا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے اور اس کے لیے ریاست کے خرچے پر باندی خریدی جائے گی اور اس کا ختنہ کرائے گی اگر باندی نہ ہو اس کا کوئی متبادل انتظام کیا جائے گا، جب ختنہ جیسا حکم اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے تو حلال و حرام کی نگرانی کرنا اسلامی ریاست کی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔

الدر المختار للحصفكي (7/ 316)

و) إذا بلغ حد الشهوة (تبتاع له أمة تختنه من ماله) لتكون أمته أو مثله (ويكره أن يختنه رجل أو امرأة) احتياطا ولا ضرورة، لان الختان عندنا سنة (وإن لم يكن له مال فمن بيت المال ثم تباع)

البحر الرائق شرح كنز الدقائق للنسفي (20/ 165)

قال رحمه الله: (فإن لم يكن له مال فمن بيت المال ثم تباع) لان بيت المال أعد لنوائب المسلمين فيدخل في ملكه تعذرا للحاجة وهي حاجة الختان، فإذا ختنته تباع ويرد ثمنها إلى بيت المال،

(10) رد المحتار (12/ 457)

(ولا بد من سترة بينهما في البائن) لئلا يختلي بالأجنبية ، ومفاده أن الحائل يمنع الخلوة المحرمة (وإن ضاق المنزل عليهما ، أو كان الزوج فاسقا فخروجه أولى) لأن مكثها واجب لا مكثه ، ومفاده وجوب الحكم به ذكره الكمال (وحسن أن يجعل القاضي بينهما امرأة) ثقة . ترزق من بيت المال بحر عن تلخيص الجامع (قادرة على الحيلولة بينهما) وفي المجتبى الأفضل الحيلولة بستر ، ولو فاسقا فبامرأة .

رد المحتار (12/ 459)

(قوله : ترزق من بيت المال) لأنها مشغولة تمنع الزوج حقا لله تعالى احتياطا لأمر الفروج ، فكانت نفقتها في ماله - وقال المحيط البرهاني في الفقه النعماني (8/ 233)

ولا تجب نفقة المعتق على المعتق وإن كان المعتق عاجزا عن الاكتساب لصغر أو زمانة أو ما أشبهه، ولكن عليه من بيت المال؛ لأنه مسلم ليس له قرابة غنى ومال بيت المال معد ذلك.

پانچواں باب

کسی غیر مسلم کو حلال وحرام کے مسئلے میں کوئی کردار یا اختیار دینا

Role of Non-Muslim in

Halaal Certification

کیا کسی غیر مسلم کو حلال وحرام کے مسئلے میں کوئی کردار یا اختیار دینا جائز ہے؟

پہلے حصے سے دو باتیں واضح ہو گئیں:

ایک یہ کہ حلت وحرمت یا مسئلہ حلال وحرام کا تعلق حقوق اللہ سے ہے اور حقوق اللہ میں بھی پہلی قسم یعنی خالص حق اللہ ہے۔ شریعہ کے اس حصہ کو فقہ واصول فقہ کی اصطلاح میں دینیات یا دیانات کہتے ہیں، حلال وحرام کا تعلق بالاتفاق دینیات یا دیانات سے ہے۔

دوسری یہ بات واضح ہو گئی کہ حلال سرٹیفکیشن کی مختلف سرگرمیوں کو شریعہ کے مختلف ابواب کے ذیل میں داخل کیا جاسکتا ہے، شرعی طور پر یہ مختلف ابواب ممکنہ طور پر پانچ چیزیں ہو سکتی ہیں:

1۔ خبر (ذیلی آٹھ قسمیں) 2۔ شہادت (دو قسمیں) 3۔ قضاء (دو قسمیں) 4۔ ولایت (چار قسمیں) 5۔ معاملات

ان پانچوں کی ذیلی قسمیں لے کر کل سولہ چیزیں بنتی ہیں، جن کا تفصیلاً ذکر ہوا۔

کسی غیر مسلم کو حلال وحرام کے مسئلے میں کوئی کردار یا اختیار دینے کی ممکنہ صورتیں:

کسی غیر مسلم کو حلال سرٹیفکیشن کی مختلف سرگرمیوں میں انفرادی طور پر یا ادارتی سطح پر کوئی کردار دینا درحقیقت اسلام کے شعبہ دینیات یا دیانات میں خبر، شہادت، قضاء، ولایت اور معاملات میں کردار دینا ہے۔ اس کی ابتدائی واجمالی طور پر دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔

ایک یہ کہ براہِ راست کسی غیر مسلم کو انفرادی طور پر یا ادارتی وتنظیمی سطح پر حلال و حرام کے فیصلے میں اختیار و کردار دینا

دوسرے یہ کہ بالواسطہ کسی غیر مسلم کو انفرادی طور پر یا ادارتی وتنظیمی سطح پر حلال وحرام کے فیصلے میں اختیار و کردار دینا

تفصیلی طور پر چار قسمیں صورتیں:

1۔ حلال سرٹیفکیشن کے میدان میں براہِ راست انفرادی طور پر کسی غیر مسلم کا کردار:

Direct Role of Non-Muslim in Halaal Certification in his Individual/ Personal Capacity

2۔ حلال سرٹیفکیشن کے میدان میں براہِ راست ادارتی وتنظیمی سطح پر کسی غیر مسلم کا کردار :

Direct Role of Non-Muslim in Halaal Certification on Organizational level

3۔ حلال سرٹیفکیشن کے میدان میں بالواسطہ انفرادی طور پر کسی غیر مسلم کا کردار:

Indirect Role of Non-Muslim in Halaal Certification in his Individual/ Personal Capacity

4۔ حلال سرٹیفکیشن کے میدان میں بالواسطہ ادارتی وتنظیمی سطح پر کسی غیر مسلم کا کردار:
Indirect Role of Non-Muslim in Halaal Certification on Organizational level

ان چاروں کا تفصیلی حکم بیان کرنے سے پہلے حلال سرٹیفکیشن کے میدان میں براہِ راست کسی غیر مسلم کے کردار کا شرعی حکم ذکر کرتے ہیں:

1۔ حلال سرٹیفکیشن کے میدان میں براہِ راست انفرادی طور پر کسی غیر مسلم کا کردار: Direct Role of Non-Muslim in Halaal Certification in his Individual/ Personal Capacity

2۔ حلال سرٹیفکیشن کے میدان میں براہِ راست ادارتی وتنظیمی سطح پر کسی غیر مسلم کا کردار: Direct Role of Non-Muslim in Halaal Certification on Organizational level

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ کسی غیر مسلم کو حلال سرٹیفکیشن کی مختلف سرگرمیوں میں انفرادی طور پر یا ادارتی سطح پر کوئی کردار یا اختیار دینا درحقیقت اسلام کے شعبہ دینیات یا دیانات میں خبر، شہادت، قضاء، ولایت اور معاملات میں کردار یا اختیار دینا ہے ۔اب سوال یہ ہے کہ شرعی نقطہ نظر (Shaira Point of view) سے یہ جائز ہے یا نہیں؟

غیر مسلم کی خبر، شہادت، قضاء، ولایت اور غیر مسلم کے معاملات کا شرعی حکم:

ذیل میں ان پانچوں کا مختصر جائزہ لیتے ہیں:

یعنی غیر مسلم کی خبر، شہادت، غیر مسلم کی قضاء وولایت اور غیر مسلم کے معاملات

کسی غیر مسلم کی طرف سے براہِ راست یعنی مقصوداً انفرادی/اداراتی و تنظیمی سطح پر دیاناتِ محضہ یا غیر محضہ کی خبر کی شرعی حیثیت:

1۔ دینیات یا دیانات کے معاملے میں براہِ راست کسی غیر مسلم کی خبر:

دینیات یا دیانات میں براہِ راست کسی بھی غیر مسلم کی خبر کا کوئی اعتبار نہیں، دیانات چاہے محضہ ہوں یا غیر محضہ، اور یہ خبر چاہے کسی غیر مسلم کی طرف سے انفرادی طور پر ہو یا اداراتی و تنظیمی سطح پر۔

تاہم اس معاملے میں صرف حلال ذبیحہ کے حوالے سے اصولی طور پر اہلِ کتاب یعنی یہود و نصاریٰ مستثنیٰ ہیں، کہ ان کا ذبیحہ از روئے قرآن مسلمانوں کے لیے حلال ہے۔ لیکن اس معاملے میں بھی دورِ حاضر کے اکثر محقق علماء کا فتویٰ یہ ہے کہ اب موجودہ یہود و نصاریٰ کے ذبیحہ کے حوالے سے بھی پرہیز کرنا ضروری ہے، کیونکہ اب بہت سے یہود و نصاریٰ لا مذہب بن چکے ہیں۔

اس مسئلہ میں قرآن، سنت اور تمام فقہاء اسلام یعنی اہل سنت حنفی مالکی، شافعی، حنبلی، اہلِ حدیث، اہل تشیع فقہ جعفری سب متفق ہیں۔

فقہ حنفی کے مشہور امام علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پوری امت مسلمہ کے اجماع (Consensus) کی رو سے دینیات یا دیانات خاص طور پر حلال و حرام کے مسئلے میں غیر مسلم کی خبر ناقابلِ قبول ہے یہی بات فقہ حنفی کے تمام مشہور مصنفین علامہ ابنِ نجیم، صاحبِ درر حکام، علامہ زیلعی، علامہ حصکفی وغیرہ تمام حضرات نے فرمائی ہے۔

صاحبِ خانیہ سے علامہ ابن نجیم نے نقل کیا ہے کہ غیر مسلم چونکہ مسلمان کو دینِ باطل پر سمجھتا ہے لہٰذا وہ مسلمان کے ساتھ دشمنی کی بنیاد پر ضرر پہنچانے کی نیت و

قصد کرے گا، تاکہ مسلمان کو دینی و دنیاوی ضرر پہنچے، لہٰذا اس کی بات میں جھوٹ دھوکہ اور فریب غالب ہوگا۔ [1]

فقہ مالکی کے مشہور عالم علامہ عبد اللہ المغربی رحمہ اللہ مواہب الجلیل میں فرماتے ہیں کہ (دینی معاملات میں) کسی غیر مسلم یا فاسق کی بات قبول نہیں کی جائے گی۔ علامہ زرقانی شرح مختصر خلیل میں فرماتے ہیں کہ غیر مسلم کی خبر لغو اور فضول ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ [2]

فقہ شافعی کے مشہور و مستند عالم علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سمتِ قبلہ کے بارے میں کسی غیر مسلم کی بات قبول نہیں کی جائے گی۔ [3]

غور کرنے کی بات ہے کہ نماز میں صرف سمتِ قبلہ کے بارے میں جب کسی غیر مسلم کی بات قبول نہیں تو حلال و حرام کے معاملے میں نہ صرف خبر، بلکہ باقاعدہ سرٹیفکیٹ جاری کرنے کا اختیار کیسے دیا جا سکتا ہے؟

علامہ رافعی شافعی فرماتے ہیں کہ کسی غیر مسلم کا قول دینی معاملات میں کسی بھی صورت قابل قبول نہیں۔ [4]

فقہ حنبلی کی مشہور کتاب الشرح الممتع علی زاد المستقنع میں فرماتے ہیں کہ "خبر الكافر مردود لا يقبل " یعنی غیر مسلم کی خبر مردود ہے اور اس کو قبول نہیں کیا جائے گا یہی بات الکافي في فقه ابن حنبل اور کشاف القناع میں علامہ بہوتي میں نقل فرمائی ہے۔ [5]

کسی غیر مسلم کی طرف سے بالواسطہ یعنی ضمناً انفرادی/اداراتی و تنظیمی سطح پر دیانات محضہ یا غیر محضہ کی خبر کی شرعی حیثیت:

غیر مسلم کی خبر کے حوالے سے تیسری اور چوتھی صورت کا حکم درجِ ذیل ہے:

3۔ حلال سرٹیفکیشن کے میدان میں بالواسطہ انفرادی طور پر کسی غیر مسلم کا کردار:

Indirect Role of Non-Muslim in Halaal Certification in his Individual/ Personal Capacity

4۔ حلال سرٹیفکیشن کے میدان میں بالواسطہ اداراتی وتنظیمی سطح پر کسی غیر مسلم کا کردار:

Indirect Role of Non-Muslim in Halaal Certification on Organizational level

دینیات یادیانات میں بالواسطہ یعنی ضمناً بااعتماد غیر مسلم کی خبر شرعی اعتبار سے بوجہِ ضرورت قبول ہے، دیانات چاہے محضہ ہوں یا غیر محضہ، اور یہ خبر چاہے کسی غیر مسلم کی طرف سے انفرادی طور پر ہو یا اداراتی وتنظیمی سطح پر۔

فقہ حنفی کے مشہور امام علامہ شامی فرماتے ہیں کہ حلال وحرام کے مسئلے میں ضمناً غیر مسلم کی خبر قابل قبول ہے ، مثلاً کوئی غیر مسلم کہے کہ یہ گوشت میں نے مسلمان سے خریدا ہے تو اب اگر یہ غیر مسلم بااعتماد ہے تو اس کی خبر کی روشنی میں مسلمان کے لیے گنجائش ہے کہ اس گوشت کو کھائے اور اس کو استعمال کرے۔

یہ بات فقہ حنفی کے مشہور فقہاء کرام ، مثلاً علامہ ابن نجیم ،صاحبِ درر حکام، علامہ زیلعی، علامہ حصکفی وغیرہ حضرات نے فرمائی ہے۔

کسی غیر مسلم کی ملکیت حلال سپلائی کی بااعتماد کمپنی کا حکم:

اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ موجودہ حلال فوڈ سسٹم میں کسی غیر مسلم کی اس طرح ضمنی خبر پر اعتماد کر کے اس کو حلال قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ کسی غیر مسلم کی ملکیت بااعتماد سپلائی کمپنی پیک شدہ حلال گوشت کی سپلائی کا کام کر سکتی ہے،

کیونکہ یہ حلال وحرام کی خبر نہیں اور اگر کسی طرح خبر پر محمول کر بھی لیں تو ضمناً ہے براہِ راست نہیں۔

کوئی غیر مسلم کمپنی اپنی مصنوعات کے حوالے سے حلال ہونے کی خبر دے تو کیا اس کی یہ بات شرعاً قابل قبول ہے؟ Self-Claim of Halaal by Non-Muslim

علامہ شامی اور دوسرے فقہاء کرام رحمہم اللہ کی عبارات سے واضح ہوا کہ حلال وحرام کے حوالے سے کسی غیر مسلم کی بات براہِ راست اور مقصوداً قابل قبول نہیں لیکن اگر کوئی غیر مسلم بالواسطہ اور ضمناً حلال یا حرام کی بات کرے تو اس کی بات قابل قبول ہے۔

مثلاً اگر کوئی غیر مسلم کمپنی اپنے بارے میں یہ اطلاع دے کہ اس کی مصنوعات حلال ہیں، تو اس کی خبر پر اعتماد کر کے مسلمان کے لیے اس کی مصنوعات کو استعمال کرنا جائز نہیں۔

لیکن اگر کوئی غیر مسلم فرد یا کمپنی اپنی مصنوعات کے بارے میں یہ اطلاع دے کہ وہ کسی مستند (Authentic) اسلامی حلال سرٹیفکیشن باڈی سے سرٹیفائڈ ہیں، تو اگر وہ کمپنی سچائی کے اعتبار سے قابل اعتبار ہے تو اس کی خبر پر اعتماد کر کے مسلمان کے لیے اس کی مصنوعات کو استعمال کرنا جائز ہے۔

پہلی صورت حلال وحرام کے بارے میں براہِ راست اور مقصوداً اطلاع و خبر کی ہے، جبکہ دوسری صورت حلال وحرام کے بارے میں ضمناً اطلاع و خبر کی ہے، اصل اطلاع ایک معاملے کی ہے کہ اس نے فلاں کمپنی سے سرٹیفیکیٹ حاصل کیا ہے، ضمناً اس سے حلال معلوم ہو رہا ہے۔ پہلی میں غیر مسلم کی بات قابل قبول نہیں، جبکہ دوسری صورت میں غیر مسلم کی بات قابل قبول ہے۔ دونوں کے بارے میں تفصیلی

بحث پہلے گزر چکی ہے۔ (6)

2۔غیر مسلم کی گواہی کا شرعی حکم:

مسلمانوں کے کسی بھی معاملے میں بالعموم اور حلال وحرام اور دیگر دینی امور میں بالخصوص کسی غیر مسلم کی شہادت وگواہی مطلقاً اور مکمل طور پر (Absolutely) نا قابلِ قبول اور مسترد ہے۔ چاہے یہ شہادت وگواہی کسی غیر مسلم کی طرف سے انفرادی طور پر ہو یا اداراتی وتنظیمی سطح پر۔

اس مسئلہ میں قرآن، سنت اور تمام فقہاء اسلام یعنی اہل سنت حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، اہلِ حدیث، اہل تشیع فقہ جعفری سب متفق ہیں۔

علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کوئی غیر مسلم مسلمانوں کے معاملے میں عموماً اور دینی معاملات میں خصوصاً شہادت کا اہل (Eligible) نہیں۔

تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق۔(ج12/ص283) میں فرماتے ہیں:

کسی غیر مسلم کی گواہی کے نتیجے میں کسی مسلمان پر کوئی چیز لازم کرنا جائز نہیں اسی وجہ سے غیر مسلم کی گواہی مسلمان کے خلاف قبول نہیں اس لیے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ قاضی کسی غیر مسلم کی گواہی کے نتیجے میں کسی مسلمان پر کوئی چیز لازم کر لے، اور اس لیے بھی قابلِ قبول نہیں کہ غیر مسلم جھوٹ سے پرہیز نہیں کرتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ خبر دی ہے کہ باوجودیکہ کہ اللہ کی آیات کو حق مانتے ہیں لیکن بغض وعناد کی وجہ سے انکار کرتے ہیں۔

صاحب اشباہ والنظائر علامہ ابن نجیم نے بھی الاشباہ والنظائر اور بحر میں یہی فرمایا ہے۔اسی طرح صاحب الدر المختار علامہ حصکفی، تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق، درر الحکام شرح غرر الأحکام، المحیط البرھاني في الفقه النعماني، المبسوط لشمس الدین السرخسي،

بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، تكملة حاشية رد المحتار وغیرہ میں حنفی فقہاء کرام نے یہی موقف نقل فرمایا ہے۔ (7)

شیخ صالح عبد السمیع الأزهري المالكي الثمر الداني في تقريب المعاني شرح رسالة ابن أبي زيد القيرواني میں فرماتے ہیں کہ کسی غیر مسلم کی گواہی یا کوئی اور بات حالتِ کفر میں بالکل قبول نہیں۔

حاشية الدسوقي على الشرح الكبير میں فرماتے ہیں کہ اگر کسی قاضی نے کسی غیر مسلم کی گواہی کی بنیاد پر کوئی فیصلہ کیا تو اس کا یہ فیصلہ قبول نہیں۔

حاشية الصاوي على الشرح الصغير میں فرماتے ہیں کہ گواہی کے صحیح ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ گواہی دینے والا مسلمان ہو، غیر مسلم کی گواہی قبول نہیں۔ یہی بات حاشية العدوي على شرح كفاية الطالب الرباني، شرح الزرقاني على مختصر خليل وحاشية البناني وغیرہ میں نقل فرمائی ہے۔ (8)

فقہ شافعی کی مشہور کتاب الأحكام السلطانية والولايات الدينية میں علامہ ماوردی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ گواہی کے جائز ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ مسلمان کی طرف سے ہو۔

علامہ حجاوی شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ غیر مسلم دنیا کا سب سے بڑا فاسق ہے اس لیے کہ غیر مسلم جب اللہ تعالیٰ کے اوپر جھوٹ باندھتا ہے، تو غیر مسلم سے اللہ کی مخلوق کے بارے میں جھوٹ نہ بولنے کی کوئی ضمانت (Guaranty) نہیں۔ (9)

امام غزالی الوسیط فی المذہب میں فرماتے ہیں کہ غیر مسلم کی گواہی نہ کسی مسلمان کے معاملے (Case) میں قابل قبول ہے اور نہ کسی غیر مسلم کے معاملے (Case) میں، اس لیے کہ غیر مسلم گواہی دینے کا سرے سے اہل ہی نہیں۔

یہی بات الإقناع لموسی الحجاوي میں علامہ حجاوی نے فرمائی ہے۔ (10)

فقہ حنبلی کی کتاب الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف میں فرماتے ہیں کہ غیر مسلم کی گواہی قابل قبول نہیں۔

فقہ حنبلی کا یہ موقف المبدع شرح المقنع لابن مفلح المقدسي ، المغني في فقه الامام أحمد بن حنبل الشيباني للمقدسي ، حاشية الروض المربع شرح زاد المستقنع للعاصمي ، شرح زاد المستقنع للشنقيطي ، مختصر الخرقي لأبو القاسم الخرقي میں حنبلی فقہاء کرام نے نقل کیا ہے۔

علامہ ابن قدامہ مقدسی فرماتے ہیں کہ جب مسلمان فاسق کی گواہی قبول نہیں تو غیر مسلم کی بطریق اولی قبول نہیں۔ (11)

شرح زادا لمستقنع للشنقيطي میں فرماتے ہیں کہ شریعت اسلامیہ میں غیر مسلم کی گواہی مردود (Rejected) ہے۔ (12)

3۔ غیر مسلم کی قضاء کا شرعی حکم:

کیا کوئی غیر مسلم مسلمانوں کے دینی امور میں ان کا قاضی (Judge) بن سکتا ہے؟ تاکہ غیر مسلم مسلمانوں کے دینی امور میں کوئی فیصلہ کر سکے یا کسی غیر مسلم کو خاص کر دینیات یا دیانات میں کسی فیصلہ کرنے کا اختیار ہو سکتا ہے؟

جواب: بالکل نہیں۔ اس مسئلہ میں قرآن ، سنت اور تمام فقہاء اسلام یعنی اہل سنت حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، اہل حدیث، اہل تشیع فقہ جعفری سب متفق ہیں۔

فقہ حنفی کے مشہور امام علامہ ابن نجیم رح فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے قاضی (Judge) بننے کے لیے کل نو شرائط ہیں، جن میں اولین شرط قاضی (Judge) کا مسلمان ہونا ہے۔

اس طرح ایک جگہ فرماتے ہیں کہ اس شخص کا قاضی بننا صحیح نہیں جس کی گواہی قبول نہیں۔اور یہ بات پہلے تفصیل سے گزر چکی ہے کہ غیر مسلم کی گواہی قبول نہیں۔ علامہ شامی فرماتے ہیں کہ شروط الشھادۃ میں سے اس کا مسلمان ہونا، عاقل ہونا، بالغ ہونا وغیرہ شامل ہیں۔

تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق (12/ 55)، درر الحكام شرح غرر الأحكام (8/ 363)، رد المحتار (21/ 263) میں یہی منقول ہے۔ (13)

فقہ مالکی میں علامہ عبد الرحمٰن بغدادی نے قاضی کے لیے کل بارہ شرائط ذکر کی ہیں جن میں سب سے پہلی شرط اس کا مسلمان ہونا ہے لہٰذا غیر مسلم کا قاضی بننا صحیح نہیں، فرماتے ہیں کہ اگر قاضی (Judge) شروع میں مسلمان تھااور بعد میں مرتد ہوا تو فوراً وہ اپنے عہدے سے معزول متصور ہوگا۔ (14)

صاحب الفواكہ الدواني فرماتے ہیں کہ قاضی کی شرائط کی تین قسمیں ہیں: ایک قسم وہ ہے جو شرط کے درجے میں واجب ہے دوسری قسم وہ ہے جو شرط کے درجے میں واجب نہیں اور ایک قسم مستحب ہے۔واجب اور لازمی شرائط میں سے اس کا عادل ہونا یعنی دیندار مسلمان ہونا پہلی شرط ہے۔ (15)

صاحبِ مختصر خلیل اور مواھب الجلیل میں فرماتے ہیں کہ قضاء کا اہل وہ شخص ہے جو عادل ہو۔ فقہ مالکی کے مطابق عادل یا عدالت کے لیے لازمی شرائط اسلام، بلوغ ، عقل، حریت اور عدم الفسق ہے۔ (16)

فقہ شافعی کی مشہور کتاب اسنی المطالب میں فرماتے ہیں کہ قاضی بننے کے لیے شرط ہے کہ وہ مسلمان ہو آزاد ہو مرد ہو مجتہد ہو وغیرہ۔ (17)

علامہ ماوردی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قاضی کے لیے چوتھی شرط اسلام یعنی مسلمان ہونا ہے۔ (18)

علامہ نووی رحمہ اللہ کے مطابق قاضی کے لیے شرط ہے کہ وہ مسلم، مکلف، آزاد، مرد، عادل، سننے والا اور بینا ہو۔ (19)

فقہ شافعی کا یہی موقف مغني المحتاج إلى معرفة ألفاظ المنهاج (19/ 60) ،التذكرة (ص: 163) ،السراج الوهاج على متن المنهاج . للعلامة الغمراوى (ص: 572) ، تحفة المحتاج بشرح المنهاج (14/ 110) ، حاشية البجيرمي على المنهج (16/ 280) ، حاشية الجمل على فتح الوهاب بشرح منهج الطلاب (35/ 399) ، حاشيتا قليوبي - وعميرة (16/ 415) ، حواشي الشرواني والعبادي (10/ 108) ، نهاية المحتاج إلى شرح المنهاج (28/ 73) میں نقل کیا گیا ہے۔اسی طرح دوسرے تمام شافعی فقہاءِ کرام نے یہی موقف نقل فرمایا ہے۔ (20)

فقہ حنبلی کے مشہور امام علامہ شمس الدین الزرکشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اس وقت تک قاضی نہیں بن سکتا جب تک وہ مسلمان، آزاد، عادل، عالم، فقیہ اور متقی نہ ہو ۔ (21)

اسی طرح فقہ حنبلی کے مشہور عالم علامہ منصور بن یونس البھوتي رحمہ اللہ (متوفی 1051ھ) کشاف القناع عن متن الإقناع میں فرماتے ہیں کہ قاضی بننے کے لیے دس شرائط ہیں، جن میں سب سے پہلی شرط اس کا مسلمان ہونا ہے۔اس لیے کہ کسی غیر مسلم کے کفر کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کو منصبِ قضاء پر فائز نہ کیا جائے۔ (22)

فقہ حنبلی کا یہ موقف علامہ ابن قدامہ مقدسی کی کتاب المغني في فقه الامام أحمد بن حنبل الشيباني للمقدسي (11/ 381)، الروض المربع شرح زاد المستنقع (ص: 462)،

الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف على مذهب الإمام أحمد بن حنبل ، الشرح الكبير على متن المقنع (3/ 300) ، المبدع شرح المقنع لابن مفلح المقدسي (10/ 125) ، زاد المستقنع في اختصار المقنع لموسى المقدسي (ص: 112، بترقيم الشاملة آليا) ، كشاف القناع للشيخ منصور بن يونس البهوتي الحنبلي المتوفى سنة 1051 ، دليل الطالب (2/ 314) میں ان تمام حضرات نے نقل فرمایا ہے۔ (23)

4۔ غیر مسلم کی ولایت کا شرعی حکم:

کوئی غیر مسلم مسلمانوں کا والی و حاکم نہیں بن سکتا، اگر کسی جگہ بد قسمتی سے کوئی غیر مسلم مسلمانوں کا حاکم بن جائے تو مسلمانوں پر واجب ہے کہ یا تو اس حاکم کو ہٹائیں یا اس کو اس بات پر مجبور کریں کہ مسلمانوں کے امور کو دیکھنے (Deal کرنے) کے لیے کسی مسلمان کو مقرر کریں، جیسا کہ آجکل اکثر غیر مسلم مغربی ممالک میں مسلمانوں کے دینی امور کو دیکھنے کے لیے یہ اختیارات کسی مسلمان ذمہ دار فرد یا کسی اسلامی ادارے کے پاس ہوتے ہیں۔ اسی طرح مسلمان ممالک میں کسی غیر مسلم کو مسلمانوں کے معاملات خاص طور پر دینی معاملات دینا قطعاً جائز نہیں۔

فقہ حنفی کی رو سے زیادہ سے زیادہ اقلیتی غیر مسلم لوگوں کے متعلقہ امور کسی غیر مسلم کے سپرد کیے جا سکتے ہیں، واضح رہے کہ یہ گنجائش بھی صرف فقہ حنفی میں ہے ،جبکہ باقی جمہور فقہاء اس کی بھی گنجائش نہیں دیتے۔

ولایتِ غیر مسلم کے بارے میں تمام فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ لا ولاية للكافر على مسلم. یعنی کسی غیر مسلم کی مسلمان کے اوپر کوئی ولایت ثابت نہیں۔

صاحبِ محیط برهانی فرماتے ہیں کہ غیر مسلم مسلمانوں کے امور میں تہمت زدہ ہے لہٰذا وہ مسلمانوں کا والی وارث نہیں بن سکتا۔ (24)

اسی طرح یہ بات تمام مشہور حنفی علماء علامہ شامی، علامہ کاسانی، علامہ بابرتی، علامہ ابن الھمام وغیرہ تمام حضرات نے نقل فرمائی ہے۔ (25)

فقہ مالکیہ کے فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ "لا ولاية للكافر على المسلم "

حاشية الدسوقي على الشرح الكبير (15/ 218) یعنی کسی غیر مسلم کو مسلمان پر ولایت حاصل نہیں۔ صاحبِ بحبہ فرماتے ہیں کہ ولایت کی شرط ہے عدالت، اور عدالت میں دو چیزیں ضروری ہیں ایک مسلمان ہونا، دوسرے اس کا دیندار ہونا۔ اسی سلسلے میں تمام فقہاء کرام نے فرمایا ہے کہ کوئی غیر مسلم مرد کسی مسلمان لڑکی لڑکے کے نکاح جیسے معاملے میں بھی سرپرست و ولی نہیں بن سکتا حتیٰ کہ کسی مسلمان لڑکی لڑکے کا اپنا حقیقی والد اگر غیر مسلم ہو تو وہ بھی اپنی اولاد کے نکاح کا شرعی اعتبار سے سرپرست و ولی نہیں بن سکتا۔

حاشية الدسوقي على الشرح الكبير (15/ 218)، البهجة في شرح التحفة (1/ 35) ، حاشية الصاوي على الشرح الصغير (4/ 463) ، منح الجليل شرح على مختصر سيد خليل (3/ 291) ، وغيره تمام مالکی فقہ کی کتابوں میں یہی بات صراحت کے ساتھ نقل کی گئی ہے۔ (26)

فقہ شافعی کے مشہور امام تقي الدين أبي بكر بن مُحَمَّد الحسيني الحصني الدمشقي الشافعي آج سے تقریباً 600 سال پہلے فرماتے ہیں کہ کوئی غیر مسلم مسلمانوں کا والی نہیں بن سکتا، خاص طور پر ہمارے اس فساد کے دور میں یعنی 600 سال پہلے، (27)

جس دور میں خیر غالب تھی اس وقت کسی غیر مسلم کو مسلمانوں کی ولایت کا حق نہیں دیا جاسکتا تھا تو ہمارے اس پر فتن دور میں کیسے کسی غیر مسلم ادارے یا فرد کو حلال و حرام کی ولایت دی جاسکتی ہے؟

بلکہ شافعی فقہاء کرام نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم طاقت کے ذریعے زبردستی مسلمانوں کا امام ووالی بنے پھر بھی قابل قبول نہیں۔ (28)

فقہ شافعی کی تمام مشہور کتابوں میں بھی یہ بات صراحت کے ساتھ مذکور ہے۔ کہ کسی غیر مسلم کو مسلمان پر ولایت حاصل نہیں۔

چنانچہ إعانة الطالبين البكري الدمياطي (4/ 383) ، حاشيتا قليوبي - وعميرة (10/ 415)، مغني المحتاج إلى معرفة ألفاظ المنهاج (10/ 315) ، المجموع لمحي الدين النووي (15/ 292) ، الحاوى الكبير لأبو الحسن الماوردي (9/ 186) ، تحفة المحتاج في شرح المنهاج (38/ 198) حاشية البجيرمي على الخطيب (12/ 396) ، كفاية الأخيار في حل غاية الإختصار (1/ 199) نے اس موضوع پر تفصیلی کلام فرمایا ہے۔ (29)

فقہ حنبلی کے مشہور امام علامہ ابن قدامہ حنبلی فرماتے ہیں کہ کسی غیر مسلم کو مسلمان پر ولایت کا حق حاصل نہیں۔

امام ابن تیمیہ نے الفتاوى الكبرى لابن تيمية (8/ 260) ، حاشية الروض المربع شرح زاد المستقنع للعاصمي (5/ 525) ، الأسئلة والأجوبة الفقهية المقرونة بالأدلة الشرعية (4/ 45) ، الإقناع لموسى الحجاوي (2/ 205) ، المبدع في شرح المقنع (8/ 52) وغیرہ حضرات نے بھی یہی بات فرمائی ہے۔ (30)

اسلامی ریاست میں ان چیزوں کی نگرانی، جن کا تعلق اسلام کے دینی اعمال سے ہو، اس کے نگران کے لیے مسلمان ہونا شرط ہے:

اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ مسلمانوں کے دینی معاملات کی نگرانی کے لیے مسلمان نگران مقرر کرے، مثلاً محکمہ اوقاف، خاص طور پر مساجد مدارس اور جہادی چھاونیوں کی نگرانی وذمہ داری وغیرہ، جب ان چیزوں کی ذمہ داری کے لیے کسی مسلمان کا نگران مقرر کرنا شرط ہے تو حلال وحرام جس کے اوپر پورے دین کا مدار ہے اس کے لیے مسلمان نگران کا تقرر اسلامی ریاست کی بطریق اولیٰ ذمہ داری ہوگی۔

علامہ موسیٰ حجاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کہ اگر اوقاف وغیرہ مسلمانوں کے دینی ومذہبی معاملات ہوں تو اسلامی ریاست کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ صرف مسلمان کو نگران مقرر کرلے۔ (31)

مسلمانوں کی ایسی چیزوں کی نگرانی اگر کوئی غیر مسلم زبردستی بھی لے لے، تب بھی جائز نہیں۔ (32)

خلاصہ:

خلاصہ یہ ہوا کہ خبر غیر مسلم، شہادتِ غیر مسلم، قضاء غیر مسلم اور ولایتِ غیر مسلم شریعت اسلامیہ میں جائز نہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ دینی امور میں خاص طور پر حلال وحرام کے مسئلہ میں براہِ راست کسی غیر مسلم کا کوئی اعتبار نہیں، چاہے انفرادی سطح پر ہو یا اداراتی سطح پر۔

یہ تو بات ہوگئی اس صورتِ حال کی جب غیر مسلم انفرادی سطح پر یا اداراتی سطح پر حلال وحرام کے مسئلہ میں براہ راست کوئی کردار اداء (Role Play) کر رہا ہو۔

کسی غیر مسلم کو حلال وحرام کے مسئلے میں کوئی کردار یا اختیار دینے کی ممکنہ جائز صورتیں:

غذائی علوم کے ماہر (Food Scientist) کی خدمات:

غذائی علوم کے ماہر (Food Scientist) کے ذمے اگر کسی مصنوع یا جزو ترکیبی کے بارے میں سائنسی اور فنی تحقیق ہے، تو سائنس کی روشنی میں کسی چیز کا ذریعہ حصول بتانا، یا اس کے حصول کے مختلف مراحل (Process) کے بارے میں رائے دینے کا کام مسلم اور غیر مسلم دونوں فرد یا ادارہ کر سکتے ہیں، بشر طیکہ وہ فرد یا ادارہ اپنے فن میں ماہر ہو اور اس کی بات یا تحقیق و رپورٹ میں کسی جھوٹ یا کسی سازش کا شبہ نہ ہو۔ یہ کام شرعی اعتبار سے معاملات کے زمرے میں آتے ہیں اور معاملات میں کسی بااعتماد غیر مسلم کی بات قابل قبول ہے۔

تحفظِ غذاء (Food Safety) کے حوالے سے خدمات

فوڈ سیفٹی کے بارے میں رائے دینا، تحقیق کرنا کوئی رپورٹ تیار کرنا وغیرہ بھی شرعی اعتبار سے معاملات کے زمرے میں آتے ہیں اور معاملات میں کسی بااعتماد غیر مسلم کی بات قابل قبول ہے۔ لہٰذا فوڈ سیفٹی کے بارے میں رائے دینا، تحقیق کرنا کوئی [illegible]رٹ تیار[illegible] [illegible]ره، مسلم اور غیر مسلم دونوں فرد یا ادارہ کر سکتے ہیں، بشر طیکہ وہ فرد [illegible]ارہ اپنے [illegible]ں ماہر ہو اور اس کی بات یا تحقیق و رپورٹ میں کسی جھوٹ یا کسی سازش کا شبہ نہ ہو۔

ایک اشکال واعتراض:

یہاں یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ فوڈ سیفٹی سے حلال وحرام کے معیارات میں سے براہ راست ضرر کا ایک بڑا معیار متعلق ہے لہٰذا فوڈ سیفٹی میں غیر مسلم کی بات قبول نہیں ہونی چاہیے؟

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ کسی چیز کے ضرر کے بارے میں اطلاع دینا بذاتِ خود معاملات کا کیس ہے، اس کے ضرر کی بنیاد پر کسی چیز کو حرام کہنا دیانات ہیں، جو کہ ضمناً ہے اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ دیانات کے کیس میں ضمناً غیر مسلم کی بات قابل قبول ہے۔ لہٰذا فوڈ سیفٹی کے بارے میں رائے دینا، تحقیق کرنا کوئی رپورٹ تیار کرنا وغیرہ، مسلم اور غیر مسلم فرد یا ادارہ دونوں کر سکتے ہیں، بشرطیکہ وہ فرد یا ادارہ اپنے فن میں ماہر ہو اور اس کی بات یا تحقیق و رپورٹ میں کسی جھوٹ، یا کسی سازش کا شبہ نہ ہو۔ ہاں البتہ اگر غیر مسلم کسی چیز کے ضرر کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہے کہ ضرر کی وجہ سے یہ چیز حرام ہے یا ضرر نہ ہونے کی وجہ سے یہ چیز حلال ہے، تو فرد یا ادارہ دونوں کی یہ بات قبول نہیں کی جائے گی، بلکہ حلت و حرمت کے حوالے سے تحقیق کی جائے گی۔

پہلی صورت میں غیر مسلم فرد یا ادارہ دونوں کی اطلاع / رپورٹ اس لیے قبول کی جائے گی کہ یہ دیاناتِ ضمنیہ ہیں، جبکہ دوسری صورت میں غیر مسلم فرد یا ادارہ دونوں کی اطلاع / رپورٹ اس لیے قبول نہیں کی جائے گی کہ یہ دیاناتِ مقصودہ ہیں دونوں کی مکمل تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

تحفظِ معیار (Quality Control) کے حوالے سے خدمات

کوالٹی کنٹرول کا تعلق بھی شرعی اعتبار سے معاملات کے ساتھ ہے اور معاملات میں کسی بااعتماد غیر مسلم کی بات قابل قبول ہے۔ لہٰذا کوالٹی کنٹرول کے بارے میں رائے دینا، تحقیق کرنا کوئی رپورٹ تیار کرنا وغیرہ، مسلمان اور غیر مسلم دونوں فرد یا ادارہ کر سکتے ہیں، بشرطیکہ وہ فرد یا ادارہ اپنے فن میں ماہر ہو اور اس کی بات یا تحقیق و رپورٹ میں کسی جھوٹ یا کسی سازش کا شبہ نہ ہو۔

سائنسی وفنی معائنہ وجانچ کاری(Technical Audit)کے حوالے سے خدمات

ٹیکنکل آڈٹ مثلاً فوڈ سیفٹی یا کوالٹی کنٹرول کا آڈٹ کرنا، اس کی رپورٹ تیار کرنا وغیرہ بھی شرعی اعتبار سے معاملات کے زمرے میں آتا ہے اور معاملات میں کسی بااعتماد غیر مسلم کی بات قابل قبول ہے۔ لہٰذا ٹیکنکل آڈٹ کرنا، اس کی رپورٹ تیار کرنا وغیرہ، مسلمان اور غیر مسلم دونوں فرد یا ادارہ کر سکتے ہیں، بشرطیکہ وہ فرد یا ادارہ اپنے فن میں ماہر ہو اور اس کی بات یا تحقیق ورپورٹ میں کسی جھوٹ یا کسی سازش کا شبہ نہ ہو۔

انتظامی امور کے حوالے سے خدمات

حلال وحرام کے حوالے سے کسی بھی قسم کی پالیسی اور فیصلوں کے اختیار کے علاوہ دیگر انتظامی امور چھوٹے چھوٹے کام شرعی اعتبار سے معاملات کے زمرے میں آتے ہیں اور معاملات میں کسی بااعتماد غیر مسلم کی بات قابل قبول ہے۔ لہٰذا فوڈ سیفٹی کے بارے میں رائے دینا، تحقیق کرنا کوئی رپورٹ تیار کرنا وغیرہ، مسلمان اور غیر مسلم دونوں فرد یا ادارہ کر سکتے ہیں، بشرطیکہ وہ فرد یا ادارہ اپنے فن میں ماہر ہو اور اس کی بات یا تحقیق ورپورٹ میں کسی جھوٹ یا کسی سازش کا شبہ نہ ہو۔

لیبارٹری ٹیسٹنگ(Lab Testing)

لیبارٹری ٹیسٹ کی مختلف صورتیں:

لیبارٹری ٹیسٹ کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

پہلی صورت یہ کہ ٹیسٹ میں صرف کسی مصنوع (Product) کے اجزاء ترکیبی (Ingredients) یا اجزاء ترکیبی کا ماخذ (Source and origin of Ingredients) معلوم کرنا مقصد ہو، اور صرف اسی حد تک رپورٹ تیار کر کے دینا ہو۔

دوسری صورت یہ کہ کسی مصنوع (Product) کے اجزاء ترکیبی (Ingredients) یا اجزاء ترکیبی کا ماخذ (Source and origin of Ingredients) معلوم کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے حلال یا حرام ہونے کی بنیاد پر رپورٹ تیار کر کے دینا ہو۔ مثلاً اگر لیبارٹری حلال ٹیسٹینگ کے لیے خاص ہے، جیسا کہ حلال سائنس سینٹر تھائی لینڈ یا PCSIR کے لاہور یا کراچی میں قائم مراکز میں حلال کے حوالے سے ٹیسٹنگ کرنا۔

لیبارٹری حلال ٹیسٹ کی مختلف صورتوں کا شرعی حکم:

پہلی صورت شرعی اعتبار سے معاملات کے زمرے میں آتی ہے اور معاملات میں کسی بااعتماد غیر مسلم کی بات شرعاً قابل قبول ہے۔ لہٰذا ایسا کوئی ٹیسٹ کرنا، اس کی رپورٹ تیار کرنا وغیرہ، مسلمان اور غیر مسلم دونوں فرد یا ادارہ کر سکتے ہیں، بشرطیکہ وہ فرد یا ادارہ اپنے فن میں ماہر ہو اور اس کی بات یا تحقیق و رپورٹ میں کسی جھوٹ یا کسی سازش کا شبہ نہ ہو۔

دوسری صورت شرعی اعتبار سے دینیات یا دیانات کے زمرے میں آتی ہے اور دینیات یا دیانات میں کسی غیر مسلم کی بات شرعاً قابل قبول نہیں۔ لہٰذا ایسا کوئی ٹیسٹ کرنا اور اس کی رپورٹ تیار کرنا صرف مسلمان فرد یا ادارہ کر سکتا ہے، بشرطیکہ وہ فرد یا ادارہ اپنے فن میں ماہر ہو اور اس کی بات یا تحقیق و رپورٹ میں کسی جھوٹ یا کسی سازش کا شبہ نہ ہو۔

اہم نوٹ:

حلال کے حوالے سے کسی غیر مسلم سے کوئی بھی جائز کام ضرورت اور مجبوری کے تحت لینا جائز ہے ورنہ احتیاط اسی میں ہے کہ سدالباب مذکورہ چیزیں بھی ناجائز ہوں۔ اس

لیے پہلے کوشش یہ کریں کہ حلال کے حوالے سے کسی بھی قسم کا کوئی کام ہو، کسی مسلمان کے ذمے لگے، البتہ متعلقہ کام کے لیے کوئی ماہر مسلمان نہ ملے تو بامرِ مجبوری مذکورہ جائز خدمات کسی غیر مسلم سے لے سکتے ہیں۔

حواشی باب نمبر 5

---

(1) الدر المختار للحصفكي (5/ 660)

(ويقبل قول كافر) ولو مجوسيا (قال اشتريت اللحم من كتابي فيحل أو قال) اشتريته (من مجوسي فيحرم) ولا يرده بقول الواحد،،وأصله أن خبر الكافر مقبول بالاجماع في المعاملات لا في الديانات، وعليه يحمل قول الكنز: ويقبل قول الكافر في الحل والحرمة: يعني الحاصلين في ضمن المعاملات لا مطلق الحل والحرمة كما توهمه الزيلعي

وقيده في السراج بما إذا غلب على رأيه صدقهم، فلو شرى صغير نحو صابون وأشنان لا بأس ببيعه، ولو نحو زبيب وحلوى لا ينبغي بيعه لان الظاهر كذبه.

وتمامه فيه (و) يقبل قول الفاسق والكافر والعبد في (المعاملات) لكثرة وقوعها (كما إذا أخبر أنه وكيل فلان في بيع كذا فيجوز الشراء منه) إن غلب على الرأي صدقه كما مر وسيجيء آخر الحظر. (وشرط العدالة في الديانات) هي التي بين العبد والرب (كالخبر عن نجاسة الماء فيتيمم) ولا يتوضأ (إن أخبر بها مسلم عدل) منزجر عما يعتقد حرمته (ولو عبدا) أو أمة (ويتحرى في) خبر (الفاسق) بنجاسة الماء (و) خبر (المستور ثم يعمل بغالب ظنه، ولو أراق الماء فتيمم فيما إذا غلب على رأيه صدقه

درر الحكام شرح غرر الأحكام (3/ 463)

(وقبل قول كافر ولو) كان (مجوسيا شريت اللحم من مسلم أو كتابي فحل أو) شريته (من مجوسي فحرم) قال في الكنز ويقبل قول الكافر في الحل والحرمة وقال الزيلعي هذا سهو ؛ لأن

الحل والحرمة من الديانات ولا يقبل قول الكافر في الديانات ، وإنما يقبل في المعاملات خاصة للضرورة أقول ليس الساهي صاحب الكنز ؛ لأن مراده بالحل والحرمة ما يحصل في ضمن المعاملات لا مطلق الحل والحرمة كما توهم

البحر الرائق شرح كنز الدقائق (22/ 108)

والأصل أن المعاملات يقبل فيها خبر كل مميز حرا كان ، أو عبدا مسلما كان ، أو كافرا صغيرا كان ، أو كبيرا لعموم الضرورة الداعية إلى ذلك ، وإلى سقوط اشتراط العدالة فإن الإنسان قلما يجد المستجمع لشرائط العدالة ولا دليل مع السامع يعمل به سوى الخبر فلو لم يقبل خبره لامتنع باب المعاملات ووقعوا في حرج عظيم وبابه مفتوح ولأن المعاملات ليس فيها إلزام واشتراط العدالة للإلزام فلا معنى لاشتراطها فيها فاشترط فيها التمييز لا غير فإذا قبل فيها قول المميز وكان في ضمن قبوله فيها قبوله في الديانات يقبل قوله : في الديانات ضمنا لما ذكرنا حتى إذا قال المميز أهدى إليك فلان هذه الجارية ، أو بعثني مولاي بها إليك وسعه الأخذ والاستعمال حتى جاز له الوطء بذلك لأن الديانات دخلت تبعا للمعاملات كما تقدم بخلاف الديانات المقصودة لأنه لا يكثر وقوعها كالمعاملات ولا حرج في اشتراط العدالة ولا حاجة إلى قبول قول الفاسق لأنه متهم وكذا الكافر والصغير لأنهما متهمان فيها

البحر الرائق شرح كنز الدقائق (22/ 110)

ولا يقبل قول الذمي ، وفي الخانية أي لأن الكافر يعتقد أن المسلم على دين باطل فيقصد الإضرار به للعداوة فيرجح الكذب في خبره

الدر مع رد المحتار (26/ 317)

(ويقبل قول كافر) ولو مجوسيا (قال اشتريت اللحم من كتابي فيحل أو قال) اشتريته (من مجوسي فيحرم) ولا يرده بقول الواحد وأصله أن خبر الكافر مقبول بالإجماع في المعاملات لا في الديانات وعليه يحمل قول الكنز ويقبل قول الكافر في الحل والحرمة يعني الحاصلين في ضمن المعاملات لا مطلق الحل والحرمة كما توهمه الزيلعي (و) يقبل قول (المملوك) ولو أنثى (والصبي في الهدية) سواء أخبر بإهداء المولى غيره أو نفسه (والإذن) سواء كان بالتجارة أو

بدخول الدار مثلاً وقيده في السراج بما إذا غلب على رأيه صدقهم فلو شرى صغير نحو صابون وأشنان لا بأس ببيعه ولو نحو زبيب وحلوى لا ينبغي بيعه لأن الظاهر كذبه وتمامه فيه (و) يقبل قول الفاسق والكافر والعبد في (المعاملات) لكثرة وقوعها (كما إذا أخبر أنه وكيل فلان في بيع كذا فيجوز الشراء منه) إن غلب على الرأي صدقه كما مر وسيجيء آخر الحظر .

الشرح (للشامی)

(قوله أو قال اشتريته من مجوسي فيحرم) ظاهره أن الحرمة تثبت بمجرد ذلك ، وإن لم يقل ذبيحة مجوسي وعبارة الجامع الصغير ، وإن كان غير ذلك لم يسعه أن يأكل منه قال في الهداية معناه إذا قال كان ذبيحة غير الكتابي والمسلم ا هـ تأمل .

وفي التتارخانية قبيل الأضحية عن جامع الجوامع لأبي يوسف من اشترى لحما فعلم أنه مجوسي وأراد الرد فقال ذبحه مسلم يكره أكله ا هـ. ومفاده أن مجرد كون البائع مجوسيا يثبت الحرمة ، فإنه بعد إخباره بالحل بقوله ذبحه مسلم كره أكله فكيف بدونه تأمل (قوله ولا يرده بقول الواحد) قال في الخانية : مسلم شرى لحما وقبضه فأخبره مسلم ثقة أنه ذبيحة مجوسي ، لا ينبغي له أن يأكل ولا يطعم غيره ، لأنه أخبره بحرمة العين ، وهي حق الله تعالى فتثبت بخبر الواحد وليس من ضرورتها بطلان الملك فتثبت مع بقائه وحينئذ لا يمكنه الرد على بائعه ، ولا أن يحبس الثمن عنه إذ لم يبطل البيع ا هـ ملخصا (قوله وأصله إلخ) أي أصل ما ذكر من ثبوت الحل والحرمة ، وهو يشير به إلى سؤال ، وجوابه مذكورين في النهاية وغيرها .

حاصل السؤال : أن هذه المسألة مناقضة لقوله الآتي : وشرط العدالة في الديانات ، فإن من الديانات الحل والحرمة كما إذا أخبر بأن هذا حلال أو حرام ، وقد شرط فيها العدل والمراد به المسلم المرضي ، وهنا قوله شريته من كتابي إلخ معناه أنه حلال أو حرام ، وقد قبل فيه خبر الكافر ، ولو مجوسيا ، والجواب أن قوله شريته من المعاملات ، وثبوت الحل والحرمة فيه ضمني فلما قبل قوله في الشراء ثبت ما في ضمنه ، بخلاف ما يأتي وكم من شيء يثبت ضمنا لا قصدا كوقف المنقول وبيع الشرب وبه يتضح الجواب عن الكنز (قوله وعليه) أي على هذا الأصل

وقد سبقه إلى هذا الجواب العيني ، وصاحب الدرر وتبعهما المصنف ، ويدل عليه تقرير صاحب الكنز في كتابه الكافي (قوله لا مطلق الحل والحرمة) أي الشامل للقصدي كهذا حلال أو حرام

(2) مواهب الجليل لأبو عبدالله المغربي (1/ 233)

لا يقبل قول كافر ولا فاسق

(3) شرح الزرقاني على مختصر خليل وحاشية البناني (7/ 219)

خبر الكافر لغو

(4) المجموع لمحي الدين النووي (3/ 200)

لا يقبل خبر الكافر في القبلة بلا خلاف

(5) شرح الوجيز للرافعي ر ' 226)

ولا يقبل خبر الكافر بحال

(6) الشرح الممتع على زاد المستقنع - (ج 11 / ص 35)

لقول الله تعالى: {{يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا}} [الحجرات: 6] ، فإذا كان هذا خبر الفاسق فخبر الكافر مردود لا يقبل.

فقه العبادات – حنبلي - (ج 1 / ص 157)

لا يقبل خبر الكافر ولا الفاسق ولا الصبي ولا المجنون

الكافي في فقه ابن حنبل – (ج 1 / ص 36)

ولا يقبل خبر كافر ولا صبي ولا مجنون ولا فاسق لأن روايتهم غير مقبولة

الكافي في فقه ابن حنبل – (ج 1 / ص 233)

و ' : ولا يقبل خبر كافر ولا فاسق ولا صبي ولا مجنون لما تقدم ويقبل خبر من سواهم من الرجال والنساء والعبيد والأحرار لأنه خبر من أخبار الديانة فأشبه الرواية وإن رأى محاريب لا يعلم أهي للمسلمين أم لغيرهم ؟ لم يلتفت إليها لأنه لا دلالة له فيها

كشاف القناع امنصور البهوتي – (ج 1 / ص 474)

وعلم منه أنه لا يقبل خبر كافر، ولا غير مكلف.ولا فاسق،

كشاف القناع امنصور البهوتي - (ج 2 / ص 285)

(مسلم ثقة) أي عدل ضابط. فلا يقبل خبر كافر ولا فاسق، لانه أمر ديني، فاشترط له ذلك كغيره من أمور الدين

كشاف القناع عن متن الإقناع - (ج 20 / ص 40)

شهادة الفاسق غير مقبولة

(7) حاشية رد المحتار - (ج 3 / ص 532)

لا شهادة لكافر على مسلم

رد المحتار (26/ 323)

الفاسق من أهل الشهادة على المسلم وأما الكافر فلا

تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق - (ج 12 / ص 283)

ولا يجوز أن يلزم المسلم بشهادة الكافر ولهذا لا تقبل شهادته على المسلم بالإجماع كي لا يلزمه شيء يتضرر به بشهادة الكافر ولأنهم لا يجتنبون الكذب ،

الأشباه والنظائر - حنفي (ص: 245)

لا تقبل شهادة كافر على مسلم إلا تبعا أو ضرورة

البحر الرائق شرح كنز الدقائق للنسفي - (ج 6 / ص 319)

قوله: (ولا لكافر على مسلم) لقوله تعالى * (ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا) * (النساء: 141) ولهذا لا تقبل شهادته عليه ولا يتوارثان.

الدر المختار للحصفكي - (ج 5 / ص 18)

وفي الاشباه: لا تقبل شهادة كافر على مسلم إلا تبعا كما مر

تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق - (ج 12 / ص 290)

ولا يجوز أن يقضي بشهادة كافر على مسلم

درر الحكام شرح غرر الأحكام - (ج 8 / ص 235)

ولو أن كافرا وكل مسلما بشراء أو بيع لا تقبل شهادتهما عليه لأنها شهادة كافر قامت لإثبات أمر على المسلم قصدا كذا في شرح المسعودي لتلخيص الجامع الكبير

درر الحكام شرح غرر الأحكام - (ج 8 / ص 236)

(لا (تقبل)من كافر على مسلم)

درر الحكام شرح غرر الأحكام - (ج 8 / ص 388)

(و) قضاء (كافر على مسلم فلا ينفذ أبدا) لانتفاء أهلية الشهادة فيهم عليه

البحر الرائق شرح كنز الدقائق للنسفي - (ج 14 / ص 259)

ولا تقبل شهادة كافرين على شهادة مسلمين وعلى العكس تقبل،

المحيط البرهاني في الفقه النعماني - (ج 18 / ص 272)

لا تقبل شهادة الكافر

البحر الرائق شرح كنز الدقائق للنسفي - (ج 14 / ص 170)

وفي خزانة الاكمل: ولا تقبل شهادة الكافرة والمملوكة وإنما تقبل شهادة الحرة المسلمة.

المبسوط لشمس الدين السرسخي - (ج 20 / ص 81)

شهادة الكافر على المسلم لا تقبل سواء

أطلق الشهادة أو أرخ بتاريخ سابق علي اسلامه

بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع - (ج 14 / ص 325)

ومنها إسلام الشاهد إذا كان المشهود عليه مسلما, حتى لا تقبل شهادة الكافر على المسلم؛ لأن الشهادة فيها معنى الولاية, وهو تنفيذ القول على الغير, ولا ولاية للكافر, فلا شهادة له عليه, وتقبل شهادة المسلم على الكافر؛ لأنه من أهل أن يثبت له الولاية على المسلم فعلى الكافر أولى

تكملة حاشية رد المحتار - (ج 1 / ص 532)

قوله: (لا يجوز عكسه) وهو ما إذا كان العبد مسلما مولاه كافر: يعني لا تجوز شهادة الكافر على عبد مسلم مولاه كافر، وعلى وكيل مسلم موكله كافر: فإن كان مسلما له عبد كافر أذن له بالبيع والشراء فشهد عليه شاهدان كافر ان بشراء وبيع جازت شهادتهما

تكملة حاشية رد المحتار - (ج 1 / ص 533)

عليه، لان هذه شهادة قامت على إثبات أمر على الكافر قصدا وعلى المسلم ضمنا كما تقدم، ولو أن مسلما وكل كافرا بشراء أو بيع فشهد على الوكيل شاهدان كافران بشراء أو بيع لا تقبل شهادتهما عليه لانها شهادة كافر قامت لاثبات حق على مسلم قصدا كما في الدرر والغرر.

(8) الثمر الداني - الآبي الأزهري (2/ 110)

(و) كذا (لا) تجوز شهادة (كافر) في حال كفره لا على مسلم ولا على كافر.

حاشية الدسوقي على الشرح الكبير (17/ 120)

(ونقض) ---- (أو) حكم (بشهادة كافر) على كافر ، أو مسلم مع علم القاضي بذلك لمخالفته لنص الكتاب كما تقدم

حاشية الصاوي على الشرح الصغير (9/ 386)

وأشار بشرط الشهادة بقوله : (شرط) صحة (الشهادة) عند الحاكم (العدالة) : وهي الاتصاف بما يأتي ذكره (والعدل) هنا : (الحر) ولو أنثى في بعض الأمور ؛ كالمال والولادة فلا تصح شهادة رقيق ولو ذكرا . (المسلم) : فلا تصح شهادة كافر ولو لكافر على كافر .

حاشية العدوي على شرح كفاية الطالب الرباني (7/ 206)

(و) كذا (لا) تجوز شهادة (كافر) فيما شهد به في حال كفره لا على مسلم ولا على كافر .

شرح الزرقاني على مختصر خليل وحاشية البناني (7/ 289)

(العدل حر) قول ز لأنه وصف للقاضي الخ فيه أن العدالة المطلوبة في القاضي هي العدالة المطلوبة في الشاهد (مسلم)

(9) الإقناع لموسى الحجاوي (2/ 279)

(10) الأحكام السلطانية والولايات الدينية (ص: 66)

الرابع: الإسلام لكونه شرطاً في جواز الشهادة مع قول الله سبحانه وتعالى: " ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلاً ".

الوسيط في المذهب / لحجة الإسلام الغزالي (7/ 153)

لا تقبل شهادة كافر لا على كافر ولا على مسلم

الإقناع لموسى الحجاوي (2/ 279)

ثم شرع في شروط الركن الاول فقال: (ولا تقبل الشهادة) عند الاداء (إلا ممن اجتمعت فيه خمسة) بل عشرة (خصال) كما ستعرفها الاولى (الاسلام) فلا تقبل شهادة الكافر على المسلم. ولا على الكافر خلافا لابي حنيفة في قبوله شهادة الكافر على الكافر ولاحمد في الوصية لقوله تعالى: * (وأشهدوا ذوي عدل منكم) * والكافر ليس بعدل وليس منا ولانه أفسق الفساق ويكذب على الله تعالى فلا يؤمن من الكذب على خلقه.

(11) المغني في فقه الامام أحمد بن حنبل الشيباني

(12) المغني في فقه الامام أحمد بن حنبل الشيباني للمقدسي (12/ 223)

إذا لم نقبل شهادة الفاسق فشهادة الكافر أولى

حاشية الروض المربع شرح زاد المستقنع للعاصمي (7/ 592)

(الرابع: الإسلام) لقوله تعالى: { وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِنْكُمْ } فلا تقبل من كافر، ولو على مثله إلا في سفر، على وصية مسلم أو كافر فتقبل من رجلين كتابيين، عند عدم غيرهما.

شرح زاد المستقنع للشنقيطي (16/ 38)

قد ردت الشريعة شهادة الكافر على المسلم.

مختصر الخرقي لأبو القاسم الخرقي (ص: 155، بترقيم الشاملة آليا)

وتجوز شهادة الكافر من أهل الكتاب في الوصية في السفر إن لم يكن غيرهم ولا تجوز شهادتهم في غير ذلك

الملخص الفقهي (2/ 648)

الرابع: الإسلام، لقوله تعالى: {وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِنْكُمْ} ؛ فلا تقبل شهادة الكافر إلا على الوصية في حال السفر، فيقبل شهادة كافرين عليها عند عدم غيرهما؛ لقوله تعالى: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ أَوْ آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ إِنْ أَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الأَرْضِ فَأَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةُ} الآية، هذا لأجل الضرورة.

(13) البحر الرائق شرح كنز الدقائق (17/ 310)

العقل والبلوغ والإسلام والحرية والسمع والبصر والنطق والسلامة عن حد القذف وأن يكون مولى للحكم دون سماع الدعوى فقط كما في الخزانة لا الذكورة والاجتهاد،

البحر الرائق شرح كنز الدقائق (17/ 325)

(قوله وقدمنا أن شرائط القاضي ثمانية) الذي قدمه تسعة ، وقد نظمها السيد الحموي فقال شرو قضاء تسع عليك بحفظها لتحرز سبقا في طلابك للعلا بلوغ وإسلام وعقل ومنطق فصيح به فصل الخصومة قد حلا تولية حكما دون سمع لدعوة وحرية سمع والإبصار قد تلا وفقدان حد القذف قد شرطوا له كما قال زين الدين في البحر مجملا

البحر الرائق شرح كنز الدقائق (17/ 314)

الثامن فيما يخرج القاضي عن القضاء ففي البزازية أربع خصال إذا حل بالقاضي انعزل فوات السمع أو البصر أو العقل أو الدين ،

تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق (12/ 59)

(قوله في المتن أهله أهل الشهادة) قال القدوري في مختصره ولا تصح ولاية القاضي حتى تجتمع في المولى شرائط الشهادة قال الأتقاني ، وإنما شرط شرائط الشهادة من الحرية والعقل والبلوغ والعدالة في القضاء ؛ لأن القضاء ولاية كالشهادة بل القضاء ولاية عامة فلما اشترط في الشهادة من الصفات كان اشتراطها في القضاء أولى ا هـ

درر الحكام شرح غرر الأحكام (8/ 363)

(كتاب القضاء) ---- (وأهله أهل الشهادة) ---- (وشرط أهليتها شرط أهليته) وقد مر ذلك في كتاب الشهادة

رد المحتار (21/ 269)

وحاصله : أن شروط الشهادة من الإسلام والعقل والبلوغ والحرية وعدم العمى والحد في قذف شروط لصحة توليته ، ولصحة حكمه بعدها

رد المحتار (21/ 271)

مطلب في حكم القاضي الدرزي والنصراني [تنبيه] ظهر من كلامهم حكم القاضي المنصوب في بلاد الدروز في القطر الشامي ، ويكون درزيا ويكون نصرانيا فكل منهما لا يصح حكمه على المسلمين ، فإن الدرزي لا ملة له كالمنافق والزنديق وإن سمى نفسه مسلما وقد أفتى في الخيرية بأنه لا تقبل شهادته على المسلم .

والظاهر أنه يصح حكم الدرزي على النصراني وبالعكس تأمل ، وهذا كله يعد كونه منصوبا من طرف السلطان أو مأموره بذلك وإلا فالواقع أنه ينصبه أمير تلك الناحية ، ولا أدري أنه مأذون له بذلك أم لا ولا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم ، لكن جرت العادة أن أمير صيدا يولى القضاء في تلك الثغور والبلاد بخلاف دمشق ونحوها ، فإن أميرها ليس له ذلك فيها بدليل أن لها قاضيا في كل سنة يأتي من طرف السلطان

رد المحتار (21/ 274)

(قوله : والفاسق أهلها) سيأتي بيان الفسق والعدالة في الشهادات ، وأفصح بهذه الجملة دفعا لتوهم من قال إن الفاسق ليس بأهل للقضاء فلا يصح قضاؤه ؛ لأنه لا يؤمن عليه لفسقه ، وهو قول الثلاثة واختاره الطحاوي قال العيني : وينبغي أن يفتى به خصوصا في هذا الزمان ا هـ ،

أقول : لو اعتبر هذا لانسد باب القضاء خصوصا في زماننا فلذا كان ما جرى عليه المصنف هو الأصح كما في الخلاصة ، وهو أصح الأقاويل كما في العمادية نهر وفي الفتح والوجه تنفيذ قضاء كل من ولاه سلطان ذو شوكة وإن كان جاهلا فاسقا وهو ظاهر المذهب عندنا وحينئذ فيحكم بفتوى غيره ا هـ .

رد المحتار (21/ 276)

(قوله : وفي معروضات المفتي أبي السعود) أي المسائل التي عرضها على سلطان زمانه ، فأمر بالعمل بها .

(قوله : في وجود العدالة) هذا كان في زمنه وقد وجد التساوي في عدمها الآن فلينظر من يقدم ط

(14) أسهل المدارك «شرح إرشاد السالك في مذهب إمام الأئمة مالك» (3/ 196)

(15) الفواكه الدواني على رسالة ابن أبي زيد القيرواني (7/ 252)

(16) مختصر خليل اور مواهب الجليل

(17) أسنى المطالب (22/ 81

(18) الأحكام السلطانية والولايات الدينية

(19) المنهاج للنووي (ص: 483)

(20) إرشاد السالك لعبدالرحمن البغدادي (ص: 199)

القضاء فرض كفاية، إلا أن يتعين فلا يجوز الامتناع ويشترط أن يكون مسلما ذكرا مكلفا سميعا بصيرا كاتبا فطنا متيقظا ورعا عدلا مجتهدا فإن عدم جاز المقلد، وليكن شديدا في دينه،

أسهل المدارك «شرح إرشاد السالك في مذهب إمام الأئمة مالك» (3/ 196)

قال رحمه الله تعالى: "وَيُشْتَرَطُ أَنْ يَكُونَ مُسْلِمًا حُرًّا ذَكَرًا مُكَلَّفًا سَمِيعًا بَصِيرًا كَتِبًا فَطِنًا مُتَيَقِظًا وَرِعًا عَدْلاً مُجْتَهِدًا فإن عُدِمَ جَازَ الْمُقَلِّدُ" يعني أنه عد شروط القضاء اثنا عشر الأول: أن يكون القاضي مسلمًا، فلا يصحُّ كونه كافرًا، ولو طرأ عليه الكفر انعزل فوراً ـــ

أسهل المدارك «شرح إرشاد السالك في مذهب إمام الأئمة مالك» (3/ 197)

والعدالة تستلزم الإسلام والبلوغ والعقل والحرية وعدم الفسق، فلا يصحُّ أن يكون ضد هذه المستلزمات؛ لأن كل واحد منها مشروطة في أوصاف القاضي كما هو معلوم. اهـ. بتوضيح.

الفواكه الدواني على رسالة ابن أبي زيد القيرواني (7/ 252)

(تنبيهات) الأول : لم يبين المصنف شروط القضاء التي تعتبر في القاضي ونحن نبينها بفضل الله فنقول : هي ثلاثة أقسام : قسم واجب على جهة الشرطية ، وقسم واجب لا على جهة

الشرطية ، وقسم مستحب ، فالواجب على جهة الشرطية كونه عدلا ذكرا فطنا مجتهدا إن وجد وإلا فأمثل مقلد ، ويجب عليه العمل بمشهور مذهب إمامه ، والواجب الغير الشرطي كونه بصيرا سميعا متكلما فلا تجوز تولية أضدادها فإن ولى وحكم مضى .

قال خليل : ونفذ حكم اعمى وأبكم وأصم ووجب عزله ، والذي لا يكتب كالأعمى لا تجوز توليته ولو كان عالما وتجوز توليته للفتوى ، والمستحب كونه غنيا بلديا ورعا حليما مستشيرا للعلماء غير مدين ، وكونه معروف النسب وغير زائد في الدهاء وغير محدود وخاليا عن بطانة السوء.

مختصر خليل - الرقمية (ص: 218)

باب في شروط القضاء وأحكامه عدل ذكر فطن مجتهد إن وجد وإلا: فأمثل مقلد وزيد للإمام الأعظم: قرشي فحكم بقول مقلده ونفذ حكم: أعمى وأبكم وأصم:

مواهب الجليل - الرقمية (8/ 63)

باب الأقضية أهل القضاء: عدل، ذكر،

(21) شرح الزركشي على المختصر الخرقي (3/ 366)

(22) كشاف القناع عن متن الإقناع (22/ 51)

(23) أسنى المطالب (22/ 81

ويشترط) فيمن يتولى القضاء (أن يكون مسلما حرا ذكرا إذا رأى مجتهدا) أي (غير مقلد) فلا يولاه كافر ولو على كفار كما سيأتي لعدم عدالته لقوله تعالى ﴿ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا﴾

الأحكام السلطانية والولايات الدينية (ص: 66)

الرابع: الإسلام لكونه شرطاً في جواز الشهادة مع قول الله سبحانه وتعالى: " ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلاً ". ----

وشرط القاضي مسلم مكلف حر ذكر عدل سميع بصير ناطق كاف مجتهد وهو أن يعرف من الكتاب ---- فإن تعذر جمع هذه الشروط فولى سلطان له شوكة فاسقا أو مقلدا نفذ قضاؤه للضرورة.

مغني المحتاج إلى معرفة ألفاظ المنهاج (19/ 60)

وشرط القاضي مسلم مكلف حر ذكر عدل سميع بصير ناطق كاف مجتهد ----

الشرح : ثم شرع فيما يشترط لتولية القاضي ، فقال (وشرط القاضي) أي من يولى قاضيا (مسلم) أي إسلام وكذا الباقي ، وهذا الشرط داخل في اشتراط العدالة ، ولهذا لم يذكره في الروضة ، فلا يولى كافر على مسلمين لقوله تعالى : { ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا } ولا سبيل أعظم من القضاء ، ولا على كفار ؛ لأن القصد به فصل الأحكام ، والكافر جاهل بها ، وأما جريان العادة بنصب حاكم من أهل الذمة عليهم ، فقال الماوردي والروياني : إنما هي رياسة وزعامة لا تقليد حكم وقضاء ، ولا يلزمهم حكمه بإلزامه بل بالتزامهم ، ولا يلزمون بالتحاكم عنده

مغني المحتاج إلى معرفة ألفاظ المنهاج (19/ 69)

فإن تعذر جمع هذه الشروط فولى سلطان له شوكة فاسقا أو مقلدا نفذ قضاؤه للضرورة .

الشرح : ولو ولى من لا يصلح للقضاء مع وجود الصالح له والعلم بالحال أثم المولي بكسر اللام والمولى بفتحها ، ولا ينفذ قضاؤه وإن أصاب فيه .

هذا هو الأصل في الباب (فإن) (تعذر) في رجل (جمع هذه الشروط) السابقة (فولى سلطان له شوكة فاسقا) مسلما (أو مقلدا نفذ) بالمعجمة (قضاؤه للضرورة) لئلا تتعطل مصالح الناس .

التذكرة (ص: 163)

(كتاب القضاء) القضاء فرض على الكفاية وقد يتعين وشرط القاضي أهلية الشهادات مع الكفاية والإجتهاد وله الإستخلاف عند الحاجة إلا أن ينهاه

السراج الوهاج على متن المنهاج ـ للعلامة الغمراوى (ص: 572)

وشرط القاضي مسلم أي اسلام وكذا الباقي ، مكلف حر ذكر عدل ،فلا يولي كافر ولا صبي ومجنون ولا رقيق ولا امرأة ولا فاسق

تحفة المحتاج بشرح المنهاج (14/ 110)

(وشرط القاضي) أي: من تصح توليته للقضاء (مسلم)، لأن الكافر ليس أهلا للولاية ونصبه على مثله مجرد رياسة لا تقليد حكم وقضاء، ومن ثم لا يلزمون بالتحاكم عنده ولا يلزمهم حكمه إلا إن رضوا به

حاشية البجيرمي على المنهج (16/ 280)

(وشرط القاضي كونه أهلا للشهادات) بأن يكون مسلما مكلفا حرا ذكرا عدلا سميعا بصيرا ناطقا (كافيا) لأمر القضاء فلا يولاه كافر وصبي ومجنون ، ومن به رق وأنثى وخنثى وفاسق ، ومن لم يسمع وأعمى وأخرس ـــ (قوله : فلا يولاه كافر) ، وما اعتيد من نصب حاكم للذميين منهم فهو تقليد رياسة لا حكم فهو كالمحكم لا الحاكم ز ي ومن ثم لا يلزمهم حكمه إلا إن رضوا بهـــ

حاشية الجمل على فتح الوهاب بشرح منهج الطلاب (35/ 400)

(قوله فلا يولاه كافر) أي ولو على كفار ، وما جرت به عادة الولاة من نصب حاكم لهم منهم فهو تقليد رياسة ورعاية لا تقليد حكم ، وإنما يلزمهم حكمه بالالتزام منهم لا بإلزامه ا هـ شرح البهجة ا هـ سم

حاشيتا قليوبي – وعميرة (16/ 415)

(وشرط القاضي) أي من يولي قاضيا (مسلم مكلف) أي بالغ عاقل (حر ذكر عدل سميع بصير ناطق كاف) فلا يولاه رقيق وامرأة وفاسق نقصهم ولا أصم وأعمى وأخرس ومغفل ومختل النظر بكبر أو مرض

شرح المحلي على المنهاج (6/ 440)

(وشرط القاضي) أي من يولي قاضيا (مسلم مكلف) أي بالغ عاقل

فتح الوهاب بشرح منهج الطلاب (2/ 374)

(وشرط القاضي كونه إهلا للشهادات) بأن يكون مسلما مكلفا حرا ذكرا عدلا سميعا بصيرا ناطقا

نهاية المحتاج إلى شرح المنهاج (28/ 73)

وشرط القاضي) أي من تصح توليته للقضاء (مسلم) لانتفاء أهلية الكافر للولاية ، ونصبه على مثله مجرد رياسة لا تقليد حكم وقضاء ، ومن ثم لم يلزموه بالتحاكم عنده ولا يلزمهم حكمه إلا إن رضوا به

شرح الزركشي على المختصر الخرقي لشمس الدين الزركشي (3/ 366)

قال : ولا يولي قاض حتى يكون بالغاً عاقلاً ، مسلماً حراً عدلاً ، عالماً فقيهاً ورعاً .

---- (وأما اشتراط الإسلام) فلأن ذلك شرط في الشهادة ، ففي القضاء أولى ، ودليل الأصل [ب 2] 19 ({ واستشهدوا شهيدين من رجالكم }) [ب 1] ولأن الكفر يقتضي إذلال صاحبه ، والقضاء يقتضي احترامه ، وبينهما منافاة ، وقد قال الله سبحانه : [ب 2] 19 ({ ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلاً }) [ب 1] وأي سبيل أعظم من أن يلزمه ، ويحكم عليه بغير اختياره ،

المغني في فقه الامام أحمد بن حنبل الشيباني للمقدسي (11/ 381)

مسألة شروط القاضي وشروط الاجتهاد ، مسألة : قال أبو القاسم رحمه الله تعالى : ولا يولى قاض حتى يكون بالغا عاقلا مسلما حرا عدلا عالما فقيها ورعا

الروض المربع شرح زاد المستنقع (ص: 462)

"ويشترط في القاضي عشر صفات" : "كونه بالغا عاقلا" لأن غير المكلف تحت ولاية غيره فلا يكون واليا على غيره. ---- "مسلما" لأن الإسلام شرط للعدالة.

عدلا ولو تائبا من قذف فلا يجوز تولية الفاسق لقوله تعالى: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا...} 1 الآية.

الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف على مذهب الإمام أحمد بن حنبل : (16/ 493)

قوله (مسلما) . هذا المذهب بلا ريب . وعليه الأصحاب . وقطعوا به .

الشرح الكبير على متن المقنع (3/ 300)

فصل : قال الشيخ رحمه الله ويشترط في القاضي عشر صفات أن يكون بالغا عاقلا حرا ذكرا مسلما عدلا سميعا بصيرا متكلما مجتهدا وهل يشترط كونه كاتبا ؟ على وجهين ، وجملة ذلك أنه يشترط للقاضي أن يكون بالغا عاقلا مسلما لأن هذه شروط العدالة فأولى أن تشترط للقضاء

المبدع شرح المقنع لابن مفلح المقدسي (10/ 125)

فصل (ويشترط في القاضي عشر صفات: أن يكون بالغاً عاقلاً) ---(ذكراً)، ----- (حراً) --- (مسلما) لأن الكفر يقتضي إذلال صَاحبه، والقضاء يقتضي احترامهُ، وبينهما منافاة، وهو شرط في الشهادة، فكذا هنا عدلاً لأن الفاسق لا يجوزُ أن يكون شاهداً فهذا أولى، ولا يجوز تولية من فيه نقص يمنع الشهادة.

زاد المستقنع في اختصار المقنع لموسى المقدسي (ص: 112، بترقيم الشاملة آليا)

ويشترط في القاضي عشر صفات : كونه بالغا عاقلا ذكرا حرا مسلما

كشاف القناع عن متن الإقناع (22/ 51)

فصل (ويشترط في القاضي عشر صفات : أن يكون بالغا عاقلا) ----- (حرا) ---- (وأن يكون مسلما دليل الطالب (2/ 314)

ويشترط في القاضي عشر خصال : كونه بالغا عاقلا ذكرا حرا مسلما عدلا سميعا بصيرا متكلما مجتهدا ولو في مذهب إمامه للضرورة

منار السبيل في شرح الدليل (2/ 458)

فصل ويشترط في القاضي عشر خصال: "كونه بالغا، عاقلا"--- "مسلما" لأن الإسلام شرط للعدالة.

(24) المحيط البرهاني في الفقه النعماني (16/ 430)

(25) المبسوط لشمس الدين السرسخي (10/ 289) و الجوهرة النيرة شرح مختصر القدوري (7/ 201)

لا ولاية للكافر على مسلم.

المحيط البرهاني في الفقه النعماني (16/ 430)

لأنه لا ولاية للكافر على المسلم، أو لأن الكافر متهم بالخيانة في حق المسلمين.

بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (14/ 368)

لا تقبل شهادة الكافر على المسلم ؛ لأن الشهادة فيها معنى الولاية ، وهو تنفيذ القول على الغير ، ولا ولاية للكافر ، فلا شهادة له عليه ، وتقبل شهادة المسلم على الكافر ؛ لأنه من أهل أن يثبت له الولاية على المسلم فعلى الكافر أولى

(26) حاشية الدسوقي على الشرح الكبير (15/ 218)

لا ولاية للكافر على المسلم

البهجة في شرح التحفة (1/ 35)

(وشرطه) أي شروط صحة ولايته (التكليف) ---- (والعدالة) وهي تستلزم الإسلام وعدم الفسق ، فالكافر لا ولاية له لقوله تعالى : ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا } (النساء : 141) والفاسق كذلك لا تصح ولايته ولا ينفذ حكمه وافق الحق أم لا . لأنه لا تقبل شهادته فأحرى قضاؤه

حاشية الصاوي على الشرح الصغير (4/ 463)

قوله : [فلا يصح أن يتولى عقد نكاحها كافر] : أي لقوله تعالى : { ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا } .

حاشية الصاوي على الشرح الصغير (4/ 463)

والحاصل أنه يمنع تولية الكافر للمسلمة وعكسه ،

منح الجليل شرح على مختصر سيد خليل (3/ 291)

ولا ولاية لكافر سواء كان ذميا أو حربيا أو مرتدا على مسلمة لقوله تعالى ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا فإن وقع فسخ أبدا

(27) كفاية الأخيار في حل غاية الإختصار

(28) تحفة المحتاج في شرح المنهاج (38/ 198)

(29) إعانة الطالبين البكري الدمياطي (4/ 383)

لا ولاية للكافر على المسلمة.

حاشيتا قليوبي – وعميرة (10/ 415)

لا ولاية للكافر على أولاده المسلمين

مغني المحتاج إلى معرفة ألفاظ المنهاج (10/ 315)

ولو التقط صبي أو فاسق أو محجور عليه أو كافر مسلما انتزع منه .

---- لعدم ----ولاية الكافر على المسلم.

المجموع لمحي الدين النووي (15/ 292)

قال المصنف رحمه الله تعالى: (فصل) وان التقطه كافر نظرت، فإن كان اللقيط محكوما بإسلامه لم يقر في يده، لان الكفالة ولاية، ولا ولاية للكافر على المسلم، ولانه لا يؤمن أن يفتنه عن دينه، وان كان محكوما بكفره أقر في يده لانه على دينه، وان التقطه فاسق لم يقر في يده، لانه لا يؤمن أن يسترقه، وأن يسيئ في تربيته، ولان الكفالة ولاية والفاسق ليس من أهل الولاية

الحاوى الكبير لأبو الحسن الماوردي (9/ 186)

قال الماوردي : وأصل ذلك أن اتفاق الدين شرط في ثبوت الولاية على المنكوحة ، فلا يكون الكافر وليا لمسلمة ولا المسلم وليا لكافرة : لقوله تعالى : ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا [النساء : 141] وقوله أيضا : لا تتخذوا اليهود والنصارى أولياء بعضهم أولياء بعض [المائدة : 51] فدلت هاتان الآيتان على أن لا ولاية لكافر على مسلمة ،

تحفة المحتاج في شرح المنهاج (38/ 198)

نعم الكافر إذا تغلب لا تنعقد إمامته لقوله تعالى { ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا }

تحفة المحتاج في شرح المنهاج (42/ 436)

لا يولى كافر على مسلمين لقوله تعالى { ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا } ولا سبيل أعظم من القضاء .

حاشية البجيرمي على الخطيب (12/ 396)

الكافر إذا تغلب لا تنعقد إمامته لقوله تعالى : { ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا }

كفاية الأخيار في حل غاية الإختصار (1/ 199)

﴿لا﴾يكون للكافر على المسلم سبيل، وقد قال الله تعالى {ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلاً} لا سيما في زماننا هذا الفاسد، وقد رأيت بعض الظلمة، قد سلط بعض أهل الذمة على أخذ شيء بالباطل من مسلم فأوقفه موقف الذلة والصغار، فالصواب الجزم بعدم جواز ذلك ولا خلاف أن ما يصنعه هؤلاء الأمراء من ترتيب ديوان ذمي على أقطاعه ليضبط له ماله ويتسلط على الفلاحين وغيرهم فإنه لا يجوز لأن الله تعالى والله أعلم.

مغني المحتاج إلى معرفة ألفاظ المنهاج (11/ 253)

لا ولاية لكافر على مسلم ، ولتهمته قال – تعالى – : { ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا } [النساء]

(30) الشرح الكبير على متن المقنع (13/ 388)

لا ولاية للكافر على المسلم

الشرح الكبير لابن قدامة (6/ 399)

لا ولاية للكافر على المسلم

حاشية الروض المربع شرح زاد المستقنع للعاصمي (5/ 525)

لا ولاية للكافر على المسلم،

الفتاوى الكبرى لابن تيمية (8/ 260)

لا ولاية للكافر على ابنه الكافر متوليا لنكاح

الأسئلة والأجوبة الفقهية المقرونة بالأدلة الشرعية (4/ 45

لا ولاية لكافر على مسلم، قال الله تعالى: { وَلَن يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلاً{

الأسئلة والأجوبة الفقهية المقرونة بالأدلة الشرعية (4/ 211)

ويصح استئجار ذمي مسلمًا لعمل معلوم في الذمة كقصارة ثوب وخياطته أو إلى أمد كأن يبني به له شهرًا أو نحوه، ولا يصح أن يستأجر ذمي مسلمًا لخدمته لتضمنها حبس المسلم عند الكافر وإذلاله واستخدامه مدة الإجارة أشبه بين المسلم للكافر بخلاف إجارته لغير الخدمة فلا تتضمن إذلاله، قال الله تعالى: { وَلَن يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلاً } .

الأسئلة والأجوبة الفقهية المقرونة بالأدلة الشرعية (5/ 39)

لا يصح بيع عبد مسلم لكافر، إلا أن يعتق العبد المسلم على الكافر المشتري له بملكه إياه؛ فإن كان يعتق عليه كأبيه وأخيه وابنه، صح شراؤه له؛ لأن ملكه لا يستقر عليه، بل يعتق في الحال، وإن أسلم قنّ في يد الكافر، أو ملكه بنحو إرث، أجبر على إزالة ملكه عنه؛ لقوله تعالى: { وَلَن يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلاً } [النساء: 141]

الأسئلة والأجوبة الفقهية المقرونة بالأدلة الشرعية (7/ 217)

ولا ولاية للكافر على المسلم، قال الله تعالى: { وَلَن يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلاً } ، ولأنه لا يومن أن يفتنه عن دينه.

الأسئلة والأجوبة الفقهية المقرونة بالأدلة الشرعية (7/ 281)

فتاوى واستشارات الإسلام اليوم (2/ 47)

قال القاضي عياض: " أجمع العلماء على أن الإمامة لا تنعقد لكافر ، وعلى أنه لو طرأ عليه كفرٌ وتغيير للشرع أو بدعة مكفرة خرج عن حكم الولاية، وسقطت طاعته، ووجب على المسلمين القيام عليه وخلعه، ونصب إمام عادل إن أمكنهم ذلك، فإن لم يقع ذلك وجب عليهم القيام بخلع الكافر "

(31) الإقناع لموسى الحجاوي (2/ 205)

فاول الشروط: إسلام، إن كان الموقوف عليه مسلمًا أو كانت من جهات الإسلام كمسجد ومدرسة ورباط ونحوه؛ لقوله تعالى: { وَلَن يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلاً } ،

(32) الاقناع للحجاوي (3/ 346)

والثالثة: باستيلاء شخص متغلب على الامامة ولو غير أهل لها نعم الكافر إذا تغلب لا تنعقد إمامته لقوله تعالى: * (ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا)

باب نمبر 6

غیر مسلم کی ملکیت ادارے کو حلال سرٹیفکیشن کا اختیار دینے کے جائز یا ناجائز ہونے کا شرعی جائزہ

گذشتہ ابواب میں غیر مسلم کے حوالے سے اس مسئلہ کی پہلی صورت واضح ہوئی کہ کسی غیر مسلم کو براہِ راست کوئی کردار دینا جائز نہیں، ذیل میں اس مسئلہ کی دوسری صورت ذکر کرتے ہیں:

صورتِ مسئلہ:

دوسری صورت یہ ہے کہ غیر مسلم براہ راست تو حلال وحرام کے مسائل کو نہیں دیکھتا، لیکن اس نے کوئی ایسا ادارہ بنایا ہے جس میں اس نے حلال وحرام کے مسائل کو دیکھنے اور ان مسائل کی نگرانی کے لیے مسلمانوں پر مشتمل ایک شعبہ بنایا ہے، جس میں عام مسلمان بھی ہو سکتے ہیں اور علماء و مفتی بھی ہو سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اسی ادارے کی دوسری سرٹیفکیشن کی فیلڈ میں بیش بہا خدمات ہوں اور اچھے طریقے سے وہ ادارہ یہ خدمات سرانجام دے بھی رہا ہو۔

اب سوال یہ کہ ایسے غیر مسلم کی ملکیت سرٹیفکیشن کے ادارے کو حلال سرٹیفکیشن کا اختیار دینا جائز ہے یا ناجائز؟

دو مختلف موقف:

اس میں دونوں رائے ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ غیر مسلم کی ملکیت سرٹیفکیشن کے ادارے کو حلال سرٹیفکیشن کا اختیار دینا خلافِ شریعت اور ناجائز ہے، جبکہ دوسری رائے

یہ کہ غیر مسلم کی ملکیت سرٹیفکیشن کے ادارے کو حلال سرٹیفکیشن کا اختیار دینا جائز ہے۔ دونوں موقف پر شرعی اعتبار سے کچھ دلائل ونظائر پیش کیے جاسکتے ہیں ذیل میں ہم تفصیل کے ساتھ اہلِ علم کی خدمت میں غور وخوض کے لیے دونوں رائے مع شرعی دلائل کے پیش کرتے ہیں، تاکہ ان کی طرف سے کوئی حتمی فیصلہ آسکے۔ آخر میں بندہ اپنی رائے بھی پیش کرے گا۔ ان شاء اللہ

پہلا موقف

غیر مسلم کی ملکیت کسی ادارے کو حلال سرٹیفکیشن کا اختیار دینا شریعت کی رو سے جائز نہیں۔

مذکورہ بالا صورتِ مسئلہ کی روشنی میں اہلِ مسئلہ کے بارے میں ایک موقف یہ ہے کہ غیر مسلم کی ملکیت یا کسی غیر مسلم کے ماتحت کسی ادارے کو حلال سرٹیفکیشن کا اختیار دینا خلافِ شریعت اور ناجائز ہے، اس موقف پر شریعہ کی طرف سے دلائل ونظائر پیش کرنے سے پہلے اس کی روشنی میں چند اہم سوالات اور پہلے موقف کے نتیجے میں ان سوالات کے جوابات پیشِ خدمت ہیں۔

چند اہم سولات اور ان کے جوابات:

ناجائز ہونے کے دلائل پر بحث سے پہلے اس پس منظر میں کئی سوالات شرعی اعتبار سے اہم ہیں اور بحیثیتِ مسلمان یہ ہماری شرعی ذمہ داری ہے، کہ اس کا جواب شریعہ کی روشنی میں تلاش کریں۔

غیر مسلم تنظیم یا ادارہ (Organization owned by non-Muslims) کے حوالے سے چند اہم شرعی سولات اور ان کے ممکنہ مجوزہ جوابات یہ ہیں:

سوال 1 : مذکورہ صورتِ حال میں شریعہ کی راہنمائی کیا ہے ؟ کہ غیر مسلم براہ راست تو حلال و حرام کے مسائل کو نہیں دیکھتا، لیکن اس نے کوئی ایسا ادارہ بنایا ہے جس میں اصل ادارے کے اختیارات تو اس کی غیر مسلم انتظامیہ کے پاس ہیں لیکن اس ادارے میں حلال و حرام کے مسائل کو مسلمان دیکھتے ہیں، کیا شرعاً اس کی گنجائش ہے ؟

جواب: شرعاً یہ جائز نہیں۔ اس حوالے سے شرعی دلائل تفصیل سے آرہے ہیں۔

سوال 2 : ایسے ادارے کا حلال سرٹیفیکیٹ شرعاً و قانوناً کس کی طرف سے شمار ہوگا؟ ادارے کی طرف سے یا اس کے اندر بحیثیت ملازم متعین شریعہ ایڈوائزر، مفتی یا کسی اور مسلمان کی طرف سے ؟ کمپنی کی طرف نسبت، کمپنی کا لوگو LOGO معتبر ہوگا یا مفتی یا کسی دوسرے مسلمان کے دستخط؟

جواب : کمپنی کی طرف سے۔ اس حوالے سے بھی شرعی دلائل تفصیل سے آرہے ہیں۔

سوال 3: کیا شرعاً اس مسئلہ کا اختیار کسی فرد یا ادارے کے پاس ہو سکتا ہے کہ وہ کسی غیر مسلم کے زیرِ انتظام یا ملکیتی ادارے کو حلال سرٹیفیکیٹ کے اجراء کی اجازت دے؟

جواب: نہیں۔ اس حوالے سے بھی شرعی دلائل تفصیل سے آرہے ہیں۔

سوال 4 : اس اختیار کو منتقل کرنے کے لیے ریاستی اداروں مثلاً PSQCA ، SECP،PNAC ، PHA یا DG PSQCA,DG PNAC،چیئرمین PHA ، کوئی مفتی، کوئی وفاقی یا صوبائی وزارت، وزیر اعلی، وزیر اعظم، صدر یا کوئی بھی موجود اتھارٹی یہ کام کرنے کا اختیار رکھتی ہے یا نہیں؟

جواب: کسی کو بھی یہ اختیار حاصل نہیں۔

پاکستان کے آئین اور قانون کی رو سے کسی کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ وہ شریعت کے خلاف کوئی حکم جاری کر سکے اگر اس طرح کا کوئی قانون موجود بھی ہو تو اسلامی نظریاتی کونسل کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے قوانین پر نظرِ ثانی کرے اور حکومت کو سفارشات پیش کرے، حکومتِ پاکستان آئینی طور پر اس بات کی پابند ہے کہ وہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عمل کرے اور اس کے مطابق قانون سازی کرے۔

اس حوالے سے بھی شرعی دلائل تفصیل سے آرہے ہیں۔

سوال 5: کسی غیر مسلم کے ملکیتی ادارے کو حلال سرٹیفیکیٹ کے اجراء کی اجازت ور جسٹریشن یا اس کی ایکریڈیٹیشن کے وقت متعلقہ اتھارٹیز حلال وحرام کے کسی بھی حوالے سے سب سے پہلے موجودہ قانون یا اسٹینڈرڈ کو دیکھنے کے پابند ہیں یا شریعہ کو؟

جواب: شریعہ کو۔ اس حوالے سے بھی شرعی دلائل تفصیل سے آگے آرہے ہیں۔

سوال 6 : کیا حلال سرٹیفیکیٹ کے اجراء کی رجسٹریشن یا ایکریڈیٹیشن دینے والوں کا یہ عذر قابلِ قبول ہے؟ کہ چونکہ یہ شق صراحت کے ساتھ ابھی اسٹینڈرڈ میں موجود نہیں، لہٰذا جب اسٹینڈرڈ میں یہ شق صراحت کے ساتھ شامل ہوگی، تو کیا ہم بھی ایسی کمپنیوں کو رجسٹریشن یا ایکریڈیٹیشن نہیں دینگے؟ کیا متعلقہ اتھارٹیز یہ بات کہنے کی شرعاً یا قانوناً مجاز (Authorize) بھی ہیں یا نہیں؟ اور اس حوالے سے شریعہ، آئینِ پاکستان اور قانونِ پاکستان کی کیا ہدایات ہیں؟

جواب: بظاہر یہ عذر بہت کمزور ہے اس لیے کہ ایک تو مسلمان ہونے کے ناطے یہ ہماری شرعی ذمہ داری ہے کہ دین کا اتنا علم حاصل کریں جس سے ہماری روزمرہ کی

زندگی (Daily life) میں پیش آنے والے دینی و دنیاوی معاملات سے متعلقہ حلال و حرام کے مسائل حل ہوں۔

دوسرے یہ کہ ان اداروں میں موجود اتھارٹیز کی بطورِ خاص شرعی، قانونی اور اخلاقی ذمہ داری ہے کہ مسلمانوں کے حلال و حرام سے متعلقہ مسائل کے بارے میں فیصلہ کرنے کے بارے میں جن حساس مناصب پر وہ فائز ہیں، اس سے متعلقہ تمام تر دینی شرائط و ضوابط کے بارے میں مستند معلومات حاصل کریں، خدانخواستہ اگر ان بااختیار اتھارٹیز کو مسلمانوں کی اس اہم ترین دینی و شرعی معاملے کے بارے میں مستند دینی معلومات حاصل نہ ہوں، یا انھیں اس حوالے سے آئینی اور قانونی فورمز پر بحث کرنے کا موقع نہیں ملا، بہر حال جو بھی وجہ ہو، تاہم شرعاً یہ ضروری ہے کہ اس شق کا اضافہ کیا جائے کیونکہ اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں یہ فرمان جاری کیا تھا کہ جو بھی مسلمانوں کی مارکیٹ میں کاروبار کرنا چاہے گا، اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے وہ متعلقہ کاروبار کے بارے میں حلال و حرام کا ضروری علم حاصل کرے۔

اور اس معاملے کی فوری طور پر تصحیح ہونی چاہیے ورنہ بڑے خطرناک شرعی مسائل پیدا ہونگے۔

سوال 7 : اگر فرض کیا جائے کہ بعض اتھارٹیز نے ایسی کوئی اجازت دی ہے یا جن ماہرین نے اس حوالہ سے متعلقہ اداروں کو خدمات فراہم کی ہیں، ان لوگوں کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: حلال و حرام ایک مسلمان کے دین اور آخرت کا انتہائی حساس معاملہ ہے، اس لیے اس معاملے میں اگر کوئی چیز خلافِ شرع (Against Sharia) ہو رہی ہے، تو بحیثیتِ مسلمان کے ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ اس کو روکیں، تمام متعلقہ اتھارٹیز کو

چاہئے کہ فوری طور پر اس پر نظرثانی فرمائیں اور جن اداروں یا حضرات نے اس کی اجازت دی ہے ان پر لازم ہے کہ اس کا سدِّ باب کریں اور آئندہ اس بارے میں محتاط رہیں۔

غیر مسلم کی ملکیت سرٹیفکیشن کے ادارے کو حلال سرٹیفکیشن کا اختیار دینے کے ناجائز ہونے کا موقف اور اس کے شرعی دلائل ونظائر:

جو حضرات فرماتے ہیں کہ غیر مسلم کی ملکیت یا کسی غیر مسلم کے ماتحت چلنے والے ادارے کو حلال سرٹیفکیشن کا اختیار دینا خلافِ شریعت اور ناجائز ہے، وہ اپنے موقف پر شریعہ کی طرف سے درجِ ذیل دلائل ونظائر پیش کرتے ہیں:

1۔ تابع ہمیشہ تابع ہوتا ہے، یعنی حکم ہمیشہ اصل (متبوع) پر لگتا ہے، تابع پر نہیں۔ (التابع تابع والتابع لا یفرد بالحکم):

ادارے (متبوع) کا اعتبار ہوگا ملازمین یا عملے (تابع) کا نہیں:

فقہ اسلامی کا مشہور قاعدہ ہے کہ تابع چیز کا اصل کے بغیر کوئی اعتبار نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کی اپنی کوئی مستقل حیثیت ہوتی ہے، اور تابع کو اصل کے بغیر کوئی شناخت یا کوئی مستقل حیثیت نہیں دی جاسکتی۔

اس قاعدے کے ذیلی قواعد میں یہ بات بھی شامل ہے کہ التابع لا یفرد بالحکم یعنی تابع کو الگ سے کوئی مستقل حکم نہیں دیا جائے گا، اور نہ ہی اس کو الگ شناخت دی جائے گی۔

لہٰذا جو چیزیں عرفاً کسی چیز کی تابع ہوں تو یہ ہمیشہ اپنے اصل کے ساتھ حکم میں شامل ہونگیں، اور کبھی بھی اس کو الگ شناخت نہیں دی جائے گی۔ (1) لہٰذا جو چیز اپنے وجود میں کسی اور چیز کے تابع ہو چاہے یہ تابع ہونا پیدائشی ہو یا عرفی، ہمیشہ یہ تابع ہی رہے گا۔ (2)

اس قاعدہ میں یہ بھی داخل ہے کہ جب اصل ساقط ہو جائے تو اس کے تمام توابع بھی ختم ہونگے۔ لہٰذا اگر کمپنی تحلیل (Dissolve) ہوتی ہے تو اس کے سارے مسلم اور غیر مسلم ملازمین کی ملازمتیں بھی ساتھ ختم ہو جائیں گی۔ (3)

اسی طرح اس قاعدے میں یہ بیان فرمایا ہے کہ لوگ اپنی حیثیت کے اعتبار سے اہل حل وعقد کے تابع ہوتے ہیں، لہٰذا حکم میں بھی ان کے تابع ہونگے۔ (4)

شرح مجلۃ میں ہے کہ اس قاعدے کا اطلاق محسوسات اور معقولات ہر چیز پر ہوتا ہے۔ (5)

تابع کا مطلب ہے کہ وہ اپنے وجود میں متبوع کے وجود کا تابع ہوتا ہے کہ وہ اس کا جزء ہو یا جزء کی طرح ہو۔ (6)

اسی طرح اس قاعدے و قانون کا ایک جزء یہ بھی ہے کہ تابع کو اصل متبوع پر مقدم نہیں کیا جائے گا۔ التابع لا یتقدم علی المتبوع

جبکہ اس قاعدے کے ضمن میں یہ بات بھی ہے کہ التابع یسقط بسقوط المتبوع یعنی کل کلاں اگر اصل ساقط یعنی ختم ہو جاتا ہے تو تابع اس کے ساتھ خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔

کسی کمپنی کے ملازمین پر یہ بات بالکل صادق آرہی ہے کہ اگر کمپنی کے لوگ یعنی مالکان نہ چاہیں تو ان مسلمان ملازمین کا کوئی اختیار نہیں ہوگا، اسی طرح اگر کمپنی ختم ہو گئی تو ان ملازمین کی حیثیت خود بخود ختم ہو جائے گی۔

کسی بھی ادارے کے ملازمین اس کے مالکان کے تابع ہوتے ہیں، لہٰذا اس قاعدے کی روشنی میں شرعاً یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اس ادارے میں مسلمان ملازمین کی حیثیت محض تابع کی ہوتی ہے اصل اختیارات ان کے مالکان کے پاس ہوتے ہیں۔

تابع اور متبوع کے مسائل میں مسافر کی نماز کے باب میں ایک مسئلہ فقہاء کرام نے ذکر فرمایاہے کہ سفر یا قیام کے حوالے سے نیت اور فیصلہ اصل، متبوع یعنی سربراہ کا معتبر ہوگا تابع کا نہیں، مثلاً بیوی شوہر کے ساتھ سفر میں ہے یا کوئی سپاہی اپنے کمانڈر کے ساتھ ہے، یا کوئی ملازم اپنے مالک کے ساتھ وغیرہ، تو یہ فیصلہ کرنا کہ کہاں رہنا ہے، کس جگہ رہنا ہے، کتنی مدت کے لیے رہنا ہے، اس میں شوہر، کمانڈر، امیر اور بڑے و سربراہ کا فیصلہ معتبر ہوگا، اور اس کی نیت کا اعتبار ہوگا۔ اگر ماتحت اور تابع لوگ نیت کر بھی لیں تو ان کی نیت کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں، بلکہ وہ اپنے بڑوں کے فیصلوں کے پابند ہونگے۔ (7)

فقہ حنفی کے مشہور فقیہ علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی مسلمان حاکم اپنے غلام سے کہے کہ فلاں علاقے کے لیے قاضی مقرر کریں تو اس نے اگر نائب بن کر مسلمان حاکم کی طرف سے کسی کو قاضی مقرر کیا تو یہ صحیح ہے اور اگر اس نے اپنی طرف سے حکم کیا تو یہ صحیح نہیں۔ (8)

اس قاعدے کے مزید دلائل اور اس کی تفصیل تمام مسالک فقہیہ (اہل سنت والجماعۃ اور فقہ جعفریہ) کے حوالہ سے دیکھئے حاشیہ نمبر۔ (9)

2۔ عرف وتعامل (customary practicees) :

غیر منصوص مسائل میں لوگوں کے عرف وتعامل کو (Common Sense) ایک مضبوط دلیل کی حیثیت حاصل ہے، چنانچہ فقہ کا مشہور قاعدہ ہے۔ العادۃ

محگمة و استعمال الناس حجة یجب العمل بها، یعنی غیر منصوص مسائل میں لوگوں کا عرف وعادت دلیل وحجت ہے۔ چنانچہ فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ ہر وہ چیز جس کی حدود شریعت میں واضح طور پر مذکور (Mention) نہ ہوں اور شریعت نے ازروئے مصلحت وحکمت اس کا فیصلہ ہر زمانے کے عرف ورواج پر چھوڑا ہو تو اس کا فیصلہ عرف ورواج کی بنیاد پر ہوگا۔ (10)

عرف سے کیا مراد ہے؟

عرف سے مراد وہ اصول وضوابط ہیں جو لوگوں کے ذہنوں میں بیٹھ جائیں، معاشرے میں عموماً رائج ہو جائیں اور طبائع سلیمہ اس کو قبول کر لیں۔

عرف کی قسمیں:

عرف کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں:

عرفِ قولی: جب لوگ اپنے اقوال اور افعال میں کسی لفظ کا معنی خاص کر لیں۔

عرفِ فعلی: جب لوگ اپنے عمل اور عادات میں کسی چیز کو رواج دیں۔

ان میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں:

عرف عام: جس کا رواج بہت سارے ممالک یا پوری دنیا میں ہو۔

عرفِ خاص: جو کسی خاص علاقے، مارکیٹ، سوسائٹی یا سیکٹر کا عرف ہو، مثلاً کسی لفظ یا فعل کا کوئی خاص مطلب ومعنی، جیسے تاجر برادری، وکلاء برادری، وغیرہ، زندگی کے کسی خاص شعبے میں رائج ہو جائے۔

عرف کی یہ چاروں قسمیں اپنی اپنی جگہ شریعت میں معتبر اور مسلم ہیں، اور عرف عام ہو یا خاص، اپنے اپنے دائرہ کار میں دلیل اور حجت ہے لہٰذا عرفِ عام پوری دنیا یا پورے ملک کے لیے، جبکہ عرفِ خاص اپنے خاص دائرہ تک محدود ورائج ہوگا۔

تمام فقہاء کرام اس بات پر متفق ہیں، کہ جب کوئی اور دلیل ساتھ مل جائے، تو عرف شرعاً دلیل ہے، جبکہ مالکی، حنفی حنبلی فقہاء کرام کے نزدیک عرف بذاتِ خود ایک مستقل دلیل ہے، البتہ فقہ شافعی میں عرف کو مستقل دلیل تو نہیں مانتے لیکن اگر شارع کی طرف سے کسی مسئلہ میں عرف کی طرف رہنمائی ہو تو اس کو دلیل مانتے ہیں اور اس کا اعتبار کرتے ہیں۔ (11)

لوگوں کا عرف اس جیسے غیر منصوص مسائل میں اتنی مضبوط چیز ہے کہ اس کی وجہ سے بعض اوقات الفاظ کے حقیقی معانی تبدیل ہو جاتے ہیں اور اس کی جگہ وہ معانی مراد ہوتے ہیں جو عرف میں مراد لیے جاتے ہیں۔ (12)

اسی طرح عرف ورواج کی بنیاد پر اس طرح کے مسائل میں فتویٰ بھی تبدیل ہو جاتا ہے۔ اور یہ اصول فتویٰ کی رو سے جائز ہے۔ (13)
عرفِ عام میں بھی اس سرٹیفیکیٹ کی نسبت اس اصل کمپنی کی طرف ہوتی ہے نہ کہ اس پر دستخط کرنے والے کی طرف۔ اس پر لوگوں کے عرف یا کمپنیوں کے عرف ورواج سے سینکڑوں مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں کہ اس جیسے مسائل میں اصل حیثیت کمپنی کی ہوتی ہے کسی انفرادی شخص کی نہیں۔

ایک اشکال:

اس پر یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ جب اس پر کسی مسلمان نے دستخط کیے تو یہ گویا تصریح آگئی، اور جب تصریح (Categorical Statement) سامنے آتی ہے تو اس

کے مقابلے میں عرف وتعامل کا اعتبار نہیں ہوتا، اس لیے کہ تصریح عبارۃ النص (Explicit Statement)ہے اور عرف دلالۃ النص (Implicit Statement)، اور یہ بات اہلِ علم کو بخوبی معلوم ہے کہ عبارۃ النص اور دلالۃ النص میں تعارض کے وقت ترجیح (Priority) عبارۃ النص کو ہوتی ہے؟ لہٰذا سرٹیفیکیٹ کمپنی کی طرف سے نہیں، بلکہ مسلمان ملازمین کی طرف سے ہے۔

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے تو یہ بات تسلیم نہیں کہ عبارۃ النص مسلمان ملازمین کے حق میں ہے اس لیے کہ اس دستخط سے زیادہ اس کمپنی کا نام اور اس کا لوگو جو سرٹیفیکیٹ پر لگا ہوتا ہے جو بذاتِ خود عبارۃ النص کا بظاہر اعلیٰ درجہ ہے۔

دوسرے قانون میں اس سرٹیفیکیٹ کو کمپنی کی طرف سے تصور کیا جاتا ہے اس شخص کی طرف سے سرٹیفیکیٹ شمار نہیں کیا جاتا۔ کل کو اگر یہ شریعہ کے لوگ اور حلال سرٹیفکیشن میں خدمات انجام دینے والے دوسرے لوگ نہ رہے تو کیا قانوناً بھی یہ سمجھا جائے گا کہ سرٹیفیکیٹ بھی ساتھ ختم ہو گیا؟

تیسری بات یہ ہے کہ اگر یہ لوگ یہ تصریح کر بھی لیں اس کے باوجود یہ سرٹیفیکیٹ کمپنی کا شمار ہوگا، متعلقہ شریعہ ایڈوائزر یا شریعہ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے نہیں ہوگا۔ اور یہ تصریح شرعاً معتبر نہیں، اس لیے کہ متعلقہ شریعہ ایڈوائزر یا شریعہ ڈیپارٹمنٹ کے لوگ کمپنی کے تابع ہیں اور تابع کو الگ شناخت دینا یا اس کو اپنے متبوع سے الگ حکم دینا شرعاً معتبر نہیں۔

چنانچہ تابع اور متبوع کے مسائل میں مسافر کی نماز کے باب میں ایک مسئلہ فقہاء کرام نے ذکر فرمایا ہے کہ سفر یا قیام کے حوالے سے نیت اور فیصلہ اصل، متبوع یعنی سربراہ کا معتبر ہوگا تابع کا نہیں۔ (14)

عرف کے حوالے سے مزید فقہی دلائل حاشیہ میں ملاحظہ کیجئے۔ (15)

3۔ ممکنہ الزام و تہمت (Blame) سبب التھمۃ :

یہ بات تفصیل سے گزر چکی ہے کہ حلال سرٹیفیکیٹ کا شہادت و گواہی کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔

اسلام کا قانونِ شہادت یہ کہتا ہے کہ کسی کیس میں گواہی دینے والے کے لیے ضروری ہے کہ مدعی کے ساتھ، جس کے دعویٰ کے حق میں وہ گواہی دے رہا ہے، اس گواہ کے کوئی مفادات وابستہ نہ ہوں، مثلاً شریعت نے یہ قانون بنایا کہ باپ بیٹے کے حق میں اور بیٹا باپ کے حق میں، غلام آقا کے حق میں جبکہ ملازم اپنے مالک کے حق میں گواہی نہیں دے سکتا۔ کیونکہ ان مثالوں میں اس گواہ کے مفادات واضح ہیں۔ اور اس بات کا قویٰ امکان ہے کہ کہیں گواہ اپنے مفاد کی یا بامر مجبوری گواہی تو نہیں دے رہا۔

ایک ملازم اور اس کے مالک کے حقوق میں مفادات کا وابستہ ہونا بالکل واضح ہے، اور کمپنی کا ملازم اس کا واضح Beneficiary ہوتا ہے، اسی وجہ سے یہاں پر تہمت کی وجہ سے اس کی اجازت نہیں دی جائے گی کہ ایک مسلمان کسی غیر مسلم کی مملوکہ کمپنی میں بیٹھ کر اس کی کمپنی کی طرف سے حلال سرٹیفیکیٹ جاری کرے، جس حلال سرٹیفیکیٹ کی وجہ سے اس غیر مسلم کی مملوکہ کمپنی کو آمدن ہو گی اور پھر اس آمدن سے اس مسلمان ملازم کو اس کی خدمات کا معاوضہ ملے گا۔

ابوداود شریف کی ایک حدیث میں آتا ہے کہ کسی گھر کے ملازم یا نوکر کی گواہی اس گھر والوں کے لیے قبول نہیں کی جائے گی۔ (16)

اس حدیث کی شرح میں صاحبِ عون المعبود لکھتے ہیں کہ ہر وہ آدمی جو کسی دوسرے کی تنخواہ اور اس کے خرچے پر زندگی گزار رہا ہو، جیسا کہ خادم یا تابع (وملازم) تو اس کی گواہی اس کے سرپرست، مالک اور خرچہ اٹھانے والے کے حق میں قبول نہیں

کیونکہ وہ اپنی شہادت سے اپنے لیے نفع/ فائدہ اٹھا رہا ہے اس لیے کہ اس کی گواہی کے نتیجے میں اس کے آقا و مالک کو جو مال حاصل ہو گا وہ واپس اس گواہ کی طرف لوٹے گا، اسی وجہ سے اولاد کی گواہی والد کے حق میں یا بالعکس قبول نہیں۔ (17)

اس حدیث شریف کے بارے میں مزید تفصیل کے لیے دیکھئے حاشیہ نمبر (18)

اسی تہمت کی وجہ سے کسی دشمن کی دشمن کے خلاف گواہی قبول نہیں کہ شاید وہ اس کی دشمنی کی وجہ سے اس کے خلاف گواہی دے رہا ہو۔ (19)

اس مسئلہ کے بارے میں مزید تفصیل کے لیے دیکھئے حاشیہ نمبر (20)

مفادات کے تعارض (Conflict of Interest) کا اصول وضابطہ:

مفادات کے تعارض (Conflict of Interest) کی صورت میں بعض جائز چیزوں پر پابندی کا اصول وضابطہ شرعاً وعقلاً شریعہ کی اس دلیل کی روشنی میں وضع کیا گیا ہے۔

4۔ دنیا بھر میں حلال سرٹیفکیشن کے اداروں کا طرزِ عمل:

حلال سرٹیفکیشن کا کام کرنے والے ادارے جو دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں، ان کا طریقہ کار یہ ہے کہ اگر کسی حلال تصدیق شدہ ادارے (Halaal certified companies) میں ان کو شرعی نقطۂ نظر سے کل وقتی نگران (Full Time Supervisor) کی ضرورت پڑے تو وہ اس ادارے میں کل وقتی نگران کا انتخاب کرتے ہیں، لیکن یہ نگران اس کمپنی کا براہِ راست ملازم نہیں ہوتا، بلکہ یہ ملازم اس سرٹیفکیشن باڈی کا ہوتا ہے، اس کی تنخواہ، عزل ونصب کا اختیار CB کے پاس ہوتا ہے اس کمپنی کے پاس نہیں ہوتا، راقم نے جنوبی افریقہ کے ادارے SANHA میں اسی طرح دیکھا ہے۔ وجہ اس کی یہی ہے کہ جب یہ اس کمپنی کا ملازم ہو گا تو اس کے مفادات

کا سوال پیدا ہوتا ہے اور انسان کمزور ہے کہ جہاں کہیں اس کے مفادات کا سوال پیدا ہوتا ہے تو سوائے اللہ کے فضل کے کسی کا بچنا ممکن نہیں۔ حلال و حرام کے نازک اور حساس معاملے میں یہ ایک قوی خطرہ ہے کہ کہیں مفادات کا شکار ہو کر مسلمان ملازم دانستہ یا نادانستہ ایسی غلطی نہ کر بیٹھے، اس طرح خدشات کی بنیاد پر پہلے سے کسی کام کو روکنا شریعت کی اصطلاح میں سدّ الباب، یا سدِ ذرائع کہلاتے ہیں۔ جس سے اہلِ علم حضرات بخوبی واقف ہیں، اس اصول کی تفصیل آگے آئے گی، ان شاء اللہ۔

اس کی ایک اور دلچسپ مثال یہ بھی ہے کہ تھائی لینڈ میں حلال ٹیسٹنگ کے حوالے سے ایک عالمی معیار کی لیبارٹری ہے، جس کا نام حلال سائنس سینٹر ہے، یہ ادارہ شولولانگ کورن یونیورسٹی بنکاک تھائی لینڈ میں واقع ہے، راقم نے دو سال پہلے وہاں کا وزٹ کیا تو معلوم ہوا کہ ادارے کے منتظمین نے حلال و حرام کے مسائل کی وجہ سے اس لیبارٹری میں مکمل اختیارات مسلمان عملہ کو دیئے ہیں۔ اور کوئی بھی غیر مسلم سائنسدان ان کے ساتھ شامل نہیں ہو سکتا، اس ادارے کی مکمل بااختیار مسئولیت ایک مسلمان سائنسدان ڈاکٹر وینائی داہلان کے ہاتھ میں ہے۔ اگرچہ یہ ادارہ حلال سرٹیفکیٹ جاری نہیں کرتا لیکن صرف حلال ٹیسٹنگ کی وجہ سے انھوں نے وہاں کی غیر مسلم اتھارٹیز سے یہ منظور کروایا ہے کہ اس نظام میں کسی بھی غیر مسلم کو مداخلت کی اجازت نہیں ہوگی۔

5۔ غیر مسلموں کی ملکیت ملٹی نیشنل کمپنیوں کی مصنوعات کے بارے میں فتاویٰ:

غیر مسلموں کی ملکیت جو ملٹی نیشنل کمپنیاں مارکیٹ کو اپنی مصنوعات سپلائی کرتی ہیں ان کی مصنوعات کے حلال و حرام کے بارے میں عرصے سے اکابر علماء کرام نے فتویٰ دیا ہے، یہ کمپنیاں چاہے کسی مسلمان ملک میں واقع ہوں، اس کا عملہ ملازمین سارے مسلمان ہی کیوں نہ ہوں، لیکن ان کمپنیوں کو غیر مسلموں کی ملکیت کی بنیاد پر

غیر مسلم کے حکم میں قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ اسی کھانے پینے کی مصنوعات سے متعلق یہ فتاویٰ موجود ہیں کہ ان کی کھانے پینے کی مصنوعات خصوصاً گوشت اور گوشت سے بنی مصنوعات (Meat and Meat-products) کے بارے میں ان کے دعویٰ کا اعتبار نہیں ہے یعنی یہ کمپنیاں اپنی طرف سے حلال لکھتی ہیں اس (Self-Claim) کا علماء نے اعتبار نہیں کیا ہے۔

6۔　سیاستِ شرعیہ:

سیاستِ شرعیہ کا تقاضا بھی یہی ہے کہ غیر مسلم کے ملکیتی اداروں کو حلال سرٹیفیکیٹ جاری کرنے کا اختیار نہ ہو اور ان کا سرٹفکیٹ قابلِ قبول نہ ہو۔ اس لیے کہ اگر آج ہم حلال و حرام کا معاملہ ان کے حوالے کرینگے تو کل یہ دیگر دینی معاملات میں بھی مداخلت کرینگے۔

7۔　مقاصدِ شریعہ کو خطرہ:

حلال سرٹیفکیشن کے اجراء کا اختیار غیر مسلم کے ملکیتی ادارے کو دینا مقاصدِ شریعہ کے بھی خلاف ہے۔

شریعہ کے پانچ اعلیٰ وارفع مقاصد: The Five Higher Goals of Sharia

مقاصدِ شریعہ کل پانچ ہیں۔ 1۔ تحفظِ جان 2۔ تحفظِ دین 3۔ تحفظِ مال 4۔ تحفظِ عقل 5۔ تحفظِ نسل

مقاصدِ شریعہ ایک وسیع باب ہے، امام شاطبی رحمہ اللہ نے الموافقات میں اس پر تفصیلی بحث فرمائی ہے۔

حلال و حرام کا معاملہ ہمارے دین کا معاملہ ہے اور غیر مسلمکے مملوکہ اداروں کو اس کا اختیار دینے سے ہمارے دین کے تحفظ وخود مختاری (Sovereignty) کو خطرہ ہے، لہذا حلال سرٹیفکیشن کا کام غیر مسلم کے اداروں سے بچانا تحفظِ دین کا تقاضا ہے۔ لہذا اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دی جاسکتی کہ کسی غیر مسلم کے ملکیتی یا غیر مسلموں کی نگرانی میں کام کرنے والے اداروں کو حلال سرٹیفکیٹ جاری کرنے کا اختیار دیا جائے۔

صاحبِ شرح زاد المستقنع فرماتے ہیں کہ کیا مسلمانوں کے دین کے لیے کسی غیر مسلم سے بڑا کوئی خطرہ ہوسکتا ہے جو دینِ حق کی پیروی نہیں کرتا اور وہ مسلمانوں پر اپنے مال کے بل بوتے پر ترجیح و فوقیت چاہتا ہے۔ (21)

مقاصدِ شریعہ کے حوالے سے مکمل تفصیل کے لیے بندہ کی کتاب ''حلال و حرام کے شرعی معیارات'' اور اس موضوع پر مزید تفصیل کے لیے بندہ کے پی-ایچ-ڈی کا مقالہ ''حلال کا عالمی معیار'' ملاحظہ فرمائیں۔ نیز حاشیہ نمبر 22 بھی ملاحظہ فرمائیں۔

8۔ مسلمانوں کا پورا مذہبی نظام غیر مسلموں کے ہاتھوں میں چلا جائے گا:

غیر مسلم کے ملکیتی یا غیر مسلموں کی نگرانی میں کام کرنے والے اداروں کو حلال سرٹیفیکیٹ جاری کرنے کا اختیار دینے سے مسلمانوں کا پورا مذہبی نظام غیر مسلموں کے ہاتھوں میں چلا جائے گا، اس لیے کہ حلال و حرام صرف حلال گوشت وغیرہ بیچنے تک محدود نہیں، بلکہ مسلمانوں کی مکمل زندگی حلال و حرام سے منسلک ہے، ذیل میں ان حوالے سے بعض اہم چیزوں کا اجمالی ذکر کرتے ہیں اور ہر ایک کے ساتھ ایک صحیح حدیث نقل کرتے ہیں:

9۔ مسلمانوں کے دین و عزت کی ساکھ متاثر ہوگی:

جب حلال انڈسٹری کی تصدیق و منظوری (Certification)، اس کی نگرانی (Supervision)، جانچ پڑتال (Audit)، معائنے (Inspection) اور اس حوالے سے حتمی فیصلے کرنے کا (Decision Making) اختیار غیر مسلموں کی ملکیت اداروں کو مل جائے گا، تو ایسے اداروں کی نگرانی میں تیار ہونے والی اشیاء کسی نہ کسی درجے میں مشکوک اور مشتبہ ہوں گی، جس سے بچنا شرعاً واجب ہے، نہیں بچیں گے تو مسلمانوں کا دین ان کی عزت خطرے میں پڑ جائے گی اور مشکوک و مشتبہ چیزیں کھاتے کھاتے آخر کار حرام کے حدود میں داخل ہو جائیں گے۔

صحیح مسلم کی روایت ہے، حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

" بے شک حلال واضح ہے اور بے شک حرام واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان مشتبہات ہیں جن کو بہت سارے لوگ نہیں جانتے پس جو کوئی مشتبہات سے بچا تو اس شخص نے اپنے دین اور آبرو کی طرف سے صفائی پیش کر دی اور جو کوئی مشتبہات میں واقع ہوا وہ حرام میں واقع ہوا، جیسا کہ چرواہا چراگاہ کے ارد گرد (جانور) چراتا ہے قریب ہے کہ وہ اس چراگاہ میں بھی جانور چرا لے گا۔ غور سے سنو! کہ ہر بادشاہ کے لیے ایک حمیٰ (چراگاہ) ہوتی ہے غور سے سنو! کہ اللہ تعالیٰ کی حمیٰ اس کی طرف سے حرام کی ہوئی چیزیں ہیں، اور جسم میں ایک ٹکڑا ہے اگر وہ ٹھیک ہو جائے تو پورا جسم ٹھیک ہو جاتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے تو پورا جسم خراب ہو جائے گا۔ خبر دار وہ (ٹکڑا) دل ہے۔[23]

نسائی شریف کی روایت میں یہ اضافہ ہے: "وان من یخالط الریبۃ یوشک ان یجسر"

یعنی جو کوئی مشکوک چیزیں استعمال کرتا رہتا ہے عنقریب ہے کہ وہ حرام کے استعمال کی بھی جسارت کریگا۔ (24)

10۔ کھربوں ڈالر کی حلال انڈسٹری غیر مسلموں کے ہاتھوں میں چلی جائے گی:

غیر مسلموں کی ملکیت اور ان کی نگرانی میں چلنے والے اداروں کو جب حلال سرٹیفکیشن اور اس کے ضمن میں مسلمانوں سے متعلق حلال وحرام کی اشیاء کی جانچ پڑتال اور معائنہ (Audit & Inspection) کا اختیار مل جائے گا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ دنیا بھر میں پھیلے اربوں مسلمانوں کی ضروریاتِ زندگی پر مشتمل کھربوں ڈالر کی حلال انڈسٹری اور حلال مارکیٹ کا کنٹرول اس کے چیک اینڈ بیلنس کا نظام غیر مسلموں کے ہاتھوں میں چلا جائے گا، جس میں مسلمانوں کا کھانا، پینا، لباس، ادویات، کاسمیٹکس، طہارت و نجاست، عبادات، اخلاقیات، بچوں تربیت، ٹرانسپورٹیشن، ہوٹلنگ وغیرہ، غرض ایک مسلمان کی دنیا و آخرت کی زندگی سے متعلق تقریباً ہر چھوٹی بڑی ضرورت کی چیزوں کی نگرانی کا حق قانونی طور پر غیر مسلموں کے ہاتھوں میں چلا جائے گا، اور پھر غیر مسلموں کی ملکیت حلال سرٹیفکیشن کے ادارے مسلمان صانعین کے ہاتھوں میں تھوڑی بہت مقامی حلال انڈسٹری بھی غیر مسلموں کی ملکیت حلال سرٹیفکیشن کے ادارے کے رحم و کرم پر ہوگی وہ جب چاہیں گے، مسلمانوں کی ملکیت اداروں کو مختلف بہانوں سے غیر مستحکم (Destabilize) کریں گے۔

اس مسئلے کا یہ پہلو بھی سب سے خطرناک ہے، جس کے نتیجے میں مسلمانوں کے حلال و حرام کے نظام کا کیا حشر ہوگا؟ اس کے تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور اس حوالے سے سب سے زیادہ سچے مسلمانوں کے سب سے بڑے خیر خواہ، اولین و آخرین کا علم رکھنے والے ہمارے خالق و مالک اللہ رب العٰلمین کا یہ ارشاد مبارک کافی ہے:

{ مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ }
[البقرة: 105]

ترجمہ: "غیر مسلم لوگ خواہ اہل کتاب میں سے ہوں یا مشرکین میں سے، یہ پسند نہیں کرتے کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے کوئی بھلائی تم پر نازل ہو، حالانکہ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے لیے مخصوص فرمالیتا ہے اور اللہ فضلِ عظیم کا مالک ہے۔"

11۔ مسلمانوں کا اخلاقی نظام تباہ و برباد ہو جائے گا:

حلال سرٹیفکیشن کا اختیار جب غیر مسلم کی نگرانی یا اس کی ملکیت میں کام کرنے والے ادارے کو حوالہ کیا جائے گا اور اس کے نتیجے میں جو حرام اور مشکوک و مشتبہ کے مسائل پیدا ہونگے اور مسلمان اکلِ حرام میں مبتلا ہوں گے تو اکلِ حرام کی نحوست کی وجہ سے مسلمانوں کا اخلاقی و روحانی نظام مکمل طور پر تباہی کا شکار ہو گا۔ اسلامی معاشرہ بے راہ روی، فحاشی کا شکار ہو گا، غذاء کا اثر کھانے والے کے جسم پر بالکل ظاہر ہوتا ہے، چنانچہ اسی وجہ سے فقہاء کرام نے فرمایا ہے کہ درندوں کو حرام قرار دینے کی حکمت یہ ہے کہ ان کا گوشت کھانے کی وجہ سے ان درندوں کی عادات اور اثرات انسان میں منتقل ہوتی ہیں۔

12۔ طہارت و نجاست کے مسائل پیدا ہونگے:

حلال سرٹیفکیشن کا اختیار جب غیر مسلم کی نگرانی یا اس کی ملکیت میں کام کرنے والے ادارے کو حوالہ کیا جائے گا اور اس کے نتیجے میں جو حرام اور مشکوک و مشتبہ کے مسائل پیدا ہونگے اور مسلمان ان چیزوں کو استعمال کریں گے تو اس کی وجہ سے طہارت و نجاست کے مسائل پیدا ہونگے، کیونکہ کاسمیٹکس اور خارجی استعمال کی چیزوں میں مالی

مفاد کی خاطر ہر طرح کی نجس و مشکوک اشیاء استعمال ہوں گی، جس کی وجہ سے نہ ہماری نماز صحیح ہو گی اور نہ ہماری کوئی اور عبادت۔

13۔ مسلمانوں کے علاج معالجے کا نظام خراب ہو جائے گا:

کھانے پینے کی عام چیزوں سے ہٹ کر ادویات اور علاج معالجہ کی چیزوں کی حلال سرٹیفکیشن کی جاتی ہے اور بعض اوقات شرعاً ضروری بھی ہوتا ہے، اس لیے حالتِ اضطرار کے علاوہ عام حالات میں جب کسی بیماری کا حلال علاج ممکن ہو تو حرام ادویات سے علاج کرانا جائز نہیں۔

جب غیر مسلموں کی ملکیت اور ان کی نگرانی میں چلنے والے اداروں کو حلال سرٹیفکیشن کا اختیار مل جائے گا تو فوڈ انڈسٹری کی طرح فارماسوٹیکل انڈسٹری بھی ان اداروں کے نگرانی میں آجائے گی، اور پھر جو مرضی مسلمانوں کو دوائی کھلاتے رہیں گے۔

بخاری شریف میں حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری شفاء حرام چیزوں میں نہیں رکھی۔ (25)

صحیح مسلم کی روایت ہے کہ طارق بن سوید نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کے بارے میں پوچھا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا، اس پر طارق بن سوید نے کہا کہ میں تو اس کو دواء کے طور پر استعمال کرتا ہوں؟ جس کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دواء نہیں، بلکہ بیماری ہے۔ (یعنی اس کا دواء کے طور پر استعمال بھی منع ہے، کیونکہ یہ ایک حرام چیز ہے) (26)

14۔ کھانا پینا مشکوک و حرام ہو جائے گا:

غیر مسلم جب حلال و حرام کے معاملات میں اہلیت ہی نہیں رکھتے تو ان کے ہاتھوں میں حلال و حرام کا نظام دینے سے مسلمانوں کا پورا نظام اکل و شرب، طہارت و نجاست، عبادات و اخلاق حرام کا شکار ہو گا۔ اور مسلمانوں کو حرام چیزیں کھلائیں گے۔

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس میں انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکار سے متعلق چند سوالات کیے جس میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ یا رسول اللہ! بعض اوقات میں شکار پکڑنے کے لیے اپنا کتا روانہ کرتا ہوں تو اس کے ساتھ کسی اور کتے کو بھی پاتا ہوں، مجھے پتہ نہیں ہوتا کہ شکار میرے کتے نے پکڑا ہے یا اس دوسرے نامعلوم کتے نے (تو یہ شکار حلال ہے یا حرام؟) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کو مت کھاؤ، اس لیے کہ آپ نے اپنے کتے پر شکار کے لیے چھوڑتے وقت تسمیہ پڑھی تھی کسی اور کتے پر نہیں۔

یعنی جب معاملہ مشکوک ہو گیا اور آپ کی نگرانی و علم میں نہیں رہا تو اب ایسی چیز کا کھنا جائز نہیں۔[27]

15۔ مسلمان اللہ کی لعنت کا شکار ہونگے:

غیر مسلموں کی ملکیت اور ان کی نگرانی میں چلنے والے اداروں کو جب حلال سرٹیفکیشن کا اختیار مل جائے گا تو ظاہر ہے کہ جب غیر مسلم خود شراب، خنزیر وغیرہ ہر قسم کی حرام چیزیں استعمال کرے گا تو مسلمانوں کے لیے ان کی نگرانی میں تیار ہونے والی چیزیں بھی ان حرام اشیاء سے محفوظ نہیں ہوں گی، اور جب مسلمان حرام و مشکوک چیزیں استعمال کریں گے تو اللہ کی لعنت، اس کی رحمت سے دوری کا شکار ہو جائیں گے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے بارے میں دس لوگوں پر لعنت کی ہے: اس کے نچوڑنے والے پر، پینے والے پر، اٹھانے والے پر، جس کے لیے اٹھا کر لی جاتی ہے، پلانے والے پر، بیچنے والے پر، اس کی کمائی کھانے والے پر، اس کے خریدنے والے پر، اور جس کے لیے خریدی گئی ہے، ان سب پر اللہ کے نبی نے لعنت کی ہے۔ (28)

16۔ لباس مشکوک و حرام ہو جائے گا:

حلال و حرام کا مسئلہ مسلمانوں کے لباس سے بھی متعلق ہے اور اس کی بھی حلال سرٹیفکیشن کی جاتی ہے، کیونکہ اس میں بھی طہارت نجاست، اور اس کے خام مال میں بھی حلال و حرام کے مسئلے پیش آسکتے ہیں، مثلاً ریشم کا لباس مسلمان مردوں کے لیے بغیر عذر کے حرام ہے وغیرہ۔ جب حلال سرٹیفکیشن کا اختیار غیر مسلم کی نگرانی یا اس کی ملکیت میں کام کرنے والے ادارے کو حوالہ کیا جائے گا۔ تو مسلمانوں کے لباس میں حرام اور مشکوک و مشتبہ کے مسائل پیدا ہونگے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ریشم کا کپڑا نہ پہنو اس لیے کہ جو مرد اس کو دنیا میں پہنے گا، وہ آخرت یعنی جنت میں ریشم کے لباس سے محروم ہو گا۔ (29)

17۔ مسلمانوں کی آخرت کی زندگی تباہی کے خطرے سے دوچار ہو جائے گی اور جہنم کے مستحق ٹھہریں گے:

حلال سرٹیفکیشن کا اختیار جب غیر مسلم کی نگرانی یا اس کی ملکیت میں کام کرنے والے ادارے کو حوالہ کیا جائے گا۔ تو مسلمانوں کی نہ صرف دنیا تباہ ہو گی، کیونکہ اس کے نتیجے میں جو حرام اور مشکوک و مشتبہ کے مسائل پیدا ہونگے۔ اور مسلمان اکل حرام میں

مبتلا ہوں گے تو ان کی آخرت برباد ہو گی اور جنت سے محروم ہوں گے اور جہنم کے مستحق ہوں گے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضي الله عنه سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت اس جسم پر حرام کی ہے جس کی پرورش حرام سے ہوئی ہو۔ (30)

سنن ترمذی میں حضرت کعب بن عجرة رضي الله عنه سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے کعب بن عجرة! کوئی بھی جسم جب حرام سے پرورش پائے، تو اس کے لیے صرف جہنم ہی بہترین ٹھکانہ ہے۔ (31)

18۔ مسلمانوں کی عبادات دعائیں قبول نہیں ہوں گی:

حلال سرٹیفکیشن کا اختیار جب غیر مسلم کی نگرانی یا اس کی ملکیت میں کام کرنے والے ادارے کو حوالہ کیا جائے گا اور اس کے نتیجے میں جو حرام اور مشکوک و مشتبہ کے مسائل پیدا ہونگے اور مسلمان اکل حرام میں مبتلا ہوں گے تو مسلمانوں کی کوئی عبادت اور دعاء قبول نہیں ہو گی، کیونکہ حرام کھانا پینا، حرام غذاء اور حرام لباس کے ہوتے ہوئے کوئی عبادت و دعاء قبول نہیں ہوتی۔

حضرت ابو ہریرة رضي الله عنه سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور صرف پاکیزہ چیز ہی قبول کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اسی چیز کا حکم دیا جس چیز کا حکم اپنے بھیجے ہوئے نبیوں کو دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزوں میں سے (جو چاہو) کھاؤ، اور نیک عمل کرو۔ یقین رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو، مجھے اس کا پورا پورا علم ہے۔" اور

فرمایا: ''اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں رزق کے طور پر عطاء کی ہیں، ان میں سے (جو چاہو) کھاؤ!''

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کا ذکر فرمایا، جو طویل سفر کے بعد پراگندہ حال، گرد آلود چہرے کے ساتھ آسمان کی طرف دعاء کے لیے ہاتھ اٹھا کر کہتا ہے: اے میرے رب! اے میرے رب! (یعنی خشوع خضوع سے یارب یارب کی صدا لگا کر دعاء مانگتا ہے) لیکن حال یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کا لباس حرام اور اس کی غذاء حرام، تو ایسے شخص کی دعاء کیسے قبول ہو گی؟[32]

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: "حرام کا ایک لقمہ کھانے والے کی چالیس روز تک نماز و دعائیں قبول نہیں ہوتیں"۔ (33)

ایک اور حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اے سعد! پاکیزہ کھانا کھاؤ مستجاب الدعوات بن جاؤ گے۔ اور اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے کہ جب بندہ حرام کا ایک لقمہ بھی اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے، چالیس دن تک اس کا کوئی نیک عمل قبول نہیں ہوتا اور جس بندے کے جسم کی پرورش حرام اور سود پر ہوئی اس کے لیے جہنم کی آگ ہی بہترین ٹھکانا ہے۔ (34)

19۔ مسلمانوں کا سارا دینی نظام مشکوک ہو جائے گا:

حلال سرٹیفکیشن کا اختیار جب غیر مسلم کی نگرانی یا اس کی ملکیت میں کام کرنے والے ادارے کو حوالہ کیا جائے گا تو اس کے نتیجے بالفرض اگر صریح اور یقینی حرام کا مسئلہ نہ بھی ہو لیکن مشکوک و مشتبہ کے مسائل ضرور پیدا ہونگے، بعض جگہ شبہ قوی ہو گا اور

بعض جگہ شبہ ضعیف ہوگا اور ایسی مصنوعات کے استعمال سے ایک مسلمان کے دل میں ہمیشہ وسوسہ اور خدشہ رہے گا، یہ بے اطمینانی بذاتِ خود ایک بہت بڑا حرج ہے۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر مشتبہ چیز کو چھوڑو اور غیر مشتبہ کو اختیار کرو، اس لیے کہ شر میں ہمیشہ شک و بے اطمینانی ہوتی ہے اور خیر میں ہمیشہ اطمینان ہوتا ہے۔(35)

20۔ جب مارکیٹ میں حرام و مشکوک چیزیں پھیلیں گی تو مسلمان تاجروں کی کمائی بھی حرام ہوگی:

حلال سرٹیفکیشن کا اختیار جب غیر مسلم کی نگرانی یا اس کی ملکیت میں کام کرنے والے ادارے کو حوالہ کیا جائے گا اور اس کے نتیجے میں جو حرام اور مشکوک و مشتبہ مصنوعات مارکیٹ میں آئیں گی اور مسلمان تاجر اس کی تجارت کرے گا تو اس کی کمائی بھی حرام ہوگی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں تشریف فرما تھے، تو اسمان کی طرف نظر اٹھائی اور تبسم فرمایا پھر فرمایا کہ اللہ تعالی یہودیوں پر لعنت کریں، اللہ تعالی نے ان پر چربی کھانا حرام کیا تھا، تو وہ اس کو کھانے کی بجائے بیچتے تھے اور اس سے حاصل ہونے والی کمائی کھاتے تھے، حالانکہ جب اللہ تعالی کسی قوم پر کسی چیز کا کھانا حرام کرتے ہیں تو اس سے حاصل ہونے والی کمائی بھی ان کے لیے حرام کرتے ہیں۔(36)

21۔ حرام و مشکوک چیزیں کھانے سے اللہ کے عذاب کا خطرہ بڑھے گا:

حلال سرٹیفکیشن کا **اختیار** جب غیر مسلم کی نگرانی یا اس کی ملکیت میں کام کرنے والے ادارے کو حوالہ کیا جائے گا اور اس کے نتیجے میں جو حرام اور مشکوک و مشتبہ مصنوعات مارکیٹ میں آئیں گی اور مسلمان دانستہ یا نادانستہ ان حرام و مشکوک چیزوں میں مبتلا ہوں گے، تو ان کی دینی و دنیاوی زندگی تباہی و بربادی سے دوچار ہوگی، اللہ کے عذاب کا شکار ہوں گے، طرح طرح کی مصیبتوں میں گرفتار ہو جائیں گے۔

حضرت ابومالک الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے کچھ لوگ شراب کا نام بدل کر پئیں گے، اور یہ لوگ گانے بجانے کے آلات بجائیں گے اور گانے والی عورتوں کا گانا سنیں گے، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ زمین میں دھنسائیں گے اور ان کو بندر اور خنزیر بنائیں گے۔ (37)

22۔ جو شخص خود اپنے اوپر کوئی چیز لازم نہیں کرتا اس کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ دوسروں پر وہ چیز لازم کرے:

مثلاً فاسق بے دین مسلمان، خود دینی امور اور حلال و حرام کا خیال نہیں کرتا، تو اس کو یہ حق بھی نہیں پہنچتا کہ وہ کسی چیز کے حلال یا حرام ہونے کے بارے میں اطلاع دے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہود کے مذہبی پیشواوں کی مذمت کی ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"کیا تم دوسرے لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو۔ حالانکہ تم کتاب کی تلاوت بھی کرتے ہو کیا تمہیں اتنی بھی سمجھ نہیں۔"

(سورۃ البقرہ آیت نمبر 44)

پہلے جو دیانات کی تفصیل میں یہ بات ذکر ہوئی کہ تمام فقہاء کرام نے فرمایا ہے کہ کہ اگر کوئی فاسق کسی دینی معاملے میں اطلاع و گواہی دے گا، تو اس کی بات قبول نہیں کی جائے گی۔ اسی طرح غیر مسلم دینی امور اور حلال و حرام پر سرے سے ایمان ہی نہیں رکھتا، تو ان چیزوں کے بارے میں اس کی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں۔

علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ غیر مسلم خود کسی حکم شرعی کا التزام نہیں کرتا لہٰذا اس کو یہ حق نہیں کہ کسی مسلمان پر کوئی حکم لازم کرے۔(38)

23۔ اسلام و مسلمانوں کی ساکھ کا متاثر ہونا:

قرآن وسنت کی تعلیمات اور فقہاء اسلام کی تشریحات سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ اسلام ان شاء اللہ ہمیشہ سر بلند رہے گا، کبھی سرنگوں نہیں ہوگا۔ یہ الگ بات ہے کہ مسلمانوں کی بد اعمالی کی وجہ سے آج وہ مغلوب و مجبور ہیں لیکن اسلام اور اسلامی تعلیمات آج بھی روشن ہیں اور تا قیامت روشن رہیں گی۔

اس حوالے سے قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے کہ

{وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ } [آل عمران: 139]

ترجمہ: مسلمانو! تم نہ کمزور پڑو اور نہ غمگیں رہو اگر تم واقعی مومن رہو تو تم ہی سر بلند رہو گے۔

{فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ} [محمد: 35]

ترجمہ: لہٰذا اے مسلمانوں تم کمزور پڑ کر صلح کی دعوت نہ دو تم ہی سر بلند رہو گے اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ تمہارے اعمال کو ہر گز برباد نہیں کرے گا۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ اسلام کا ہمیشہ بول بالا ہوتا ہے اس سے کوئی اور چیز بلند و بالا نہیں ہو سکتی۔(39)

فقہاء اسلام نے لکھا ہے کہ اگر کسی غیر مسلم کا کوئی مسلمان غلام ہو یا یہ غلام پہلے غیر مسلم ہو اور اب مسلمان ہو گیا تو اس غیر مسلم کو کہا جائے گا کہ آپ اس مسلمان غلام کو اپنی ملکیت سے نکال دیں یا تو اس کو بیچ دیں یا اس کو آزاد کر دیں اگر وہ غیر مسلم اس پر راضی نہیں ہوتا تو فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ مسلمان حاکم کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس غیر مسلم کو مجبور کریں کہ اس غلام کو آزاد کر دیں یا کسی مسلمان کو بیچ دیں، لیکن اپنے پاس نہ رکھے اس لیے کہ اس سے اس مسلمان غلام کی تذلیل ہوگی اور ایک مسلمان کی تذلیل اسلامی نقطہ نظر سے جائز نہیں۔(40)

جب کسی مسلمان غلام کو ایک غیر مسلم کی نگرانی میں نہیں چھوڑا جا سکتا تو حلال و حرام کا پورا انتظام کس طرح ایک غیر مسلم کی نگرانی میں چلنے والے ادارے کے ہاتھ میں دینا جائز ہو سکتا ہے؟

ہر وہ معاملہ جس کا اختیار کسی غیر مسلم یا غیر مسلم ادارے کو دینے سے غیر مسلم کی عزت بڑھتی ہو اور اس میں مسلمان کی تذلیل اور عزت کم ہوتی ہو تو اس معاملے کو کسی غیر مسلم کے ہاتھ میں دینا ناجائز اور حرام ہے۔

صاحبِ شرح زاد المستقنع فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان غلام کو کسی غیر مسلم کی خدمت کے لیے عاریتاً دینا جائز نہیں اس لیے اس میں ایک بات یہ ہے کہ غیر مسلم مسلمان کو ذلیل کرے گا اور دوسری بات یہ ہے کہ اس میں مسلمان کے مقابلے میں غیر مسلم کی عزت افزائی ہے۔(41)

مزید فرماتے ہیں کہ

ایسی کوئی چیز کسی غیر مسلم کے ہاتھ میں دینا جس کے نتیجے میں غیر مسلم کی عزت بڑھ رہی ہو اور مسلمان کی توہین ہو، حرام ہے۔ (42)

اس تفصیل کی روشنی میں ہم دیکھیں کہ یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کے حلال و حرام کا نظام کسی غیر مسلم کے ہاتھ یا کسی غیر مسلم ادارے کی نگرانی میں دے دیا جائے؟

مسلمان غلام کسی غیر مسلم کو بیچنا جائز نہیں، تو مسلمانوں کا پورا حلال و حرام کا معاملہ کیسے حوالے کر سکتے ہیں؟ (43)

خود نہ بیچے تو اس کو مسلمانوں کا حاکم مجبور کرے گا، کہ اس مسلمان کو بیچ دو یا آزاد کر دو، اپنے پاس نہیں رکھو۔ (44)

اسی وجہ سے یہ بات بھی ہے کہ غیر مسلم مسلمانوں کی نگرانی زبردستی لے لیں تب بھی جائز نہیں۔ فقہاء اسلام نے اس بات پر تفصیلی کلام فرمایا ہے کہ کسی غیر مسلم کو مسلمانوں کی نگرانی کا کوئی حق نہیں، اگر کوئی غیر مسلم مسلمانوں کی ولایت و نگرانی زبردستی چھین لے تب بھی یہ جائز نہیں اور نہ اس کی نگرانی قبول کی جائے گی۔ (45)

علماء کرام فرماتے ہیں کہ جہاں توھین کا خطرہ ہو وہاں کوئی دینی کتاب قرآن مجید حدیث وغیرہ کسی غیر مسلم کو بیچنا جائز نہیں؛، تو حلال و حرام کے فیصلے کیسے کسی ایسے ادارے کو دیئے جا سکتے ہیں، جن میں اختیار غیر مسلم کے پاس ہو، چاہے اس نے نیچے کی سطح پر یہ معاملہ کسی مسلمان ہی کے حوالے کیوں نہ کیا ہو؟ (46)

مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجئے حاشیہ نمبر (47)

24۔ حفظِ ماتقدم یعنی سدِّ ذرائع کے اصول کی روشنی میں:

سدِّ ذرائع کا اصول:

فقہ اسلامی کا ایک مشہور قاعدہ ہے کہ بعض احکام حفظ ماتقدم کے اصول کے تحت جاری ہوتے ہیں، مثلاً زنا حرام ہے تو اسبابِ زنا بھی حرام ہیں اسی طرح سود حرام ہے تو اسبابِ سود بھی حرام ہیں۔ جس کو فقہ اسلامی کی اصطلاح (Term) میں سد ذرائع کا اصول کہتے ہیں۔

لغت میں سد کا مطلب ہے بند کرنا اور ذریعہ کا مطلب ہے کسی چیز تک پہنچنے کا راستہ، وسیلہ، اس کا مطلب ہے کہ کسی بھی فساد یا برائی کے جڑ و سبب کو اس کے واقع ہونے سے پہلے ختم کرنا، بند کرنا، روکنا۔ ایسی چیزیں بظاہر تو جائز ہوتی ہیں لیکن آخری نتیجہ (End Result) خراب آنے کے خدشے کے پیشِ نظر اس کو شروع سے ہی منع کیا جاتا ہے، اور یہ ایک معقول بات ہے، جیسے ڈاکٹر حضرات مریض کے مرض بڑھنے کے خطرے کے پیشِ نظر کچھ چیزیں شروع سے ہی منع کرتے ہیں۔ اس اصول کو فقہ مالکی اور حنبلی میں ایک مستقل اصول کی حیثیت حاصل ہے جبکہ شوافع اور حنفیہ اگرچہ اس کو مستقل اصول تو نہیں مانتے، تاہم فی الجملہ اس کو مانتے ہیں اور اس پر بے شمار مسائل متفرع کرتے ہیں۔

یہ اصول بخاری شریف کی ایک مشہور حدیث سے ثابت ہوتا ہے، حسنِ اتفاق سے یہ حدیث بھی حلال وحرام کے مسئلہ کے بارے میں ہے۔ (48)

بخاری شریف کے حوالے یہ حدیث مکمل تفصیل کے ساتھ باب نمبر 3 کی دوسری فصل میں گزر چکی ہے۔

اس حدیث سے یہ اصول معلوم ہوتا ہے کہ جو چیزیں حرام کے ارتکاب کا سبب بنیں ان سے بھی بچنا ضروری ہے۔[(49)]

کیونکہ اس حدیث میں ارشاد فرمایا ہے:

"من وقع فی الشبہات وقع فی الحرام":

جو کوئی شبہات میں ملوث ہوا وہ حرام میں پڑ گیا۔(فتح:1/118)

یعنی اگر کوئی شبہات سے اپنے آپ کو نہیں بچاتا تو ایک دن وہ صریح حرام کا بھی ارتکاب کریگا کیونکہ وہ بتدریج حرام کی طرف بڑھے گا۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ حرام میں مبتلا ہوا اور اس کا گمان یہ ہے کہ یہ حرام نہیں، دوسرے یہ کہ قریب ہے کہ حرام میں مبتلا ہو جائے گا۔[(50)]

اس سے واضح ہوتا ہے کہ جو چیزیں حرام کے ارتکاب کا سبب بنے اس سے بھی بچنا ضروری ہے۔

علامہ حصکفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ہر وہ چیز جو کسی ناجائز کام کی طرف لے جانے کا سبب ہو وہ خود ناجائز ہے۔[(51)]

اسی طرح فقہاء کرام نے اس اصول کے تحت یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اگر کسی غیر مسلم کو خدمت کے لیے کسی خادم کی ضرورت ہو اور وہ کوئی اس غیر مسلم کو مسلمان غلام خدمت کے لیے دینا چاہتا ہے اور اس میں مسلمان کے دین کو خطرہ ہو، تو اس کو منع کیا جائے گا کہ کسی مسلمان غلام کو غیر مسلم کی خدمت کے لیے دے؛ کیونکہ ایسی صورتِ حال میں کسی مسلمان غلام کو خدمت کے لیے کسی غیر مسلم کو دینا جائز نہیں۔

وجہ اس کی یہ لکھتے ہیں جب کوئی مسلمان کسی غیر مسلم کی خدمت میں رہے گا تو اس سے اس مسلمان غلام کے دین کو خطرہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ مسلمان غلام اس کی خدمت میں رہ کر دین کے خلاف کوئی کام کرے یا یہ غیر مسلم اس کو خلافِ شرع کسی کام کے کرنے پر مجبور کرے، اور اس حوالے سے یہ فتاویٰ موجود ہیں کہ کہ اگر کسی غیر مسلم کی ملازمت کی وجہ سے بلکہ کسی بھی ملازمت میں اگر ملازم کا دین محفوظ نہ ہو یا اس کے دین کو واقعی خطرہ ہو تو اس مسلمان کے لیے یہ نوکری جائز نہیں۔

اس طرح کسی مسلمان بے دین فاسق فاجر کو جمہور فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ اس کو انگور کا رس بیچنا جائز نہیں اس لیے کہ اس کی وجہ سے خطرہ ہے کہ وہ اس سے شراب بنائے گا۔ اسی سد الذرائع کو ملائشیاء وغیرہ کے حلال اسٹینڈرڈز میں فقہ شافعی کی روشنی میں باقاعدہ شرعی دلیل اور Sources of Sharia کے ضمن میں ذکر کیا گیا ہے۔

لہٰذا حلال و حرام کا انتہائی اہم اور حساس دینی معاملہ کسی غیر مسلم کے ہاتھ میں دینا خطرے سے خالی نہیں۔

اس دلیل کی رو سے اس مسئلہ کا ایک خطرناک پہلو یہ بھی ہے کہ کئی ٹریلین ڈالر کی گلوبل حلال مارکیٹ میں اس وقت سب سے زیادہ شیئرز غیر مسلموں کے ہیں۔

انسان کمزور ہے، کاروباری لوگ بڑی مشکل سے اس پر راضی ہوتے ہیں کہ وہ اپنی مصنوعات کسی سرٹیفکیشن کے ادارے کو دکھائیں اور اس سے سرٹیفکیٹ حاصل کر کے اپنا مال مارکیٹ میں لائیں۔

بعض اوقات مالی مفادات کے لیے بعض لوگ اور ادارے حلال و حرام کی زیادہ پروا نہیں کرتے۔ خاص طور پر غیر مسلم، جس کا حلال سے مقصد ہی صرف نفع کمانا ہو، لہٰذا اس بات کا قوی اندیشہ ہے کہ جب غیر مسلموں کی ملکیت مینوفیکچرنگ کمپنیوں کو حلال کے حوالے سے ایسے ادارے ملیں گے جو غیر مسلموں کی نگرانی واختیار میں کام

کرتے ہوں ایسے حالات میں جب شریعہ اور مالی مفادات کا ٹکراؤ آئے گا، وہاں کسی غیر مسلم کی ملکیت ادارے سے یہ توقع رکھنا کہ وہ شریعت کو کو ترجیح دیں گے، بہت مشکل ہے۔(52)

25۔ کیا کسی غیر مسلم سے دین اسلام کی رعایت کی توقع رکھی جاسکتی ہے؟

سورہ بقرہ آیت نمبر 105 میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ غیر مسلم لوگ خواہ اہلِ کتاب میں سے ہوں یا مشرکین میں سے، یہ پسند نہیں کرتے کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے کوئی بھلائی تم پر نازل ہو، حالانکہ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے لیے مخصوص فرمالیتا ہے اور اللہ فضلِ عظیم کا مالک ہے۔(53)

اس آیت کی تفسیر میں علامہ آلوسی رحمہ اللہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ خیر سے مراد ہر طرح کی خیر ہے، اس لیے کہ غیر مسلم مسلمانوں کے ساتھ دشمنی، حسد اور اپنی ریاست کے زوال کے خوف کی وجہ سے نہیں چاہتا کہ مسلمان کو کوئی خیر پہنچے۔(54)

علامہ رازی رحمہ اللہ تفسیرِ کبیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے اس آیت میں غیر مسلموں کے دلوں سے ہر ایسی خیر و محبت کی نفی کی، جس سے مسلمانوں کی فضیلت و بہتری ظاہر ہوتی ہو۔ لیکن پھر اللہ تعالی نے یہ بیان فرمایا اور تسلی دی کہ غیر مسلموں کی طرف سے کوئی حسد (Jealousy) یا سازش مسلمانوں سے کوئی خیر یا رحمت چھین نہیں سکتی کیونکہ یہ اللہ تعالی کی منشاء ہے کہ جس کو چاہیں اپنی رحمت کے لیے خاص فرمائیں۔ وہی فضلِ عظیم کے مالک ہیں۔(55)

اس آیت کی تفسیر میں مشہور مفسر قرآن علامہ محمد بن جریر الطبري رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے تمام غیر مسلم بشمولِ اہل کتاب یہود و نصاریٰ کی مسلمانوں کے بارے میں حقیقی فطرت (Real Nature) واضح کی ہے۔ اور مسلمانوں کو غیر مسلموں کی طرف مائل ہونے سے روکا ہے، یہاں تک کہ ان کی بات سننے اور قبول

کرنے سے بھی؛ اس لیے کہ ربِ کائنات جل جلالہ نے اہل کتاب یہود و نصاریٰ اور دیگر غیر مسلم کے باطن میں مسلمانوں کے لیے کینہ، حسد، سازش اور دشمنی پر مبنی چھپے جذبات کی خود وضاحت فرمائی ہے، اگرچہ وہ اپنی زبانوں سے اس کے برخلاف ترجمانی کریں جو انھوں نے دلوں میں چھپائی ہوئی ہیں۔ (56)

اس کے علاوہ احادیث میں بیش بہا ذخیرہ موجود ہے جس سے یہ بات بالکل عیاں ہے کہ کسی غیر مسلم کے حوالے سے دینی معاملات میں خاص طور پر بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے، اس لیے کہ ظاہر سی بات ہے کہ جس دین پر غیر مسلم ایمان لانے کے لیے تیار نہیں اس دین کے کسی حکم کے بارے میں اس سے خیر کی توقع کیسے رکھیں۔

جب غیر مسلم کی نگرانی سے کسی مسلمان کے بگاڑ کا خطرہ ہو تو وہ مسلمان کی نگرانی نہیں کر سکتا، اسی طرح کسی فاسق کی نگرانی بھی قابلِ قبول نہیں، جب ایک چھوٹے سے بچے کو کسی غیر مسلم، بلکہ فاسق یعنی اخلاقی طور پر بگڑے ہوئے اور اسلامی حدود کا خیال نہ رکھنے والے مسلمان کی نگرانی میں نہیں دیا جا سکتا، تو کیا حلال و حرام کی نگرانی آڈٹ، انسپکشن، جیسے اہم اور حساس ترین اسلامی معاملات کسی غیر مسلم کی نگرانی میں دیئے جا سکتے ہیں؟ (57)

26۔ غیر مسلم کے باطن میں مسلمانوں کے لیے کینہ، حسد، سازش اور دشمنی پر مبنی چھپے جذبات کا خطرناک پہلو:

غیر مسلم کے باطن میں مسلمانوں کے لیے کینہ، حسد، سازش اور دشمنی پر مبنی چھپے جذبات کی وجہ سے اس معاملے کا ایک خطرناک پہلو یہ بھی ہے کہ کسی کی مصنوع کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ حلال ہے یا حرام یا مشکوک، اس کا اس کمپنی کی سیل (Sale) پر بہت بڑا اثر پڑتا ہے، ماضی قریب میں پاکستان میں بعض اجزاءِ ترکیبی کی بنیاد پر کچھ

مصنوعات کے خلاف جب اس طرح حرام کے نام پر آوازیں اٹھنا شروع ہوئیں تو کئی کمپنیاں شدید نقصان سے دوچار ہوئیں اور اس بات پر مجبور ہو گئیں کہ وہ اپنی مصنوعات کا حلال ٹیسٹ کروائیں اس کے لیے ایسی کمپنیوں کو ایک ایک لیب ٹیسٹ پر لاکھوں روپے اداء کرنے پڑ رہے ہیں اسی وجہ سے غیر مسلم اداروں سے یہ خدشہ ظنِ غالب بلکہ یقین کی حد تک ہے کہ وہ اس معاملے میں مسلمان کمپنیوں کی مصنوعات کے بارے میں پروپیگنڈہ کرا کر ان کو معاشی نقصان پہنچائیں گے اور ان کی جگہ غیر مسلموں کی مصنوعات کو پروموٹ کریں گے۔اس کی ایک مثال یہ ہے کہ مارکیٹ میں آئے روز بڑی کمپنیاں اشتہار بازی اور پروپیگنڈہ کر کر کے مقامی چھوٹی کمپنیوں کو نقصان پہنچاتی رہتی ہیں۔

سوال: کیا غیر مسلم کی ملکیت ملٹی نیشنل کمپنیوں کی چیزوں کو خریدنا یا استعمال کرنا جائز نہیں؟

جواب: کسی غیر مسلم کی مصنوعات اگر شرعی اصولوں پر پوری اُتریں تو ان کا استعمال جائز ہے۔

مذکورہ بالا مسئلہ میں ہمارا مطلب یہ ہے کہ کسی غیر مسلم فرد یا کمپنی کو یہ اختیار دینا کہ وہ یہ فیصلہ کرے کہ یہ حلال ہے یا نہیں، یہ شریعت کی روشنی میں قابلِ قبول نہیں۔

جب غیر مسلم مسلمانوں کی معیشت کا خیال نہیں رکھتے تو ان کے اداروں پر یہ اعتماد کیسے کیا جا سکتا ہے؟

27۔ مسلمانوں کا معاشی نقصان:

غیر مسلم کے ملکیتی اداروں کو حلال سرٹیفکیٹ کی اجازت دینا اسلام کو قصداً معاشی نقصان سے دوچار کرنے کے مترادف ہے۔

یہ بات آج کل ہر ذی شعور آدمی کو معلوم ہے کہ خدمات کی مد میں سب سے زیادہ معاوضہ لیا جاتا ہے ، تصدیقات اور مشاورت فراہم کرنا (Certificate & Consultancy) آج کل ایک منافع بخش کاروبار ہے ، حلال سرٹیفکیٹ بھی نہ صرف ایک دینی خدمت ہے بلکہ مختلف خدمات کی فراہمی کی وجہ سے ایک باعزت روزگار اور ایک انتہائی اہم کاروبار اور ذریعہ آمدن بن گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ کوئی ادارہ بالخصوص غیر مسلموں کا ملکیتی ادارہ ثواب کی نیت سے مسلمانوں کی اس میدان میں خدمت نہیں کرے گا بلکہ اس سے بھی اس کو کمانے کی ایک امید ہوگی اس غرض سے اس نے کسی مسلمان کو حلال کی خدمات فراہم کرنے کی نیت سے ملازم رکھا ہوگا اور یہ مسلمان جتنا اس ادارے سے اپنی خدمات کے عوض میں معاوضہ لے گا، اس سے زیادہ اس غیر مسلم ادارے کو کما کر دینے کی کوشش کرے گا، جس کی وجہ سے اس طرح کے دوسرے مسلمان اداروں کو معاشی نقصان کا سامنا ہوگا۔

ایک ضروری وضاحت: واضح رہے کہ عام معاملات میں کسی غیر مسلم کی خدمات لینا یا دینا اور اس غیر مسلم کو اس خدمت کا معاوضہ اداء کرنا یا اس سے لینا جائز ہے لیکن حلال وحرام کے خالص معاملات میں دینی خدمات کے عوض کسی غیر مسلم ادارے کو ادائیگی کرنا، نہ صرف ناجائز بلکہ دوہری بدنصیبی بھی ہے۔

28۔ مسلمانوں کا دینی معاملہ ہو تو اس میں ماہر مسلمان (Competent Muslim) کا ہونا شرط ہے:

مثلاً مرض یا کسی اور عذر کی وجہ سے نماز، روزہ وغیرہ دینی معاملات وعبادات مثلاً اسقاط یا ممانعتِ حمل کے جواز یا عدمِ جواز وغیرہ کے معاملات میں محض کسی مفتی کی بات کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ کسی ماہر مسلمان دیندار ڈاکٹر کی رائے کا شامل ہونا ضروری ہے۔

اس اصول کو سامنے رکھتے ہوئے دینِ اسلام کے اہم ترین معاملے حلال و حرام خوراک میں بھی نہ صرف مسلمان کا ہونا شرط ہے، بلکہ مطلوبہ معیار کی استعداد کا ہونا بھی شرط ہے، جس کی روشنی میں وہ عصرِ حاضر کی ترقی یافتہ فوڈ سائنس و ٹیکنالوجی کے لوازمات کے مطابق حلال و حرام کا فیصلہ کر سکے۔

اس لیے اگر کسی ایک شخص کے اندر یہ دونوں خوبیاں موجود ہیں تو بہت اچھا، ورنہ اس کے لیے الگ الگ افراد رکھنا ضروری ہے۔ اسی لیے حلال سرٹیفکیشن باڈی میں عام طور پر دو ڈیپارٹمنٹ شریعہ ریسرچ ڈیپارٹمنٹ اور ٹیکنکل و سائنٹیفیک ریسرچ ڈیپارٹمنٹ موجود ہوتے ہیں۔ (58)

29۔ اہل کے ہوتے ہوئے نااہل کا کوئی فیصلہ قبول نہیں، اگرچہ اس کا فیصلہ درست بھی ہو:

شرعی اعتبار سے اہل لوگ موجود ہوں اور اسلامی ریاست اور مسلمان حاکم کو ان کا علم بھی ہو، لیکن اس کے باوجود وہ نااہل لوگوں کو مقرر کریں، تو ان کے فیصلے نافذ نہیں ہوں گے۔ اگرچہ انہوں نے صحیح اور درست فیصلے بھی کیے ہوں۔ فقہ شافعی کے مشہور عالم اور فقیہ علامہ محمد خطیب الشربینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قضاء کے منصب کے لیے شرعی اعتبار سے اہل لوگ موجود ہوں اور اسلامی ریاست اور مسلمان حاکم کو ان کا علم بھی ہو، لیکن اس کے باوجود وہ اس منصب کے لیے نااہل لوگوں کو مقرر کریں، تو ان کے فیصلے نافذ نہیں ہوں گے۔ اگرچہ انھوں نے صحیح اور درست فیصلے بھی کیے ہوں۔ (59)

یہی حکم اس مفتی کا بھی ہے جو مفتی تو نہ ہو لیکن لوگوں کو فتوے جاری کر رہا ہو اس وجہ سے وہ گناہ گار ہوگا اگرچہ اس نے صحیح مسئلہ بھی بتایا ہو۔ (60)

لوگوں کے دین، مال اور صحت کو خطرہ ہو تو اس پر بالاتفاق پابندی (Bane) ہے، مثلاً فقہاء کرام نے ایسے مفتی کو فتویٰ دینے سے منع کیا ہے جو فتویٰ دینے کا اہل نہ ہو اور وہ فتویٰ دیتا ہو اسی طرح ایسا ڈاکٹر جو میڈیکل سائنس کا ماہر نہ ہو اور وہ لوگوں کو دوائیاں دیتا ہو، اسی طرح جو آدمی کسی کاروبار کا اہل نہ ہو اور وہ لوگوں کے مال ضائع کرنے کا سبب بن رہا ہو۔ (61)

علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ایک عام اصول ہے کہ جہاں بھی مسلمانوں کا عمومی ضرر ہو تو وہاں پر پابندی ہو گی اگرچہ اس پابندی کے نتیجے میں کسی خاص آدمی یا خاص گروہ کو کوئی تکلیف بھی ہو۔ مثلاً مفتی ماجن ، طبیبِ جاہل اور نااہل تاجر وغیرہ۔ (62)

بلکہ فقہاء کرام نے فرمایا ہے کہ نااہل (ineligible) کالعدم کی طرح ہے۔ (63)

اس مسئلہ کی مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجئے حاشیہ نمبر (64)

30۔ شعائرِ اسلام کی توہین:

حلال و حرام کا مسئلہ شعارِ اسلام ہے؛ لہٰذا غیر مسلم کی ملکیت سرٹیفکیشن کے ادارے کو حلال سرٹیفکیشن کا اختیار دینا شعائرِ اسلام کی توہین ہے:

شعار عربی زبان میں علامت (Logo) کو کہتے ہیں، دینِ اسلام کی وہ چیزیں جو خاص طور پر مسلمانوں کی علامات ہیں، مثلاً فرائض و عباداتِ اسلام، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، کلمہ توحید، اذان، ختنہ کرانا وغیرہ۔ انھیں شعائرِ اسلام کہا جاتا ہے۔

شعائرِ اسلام کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ فرائض و واجبات کی اہمیت تو اپنی جگہ ہے ہی، جو شعائرِ اسلام بظاہر سنت و مستحب ہیں، ان کے بارے میں بھی

یہ حکم ہے کہ اگر لوگ ان کو اجتماعی طور پر ترک کر دیں تو اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ ان لوگوں کے خلاف جہاد و قتال کرے، اور باقاعدہ ان کے خلاف طاقت کا استعمال کرے۔ مثلاً اسلامی ریاست میں شامل کسی علاقے کے مسلمان اگر اجتماعی طور پر صرف نماز تو دور کی بات ہے نماز کے لیے اذان دینا ترک کر دیں تو ان کے خلاف قتال واجب ہے، اسی طرح اگر اسلامی ریاست میں شامل کسی علاقے کے مسلمان اگر بغیر کسی عذر کے اجتماعی طور پر اپنے بچوں کا ختنہ کرانا چھوڑ دیں تو ان کے خلاف بھی قتال واجب ہے، حالانکہ ختنہ کرانا بظاہر ایک شخصی معاملہ (Personal Case) ہے لیکن ایک اسلامی شعار ہونے کی وجہ سے اسلامی ریاست کو خود اپنے ان مسلمانوں کے خلاف ہتھیار اٹھانے کا پابند کیا گیا ہے۔

مسلمانوں کو اپنی دینی مذہبی شناخت و فوقیت (Supremacy & Identification) کو برقرار رکھنا ایک شرعی تقاضا ہے، ایک دفعہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کچھ معزز سوار لوگوں کے پاس سے گزرے جن کو حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے مسلمان سمجھ کر سلام کیا، حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے ساتھیوں میں سے کسی آدمی نے عرض کیا کہ حضرت ! اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا کریں آپ جانتے بھی ہیں یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا، کون ہیں یہ لوگ؟ بتایا کہ بنی تغلب کے نصاریٰ ہیں، یہ سن کر حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ جب گھر پہنچے تو یہ فرمان جاری فرمایا کہ آج کے بعد غیر مسلم لوگ اپنی شناخت الگ رکھیں تا کہ ہمیں پتہ چلے، کیونکہ سلام کرنا ایک اسلامی شعار ہے اور کسی غیر مسلم کو قصداً سلام کرنا جائز نہیں، کوئی سلام کہے بھی تو مسلمان اس کو جواب میں ہدایت کی دعا دیں۔ (ملخص از بدائع الصنائع، در مختار و دیگر کتب مذاہب فقہیہ)

شعائر اسلام اور اپنی دینی ضروریات کی حفاظت ہر مسلمان کا بنیادی انسانی حق ہے اور اس کو اقوام متحدہ، جنیوا سمیت ہر فورم پر تسلیم کیا گیا ہے۔ مثلاً پگڑی پہننا سکھ مذہب کی علامت اور شعار سمجھا جاتا ہے اس لیے زندگی کے ہر شعبے میں دنیا کے ہر کونے میں ان کو اس مذہبی شعار کی علامت کے اظہار و تحفظ کی ضمانت دی گئی ہے حتیٰ کہ فوج میں بھی ہو تو ان کے لیے ان کے مذہب کے مطابق الگ یونیفارم ڈیزائن کیا جاتا ہے۔ یہی حال عیسائیوں کے مذہبی شعار صلیب کا ہے۔ اسلام بھی ہمیں اس بات کا درس دیتا ہے کہ اسلام سمیت تمام مذاہب کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔ اور اسی وجہ سے اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو مکمل مذہبی آزادی اور تحفظ حاصل ہے۔

حلال و حرام کی تمیز کرنا اور حلال کے مطابق زندگی گزارنا یہ ایک اسلامی شعار ہے اور اس کا خیال رکھنا ہمارا مذہبی فرض و حق ہے، لہٰذا غیر مسلموں کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ ہمارے اس مذہبی شعار کا خیال رکھیں۔ یہی وجہ کہ حلال و حرام اور طہارت و نجاست دینِ اسلام کا شعار ہیں اس لیے اگر کوئی حلال سرٹیفکیشن کا ادارہ کسی غیر مسلم کمپنی کو حلال سرٹیفائیڈ کرتا ہے اور اس HCB کے لیے غیر مسلم کمپنی میں حلال کے حوالے سے مسلمان عملہ (Muslim Staff) رکھنا ضروری ہو تو HCB کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس غیر مسلم کمپنی کو اس کا پابند بنائے کہ وہ مسلمان عملہ کے لیے یونیفارم، رہائش، عبادت، واش رومز اور کھانے پینے کا مکمل الگ انتظام کرے۔ تاکہ ان ضروری اسلامی چیزوں میں غیر مسلموں کے ساتھ اختلاط کی وجہ سے کوئی نقصان نہ ہو جائے۔ بندہ نے اس کا عملی مشاہدہ بیرون ملک کئی اداروں میں کیا ہے۔ غیر مسلم کی ملکیت ایسے ادارے میں حلال کی نگرانی کرنے والے افراد کے لیے شرائط کتاب کی آخر میں متبادل صورتوں کے ذیل میں آ رہی ہیں۔

اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ غیر مسلم ان چیزوں میں حلال و حرام اور پاک وناپاک کا کوئی خیال نہیں رکھتے، صفائی کا خیال رکھتے ہیں لیکن یہ بات ہم سب کو معلوم ہے کہ صفائی الگ چیز ہے اور پاکی الگ چیز۔ نظافت الگ ہے اور طہارت الگ ہے، اسلام دونوں کا خیال رکھنے کی تاکید کرتا ہے جبکہ غیر مسلم صفائی کا خیال تو رکھتے ہیں، لیکن طہارت کا خیال نہیں رکھتے۔ مثلاً خنزیر(Pork) کو صاف ستھرا کر کے حفظانِ صحت (Hygiene) کے اعلیٰ اصولوں کے ساتھ کھاتے ہیں، حالانکہ خنزیر(Pork) اسلام میں سب سے اعلی درجے کا نجس (ناپاک) اور حرام ہے۔

یہ بات کسی مسلمان سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ حلال صرف کھانے پینے کا معاملہ نہیں بلکہ یہ اسلام کا شعار ہے، حلال ہر مسلمان کا منہج و طرزِ حیات (Life-Style &Way of Life) ہے۔ حلال بذاتِ خود اسلام کی ایک مؤثر دعوت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غیر مسلم اس بات سے بخوبی واقف ہیں اور اسی وجہ سے جہاں کہیں بھی غیر مسلموں کا بس چلے وہ اس کے خلاف کھڑے ہو جاتے ہیں، حال ہی میں یورپ کے بعض ممالک میں حلال ذبیحہ پر پابندی کی قرار دادیں، قوانین، NO HALAAL اور Ban Halaal کی تحریکات اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں، سری لنکا میں بودھ بالا سینا نے حلال کے خلاف باقاعدہ تحریک شروع کر رکھی ہے، ان کو معلوم ہے کہ حلال ایک اسلامی شعار اور اسلام کی ایک مضبوط دعوت ہے۔ اس لیے ان کو ڈر ہے کہ حلال پھیلے گا، حلال کے فوائد سامنے آئیں گے تو اسلام کی تعلیمات پھیلیں گی، اور اسلام کا بول بالا ہو گا، لہٰذا جب ایک طرف ان کا یہ طرز عمل ہے اور دوسری طرف غیر مسلم اپنی سرپرستی میں حلال کی ترویج و ترقی کا دعویٰ کر کے حلال کی سرٹیفکیشن کا کام شروع کرتے ہیں تو ان پر اعتماد کرنا مشکل ہے۔

لہٰذا اسلام کا شعار کسی غیر مسلم کے ہاتھ میں دینا شرعی اصولوں کے خلاف اور ناجائز ہے۔

یہ ایسا ہے جیسا کہ نماز کے لیے اذان دینا اسلام کا شعار ہے اور کسی غیر مسلم سے کہا جائے کہ آپ اذان دے دیں۔ نماز پڑھائیں، وغیرہ وغیرہ۔ (65)

31۔ شریعت میں عام طور پر اصل اعتبار مقصد کا ہوتا ہے ظاہری الفاظ کا نہیں:

فقہاء کرام نے فرمایا ہے کہ عقود (Transections) میں اصل اعتبار مقاصد و معانی کا ہوتا ہے الفاظ و مبانی کا نہیں۔

اس اصول کی روشنی میں دیکھا جائے تو اصل مقصد یہ ہے کہ غیر مسلموں کی ملکیت ایک کمپنی مسلمانوں کے لیے حلال سرٹیفکیٹ جاری کرنا چاہتی ہے اور اس کے لیے ظاہری صورت یہ اختیار کی گئی ہے کہ سرٹیفکیٹ پر دستخط کسی مسلمان کے کروائے اور اصل مقصد کمپنی کی طرف سے حلال سرٹیفکیٹ جاری کرنا ہے لہٰذا یہاں بھی ان الفاظ کا اعتبار نہیں بلکہ مقاصد و معانی کا اعتبار ہوگا، مقصد یعنی غیر مسلم کی جانب سے حلال سرٹیفکیٹ جاری کرنا جائز نہیں اس لیے ایسی کمپنی کا حلال سرٹیفکیٹ جاری کرنا بھی جائز نہیں۔ (66)

لہٰذا اس پوری تفصیل سے واضح ہوا کہ حلال و حرام کے فیصلے کا اختیار ایک خالص شرعی مسئلہ ہے اس اختیار کو مکمل طور پر شریعت نے اپنے پاس رکھا ہے، البتہ بطورِ نائب شریعت نے اجتماعی سطح پر حلال و حرام کی نگرانی اسلامی ریاست اور مسلمان حکمرانوں کی ذمہ داری قرار دی ہے اور اسلامی ریاست اس بات کی ذمہ دار ہے کہ وہ حلال و حرام کی نگرانی سرکاری سطح پر کرے۔ کسی غیر مسلم فرد یا ادارے کو حلال سرٹیفکیٹ جاری کرنے کا اختیار دینا خلافِ شریعت ہے۔

دوسرا موقف

غیر مسلم کی ملکیت کسی ادارے کو حلال سرٹیفکیشن کا اختیار دینا شریعت کی رو سے جائز ہے۔

پیشِ نظر صورتِ مسئلہ یعنی کہ غیر مسلم براہ راست تو حلال وحرام کے مسائل کو نہیں دیکھتا، لیکن اس نے کوئی ایسا ادارہ بنایا ہے جس میں اس نے حلال وحرام کے مسائل کو دیکھنے اور ان مسائل کی نگرانی کے لیے مسلمانوں پر مشتمل ایک شعبہ بنایا ہے، جس میں عام مسلمان بھی ہو سکتے ہیں اور علماء ومفتی بھی ہو سکتے ہیں۔

مذکورہ بالا صورتِ مسئلہ کی روشنی میں اس مسئلہ کے بارے میں ایک موقف یہ ہو سکتا ہے کہ غیر مسلم کی ملکیت یا کسی غیر مسلم کے ماتحت ایسے ادارے کو حلال سرٹیفکیشن کے اختیار دینے کی شرعاً گنجائش ہے، اس موقف پر شریعہ کی طرف سے کچھ دلائل ونظائر پیش کیے جا سکتے ہیں، ذیل میں ان دلائل ونظائر کا جائزہ لیتے ہیں۔

غیر مسلم کی ملکیت سرٹیفکیشن کے ادارے کو حلال سرٹیفکیشن کا اختیار دینے کے جائز ہونے کے ممکنہ دلائل ونظائر

1۔ غیر مسلم کی ملکیت حلال سرٹیفکیشن کے ادارے کے لوگ تابع نہیں، بلکہ اصل ہیں:

جو حضرات غیر مسلم کی ملکیت ادارے کو حلال سرٹیفکیشن کا اختیار دینے کے حق میں ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ اگر اس بات کی صراحت ہو کہ حلال کے شعبے میں کام کرنے والے تمام حضرات مسلمان ہوں گے اور ان پر ان کمپنیوں کے غیر مسلم مالکان کی طرف سے کوئی دباؤ نہیں ہو گا، بلکہ حلال سرٹیفکیشن کا مکمل اختیار مسلمانوں اور خاص طور پر

کسی مستند مفتی کے ہاتھ میں ہوگا تو ایسے اداروں کو تابع محض قرار دینا اور فقہ کا التابع تابع کا قاعدہ یہاں پر منطبق کرنا درست نہیں ہوگا۔

لہٰذا کسی غیر مسلم کی ملکیت ایسے اداروں میں ان کے مسلمان ملازمین اور شریعہ ایڈوائزر وغیرہ تابع نہیں، بلکہ اصل ہیں، یا کم از کم تابع محض نہیں، بلکہ اپنے دینی معاملات میں مکمل بااختیار ہیں اور جب غیر مسلم کی طرف سے ہمارے دینی معاملات میں کوئی مداخلت نہ ہو، تو خواہ ان کے ادارے کا نام یا لوگو سرٹیفکیٹ پر موجود بھی ہو، تب بھی جائز ہے۔

تبصرہ: مذکورہ استدلال (Argument) درست نہیں، اس لیے کہ سرے سے یہ بات ہی غلط ہے کہ ادارے کے غیر مسلم مالکان پالیسیوں پر اثرانداز نہیں ہونگے، واضح رہے کہ کسی بھی ادارے میں اصل اختیار ان لوگوں کے ہاتھوں میں ہوتا ہے جو ادارے کو مالی طور پر سپورٹ کرتے ہیں، جن کے ہاتھوں میں ادارے کے مالی وسائل ہوتے ہیں، جو لوگ ادارے کو پورا انفراسٹرکچر فراہم کرتے ہیں۔

اور جو بظاہر اختیارات ان کو دیئے ہوتے ہیں وہ اختیارات نہیں، بلکہ جاب ڈسکرپشن ہوتی ہے، جو اس کی ذمہ داریوں میں شامل ہوتی ہے، یہ فیصلہ کوئی اور کرتا ہے کہ کس وقت ادارے کی کیا پالیسی ہوگی؟

بلکہ ہر ذی شعور آدمی پر یہ بات واضح ہے کہ بسا اوقات اداروں میں ان کے فرنٹ مین اصل نہیں ہوتے، بلکہ اسکرین کے پیچھے بیٹھے ہوئے اس کے مالکان اور اس کے اسپانسرز ہوتے ہیں، ان اسپانسرز کا ادارے کا مالکان ہونا یا ادارے کے لوگوں میں سے ہونا بھی ضروری نہیں ہوتا، بلکہ بسا اوقات ایسے لوگ باہر بیٹھ کر وسائل لگاتے ہیں اور کسی ادارے یا فرد کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کر رہے ہوتے ہیں، درحقیقت یہی

لوگ طے کرتے ہیں کہ کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا؟ لہٰذا یہ کہنا کہ ان کو تحریری یا زبانی طور فیصلے کا اختیار ملا ہوا ہے، زمینی حقائق کے خلاف ہے لہٰذا ان وجوہات کی بناء پر غیر مسلم کی ملکیت ادارے کو حلال سرٹیفکیشن کا اختیار دینا از روئے شریعت درست نہیں۔

نیز یہ اختیار دینا عرف، قانون اور اصولِ شریعہ کے خلاف ہے، جس کی تفصیل پہلے موقف کے نمبر ایک کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

2۔ عرف وتعامل (customary practices) سے دلیل:

یہ بات تسلیم ہے کہ المعروف کالمشروط اور عرف وعادت کی بنیاد پر فقہی و اجتہادی مسائل میں حکم لگانا شریعت بھی تسلیم کرتی ہے۔ لیکن عرف وعادت کی بنیاد پر تشکیل دیا گیا یہ قانون اس وقت ہے جب کسی چیز کے بارے میں واضح احکامات وہدایات موجود نہ ہوں، پیشِ نظر مسئلہ میں جب غیر مسلم کی ملکیت کمپنی کی طرف سے یہ مکمل طور پر تسلیم کیا جائے کہ دینی معاملات میں ہم کسی قسم کی کوئی مداخلت نہیں کریں گے۔ تو اس تصریح کے بعد اس کو عرف وعادت کی روشنی میں نہیں، بلکہ صریح اور تحریری طور پر طے شدہ معاہدوں کی روشنی میں دیکھا جائے گا۔ اور جب عرف کے خلاف تصریح آجائے تو اعتبار تصریح کا ہوگا عرف کا نہیں۔ اس لیے کہ عرف دلالۃ النص ہے اور تصریح عبارۃ النص ہے اور یہ اصول فقہ کا قاعدہ ہے کہ دلالۃ النص اور عبارۃ النص میں تعارض کے وقت ترجیح عبارۃ النص کو ہوگی۔ لہٰذا یہاں بھی ترجیح عدم جواز کو نہیں، بلکہ جواز کو ہوگی۔

تبصرہ: اس کا جواب وہی ہے جو نمبر ایک میں تفصیل سے عرض کیا گیا ہے۔

3۔ ممکنہ الزام و تہمت (Blame) سبب التھمۃ موجود نہیں:

حلال سرٹیفکیشن کو شہادت پر قیاس کر کے اس پر تہمت و الزام کے مواضع میں سے قرار دینا درست معلوم نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ غیر مسلم کی ملکیت حلال سرٹیفکیشن کے ادارے کی طرف سے شرائط و ضوابط کے ساتھ حلال سرٹیفکیشن میں کوئی الزام و تہمت (Blame) نہیں، کیوں کہ پہلے تو اس کو شہادت یعنی گواہی قرار دینا ہی محلِ نظر ہے، اس لئے کہ اگر ہر آڈٹ اور سرٹیفکیٹ کو ناجائز کہے تو جو مسلمان کمپنیاں ہیں اور سرٹیفکیشن کا کام کرتی ہیں ان کمپنیوں کے ملازمین کا کمپنی کے لیے آڈٹ اور سرٹیفکیٹ بھی شہادۃ الاجیر للمستاجر ہوگا پھر تو یہ قاعدہ و قانون وہاں پر منطبق ہونا چاہیے، حالانکہ یہ خلافِ مفروض ہے اور اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔

درحقیقت حلال سرٹیفکیشن اور اس میں خاص طور پر آڈٹ کا کام شہادت نہیں بلکہ آڈیٹر کے ذمے باقاعدہ ایک ذمہ داری اور فرض ہے جس کی وہ اجرت لیتا ہے، یہ شہادت اس لیے بھی نہیں ہو سکتی کیونکہ شہادت پر اجرت لینا حرام ہے اور یہاں تو آڈیٹر کو اس کے عمل کی باقاعدہ اجرت ملتی ہے ورنہ وہ تو کرایہ کا گواہ کہلائے گا۔ لہذا جس طرح دوسری ملازمتیں جائز ہیں اسی طرح یہ بھی ایک ملازمت ہے جو بجائے کسی مسلمان کمپنی کے وہ ایک غیر مسلم کی ملکیت کمپنی میں کر رہا ہے۔

اور یہ مسئلہ واضح ہے کہ جب دین کو کوئی خطرہ نہ ہو تو کسی غیر مسلم کمپنی یا فرد کی ملازمت جائز ہے۔

تبصرہ: یہ بات تسلیم ہے کہ جب دین کو کوئی خطرہ نہ ہو تو کسی غیر مسلم کمپنی یا فرد کی ملازمت جائز ہے۔ لیکن اس مسئلے میں دینِ اسلام کے احکام اور مقاصدِ

شریعہ کو واضح اور واقعی خطرہ موجود ہے، جس پر پہلے موقف کے ضمن میں سدِ ذرائع، شعارِ اسلام مقاصدِ شریعہ کے تحت تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

4۔ دنیا بھر میں حلال سرٹیفکیشن کے طرز عمل سے استدلال:

ناجائز ہونے کے بارے میں یہ دلیل دینا کہ دنیا بھر میں حلال سرٹیفکیشن کے اداروں کا طرزِ عمل یہ ہے کہ وہ حلال کی نگرانی کے لیے باقاعدہ الگ سے مسلمان نگران رکھتے ہیں، یہ دلیل در حقیقت اس بات کے حق میں جاتی ہے کہ غیر مسلم کے ملکیتی سرٹیفکیشن کے مستند اداروں میں اگر مسلمان ملازمین حلال سرٹیفکیشن کا کام کریں تو یہ جائز ہے، کیوں کہ یہ بالکل اسی طرح ہے جیسا کہ کوئی حلال سرٹیفکیشن باڈی کسی غیر مسلم مذبح (Slaughter House) کو جب حلال سرٹیفکیٹ دیتی ہے۔ تو وہاں پر ذبح کے لئے مسلمان ذابحین (Muslim Slaughterer) اور ذابحین کی نگرانی کے لئے مسلمان نگران (Muslim Supervisor) رکھتے ہیں۔ جن کی نگرانی کی وجہ سے حلال باڈی اس غیر مسلم مذبح کو حلال سرٹیفکیٹ جاری کرتی ہے اور اس کے مظہر کے طور پر اس کمپنی کی چیز (Product) پر اگر ایک طرف اس غیر مسلم کمپنی کا نام یا علامت (Logo) وغیرہ ہوتا ہے تو دوسری طرف اسی مصنوع (Product) پر مسلمانوں کی حلال سرٹیفکیشن باڈی کا حلال کا لوگو (Logo) بھی ہوتا ہے۔

لہذا جس طرح غیر مسلم کمپنی مذبح کی مصنوعات یعنی گوشت وغیرہ ہیں اسی طرح کسی غیر مسلم کی حلال سرٹیفکیشن باڈی کی پراڈکٹس در حقیقت اس کمپنی کا سرٹیفکیٹ ہے۔ پہلی صورت میں جس طرح ایک مسلمان کمپنی کا لوگو لگا کر غیر مسلم کی کمپنی کو حلال سرٹیفکیٹ جاری کرنا جائز ہے اسی طرح دوسری صورت میں اس سرٹیفکیٹ پر مسلمان کے نام اور دستخط کے ساتھ حلال سرٹیفکیٹ جاری کرنا بھی جائز ہونا چاہیے۔

جس طرح پہلی صورت میں باقی سارے کام غیر مسلم سے کرانا جائز ہیں سوائے ذبح کے، اسی طرح یہاں پر باقی کام مثلاً فوڈ سیفٹی، سائنسی تحقیق، انتظامی کام اگر بالفرض غیر مسلم انجام دیں، لیکن حلال و حرام کا فیصلہ ایک مسلمان کرے۔

جس طرح پہلی صورت میں باقاعدہ ایک تحریری معاہدے کی رو سے کمپنی اس بات کی پابند ہوتی ہے کہ ہم حلال و حرام کے معاملے میں کوئی مداخلت نہیں کرینگے۔ اسی طرح یہاں پر بھی تحریری اصول و ضوابط ہوں کہ غیر مسلم انتظامیہ کا کوئی بھی فرد چاہے وہ اس کمپنی کا مالک ہی کیوں نہ ہو، حلال و حرام کے معاملے میں کوئی مداخلت نہیں کرے گا۔

مذکورہ دلیل میں جن اداروں کی مثال دی گئی ہے، وہ معتبر ادارے ہیں، لیکن کیا یہ حقیقت نہیں کہ متعلقہ کمپنیوں کی مصنوعات پر حلال کے لوگو کے ساتھ غیر مسلم کمپنی کا نام نہیں ہوتا؟ اور اسی طرح کیا حلال سائنس سینٹر شولولانگ کورن یونیورسٹی بنکاک سے کوئی مکمل طور پر الگ شناخت ہے؟ نہیں، بلکہ اسی یونیورسٹی کا ایک شعبہ ہے اور اسی یونیورسٹی میں ان کو اپنے شعبہ کی حد تک حلال و حرام کے معاملات میں اختیارات دیئے گئے ہیں بالکل اسی طرح اگر غیر مسلم کی ملکیتی سرٹیفکیشن باڈی میں حلال و حرام کے تمام فیصلے مسلمان کے ہاتھ میں ہوں اور سرٹیفکیٹ کمپنی کے نام سے ان مسلمانوں کے دستخط کے ساتھ جاری ہو تو اس میں بظاہر کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے۔

تفصیلی جواب و تبصرہ:

اس دلیل کا جواب یہ ہے کہ دونوں طرح کے اداروں کی طرف سے فراہم کی جانے والی خدمات ایک جیسی نہیں، بلکہ اس میں کئی وجوہ سے فرق ہے، لہٰذا ان دونوں

مسئلوں کو ایک جیسا قرار دینا درست نہیں، جس کو اصولِ فقہ کی اصطلاح میں قیاس مع الفارق کہتے ہیں۔

پہلا فرق یہ ہے کہ کسی غیر مسلم کی طرف سے مسلمانوں کو کوئی چیز بیچنا اصلاً جائز ہے، اور غیر مسلم شریعت کی رو سے بنیادی طور پر اس کا اہل (Eligible) ہے، البتہ اس میں حلال ذبیحہ کی وجہ سے ایک عارضی رکاوٹ تھی، جس کو مسلمان ذابح اور مسلمان نگران کی وجہ سے ہٹایا گیا۔ اصل مقصد غیر مسلم کمپنی یا فرد کا مسلمانوں کو گوشت بیچنا ہے، اور جب مسلمان نگران موجود ہو اور گوشت حلال ذبیحہ کا ہو تو غیر مسلم کے لیے یہ کاروبار جائز ہے، جس کے بارے مفتیانِ کرام کے فتاویٰ موجود ہیں۔

لیکن زیرِ بحث مسئلہ میں کسی غیر مسلم کی طرف سے مسلمانوں کو یہ خدمت دینا بلا معاوضہ ہو یا معاوضہ کے ساتھ، اصلاً ناجائز ہے، اور غیر مسلم بنیادی طور پر اس خدمت کے لیے نااہل (Ineligible) ہے۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ مقیس علیہ (اصل) کا مسئلہ معاملات سے متعلق ہے، جبکہ زیرِ بحث مسئلے کا تعلق دیانات سے ہے، معاملات میں غیر مسلم کے احکام میں توسع ہے جبکہ دیانات میں غیر مسلم کے لیے گنجائش نہیں۔

حلال سائنس سینٹر شولولانگ کورن یونیورسٹی بنکاک کے حوالے سے استدلال کا الزامی جواب یہ ہے کہ حلال سائنس سینٹر بنکاک حلال سرٹیفکیشن باڈی نہیں، بلکہ ایک ٹیسٹنگ لیبارٹری ہے، جو حلال و حرام کے فیصلے نہیں کرتا بلکہ صرف سائنسی تحقیق کرتا ہے، اور سائنسی تحقیق تو غیر مسلم کی طرف سے بھی قبول ہے، مسلمان کی طرف سے تو بطریق اولیٰ قبول ہے۔

تحقیقی جواب یہ ہے کہ اگر بالفرض حلال سائنس سینٹر والے اپنی ٹیسٹ رپورٹ میں حلال و حرام کی نشاندہی کر بھی دیں تو ان کی بات قبول ہے۔ اس لیے کہ مذکورہ ادارہ سائنسی تحقیق کے حوالے سے مذکورہ غیر مسلم ملک کی یونیورسٹی کا تابع ہے جبکہ دینی امور میں ہماری معلومات کے مطابق میں مکمل بااختیار اور مسلمانوں کی ملکیت ایک اور ریاستی ادارے The Central Islamic Committee of Thailand (CICOT) کے ماتحت اور اس کے ساتھ ملحق ہے۔ اور حلال و حرام کے حوالے سے تمام فیصلے (CICOT) کے اختیار سے ہوتے ہیں، غیر مسلم ملک کی یونیورسٹی کے اختیار سے نہیں۔

غیر مسلم اکثریتی ممالک میں مسلمانوں کے مذہبی مسائل کے لیے قائم اسلامی اداروں اور حلال سرٹیفکیشن باڈیز کا شرعی حکم:

یہاں یہ بات بھی اہم ہے کہ کسی غیر مسلم ملک کے تناظر میں مسلمانوں کے دینی امور کے لیے قائم ایسے اداروں کے بارے میں مجبوراً اتنی بات برداشت کی جائے گی، بلکہ ضروری ہے کہ وہ بنیادی انتظامی قوانین کے بارے میں وہاں کی قوانین کی پیروی کریں، اس کی مثالیں ماضی قریب میں انگریزوں کے دور میں خاص مذہبی مسائل اور عائلی قوانین کے لیے مخصوص ادارے اور قاضی کورٹس بنائے گئے تھے، جو غیر مسلم حکومت کے ماتحت اسلامی اصولوں کے مطابق فیصلے کرتے تھے، اور اکابر علماء نے اس کی گنجائش دی تھی، اسی طرح غیر مسلم اکثریتی ممالک میں آج بھی مسلمانوں کے خاص مذہبی مسائل کے لیے مستقل اور بااختیار اسلامی ادارے قائم ہیں۔ جن میں غیر مسلم ممالک میں قائم مسلمانوں کی ملکیت حلال سرٹیفکیشن کے ادارے بھی شامل ہیں۔

لیکن اس پر یہ مسئلہ قیاس کرنا کہ غیر مسلم کی طرف سے ایک کمپنی قائم ہو اور وہ چند مسلمان ملازمین رکھ کر اپنی کمپنی کے نام سے باقاعدہ حلال و حرام کے سرٹیفکیٹ جاری کرے، یہ بات درست نہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ غیر مسلم ممالک میں اس طرح کے اداروں کی ضرورت ہے اگر ایسے ادارے قائم نہیں ہونگے تو مسلمانوں کا دینی تشخص اور مذہبی امور خطرے میں پڑیں گے، جس کی وجہ سے حرجِ شدید لازم آتا ہے۔ جبکہ اس کے مقابلے میں کسی غیر مسلم کی ملکیت سرٹیفکیشن کے ادارے کو حلال سرٹیفکیٹ جاری کرنے کی اجازت دینے کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ ایسا ہے کہ اگر یہ اجازت نہ ہو تو اس کی وجہ سے حرج لازم آئے گا۔

5۔ غیر مسلم کمپنیوں کے بارے میں فتویٰ:

غیر مسلم کمپنیوں کے بارے میں فتویٰ بالکل تسلیم ہے کہ عدم جواز کا ہو گا۔ لیکن یہ اس صورت میں جب کوئی غیر مسلم اپنی طرف سے خود ساختہ دعویٰ (Self-Claim) کرے یا اس کا مسلمان ملازم بغیر کسی علم و تحقیق کے محض کمپنی کے دباؤ یا خوشنودی کے لئے اس کی مصنوعات کو حلال قرار دے۔ لیکن اگر کسی غیر مسلم کمپنی یا ہوٹل وغیرہ میں باقاعدہ حلال و حرام کی نگرانی کے لئے شرعی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے مکمل انتظامات کے ساتھ مستند مسلمان ماہرین کو مقرر کیا گیا ہو اور ان کی نگرانی میں تیار کی جانے والی اپنی مصنوع کے بارے میں دعویٰ کرے کہ یہ حلال ہے تو یہ حلال ہو گا اور شاید اس کو حرام کہنا جائز نہیں۔

پیشِ نظر معاملے میں شریعہ و فن کے باقاعدہ مسلمان ماہرین کی نگرانی میں حلال و حرام کے فیصلے کئے جاتے ہیں۔ اور ان کے لئے بھی باقاعدہ حلال کا معیار (Standard) موجود ہے، جس کی پیروی (Follow) کرنے کے وہ پابند ہیں، اور ان

کے اوپر مسلمان حکومت کی طرف سے شرعی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ایک اعلیٰ ریگولیٹری اتھارٹی اور ایک ایکریڈیٹیشن باڈی ہے جو وقتاً فوقتاً ان کے کام کو چیک کرے گی ان اداروں میں مسلمان ملازمین خاص طور پر شریعہ ایڈوائزر کو حاصل تمام تر اختیارات کے باوجود ان کے جاری کردہ حلال سرٹیفکیٹ کو محض اسی بناء پر ناجائز کہنا کہ اس کمپنی کا مالک غیر مسلم ہے، محلِ نظر ہے۔

تبصرہ: اس کا جواب وہی ہے جو نمبر ایک پر گزرا ہے۔

6۔ غیر سودی بنکوں کے شریعہ ڈیپارٹمنٹ کی نظیر:

جس طرح غیر سودی بنکوں کو محض شریعہ اسٹینڈرڈ حوالہ نہیں کیا جاتا اور کسی غیر مسلم، بلکہ مسلمان کو بھی یہ اجازت نہیں کہ وہ ازخود محض اسٹینڈرڈ کو فالو کرے، بلکہ ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ شریعہ ایڈوائزر کی خدمات حاصل کریں۔ اسی طرح حلال فوڈ میں بھی باقاعدہ شریعہ ایڈوائزر کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں اور اس کی مکمل نگرانی میں کام ہوتا ہے۔

تبصرہ: اس کا جواب یہ ہے کہ غیر سودی بنک کی سرگرمیاں معاملات سے متعلق ہیں اور بنک در حقیقت کاروباری معاملات کرتا ہے جو بنیادی طور پر شرعاً غیر مسلم کے ساتھ جائز ہیں اور ان میں کسی غیر مسلم کی بات شرعاً قابلِ قبول ہے، اور غیر مسلم اس کا اہل بھی ہے، جبکہ حلال سرٹیفکیشن باڈی کی سرگرمیاں دیانات سے متعلق ہیں جن میں کسی غیر مسلم کی بات شرعاً قبول نہیں اور نہ ہی وہ اس کا اہل ہے۔

یہ بات بھی واضح رہے کہ غیر سودی بنک درجہ کے حساب سے حلال سرٹیفکیشن باڈی کے کلائینٹ (سرٹیفائیڈ کمپنی) کی طرح ہے جو مسلم یا غیر مسلم کسی کی بھی ہو سکتی ہے اور جس طرح غیر سودی بنک کے شریعہ ڈیپارٹمنٹ کے معاملات کو مرکزی بنک کا

شریعہ بورڈ کنٹرول کرتا ہے اسی طرح حلال سرٹیفکیشن باڈی اس غیر مسلم کی ملکیت کمپنی کے اوپر ایک نگران ادارے کے طور پر کام کرتی ہے۔

نوٹ: ہم نے غیر سودی بنک کے شریعہ ڈیپارٹمنٹ کو نمونہ بناتے ہوئے اس سے ملتا جلتا آخر میں متبادل کے طور پر ایک آسان حل پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

حلال وحرام میں کسی غیر مسلم کے مسلمان غلام کی بات مطلقاً (Absolutely) قابل قبول ہے تو کسی غیر مسلم کے مسلمان ملازم کی بات کیوں قابل قبول نہیں؟

جب کوئی مسلمان کسی غیر مسلم کا غلام ہو اور یہ غلام کسی چیز مثلاً گوشت کے بارے میں اطلاع دے کہ یہ حلال ہے تو اس کی یہ بات شرعاً قابل قبول ہے۔اسی طرح کوئی غیر مسلم مالک اپنے مسلمان غلام سے کہے کہ حلال گوشت کا کاروبار کرو تو کیا اس مسلمان غلام کی بات گوشت کے حلال ہونے کے بارے میں قبول نہیں ہوگی؟ اگر یہ قابل قبول ہے تو اسی طرح غیر مسلم کے ملکیتی سرٹیفکیشن کے اداروں میں موجود مسلمان ملازمین کی بات بھی قابل قبول ہونی چاہیے، بلکہ بطریق اولی قبول ہونی چاہیے، کیونکہ یہ غلام نہیں کہ مجبورِ محض ہو، بلکہ ملازم ہے اور حلال کے معاملے میں اس کو مکمل اختیارات حاصل ہیں، بلکہ اس کو رکھا ہی اسی مقصد کے لیے گیا ہے کہ وہ حلال کی نگرانی کرے اور اس کے ساتھ معاہدہ ہوا ہے کہ اس کے کام میں کوئی مداخلت نہیں کی جائے گی۔

تبصرہ: اس دلیل کا ایک جواب یہ ہو سکتا ہے کہ مسلمان غلام حلال وحرام کی بات محض اپنے دین کے تناظر میں کرے گا اور اس سے اس کے غیر مسلم آقا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا، جبکہ پیشِ نظر مسئلہ میں غیر مسلم کے ملکیتی سرٹیفکیشن کے اداروں میں موجود مسلمان ملازمین کی گواہی و سرٹیفکیٹ سے مقصود ہی غیر مسلم کمپنی کے لیے مالی

فائدہ حاصل کرنا ہے، اور اس مسلمان کو ملازم رکھنے کا مقصد ہی یہی ہے، حالانکہ یہ ایک ایسا عمل ہے جس کا سرے سے کوئی غیر مسلم اہل ہی نہیں۔

عام معاملات میں کسی مسلمان کا کسی ملازمت کے نتیجے میں کسی غیر مسلم یا اس کی ملکیتی کمپنی یا ادارے کو خدمات فراہم کرنا مطلقاً حرام یا ناجائز نہیں، لیکن حلال و حرام ایک خالص دینی معاملہ اور اسلام کا شعار ہے اس وجہ سے اس کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔

نیز غیر مسلم کے مسلمان غلام کا حلال گوشت کا کاروبار کرنا معاملات ہے جبکہ حلال و حرام کا مسئلہ دیانات سے ہے اس لیے ایک دوسرے پر قیاس کرنا درست نہیں۔

7۔ کیا واقعی مقاصدِ شریعہ یعنی دین کو خطرہ ہے؟

ایک خطرہ یہ بھی ظاہر کیا جاتا ہے کہ اگر آج حلال سرٹیفکیشن کا معاملہ غیر مسلم کے ملکیتی سرٹیفکیشن کے اداروں کے حوالے کرینگے تو کل پورے دین میں مداخلت کرینگے اور جیسے غیر مسلم وقتاً فوقتاً اسلام کے خلاف سازشیں کرتے رہتے ہیں، اس معاملے میں بھی گڑبڑ کریں گے۔

یہ خطرہ واقعی موجود ہے اور اگر اس کا مضبوط سدِ باب نہیں کیا گیا تو عین ممکن ہے کہ حلال سرٹیفکیٹ کو غیر مسلم کی ملکیتی کمپنی غلط طریقہ سے اور غلط مقاصد کے لیے استعمال کریں، اپنے مالی مفادات کے لیے حرام اشیاء کو حلال قرار دے کر کھلانا شروع کر دیں۔

اس پر اہل علم غور فرمائیں کہ کیا فی الحال پاکستان جیسے ملک میں ریاستی اداروں کی نگرانی، شریعہ ڈیپارٹمنٹ، شریعہ ایڈوائزر کا ہونا وغیرہ کافی ہے یا نہیں؟ اور کیا کل اگر

انہیں دلائل و وجوہات کی بناء پر غیر مسلم کے ملکیتی حلال سرٹیفکیشن کے ادارے غیر مسلم ممالک میں بھی بغیر کسی مسلمان ریگولیٹری اتھارٹی کے کام شروع کریں تو کیا کل ان کو ممکنہ خلافِ شرع کاموں سے روکا جاسکے گا یا نہیں؟

8۔ کیا کسی غیر مسلم سے دینِ اسلام کی رعایت ممکن ہے؟

جواب: بالکل نہیں۔

لیکن یہاں پر غیر مسلم دینِ اسلام کے احکامات کو براہِ راست ڈیل نہیں کر رہا، بلکہ اس نے مسلمان ماہرین کو رکھا ہوا ہے اور وہ مسلمان ماہرین کی نگرانی میں حلال کا کام کرتے ہیں، رہی بات مالی مفادات کی، تو یہ بات وہ کھل کر کرتے ہیں کہ ہمارا مقصد ہے پیسہ کمانا، جس طرح اسلام کی جو بھی شرائط ہوں وہ ہم پوری کریں گے لیکن پیسہ ہمارے پاس آئے، اور ظاہر ہے کہ کسی غیر مسلم کا مسلمان سے پیسہ کمانا بہر حال حرام نہیں، بلکہ جائز طریقے سے ہو تو شرعی دائرہ کار میں کسی غیر مسلم کی خدمات حاصل کرنا جائز ہے۔

تبصرہ: اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات تسلیم ہے کہ کسی غیر مسلم کا مسلمان سے جائز خدمات کے بدلے مال کمانا حرام نہیں، بلکہ جائز طریقے سے ہو تو شرعی دائرہ کار میں کسی غیر مسلم کی خدمات حاصل کرنا جائز ہے۔ لیکن یہاں مسئلہ حلال و حرام کا ہے جس کا غیر مسلم سرے سے اہل ہی نہیں، اس لیے اس کی اجازت دینا شرعاً محلِ نظر ہے۔

9۔ کسی غیر مسلم کی ملازمت:

جیسا کہ یہ بات حقیقت ہے کہ کسی غیر مسلم کے ہاں ملازمت مطلقاً ناجائز نہیں، اسی طرح یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ کسی غیر مسلم کا مسلمانوں کی مارکیٹ سے فائدہ اٹھانا

حرام نہیں، بلکہ بات یہ ہے کہ غیر مسلم کے کاروبار سے کسی شرعی حکم کی مخالفت لازم نہ آتی ہو، تو وہ مسلمانوں کی مارکیٹ میں تجارت و کاروبار کر سکتا ہے۔اسی طرح غیر مسلم کے ملکیتی حلال سرٹیفکیشن کا ادارہ مسلمانوں کے لئے حلال سرٹیفکیٹ سے پیسہ کمانا چاہتا ہے اور صرف اہل لوگ ہی فیصلہ کرنے کے مجاز ہوں، تو یہ جائز ہے۔

تبصرہ: اس کا جواب پہلے دیا جاچکا ہے۔

10۔ شریعت میں اصل اعتبار مقاصد کا ہوتا ہے الفاظ کا نہیں (الامور بمقاصدھا):

شریعت میں اصل اعتبار مقاصد کا ہوتا ہے الفاظ کا نہیں، اس اصول کی روشنی میں بھی غیر مسلم کے ملکیتی حلال سرٹیفکیشن کے ادارے کے لیے جائز ہے کہ وہ حلال سرٹیفکیٹ جاری کرے، کیونکہ یہاں پر مقصد ہی حلال سرٹیفکیٹ کا اجراء ہے اور اس کے لیے بھی مسلمان ملازمین کو رکھا ہوا ہے۔اس پر پیسہ کمانا یا کچھ فیس لینا یہ ناجائز نہیں، مسلمان کے لیے بھی جائز ہے اور شرائط کے ساتھ کسی غیر مسلم کے لیے بھی۔

11۔غیر مسلم کمپنی کا حلال سرٹیفکیٹ کا اجراء دیانات ضمنیہ اور مقصودہ کا مجموعہ ہے:

غیر مسلم کے ملکیتی حلال سرٹیفکیشن کے ادارے سمیت کسی بھی حلال سرٹیفکیٹ کے اجرا کی سرگرمیاں دیاناتِ مقصودہ اور ضمنیہ کا مجموعہ ہے۔

اس بات پر اہلِ علم کا اتفاق ہے کہ خالص دینی معاملات (دیاناتِ مقصودہ) میں کسی کافر کا قول اصلاً قابل قبول نہیں، ضمناً قابلِ قبول ہے، مثلاًفقہاء کرام نے مثال نقل فرمائی ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم یہ کہے کہ یہ گوشت میں نے مسلمان سے خریدا ہے، تو یہ بات قبول ہوگی اور اس اطلاع کی بنیاد پر مسلمان کے لیے اس گوشت کا استعمال کرنا حلال ہے، لیکن اگر غیر مسلم یہ کہے کہ یہ گوشت حلال ہے تو یہ بات مسترد کی جائے گی اس

لیے کہ اس صورت میں وہ غیر مسلم ہوتے ہوئے براہِ راست شرعی حکم لگا رہا ہے جس کا وہ اہل (Eligible) نہیں۔

اس مسئلہ کی مکمل تفصیل باب نمبر 1 میں گزر چکی ہے کہ مسلمان غلام کسی غیر مسلم کے پاس ہو تو حلال و حرام کے معاملے میں اس کی بات قبول ہو گی، اسی طرح غیر مسلم کی طرف سے معاملات کے ضمن میں حلال و حرام کی بات بھی قابلِ قبول ہے۔ لہذا اگر اور کوئی خطرہ نہ ہو اور غیر مسلم کے ملکیتی حلال سرٹیفکیشن کے ادارے میں حلال و حرام سے متعلق تمام فیصلے مسلمان عملہ اور شریعہ کے ماہرین کریں جبکہ دوسرے غیر مسلم لوگ اس فیصلے میں ان کے پابند ہوں تو یہ جائز ہے۔

ایک سوال:

یہاں پر ایک سوال یہ پیدا ہو سکتا ہے کہ پاکستان یا کسی اور اسلامی ملک میں تو چلو یہ بات مان لیتے ہیں کہ اوپر نیچے تمام اتھارٹیز کے لوگ مسلمان ہونگے اور ہو سکتے ہیں، لیکن کسی غیر مسلم اکثریتی ملک میں کام کرنے والے حلال سرٹیفکیشن کے ادارے بھی بڑے تناظر میں کسی نہ کسی درجے میں غیر مسلم اتھارٹیز کے ماتحت ہیں، البتہ ان کو اپنے محدود دائرہ کار میں اجازت و اختیار دیا ہے کہ حلال و حرام کے معاملے میں ہم مداخلت نہیں کریں گے، لیکن انتظامی قوانین میں حلال سرٹیفکیشن کے ادارے ان کے پابند ہوتے ہیں اگر متعلقہ اتھارٹی کسی وجہ سے ان کو بند کرنا چاہیں تو بند بھی کر سکتے ہیں۔ اور ان غیر مسلم حکومتوں کو باقاعدہ حلال سرٹیفکیشن کے اداروں سے ٹیکس وغیرہ کی مد میں مالی فائدہ بھی پہنچتا ہے۔

اس طرح یہاں پر شریعہ ایکسپرٹ یا دوسرے مسلمان ملازمین انتظامی امور میں غیر مسلم انتظامیہ کے پابند ہوتے ہیں لیکن حلال و حرام کے امور میں مسلمان ملازمین

مکمل بااختیار ہوتے ہیں اور اس حوالے سے باقاعدہ اصول وضوابط طے ہوتے ہیں کہ حلال وحرام کے معاملے میں غیر مسلم مداخلت نہیں کریں گے۔

اگرچہ حلال سرٹیفکیشن کا تھوڑا بہت پیسہ غیر مسلم کمپنی کی انتظامیہ کو جاتا ہو، جس طرح غیر مسلم ممالک میں ٹیکس وغیرہ کی مد میں حلال سرٹیفکیشن سے حاصل شدہ پیسہ غیر مسلم حکومتوں کو جاتا ہے، لیکن اس کی وجہ سے ناجائز ہونے کا فتویٰ نہیں دینا چاہیے۔

جواب:

اس اشکال کا تفصیلی جواب پہلے دیا جاچکا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ غیر مسلم ممالک کے مسلمان ادارے چند بنیادی انتظامی قوانین کے علاوہ باقی تمام امور میں مکمل آزاد اور بااختیار ہوتے ہیں، اپنے ادارے کے خود مالک ہوتے ہیں، عزل ونصب کا مکمل اختیار ان کے پاس ہوتا ہے، جبکہ غیر مسلم کمپنی میں کمپنی کا مسلمان ملازم پابند ہوتا ہے، اس لیے یہ قیاس درست نہیں۔ واللہ اعلم

ایک اور سوال:

یہاں پر غیر مسلم کے ملکیتی حلال سرٹیفکیشن کے ادارے کی طرف سے یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ جس طرح غیر مسلم صانع (Non-Muslim Manufacturer) کو شرائط وضوابط کے تحت یہ اجازت ہے کہ وہ مسلمان کمپنی کا حلال لوگو لگا کر اپنی مصنوعات مسلمانوں کو بیچے۔ اسی طرح غیر مسلم کے ملکیتی حلال سرٹیفکیشن کے ادارے کو بھی یہ اجازت ہونی چاہیے کہ وہ کسی مسلمان کا نام یا مسلم کمپنی کا لوگو لگا کر اپنی خدمات مسلمانوں کو بیچ سکے۔ بات ایک ہی ہے چاہے اشیاء کی بیع ہو یا خدمات کی بیع۔ پہلی صورت کو شرعی اصطلاح میں بیع اور دوسری کو اجارہ کہتے ہیں۔

جواب: اس کا جواب یہ دیا جاسکتا ہے کہ دونوں صورتوں میں فرق ہے۔

پہلی صورت میں غیر مسلم بنیادی طور پر از روئے شریعت اس کا اہل ہے کہ وہ مسلمانوں کو اپنی اشیاء بیچے اگر وہ اشیاء اصلاً حلال ہیں اور ان میں حرام کا کوئی شبہ نہیں تو بغیر حلال تصدیق کے بیچ سکتا ہے۔ اسی طرح وہ خدمات جو غیر مسلم کی طرف سے مسلمان کو بغیر حلال سرٹیفکیٹ کے دینا جائز ہیں وہ بغیر حلال سرٹیفکیٹ کے دیں اور جن خدمات میں کسی مسلمان کی تصدیق کی ضرورت ہو تو وہ پہلے کسی مسلمان شریعہ کے ماہر سے تصدیق کروا کر پیش کرے۔ مثلاً حلال سرٹیفکیشن کا تعلق خدمات کی دوسری قسم ہے۔ سرٹیفکیشن میں باقی خدمات غیر مسلم خود انجام دے، مثلاً سائنسی تحقیق وغیرہ، جبکہ حلال وحرام کے معاملات کسی مسلمان کی نگرانی میں دے دیں۔

12۔ کمپنی ایک شخصِ قانونی ہے اور شخصِ قانونی کا مسلمان یا غیر مسلم ہونا شرط نہیں:

جواز کے حق میں ایک دلیل یہ دی جا سکتی جاتی ہے، بلکہ یہی دلیل اس مسئلہ میں سب سے مضبوط دلیل سمجھی جاتی ہے کہ کمپنی حقیقی افراد سے ہٹ کر ایک الگ اور مستقل شخصِ معنوی یا شخصِ قانونی (Legal Entity) ہے اور شخصِ قانونی یا شخصِ معنوی کو اسلام یا کفر کا مکلف نہیں کیا جا سکتا، البتہ کمپنی کے لیے باقاعدہ اصول وضوابط طے ہوتے ہیں جس کی پابندی اس کے لیے ضروری ہوتی ہے، یہ اصول وضوابط اتنے مستحکم ہوتے ہیں کہ کمپنی کا مالک بھی اس میں خلافِ ضابطہ کوئی مداخلت نہیں کر سکتا۔ شخصِ قانونی کا اس سے کوئی سروکار نہیں ہوتا کہ اس کا مالک مسلم ہے یا غیر مسلم۔

اس دلیل کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ غیر مسلم کے ملکیتی ادارے کی طرف سے کسی مسلمان کی نگرانی میں جاری شدہ حلال سرٹیفکیٹ غیر مسلم کا نہیں ہوتا، بلکہ کمپنی کا سرٹیفکیٹ ہوتا ہے اور کمپنی شخصِ قانونی ہے، جس کے اوپر اسلام اور کفر کے احکامات جاری نہیں کیے جا سکتے۔

لہٰذا کسی کمپنی کی طرف سے جاری شدہ حلال سرٹیفکیٹ کو قبول کیا جائے، چاہے اس کے مالکان مسلمان نہ بھی ہوں، بشرطیکہ اس کمپنی نے حلال سرٹیفکیٹ کے اجراء کے لیے مسلمان عملہ اور شریعہ کے ماہرین کا انتظام کیا ہو۔

تبصرہ: ضرورت اور حاجت کی بنیاد پر مختلف معاملات میں اسلامی شریعت کی رو سے شخصِ قانونی یا شخصِ معنوی کا وجود و تصور ایک ایسی حقیقت ہے جس کو صدیوں سے قبول کیا جاتا رہا ہے۔ بظاہر شخصِ قانونی یا شخصِ معنوی کی بنیاد پر ہونے والے بعض معاملات کے جائز و صحیح ہونے پر آج تک فقہاء کرام نے نکیر نہیں فرمائی، بلکہ اس کو محققین مفتیانِ کرام نے اجماعِ سکوتی کی ایک مثال قرار دیا ہے۔

(غیر سودی بینکاری، رفقاء دار الافتاء جامعۃ الرشید کراچی: ص 71)

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں:

''جہاں تک شخص معنوی کے نفس وجود کے معتبر ہونے کا تعلق ہے، اس کا انکار بداہت کا انکار ہے۔ شخص معنوی کی حقیقت یہ ہے کہ کوئی ادارہ بذات خود ایک اپنا وجود اور حیثیت رکھتا ہو جو اُس کے افراد سے الگ ہوتی ہے۔ یہ بات ایسی ہے جس کا انکار ممکن نہیں۔ لہٰذا یہ کہنا کیسے ممکن ہے کہ اسلامی شریعت میں شخص معنوی کا کوئی وجود تسلیم نہیں ہے۔'' (غیر سودی بنکاری شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم: ص 335،336)

بطورِ دلیل حضرت شیخ الاسلام صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں:

''اگر کوئی مقدمہ عدالت میں دائر ہوتا ہے تو اصل فریق شخص حقیقی ہوتا ہے یا ادارہ یعنی شخص معنوی؟'' (ایضاً: ص 336)

مزید فرماتے ہیں:

"اگر کہا جائے کہ عقد کا فریق کمپنی نہیں، بلکہ اُس کا وہ نمائندہ ہے جس نے وہ مصنوعات بیچیں تو سوال یہ ہے کہ اگر اس میں بیع میں کوئی تنازعہ پیدا ہو جائے، مثلاً کمپنی کی ان مصنوعات میں کوئی صنعتی نقص ہو، اور خیار عیب کے تحت اُسے واپس کرنا پڑے تو مقدمہ اُس نمائندے پر ہو گا یا بحیثیت شخص قانونی؟ اگر اُس نمائندے پر ہو گا تو اگر وہ کمپنی کی ملازمت چھوڑ چکا ہو تو کیا اُس کے گھر جا کر اُس سے مطالبہ کیا جائے گا؟ اور اگر وہ مر چکا ہو تو کیا مطالبہ اُس کے ورثاء پر آئے گا؟ اگر نہیں تو اس کا مطلب اور کیا ہے کہ فریق عقد وہ نمائندہ نہیں، بلکہ شخص قانونی ہے۔" (ایضاً: ص337)

"اور اگر کہا جائے کہ فریق دراصل کمپنی کے تمام شرکاء کا مجموعہ ہے، تو شرکاء کا یہ مجموعہ حصص کی خرید و فروخت کی وجہ سے ہر آن بدلتا رہتا ہے، اور اسی اعتباری مجموعے کا نام "شخص قانونی" ہے۔" (ایضاً: ص338)

معلوم ہوا کہ اصل مسئلہ یہ نہیں کہ شخص معنوی یا شخص قانونی (Legal Entity) کا مستقل معنوی وجود ماننا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بلکہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ شخص قانونی پر تمام اُن احکام کا اطلاق ہو گا جو شخص حقیقی پر عائد ہوتے ہیں، یا اُن میں سے کچھ احکام عائد ہونگے اور کچھ نہیں ہونگے؟ (ایضاً: ص336)

اس بارے میں حضرت دامت برکاتہم فرماتے ہیں:

"بات دراصل یہ ہے کہ عاقد کے لئے عاقل ہونے کی جو شرط لگائی گئی ہے، اُس کا مطلب یہ ہے کہ تلفظ بالعقد یعنی ایجاب و قبول کرنے کی اہلیت کسی شخص معنوی میں نہیں ہوتی، اُس کے لئے شخص حقیقی ہونا ضروری ہے، لیکن وہ شخص حقیقی اُس شخص معنوی کی نیابت میں عقد کرتا ہے، جیسے صبی غیر ممیز کی طرف سے اُس کا ولی عقد کرتا

ہے، لیکن عقد کے نتیجے میں جو ملکیت حاصل ہوتی ہے، وہ شخص معنوی ہی کو حاصل ہوتی ہے، عقد کرنے والے شخص حقیقی کو نہیں۔

خلاصہ یہ کہ یہ کہنا درست نہیں کہ شخص قانونی کی معنوی حیثیت تسلیم کرنے کے بعد بھی اُس پر شخص حقیقی کے احکام کسی صورت جاری نہیں ہو سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ شخص حقیقی کی طرح دائن اور مدیون بن سکتا ہے۔" (ایضاً: ص338)

اس پوری تفصیل سے یہ بات واضح ہو گئی کہ شرعاً، عرفاً اور قانوناً کمپنی کے تصرفات میں اصل عاقد شخصِ قانونی ہے لیکن اس میں عاقد کے لیے شرعاً بعض ضروری شرائط پائی نہیں جاتیں، اس لیے شخصِ قانونی کی نیابت کے لیے شخصِ حقیقی کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ عقد صحیح ہو۔

کمپنی کے ساتھ ہونے والے عقود میں عاقد کی تعین کے بارے میں حضرت شیخ الاسلام صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں:

"فریق عقد وہ نمائندہ نہیں، بلکہ شخص قانونی ہے۔" (ایضاً: ص337)

مذکورہ بالا تفصیل کی روشنی میں پیشِ نظر مسئلہ کے بارے میں اتنی بات تو شاید واضح ہو گئی کہ کسی کمپنی سے جاری ہونے والا سرٹیفکیٹ عرفاً اور قانوناً کمپنی یا ادارے کے ملازمین یا نمائندوں کی طرف منسوب نہیں کر سکتے، بلکہ اس شخصِ قانونی یا شخصِ معنوی کی طرف منسوب ہوگا جس کے نام، علامت (Logo) کے ساتھ یہ حلال سرٹیفکیٹ جاری ہوا ہے۔

اس لیے جس شریعہ ایڈوائزر یا دوسرے مسلمان ملازمین و نمائندوں نے ادارے کی ذمہ داری (Behalf) پر اپنے دستخط کے ساتھ یہ حلال سرٹیفکیٹ جاری کیا

ہے، سرٹیفکیٹ جاری کرنے کے بعد اگر اس نے اس ادارے سے استعفی دیا، یا ادارے نے اس کو فارغ کر دیا، یا خدا نخواستہ وہ اللہ کو پیارا ہو گیا اور اس کے بعد اس سابقہ مسلمان ذمہ دار / شریعہ ایڈوائزر کے دستخط کے ساتھ جاری شدہ حلال سرٹیفکیٹ کے حوالے سے کوئی شکایت یا کوئی مقدمہ ہوا تو عدالت میں مقدمہ ادارہ لڑے گا یا اس سابق مسلمان ذمہ دار کو مقدمہ وغیرہ کا پابند سمجھا جائے گا، ظاہر ہے کہ ادارہ ہی یہ سب ذمہ داریاں اٹھائے گا۔

لہٰذا اس بات پر تقریباً تمام اہلِ علم کا اتفاق ہے کہ کمپنی کے ملازمین بحیثیتِ کمپنی نمائندہ جتنے بھی تصرفات کرتے ہیں ان کی نسبت عرفاً و قانوناً ان نمائندوں کی طرف نہیں ہوتی، بلکہ متعلقہ کمپنی اور ادارے کی طرف ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ غیر مسلم کی ملکیت ادارے کے نمائندہ مسلمان ذمہ دار کے دستخط کے ساتھ جاری شدہ حلال سرٹیفکیٹ مکمل طور پر اس مسلمان فرد کا نہیں، بلکہ کمپنی کا شمار ہے اور اس بات کو عرفاً اور قانوناً سب تسلیم کرتے ہیں۔

اس کے بعد اگلا سوال یہ ہے کہ حلال سرٹیفکیٹ شرعی اعتبار سے دیانات کے باب سے متعلق خبر، شہادت یا قضاء وغیرہ کا مسئلہ ہے جس کی تفصیل گذشتہ ابواب میں گزر چکی ہے، جس کے لیے از روئے شریعت باتفاقِ تمام فقہاء کرام یہ شرط ہے کہ حلال و حرام کی خبر دینے والے، اس کے بارے میں گواہی دینے والے یا حلال و حرام کے فیصلہ کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ عادل مسلمان ہو۔

اب کمپنی یا ادارے (شخصِ قانونی) کو اسلام اور کفر کا مکلف تو بنا نہیں سکتے لہٰذا لازماً اس حلال سرٹیفکیٹ کی نسبت کے لیے شخصِ حقیقی کی ضرورت ہے۔ پیشِ نظر مسئلہ میں شخصِ حقیقی دو ہیں، کمپنی کے مالکان یا کمپنی کے مسلمان ملازمین۔

لہٰذا اس حلال سرٹیفکیٹ کی نسبت کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں:

1۔ غیر مسلم کی ملکیت ادارے کی طرف سے جاری شدہ حلال سرٹیفکیٹ کی نسبت جاری کرنے والے مسلمان ملازمین کی طرف کرے، یہ بات شرعاً مطلوب ہے، لیکن قانوناً و عرفاً درست نہیں۔

2۔ غیر مسلم کی ملکیت ادارے کی طرف سے جاری شدہ حلال سرٹیفکیٹ کی نسبت شخصِ قانونی کی طرف کرے، یہ بات قانوناً و عرفاً درست ہے لیکن شرعاً جائز نہیں۔

3۔ غیر مسلم کی ملکیت ادارے کی طرف سے جاری شدہ حلال سرٹیفکیٹ کی نسبت ادارے کے غیر مسلم مالکان کی طرف کرے، یہ بات بھی قانوناً و عرفاً شاید درست ہو، لیکن شرعاً جائز نہیں۔

اصل سوال: کسی ادارے یعنی شخصِ قانونی کا حلال سرٹیفکیٹ کس کی طرف منسوب ہے؟

اصل سوال اب یہ سامنے ہے شرعاً راجح کیا ہے کہ غیر مسلم کی ملکیت ادارے (شخصِ قانونی) کی طرف سے جاری شدہ حلال سرٹیفکیٹ کی نسبت ادارے کے غیر مسلم مالکان کی طرف کرے یا اس ادارے کے مسلمان ملازمین کی طرف؟

جواب: اگر اس سرٹیفکیٹ کی ظاہری صورت کو دیکھیں تو فوراً یہی ذہن میں آتا ہے کہ جب مسلمان نے دستخط کیے ہیں تو سرٹیفکیٹ اسی کی طرف منسوب ہونا چاہیے، اور مزید یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ تصحیحا للعقد اس جانب کو ترجیح دے کر جائز قرار دینا چاہیے۔

لیکن غیر مسلم کی ملکیت ادارے (شخصِ قانونی) کی طرف سے جاری شدہ سرٹیفکیٹ کو مسلمان ملازمین کی طرف منسوب کر کے جائز قرار دینا درجِ ذیل وجوہ کی بناء پر شرعاً محلِ نظر اور مشتبہ ہے:

- سرٹیفکیٹ کی نسبت عرفاً و قانوناً کمپنی کے مسلمان نمائندوں کی طرف نہیں ہوتی۔
- سرٹیفکیٹ کے خلاف قانونی کارروائی کی صورت میں کمپنی کے مسلمان نمائندے جوابدہ نہیں ہوتے، کمپنی ہوتی ہے یا اس کے مالکان، جو مقدمے کا سامنا کرتے ہیں۔
- حلال و حرام کا مسئلہ دیانات کا مسئلہ ہے اور دیانات میں احتیاط کے پہلو پر عمل کا فتویٰ دیا جاتا ہے۔
- کسی مسئلے میں جائز ناجائز، حلال و حرام کے دونوں پہلو موجود ہوں تو ترجیح ناجائز و حرام کو ہوتی ہے۔
- کسی مسئلے میں شدید ضرورت ہو اور متبادل موجود نہ ہو اور اس مسئلہ میں جواز کا فتویٰ نہ دینے کی صورت میں امت کو حرج ہو تو تصحیحاً للعقد شرعی دائرے میں رہتے ہوئے جواز و گنجائش دینے کی کوشش کی جاتی ہے، جبکہ
- حلال سرٹیفکیشن کے شعبے میں پوری دنیا میں مسلمانوں کی نگرانی و ملکیت میں بہترین ادارے قائم ہیں، کسی غیر مسلم کی ملکیت ادارے کو حلال سرٹیفکیشن کی اجازت دینے کی کوئی ایسی اشد ضرورت بھی نہیں جس کی وجہ سے جواز کا فتویٰ نہ دینے کی صورت میں مسلمانوں کو حرج ہو۔
- مقاصدِ شریعہ، مصالحِ دینیہ اور سدِ ذرائع کے اصول کے صریح خلاف ہے۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

ضروری وضاحت: یہاں پر غیر سودی بینکوں کے نظام پر قیاس یا اس کی وجہ سے اشکال درست نہیں، اس لیے غیر سودی بینکوں کی شدید ضرورت ہے، مسلمانوں کو بینکنگ کا نظام نہ ہونے کی وجہ سے شدید حرج ہوگا، اور فی الحال موجودہ نظام سے کوئی اچھا نظام موجود نہیں، نیز غیر سودی بینکاری کی سرگرمیاں شرعی اعتبار معاملات سے متعلق ہیں جبکہ حلال سرٹیفکیشن کی سرگرمیاں شرعی اعتبار دیانات سے متعلق ہیں۔ اس پر تفصیلی بحث پہلے گزر چکی ہے۔ فلیراجع ثمہ

ایک اشکال: یہاں پر یہ اشکال کیا جاسکتا ہے کہ اگر کسی غیر مسلم نے اپنے مسلمان غلام (عبدِ ماذون) سے کہا کہ تم حلال گوشت بیچنے یا حلال کی تصدیق (Halaal Certification) کا کاروبار شروع کرو اور اس کی وجہ سے جو کمائی ہو وہ مجھے دیا کرو، تو کیا اس مسلمان غلام سے گوشت خریدنا یا حلال کے حوالے سے اس کی خبر واطلاع جائز نہیں ہوگی؟! اگر یہ جائز ہے تو پھر کسی غیر مسلم کی ملکیت ادارے کو مسلمان ملازمین کی نگرانی میں حلال سرٹیفکیشن بھی جائز ہونی چاہیے۔

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں بظاہر فرق ہے کیوں کہ جب غیر مسلم کا مسلمان غلام حلال کی تصدیق (Halaal Certification) کا کام کرے گا تو وہ اپنی مستقل ذاتی حیثیت میں ایک مسلمان کے طور پر کرے گا۔ غیر مسلم نے اپنے مسلمان غلام (عبدِ ماذون) سے یہ نہیں کہا کہ تم حلال کی تصدیق (Halaal Certification) کا کام کرو اور حلال کی اطلاع کی سند (Halaal Certificate) میری طرف منسوب کرو کیونکہ مارکیٹ میں میرا اچھا نام (Good Will) ہے، مسلمانوں کو مجھ پر بہت اعتماد ہے، سرٹیفکیشن کے حوالے سے میرا بہت تجربہ ہے وغیرہ وغیرہ۔

جبکہ پیش نظر مسئلہ میں ایک غیر مسلم کمپنی یا فرد اپنے مسلمان ملازم سے یہ نہیں کہہ رہے کہ آپ لوگوں کو کمپنیوں کو ایک مسلمان کی شناخت کے ساتھ اپنی ذاتی حیثیت میں حلال کی سندات جاری کرو، بلکہ ایک غیر مسلم اپنے مسلمان ملازم سے کہہ رہا ہے کہ آپ کمپنیوں کو حلال کی سندات جاری کرو اور حلال کی اس سند (Halaal Certificate) کی نسبت میری کمپنی کی طرف کرو، کیونکہ مارکیٹ میں میرا اچھا نام (Good Will) ہے، لوگوں کو مجھ پر بہت اعتماد ہے، سرٹیفکیشن کے حوالے سے میرا بہت تجربہ ہے وغیرہ وغیرہ۔

سوال یہ ہے کہ ایک غیر مسلم اپنی یا اپنی کمپنی کی طرف کسی مسلمان کی طرف سے جاری شدہ حلال سرٹیفکیٹ کو منسوب کرنے پر مصر کیوں ہے؟ وجہ ظاہر ہے کہ مقصد کسی مسلمان کی شناخت کے ساتھ بحیثیت ایک مسلمان فرد یا کمپنی حلال کا سرٹیفکیٹ جاری کرنا نہیں، بلکہ اصل مقصد ایک غیر مسلم کی کمپنی کی شناخت کے ساتھ حلال کا سرٹیفکیٹ جاری کرنا ہے جو ازروئے شریعہ درست نہیں۔

نوٹ: بندہ نے اس حصے میں مذکورہ مسئلہ میں اپنی فہم کے مطابق جواز کے ممکنہ دلائل و نظائر بھی عرض کیے اور اپنا تبصرہ بھی، ان دلائل و نظائر کی رو سے کوئی اس کی گنجائش دینا چاہے تو اس مسئلہ میں ایک رائے اس کی ظاہری صورت کو دیکھتے ہوئے کسی نہ کسی درجہ میں گنجائش اور جواز کی بھی ہو سکتی ہے، لیکن جیسا کہ اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ اصولی طور پر بظاہر، ہر جائز چیز کے جواز کا فتویٰ دینا درست نہیں اور نہ ہی مسلمانوں کے دین کے اہم ترین معاملے میں شرعی طور پر خطرات سے پُر ایک مکمل نظام اس طرح کمزور بنیادوں پر تشکیل دیا جا سکتا ہے۔از مؤلف عارف علی شاہ

دلائل کا موازنہ:

دونوں موقف کے بارے میں دلائل اور ان کا موازنہ گذشتہ صفحات میں تفصیل سے ذکر ہوا۔ بندہ نے "تبصرہ" کے عنوان سے جواز کے دلائل کے بارے میں اپنا نقطہ نظر بھی پیش کیا۔

عالمی سطح پر حلال سرٹیفکیشن کے مختلف ادارے اس معاملے میں دوٹوک موقف رکھتے ہیں اور ان کی طرف سے مختلف عالمی فورمز پر اس کو سختی سے منع کیا گیا ہے اور ایسے اداروں کے اوپر پابندی (Bane) لگانے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔

تاہم ایسی کسی بھی رائے کی فوری تائید سے پہلے ہم نے یہ ضرورت اور اپنی شرعی ذمہ داری محسوس کی کہ دیکھا جائے کہ خالص شرعی نقطۂ نظر (Sharia Point of View) سے اس مسئلہ کا حکم کیا ہے؟

شریعت جتنی گنجائش دیتی ہے اس کو محض اپنی مرضی و خواہش سے کوئی بھی مفتی یا کوئی اور شخص روک نہیں سکتا اور اگر شریعت کی طرف سے کسی چیز کی گنجائش نہیں تو اپنی مرضی یا خواہش سے کوئی بھی مفتی یا مسلمان اس کی اجازت نہیں دے سکتا، ظاہر ہے کہ شریعت پر عمل کرنے کے ہم سب پابند ہیں اور اقوامِ عالم میں یہ ہمارا مذہبی حق ہے جس پر اس کی روح کے مطابق عمل کرنے کی ہمیں مکمل آزادی و حق حاصل ہے، یہ حق دنیا کے ہر مذہب کے لیے ہر آئین و دستور نے تسلیم کیا ہوا ہے۔

لہٰذا پیشِ نظر مسئلہ (غیر مسلموں کی ملکیت کسی بھی ادارے، کمپنی، فرنچائز، فرم وغیرہ کسی بھی قسم کے ادارے کو حلال سرٹیفکیشن کی اجازت دینے کے مسئلے) میں شریعت کے مختلف صریح و ضمنی دلائل و نظائر، فقہاء اسلام کے اجتهاد و قیاس، مقاصدِ

شریعہ، مصالحِ دینیہ، حمیت وغیرتِ اسلامیہ، سدِ ذرائع اور جواز کا فتویٰ دینے یا حکومت کی طرف سے اس کی اجازت دینے کی صورت میں تحفظِ دین کو لاحق شدید ترین خطرات وعواقب کی بنیاد پر ہماری رائے یہ ہے کہ غیر مسلموں کی ملکیت کسی بھی ادارے (کمپنی، فرنچائز، فرم وغیرہ کسی بھی قسم کے ادارے کو) حلال سرٹیفکیشن کی اجازت دینا ازروئے شریعت درست نہیں، جس کی وجوہات تفصیل سے ذکر ہو چکی ہیں۔

راقم کا رجحان:

بندہ مکرر عرض کرتا ہے کہ دونوں طرف کے دلائل ونظائر دیکھنے کے بعد راقم نے دیانتداری کے ساتھ جو کچھ شریعت کی روشنی میں اس مسئلے کو سمجھا ہے اس کی روشنی میں میری رائے یہ ہے کہ غیر مسلم کی ملکیت کسی بھی ایسے ادارے (کمپنی، فرنچائز، فرم وغیرہ) یا غیر مسلموں کی طرف منسوب یا غیر مسلموں کے کنڑول میں چلنے والے کسی بھی قسم کے ادارے کے ماتحت یا اس کے کسی بھی ذیلی شعبے کو حلال سرٹیفکیشن کی اجازت دینا ازروئے شریعت درست نہیں۔

لہٰذا تمام متعلقہ ذمہ داران کو چاہیے کہ اس مسئلہ کے لیے قرآن وسنت کی روشنی میں مستند اہلِ علم کے زیرِ نگرانی فوری طور پر ضروری قانون سازی کریں اور اس کو اپنی روح کے مطابق نافذ کریں۔

ایک ضروری وضاحت:

واضح رہے کہ اس مسئلہ کے بارے میں اب تک جتنی بھی تفصیل بندہ نے پیش کی ہے وہ بالکل حتمی رائے نہیں، بلکہ کئی سالوں سے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس شعبے کو قریب سے دیکھنے، کچھ عملی کام کرنے اور بڑوں کی دعاؤں کے نتیجہ میں محض ایک طالب علمانہ رائے اور اس موضوع پر میری ابتدائی سوچ میری فہم کا نتیجہ ہے جس کا

مقصد مزید تحقیق کے لیے بنیاد فراہم کرنا ہے، میری ناقص معلومات کے مطابق حلال سرٹیفکیشن کی مختلف سرگرمیوں کے بارے میں خالص فقہی نقطہ نظر سے اب تک پوری دنیا میں شاید کسی نے اس پر بحث کی ہو۔

دلیل کی بنیاد پر اختلافِ رائے کا حق ہر کسی کو ہوتا ہے، میں اپنی رائے میں غلطی کے امکان کو یکسر مسترد نہیں کرتا، ممکن ہے کہ کسی کی رائے ہمارے موقف کے خلاف ہو، اور اس کی رائے درست بھی ہو سکتی ہے، لہٰذا ہم اس کی رائے کا بھی احترام کریں گے، اسی وجہ سے ہم یہ درخواست کرتے ہیں کہ عصرِ حاضر میں فقہی میدان میں کام کرنے والے علماء کرام کو چاہیے کہ اس موضوع پر مزید تحقیق فرمائیں اور ان کی طرف سے مضبوط شرعی دلائل کی روشنی میں ہماری رائے کے علاوہ کوئی اور مضبوط شرعی موقف سامنے آئے، اس کو بخوشی قبول کرنے میں کسی کو بھی کوئی تامل نہیں ہونا چاہیے۔

مسئلہ کے حل کی چار متبادل جائز صورتیں:

ذیل میں بندہ اہلِ علم اور اربابِ اختیار کی خدمت میں اس مسئلہ کے حل لیے چند متبادل حل پیش کرتا ہے، متعلقہ اداروں کو چاہیے کہ جس حل کے بارے میں اہلِ علم متفق ہو جائیں یا کم از کم جو کثرتِ رائے سامنے آجائے اس کے مطابق یہ مسئلہ حل فرمائیں۔

جیسا کہ حضرات علماء کرام فرماتے ہیں کہ مفتی کا کام صرف یہ نہیں ہوتا کہ کسی چیز کے عدمِ جواز کا فتویٰ دے کر اپنے آپ کو بری الذمہ سمجھے، بلکہ جہاں ضروری ہو تو وہاں اس مسئلہ کا متبادل جائز حل بھی بتائے۔ چونکہ حلال سرٹیفکیشن امتِ مسلمہ کا ایک ضروری اور اجتماعی مسئلہ ہے اس لیے اس حوالے سے ذیل میں طالب علمانہ رائے کے

درجے میں متبادل حل پیش کرنے کی کوشش کرتا ہوں، تاکہ اہل علم اس پر غور کر سکیں۔

یہ ایک حقیقت ہے، جس کے اعتراف کرنے میں ہمیں کوئی جھجک نہیں ہونا چاہیے کہ غیر مسلموں نے جدید سائنس وٹیکنالوجی میں انتھک محنت کر کے نہ صرف اپنے لیے، بلکہ پوری عالمِ انسانیت کی سہولت و خدمت کے لیے بے پناہ کام کیا ہے، اور اس حوالے سے پوری عالمِ انسانیت عام ضروریاتِ زندگی میں غیر مسلموں کے رحم و کرم پر ہے، سائنس و ٹیکنالوجی کے علاوہ نظام و انصرام میں بھی غیر مسلموں کی صلاحیتوں کے سب معترف ہیں، اور کم قسمتی سے مسلمان ملک یا مسلمانوں کی حکومتیں اپنی عوام کو وہ سہولیات و معیارِ زندگی نہیں دے سکا، جو غیر مسلم حکمرانوں نے اپنی عوام کو دیا ہے الاماشاءاللہ

کیونکہ یہ بات قانونِ الٰہی اور ہمارے ایمان کا حصہ ہے کہ دیانت و امانت، عدل وانصاف، نظم و ضبط، معاملات کی صفائی، بات کی سچائی، تکلفات سے دوری، ایثار و قربانی، قانون کی اطاعت و بالادستی، بے پناہ محنت، اپنے کام سے لگن و جذبہ، اچھی طرزِ حکمرانی وغیرہ، یہ وہ صفات ہیں، جس پر کوئی بھی فرد یا قوم مسلم ہو یا غیر مسلم، اگر صحیح نہج پر صحیح محنت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں ضرور اس کی محنت کا صلہ عطا فرماتے ہیں، کیونکہ مذکورہ ساری چیزیں درحقیقت اسلامی احکام اور دینِ اسلام کا طرہ امتیاز ہیں، لیکن جب مسلمانوں نے ان چیزوں کو چھوڑا اور غیر مسلموں نے اپنایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ترقی دی، اور یہ ترقی ان کے کفر کی وجہ سے نہیں بلکہ حق کی صفات اپنا کر اللہ تعالیٰ نے ان کو ترقی دی۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ کا مشہور ملفوظ ہے کہ جہاں بھی تم باطل کو ترقی کرتا ہوا دیکھو، تو معلوم کرو! وہاں ضرور حق کی صفات ساتھ لگی ہوں گی۔

شریعتِ اسلامیہ روزِ اول سے دنیاوی امور میں غیر مسلموں کے ساتھ ضرورت کے تحت معاملہ کرنے کی اجازت دیتی رہی ہے، اور فقہاءِ کرام نے حلال و حرام کے مسئلہ میں بھی بقدرِ ضرورت غیر مسلموں کو اجازت دے دی اور ان کی بات قبول کی۔

آج بھی ہمارا خیال ہے کہ غیر مسلموں کی ملکیت یا ان کے ماتحت کسی ادارے کے پاس اگر سرٹیفکیشن کے میدان میں تجربہ و استعداد (Experience and Expertise) موجود ہے اور وہ اس میدان میں کام کرنا چاہے۔ تو مرحبا (Most Welcome)

لیکن حلال و حرام چونکہ مسلمانوں کا ایک خالص دینی مسئلہ ہے اس لیے شرعی حدود و قیود کا خیال رکھنا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔

لہٰذا شریعہ کی رو سے اس کی چار مجوزہ متبادل (Alternative) صورتیں ہو سکتی ہیں:

پہلا جائز متبادل حل:

1) سب سے بہتر اور بے غبار (Clear) صورت یہ کہ غیر مسلم کی ملکیت سرٹیفکیشن کا ادارہ حلال سرٹیفکیشن کے علاوہ باقی سرٹیفکیشن اپنے اصل نام اور شناخت (Original Name & Identity) کے ساتھ کرے، البتہ حلال سرٹیفکیشن کے لئے الگ شناخت اور الگ قانونی حیثیت کے ساتھ مسلمانوں کی ملکیت میں اور مکمل اختیار میں دوسرا ادارہ قائم ہو جس کے ساتھ غیر مسلم کا ملکیتی ادارہ یہ معاہدہ کر لے کہ سائنسی و فنی تحقیقات و خدمات غیر مسلم کمپنی کی طرف سے ہوں، جبکہ وہ تمام خدمات جو

شریعہ کی رو سے حلال سرٹیفکیشن کے میدان میں کوئی غیر مسلم فرد یا ادارہ انجام نہیں دے سکتا، ایسی تمام خدمات (بشمولِ حلال سرٹیفکیٹ کے لیے درخواست کی وصولی اور حلال سرٹیفکیٹ کا اجراء) اس نئے ادارے کی طرف سے ہوں جو مکمل طور پر مسلمانوں کی ملکیت، نگرانی و اختیارات میں کام کررہا ہو، اس متبادل حل کی روشنی میں جب سرٹیفکیٹ جاری ہو تو اس پر دونوں اداروں کا نام اور نشان وعلامت (Name & Logo) موجود ہو۔ اگر کوئی درخواست کسی غیر مسلم کے ادارے کی طرف آتی ہے تو اس کو مسلمانوں کی ملکیت متعلقہ ادارے سے رجوع کرنے کا مشورہ دے۔

مشترکہ طور پر جاری شدہ سرٹیفکیٹ پر درجِ ذیل مفہوم کی عبارت ہو:

{ا۔ب۔ج/ ABC (مسلمانوں کا ملکیتی ادارہ) س ش ص/ XYZ (غیر مسلموں کے ملکیتی ادارے) کے تعاون سے حاصل شدہ فنی و سائنسی تحقیقات و معلومات کے بعد شریعہ کی روشنی میں یہ تصدیق کرتا ہے کہ درجِ ذیل کمپنی کی مصنوعات حلال ہیں۔}

نوٹ: ہمارے خیال میں اس متبادل حل میں بالخصوص ہمارے ملک کے حوالے سے کوئی زیادہ قانونی یا عملی مشکلات بھی نہیں، اس لیے کہ غیر مسلموں کی ملکیت سرٹیفکیشن کے ملٹی نیشنل اداروں کا غیر مسلم عملہ (Non-Muslim Staff) عام طور پر خود یہاں آکر کام نہیں کرتا۔ بلکہ یہاں کے لوگوں کو اپنے نام کی فرنچائز کھولنے کی اجازت دیتے ہیں، جن کے ادارے کے نام کے استعمال ہونے کی وجہ سے ان کو متعین مقدار میں معاوضہ دیا جاتا ہے۔ اصل ادارہ کسی بھی ملک کا ہو لیکن یہاں پر اس کی فرنچائز / برانچ وغیرہ مکمل طور ہمارے ملک کے قوانین کے مطابق رجسٹر ہوتی ہے، اور تمام تر قوانین وضوابط میں یہاں کی قوانین کی پابندی کرتے ہیں۔ مثلاً نیسلے کی

کمپنی باہر کی ہے لیکن یہاں پر وہ نیسلے پاکستان کے نام سے رجسٹرڈ ہے، یہی حال پیپسی کولا وغیرہ ملٹی نیشنل کمپنیوں کا ہے۔

اسی طرح غیر مسلموں کی ملکیت حلال سرٹیفکیشن کا کوئی ادارہ اگر پاکستان میں یا کسی اور ملک میں حلال سرٹیفکیشن کا کام کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے بھی رجسٹریشن سے لے کر ایکریڈیٹیشن و حلال سرٹیفکیٹ کے اجراء تک تمام مراحل میں متعلقہ ملک کے حلال اسٹینڈرڈ اور اصول وضوابط کا اسی طرح پابند ہوگا جس طرح مسلمانوں کی ملکیت ایسے ادارے پابند ہوتے ہیں۔

اس لحاظ سے بظاہر قانونی اعتبار سے شاید کوئی حرج نہیں، لیکن دوسری طرف یہ خالص حلال و حرام کا معاملہ ہے اور کسی غیر مسلم کی ملکیت حلال سرٹیفکیشن کا کوئی ادارہ جب سرٹیفکیٹ جاری کرتا ہے، تو اگرچہ وہ سرٹیفکیٹ کسی مسلمان کے دستخط کے ساتھ جاری ہوتا ہے لیکن اس کی نسبت قانونی و عرفی اعتبار سے بہر حال غیر مسلم کی ملکیت ادارے اور اس کے توسط سے غیر مسلم مالکان کی طرف ہوتی ہے، جو اس مسئلہ میں از روئے شریعت مکمل طور پر نااہل ہے اور یہ غیر مسلم مالکان اس معاملے میں اثر ورسوخ ضرور رکھتے ہیں۔ جس کی بنیاد پر اس کی اجازت دینا شریعت کے خلاف ہے، اور اس پر مذکورہ بالا متبادل کے مطابق عمل کیا جائے۔

دوسرا جائز متبادل حل:

2) اگر غیر مسلم کی ملکیت سرٹیفکیشن کا کوئی ادارہ مذکورہ بالا تفصیل و ترتیب کے ساتھ الگ سے اپنے لیے خاص کسی مستقل خود مختار ادارے کی خدمات حاصل نہیں کرسکتا یا ان کو کوئی مشکلات یا تحفظات ہیں (مثلاً اس حوالے سے ابھی تک کوئی قانون موجود نہیں) تو پھر یہ صورت اختیار کرے کہ حلال سرٹیفکیشن کے لیے وہ خدمات جو

شرعی نقطۂ نظر (Sharia Point of View) سے کسی غیر مسلم کی طرف سے جائز ہوں، مثلاً سائنسی فنی خدمات و تحقیقات غیر مسلم کی ملکیت سرٹیفکیشن کا ادارہ خود انجام دے اور حلال کی خدمات و معاملات مستند ماہرین پر مشتمل خالص مسلمانوں کی ملکیت کسی غیر جانبدار شریعہ نگرانی کے بااختیار و مجاز ادارہ (Impartial, Authentic ,Competent & Authorized Sharia Supervisory Board) کے حوالہ کرے، یہ بورڈ یا ادارہ ایسا ہو جو اسلامی ملک میں متعلقہ ریاستی ادارے اور غیر مسلم ملک میں متعلقہ ملک کے اسلامی مذہبی امور کے لیے حکومت کی طرف سے منظور شدہ ادارے سے رجسٹرڈ اور تسلیم شدہ (Registered and Recognized) ہو۔ اگر متعلقہ غیر مسلم ملک میں مذہبی امور کی نگرانی کے لیے ایسا کوئی ادارہ نہ ہو تو حلال کی نگرانی کے لیے کسی بین الاقوامی ادارے سے الحاق و استناد (Affiliation and Accreditation) حاصل کی جاسکتی ہے۔

حلال سرٹیفکیٹ پر دونوں اداروں کی علامت (Logo) اور ذمہ دار لوگوں کے دستخط ہوں۔ ایک دوسرے کے ساتھ مختلف خدمات کی فراہمی کا معاوضہ باہمی رضامندی سے طے کریں۔ اس صورت میں سرٹیفکیٹ میں یہ عبارت موجود ہونی چاہیے کہ حلال کے حوالہ سے تمام امور کی نگرانی اور فیصلہ سازی (Decision Making) شریعہ نگرانی کے فلاں ادارے کی طرف سے ہے۔

یہ دونوں صورتیں مسلم اور غیر مسلم دونوں طرح کے ملکوں میں قابل عمل (Applicable) اور ازروئے شریعت جائز (Valid) ہیں۔

تیسرا جائز متبادل حل:

3) اس مسئلے کا تیسرا حل یہ ہے کہ اگر غیر مسلم کی ملکیت سرٹیفکیشن کے ادارے کے لیے کسی معقول عذر (مثلاً اس حوالے سے ابھی قانون سازی نہیں ہوئی وغیرہ اعذار) کی بناء پر مذکورہ بالا دونوں صورتوں پر عمل کرنا مشکل ہو تو اسلامی ملک میں حلال سرٹیفکیشن کی نگرانی اور الحاق و تسلیم کے لیے متعلقہ ریاستی ادارے (State Regulatory and Accreditation Bodies)، مثلاً پاکستان میں PNAC یا PHA ، غیر مسلم کی ملکیت سرٹیفکیشن کے اداروں کے لیے بالخصوص اور مسلمانوں کی ملکیت سرٹیفکیشن کے اداروں کے لیے بالعموم اپنی مکمل نگرانی میں تمام شرعی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے شرعی ماہرین کے مشورہ ومنظوری سے کوئی معیار (Criteria) وضع کرے۔

غیر مسلم کی ملکیت سرٹیفکیشن کے اداروں کے لیے بالخصوص اس معیار (Criteria) کی اہم شقیں (Clauses) مندرجہ ذیل ہو سکتی ہیں: مثلاً،

- غیر مسلم کی ملکیت حلال سرٹیفکیشن کا یہ ادارہ حلال سرٹیفکیٹ کے اجراء میں مکمل طور پر مسلمانوں کے اختیار میں ہوگا۔
- غیر مسلم کی ملکیت یہ ادارہ حلال سرٹیفکیشن کے (تمام وہ معاملات و اختیارات، جن کا شریعت کی رو سے کوئی غیر مسلم فرد یا ادارہ اہل نہیں، کے) کے حوالے سے کسی بھی مرحلے پر اپنی غیر مسلم اعلیٰ انتظامیہ کا نہیں، بلکہ متعلقہ اسلامی ملک کی متعلقہ ریاستی اداروں کی شرائط وضوابط کا پابند ہوگا۔
- غیر مسلم کی ملکیت ادارے میں حلال سرٹیفکیشن کے شعبے کے مسلمان عملہ (Muslim Staff) کے عزل ونصب کا اختیار غیر مسلم مالکان کے پاس نہیں ہوگا، بلکہ اسلامی ملک کے متعلقہ ریاستی اداروں کے پاس ہوگا۔

❖ غیر مسلم کی ملکیت حلال سرٹیفکیشن کا یہ ادارہ حلال سرٹیفکیشن کے لئے اپنا کوئی معیار (Standard) لاگو (Apply) نہیں کرے گا، بلکہ حلال سرٹیفکیشن کے لئے یہ ادارہ متعلقہ اسلامی ملک کے معیار و قانون کی پیروی (Follow) کرے گا۔

❖ غیر مسلم کی ملکیت حلال سرٹیفکیشن کے ادارے کے لیے متعلقہ اسلامی ملک میں حلال سرٹیفکیشن کی نگرانی اور الحاق و تسلیم کے لیے ذمہ دار ریاستی ادارے (State Regulatory and Accreditation Bodies) سے رجسٹریشن و ایکریڈیٹیشن لازمی ہوگی۔

❖ غیر مسلم کی ملکیت حلال سرٹیفکیشن کے ادارے کا غیر مسلم انتظامیہ تحریری طور پر یہ معاہدہ (Agreement) کرے کہ ہم حلال سے متعلقہ معاملات اور اصول وضوابط میں کسی قسم کی کوئی مداخلت نہیں کرینگے۔

❖ غیر مسلم کی ملکیت ادارے میں حلال سرٹیفکیشن کے شعبے کا مکمل عملہ (Staff) مسلمان ہوگا۔

❖ غیر مسلم کی ملکیت حلال سرٹیفکیشن کے اداروں میں شریعہ ڈیپارٹمنٹ کا ہونا لازمی ہوگا جو کم از کم تین مستند مفتیانِ کرام پر مشتمل ہو، جن میں دو ارکان کی خدمات اس ادارے کو مستقل حاصل ہوں، جبکہ ایک رکن بوقتِ ضرورت ان کے ساتھ مشاورت و فیصلے میں شامل ہو۔

نوٹ: واضح رہے کہ یہ تیسرا حل صرف اسلامی ملک کے لیے قابل قبول ہے جہاں پر شریعہ کے حوالے سے ریاست کو مکمل اختیارات و آزادی حاصل ہو۔ کسی غیر مسلم ملک میں اس طرح کی اجازت دینا درست نہیں۔

چوتھا جائز متبادل حل:

4) بندہ کے خیال میں اس مسئلہ کا ریاست کے لیے سب سے آسان (Easy) قابلِ عمل (Applicable)، پائیدار (Reliable) اور شرعی نقطۂ نظر (Sharia Point of View) سے کسی بھی خطرے سے خالی (Riskless) حل یہ ہے:

کہ جس طرح پاکستان میں غیر سودی (اسلامی) بنکوں میں شریعہ ایڈوائزری بورڈ کو اسٹیٹ بنک کا شریعہ ڈیپارٹمنٹ براہِ راست کنڑول کرتا ہے۔ حتی کہ غیر سودی (اسلامی) بنکوں میں شریعہ ایڈوائزری بورڈ کے ممبران ومفتیانِ کرام کے عزل و نصب (Appointment and Termination) کا اختیار اسٹیٹ بنک کے پاس ہوتا ہے، متعلقہ بنک کے مالکان واعلیٰ انتظامیہ (Top management) صرف مشورہ دے سکتی ہے، فیصلہ کا مکمل اختیار اسٹیٹ بنک کے پاس ہوتا ہے نیز شریعہ ایڈوائزری بورڈ کے ممبران اپنی ذمہ داری کے حوالے سے اسٹیٹ بنک کے شریعہ ڈیپارٹمنٹ کو جواب دہ ہوتے ہیں متعلقہ بنک کو نہیں، اور نہ ہی متعلقہ بنک شریعہ ایڈوائزری بورڈ کے ممبران کی ذمہ داری پر اثرانداز ہو سکتا ہے۔

اسی طرح حلال سرٹیفکیشن کے تمام اداروں میں شریعہ ڈیپارٹمنٹ کے ذمہ دار حضرات اور ممبران کو براہِ راست مرکزی طور پر ذمہ دار و بااختیار ریاستی ادارے (State Regulatory and Accreditation Bodies) کنڑول کریں، مثلاً پاکستان میں یہ ادارہ PHA یا PNAC یا کوئی اور سرکاری ادارہ ہو سکتا ہے۔

حلال سرٹیفکیشن کے تمام اداروں میں شریعہ ڈیپارٹمنٹ کے ذمہ دار حضرات اور ممبران کے عزل و نصب (Appointment and Termination) کا اختیار اس مرکزی بااختیار ریاستی ادارے کے پاس ہو اور متعلقہ حلال سرٹیفکیشن باڈی (HCB) کے لوگ صرف مشورہ دے سکیں گے۔

یہ حل دنیا کے ہر ملک میں قابل عمل اور آسان (Easy & Applicable) ہے۔

اگر اسلامی ملک ہے اور حلال کے حوالہ سے وہاں ذمہ دار و بااختیار ریاستی ادارے (State Regulatory and Accreditation Bodies) موجود ہیں تو وہی ادارے کنٹرول کریں۔

اگر غیر مسلم اکثریتی ملک ہے تو وہاں کی ریاست سے منظور شدہ ذمہ دار و بااختیار اسلامی ادارے حلال سرٹیفکیشن کے اداروں کے شریعہ ڈیپارٹمنٹ کے امور کی نگرانی و کنٹرول رکھے۔

اگر غیر مسلم اکثریتی ملک میں ایسا کوئی ادارہ موجود نہیں تو وہاں کے حلال سرٹیفکیشن کے ادارے حلال کے حوالے سے کسی بین الاقوامی اسلامی ادارے (International Islamic Accreditation Organization) سے اپنے لیے شریعہ ڈیپارٹمنٹ کی خدمات کے لیے عملہ کی منظوری لیں۔

ضمیمہ نمبر 1

حلال سرٹیفکیشن کے اداروں کی مختلف قانونی حیثیتوں کا شرعی جائزہ:

ذیل میں حلال سرٹیفکیشن کے اداروں کی مختلف قانونی حیثیتوں کے بارے میں شرعی نقطہ نظر ذکر کرتے ہیں۔

واضح رہے کہ حلال سرٹیفکیشن کے اداروں کی مختلف قانونی حیثیتیں ہیں جن میں مشہور درجِ ذیل تین ہیں:

قانونی منظوری (Registration)

ادارے کے کام پر متعلقہ مجاز اتھارٹی کا اعتماد اظہار (Accreditation)

دوسرے اداروں کے ساتھ کام کے حوالے سے تسلیم والحاق (Recognition) کا معاہدہ

قانونی منظوری یعنی HCB's کی رجسٹریشن (Registration)

جیسا کہ یہ واضح ہوا کہ حلال وحرام اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ اس کی نگرانی کرے لیکن ظاہر ہے کہ اسلامی ریاست کسی فرد واحد کا نام نہیں بلکہ ایک نظام (System) کا نام ہے لہذا ریاست نے حلال سرٹیفکیٹ جاری کرنے والے اداروں کو رجسٹریشن دی کہ جب کوئی ادارہ گورنمنٹ کو یہ درخواست پیش کرے کہ میں اس کام کا اہل ہوں اور مجھے اس کام کے کرنے کی اجازت دی جائے۔ حکومت کی طرف سے اس کی باتوں پر اعتماد کرتے ہوئے اس کو ایک لائسنس کی صورت میں اجازت مل جاتی ہے۔ اور اس اجازت کے بعد ایک HCB کا وجود و قیام عمل میں آتا ہے ۔ پاکستان میں اس مقصد کے لیے موجودہ قوانین کے مطابق HCB کو عموماً بطور ایک کمپنی اجازت دینا SECP کے دائرہ اختیار (Domain) میں آتا ہے اور وہی HCB کو رجسٹریشن دیتی ہے۔

ادارے کے کام پر متعلقہ ریاستی یا غیر ریاستی مجاز اتھارٹی کا اعتماد اظہار

:(Accreditation)

رجسٹریشن کا مرحلہ مکمل کرنے کے بعد جب HCB عملی کام شروع کرتی ہے تو کچھ عملی کام کے بعد ریاست کے ایک اور متعلقہ ادارے کو درخواست دیتی ہے کہ ہمیں ایکریڈیٹ کردے۔ لہذا ایکریڈیشن کا ذمہ دار سرکاری ریاستی ادارہ آتا ہے اور وہ

چیک کرتا ہے کہ اس HCB نے صحیح کام کیا ہے یا نہیں؟ اور اس کے اندر مطلوبہ صلاحیت ہے یا نہیں؟ اور یہ مطلوبہ معیار پر پورا اترتے ہیں یا نہیں؟

اگر ریاستی ادارے کو اعتماد ہو جائے تو اس ادارے HCB کو ایکریڈیشن دے دیتی ہے۔ایکریڈیشن کو فقہی تناظر میں یوں دیکھا جاسکتا ہے کہ حلال و حرام کی نگرانی، حلال و حرام کے فیصلے کرنا اور سرٹیفکیٹ جاری کرنا دراصل اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے، لیکن ریاست آپ پر اعتماد کرتی ہے اور آپ کو اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ آپ حلال و حرام کی نگرانی کریں اور حلال و حرام کے فیصلے کریں اور سرٹیفکیٹ جاری کریں۔

اس لحاظ سے دیکھیے تو رجسٹریشن اور ایکریڈیشن کے بعد HCB کی حیثیت نائب والی و گورنر اور قاضی یا امین القاضی کی ہو جاتی ہے۔

اور یہ بات پہلے تفصیلی دلائل کے ساتھ گزر چکی ہے کہ کوئی بھی غیر مسلم کا ادارہ جس کا اختیار غیر مسلم کے پاس ہو، وہ مسلمانوں کے معاملات میں مخبر، شاہد، قاضی اور والی نہیں بن سکتا۔اور کوئی بننے کی کوشش کرے گا تو اس کی بات شرعاً قابل قبول نہیں ہو گی۔ جیسا کہ پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ حلال و حرام ایک مسلمان کے دین اور آخرت کا انتہائی حساس معاملہ ہے، اس لیے اس معاملے میں اگر کوئی چیز خلافِ شرع (Against Sharia) ہو رہی ہے، تو بحیثیتِ مسلمان کے ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ اس کو روکیں، تمام متعلقہ اتھارٹیز کو چاہئے کہ فوری طور پر اس پر نظر ثانی فرمائیں اور جن اداروں یا حضرات نے اس کی اجازت دی ہے ان پر لازم ہے کہ اس کا سدِّ باب کریں اور آئندہ اس بارے میں محتاط رہیں۔

دوسرے اداروں کے ساتھ تسلیم یا الحاق (Recognition) کا معاہدہ:

ایک ادارہ جب دوسرے ادارے کے ساتھ یہ معاہدہ کرتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے سرٹیفکیٹ کو تسلیم کرینگے تو اس کو (Recognition) کہتے ہیں، اس میں در حقیقت کسی دوسرے ادرے یا فرد کی بات پر اعتماد کر کے یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ یہ چیز حلال ہے یا حرام؟ مثلاً حلال سرٹیفکیشن سے متعلقہ کسی ادارے سے سوال ہوتا ہے کہ فلاں کمپنی کی چیز حلال ہے یا حرام؟ اس پر کسی اور حلال سرٹیفکیشن سے متعلقہ ادارے کا لوگو (Logo) لگا ہوا ہے، اب اگر یہ ادارہ جس سے سوال ہوا اس کمپنی کی اطلاع، سرٹیفکیٹ یا آڈٹ پر اعتماد کر کے حلال قرار دیتا ہے تو سرٹیفکیٹ کا یہ تسلیم و قبول کرنا (Acceptance of Certificate) شریعۃً کی رو سے اخبار علی خبر الغیر Quoting Information from other People، شھادۃ علی شھادۃ الغیر Bearing Testimony Based on Another person's Testimony یا کتاب القاضی الی القاضی Letter of a Judge to another Judge کے زمرے میں آتا ہے، یہ ثانوی اطلاعات (Secondary Information) خبرِ دینیات یا دیاناتِ مقصودہ یا ضمنیہ یا معاملات کسی بھی شعبے سے ہو سکتی ہیں، لہٰذا جس بھی شعبے سے متعلق ہوں اس کی شرائط و ضوابط لاگو ہونگیں ان میں سے ہر ایک کی مکمل تفصیل باب نمبر 4 میں گزر چکی ہے۔

ایک درخواست:

یہاں پر ایک درخواست یہ ہے کہ جیسا کہ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ قوانین بنتے بہت مشکل سے ہیں اور بننے کے بعد ان پر نظر ثانی بھی اتنی جلدی نہیں ہوتی۔ لہذا خدانخواستہ اگر یہ طرز عمل جاری ہو گیا اور خلافِ شریعت ایسا سلسلہ چل نکلا اور کوئی بھی

ریاستی ادارہ اس معاملے میں تعاون کرتا رہا اور اس میں شامل ہوا تو آئندہ جب تک یہ غلط سلسلہ چلتا رہے گا اس کی ذمہ داری اور اس کا وبال دنیا و آخرت میں انہیں لوگوں پر ہوگا۔ اور قبر و حشر تک یہ غلط عمل ان کے کھاتے میں لکھا جائے گا۔ اس لیے مستند اسلامی اسکالرز سے یہ مسئلہ کلئیر ہونے کے بعد اس مسئلہ کو جلد از جلد قانون و اسٹینڈرڈز کا حصہ بنائیں، اور راقم کے خیال میں یہ ذمہ داری PSQCA, PNAC, SECP, PHA,MoST, وغیرہ تمام ریاستی اداروں پر برابر عائد ہوتی ہے کہ وہ جلد از جلد اس حوالے سے شریعہ کے مطابق قانون سازی کریں اور پہلے سے موجود قوانین کی اصلاح و ترمیم کریں تاکہ اگر کوئی لاعلمی یا بدنیتی سے موجودہ قوانین کے سقم سے فائدہ اٹھاتا ہے تو اس کا راستہ بھی بند ہو جائے۔

اللہ تعالی ہم سب کو دین کی صحیح سمجھ اور اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

حلال سرٹیفکیشن اور دوسری سرٹیفکیشن میں فرق:

ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ غیر مسلم کا ملکیتی ادارہ جب حلال سرٹیفکیشن کا کام نہیں کر سکتا تو فوڈ سیفٹی اور کوالٹی کنٹرول دوسرے سرٹیفکیشن کا کام کیوں کرتا ہے حالانکہ یہ چیزیں بھی اسلامی تعلیمات کا حصہ ہیں اور اگر یہ دوسرے سرٹیفکیٹ جاری کرنا اس کے لیے جائز ہے تو حلال سرٹیفیکیٹ جاری کرنا کیوں جائز نہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جیسا کہ پہلے عرض کیا تھا کہ ایک مسلمان کی زندگی میں انجام پانے والے اعمال کے بنیادی طور پر دو حصے ہیں:

1۔دینیات یا دیانات 2۔معاملات

بالفاظ دیگر خالص دینی اعمال و امور اور دنیاوی اعمال و سرگرمیاں یعنی ایک مسلمان کا مسلمان ہونے کی حیثیت سے اپنے رب کے ساتھ طے پانے والے معاملات، دوسرے ایک مسلمان کی زندگی میں عام انسانوں کے ساتھ طے پانے والے معاملات۔

عقل کا تقاضہ یہی ہے کہ جس طرح خالص دینی معاملات میں غیر مسلم کی بات کا اعتبار نہیں اس طرح دنیوی معاملات میں بھی غیر مسلم کی باتوں کا اعتبار نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن شریعت نے یہاں پر خصوصی شفقت فرماتے ہوئے اس کی اجازت دے دی، کہ اگر غیر مسلم قابل بھروسہ اور قابل اعتماد ہے تو دنیوی معاملات میں اس کی بات پر اعتماد کیا جاسکتا ہے کیونکہ اگر اس کو منع کریں گے تو ایک مسلمان کو دنیا میں زندگی گزارنا مشکل ہوگا۔ اور اس پر فقہاء کرام نے صراحت کی ہے کہ دنیاوی معاملات میں غیر مسلم کی بات مجبوراً اور حرج و مشقت سے بچنے کے لیے قبول کی جاسکتی ہے۔

اور یہ قرآن وسنت کا بتایا ہوا ایک اہم اصول ہے کہ اللہ تعالی ہرگز یہ نہیں چاہتے کہ اتنی سختی فرمائیں جس سے حرج پیدا ہو۔ (67)

لہذا واضح ہوا کہ دینی امور میں غیر مسلم کی بات جائز نہیں اور دنیاوی امور میں مشقت سے بچنے لیے غیر مسلم کی بات پر اعتماد کرنا جائز ہے۔

حلال سرٹیفکیشن دینیات یا دیانات کے زمرے میں آتا ہے اور دینیات یا دیانات میں غیر مسلم کی بات کا اعتبار نہیں، لہٰذا حلال سرٹیفکیشن میں بھی کسی غیر مسلم کا انفرادی یا اداراتی سطح پر کوئی اعتبار نہیں۔

جبکہ دوسری سرٹیفکیشن مثلاً فوڈ سیفٹی کوالٹی کنٹرول وغیرہ یہ معاملات ہیں اور معاملات میں غیر مسلم کی بات کا بامرِ مجبوری دفعاً للحرج شریعت نے اعتبار کیا ہے اس لیے حلال کے علاوہ دوسری سرٹیفکیشن میں غیر مسلم کی طرف سے کی گئی سرٹیفکیشن کا اعتبار ہو گا، چاہے انفرادی طور پر ہو یا ادارتی سطح پر۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (68)

ضمیمہ نمبر 2

ISOاور حلال سے متعلقہ سرگرمیاں

ISO and Halaal Standardiazation etc.

سوال: کیاISO یا غیر مسلموں کی ملکیت اوران کی نگرانی میں چلنے والے کسی اور ادارے کو حلال مصنوعات وخدمات کی نگرانی یا معیارات سازی (Standardization) وغیرہ کا اختیار دیا جاسکتا ہے؟

جواب: یہ کتاب مکمل ہو کر پریس میں بھیجی جارہی تھی کہ اس دوران PSQCA منسٹری آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کی جانب سے ایک ای میل موصول ہوئی، جس کا مضمون کچھ اس طرح تھا کہ ISO کے ماتحت ایک نئی حلال ٹیکنکل کمیٹی تشکیل دی جارہی ہے، جو حلال مصنوعات وخدمات کے حوالے سے بین الاقوامی وعالمی حلال اسٹینڈرڈ بنائے گی،اس کے علاوہ یہ کمیٹی حلال سرٹیفکیشن کے شعبے میں کام کرنے والے افراد کی اہلیت، حلال مصنوعات وخدمات فراہم کرنے والے اداروں کے لیے مکمل نظام کی ضروریات وتقاضوں کے حوالے مطلوبہ شرائط ضوابط طے کرے گی۔ نیز یہ کمیٹی یہ بھی طے کرے گی کہ پوری دنیا کے مسلمونوں کے لیے حلال معیارات، حلال کے حوالے سے مطلوبہ فنی مہارتیں، لیب ٹیسٹ کے طریقے، حلال مصنوعات وخدمات کی سرٹیفکیشن، انسپکشن، آڈٹ وغیرہ تمام متعلقہ امور وسرگرمیوں کا بہترین عملی طریقہ کار، پالیسی اور راہنما اصول کیا ہیں؟

یہ کمیٹی یہ بھی طے کرے گی کہ ملکی اور بین الاقوامی سطح پر حلال مارکیٹ کی نگرانی کا طریقہ کار اور کسی غلطی یا خلاف ورزی کی صورت میں اصلاح و درستگی کی قابل عمل صورت کیا ہوگی؟

ISO کے ماتحت اس حلال ٹیکنکل کمیٹی کے حوالے کی جانے والی حلال مصنوعات وخدمات میں مسلمانوں کے حلال وحرام سے متعلق ماکولات، مشروبات، ادویات، کاسمیٹکس، مالیات، سفر، سیر و تفریح وغیرہ زندگی کے تمام وہ شعبے شامل ہیں، جن میں حلال وحرام کا مسئلہ پیش آسکتا ہو۔

بندہ کو پاکستان اسٹینڈرڈ اینڈ کوالٹی کنٹرول اتھارٹی (PSQCA) وفاقی وزارتِ سائنس و ٹیکنالوجی حکومتِ پاکستان کی جانب سے موصول ہونے والی ای میل کی اصل عبارت درجِ ذیل ہے:

Assalamoalikum Dear Esteemed Member,

It is to inform you that PSQCA being National Standards Body of Pakistan regularly receives various new work item proposal from the International Organization for Standardization (ISO) for voting / comment.

Now PSQCA has received ISO proposal for the creation of a new Technical Committee on "Halal" for balloting. As it is a very sensitive issue for Muslim Ummah; so you are requested to comment on the matter; that is why I want to bring following in your knowledge that:
The Technical Committee will draft International Standards for Halaal products and services, including requirements for personnel competency, management systems requirements for organizations producing and/or providing Halaal products and services. This

shall define best practices, policies, processes and guidelines for developing Halaal standards or other technical requirements, test methods, as well as conformity assessment documents on inspection, certification and accreditation of such types of products and services. Documents related to the application of conformity assessment standards will be developed jointly with ISO Committee on Conformity Assessment (CASCO). These standards will promote mutual recognition and acceptance of national and regional conformity assessment systems and marks/labeling standards.

The committee will also include market monitoring procedures and applicable corrective actions in local and international level, such as rapid exchange of information and alert systems, recalls and other measures.
Halaal products and services include food, beverages, cosmetic and pharmaceutical products, finance, tourism and hospitality.

On European level the committee will be mirror committee to CEN/TC 425 "Halal Food".

In view of above information you are requested to comment on the following points:

1. Do you approve, disapprove, or abstain
2. Do you want to add comment(s) on the scope statement of the proposed new committee?
3. Do you want to provide any additional comment on this new field of activity?

PSQCA as an NSB can vote/comment on proposal for this new ISO activity on Halal (relevant documents attached).
You are requested to send us comment by the 30 November, 2015.

بندہ نے جب یہ ای میل پڑھی، تو چونکہ یہ بھی تقریباً وہی مسئلہ تھا جس پر بندہ نے تفصیل سے کتاب میں بحث کی تھی، بلکہ اس مسئلے کی نوعیت ہمارے پیش نظر مسئلہ سے زیادہ خطرناک تھی اس لیے کتاب کو پریس میں جانے سے روکا اور اس مسئلہ کے بارے میں فوری طور پر اپنے بڑوں سے مشورہ کیا اور ان کی رائے معلوم کی۔

اس حوالے سے ہماری رائے یہ ہے کہ عالمی معیارات بنانے والے ادارے ISO (International Organization for Standardization) جس کا ہیڈ کوارٹر جنیوا سویٹزر لینڈ میں ہے، اور جو غیر مسلموں کی نگرانی میں کام کرنے والا ایک غیر سرکاری ادارہ ہے۔ اور پوری دنیا میں ISO کے معیارات رائج ہیں، اس ادارے کی خدمات اور فنی مہارتوں کا انکار ممکن نہیں

حلال کے معیارات میں بھی ISO کے تجربے اور فنی اصولوں سے کافی حد تک استفادہ کیا گیا ہے۔ نیز حلال کے حوالے سے شرعاً ممکنہ جائز کردار کے بارے میں بندہ نے کتاب میں جگہ جگہ بحث کی ہے۔

لیکن اب ISO جو کہ غیر مسلموں کا ادارہ ہے اور غیر مسلموں کی مکمل نگرانی واختیار میں کام کرتا ہے، ایسے ادارے کو حلال کے حوالے سے مذکورہ بالا تفصیل کے ساتھ مکمل اختیارات دینا اس بات کے مترادف ہے کہ غیر مسلم کی نگرانی میں مسلمانوں کا مکمل مذہبی نظام حوالے کیا جائے، اور وہ غیر مسلم پھر جب اور جیسا چاہے، مسلمانوں

کے دین وایمان سے کھیلنا شروع کرے، ہماری دنیا وآخرت کی زندگی کو برباد کرے، ہمارے اخلاقی نظام کو داؤ پر لگائے۔

مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جب اس حوالے سے PSQCA کی میٹنگ میں شرکت کا موقع ملا تو ہمارے بعض مسلمان بھائی، بلکہ بعض وہ حضرات جو حلال کے بارے میں علمی وفنی اعتبار سے وسیع تر تجربہ رکھتے ہیں، ان کا خیال یہ تھا کہ اس ترقی یافتہ دور میں مسلمان آج تک حلال کے لیے اپنا ایک متفقہ عالمی معیار نہ بناسکے اور یہ حضرات OIC اور اس کے ماتحت مسلمانوں کے لیے عالمی سطح پر حلال اسٹیڈرڈ بنانے والے ادارے SMIIC (The Standards and Metrology Institute for the Islamic Countries) کو الزام دے رہے تھے کہ 7 سال ہوگئے آج تک ایک متفقہ ڈاکومنٹ تیار نہیں کرسکی اور مسلمانوں کی کوتاہی کی وجہ سے یہ نوبت آئی، کہ ایک غیر مسلم ادارہ ہمارے لیے حلال کے لیے معیارات وہدایات تیار کررہا ہے، یہ حضرات کسی حد تک یہ تاثر دینے کی بھی کوشش کررہے تھے کہ ان کی معلومات کے مطابق ISO یعنی غیر مسلموں کا ادارہ اس حوالے کافی کام کر بھی چکا ہے اور شاید اس کو اس سے باز رکھنا مسلمانوں کے بس کی بات نہیں۔ واہ سبحان اللہ

حالانکہ یہ بات سب کو بخوبی معلوم ہے کہ حلال کے حوالے سے معیار سازی یا کوئی اور راہنما اصول تیار کرنا دین کی تشریح کا نام ہے اور کسی بھی مذہب کی تشریح کا حق اس مذہب اور اس کے ماننے والوں کا حق ہے، شریعت کی نظر میں بھی کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینا خالص مذہب اسلام کا اختیار (Sole Authority) ہے اور کسی غیر مسلم کو یہ حق دینا شرعاً ناجائز ہے۔

فقہی مسالک و فرقے ایک حقیقت ہے جس کا انکار ممکن نہیں۔ کیا اہل سنت والجماعۃ اور فقہ جعفریہ کی تقسیم کو ختم کیا جاسکتا ہے؟ان تمام فقہی مسالک کے مطابق یہ فقہی تقسیم ٹھوس اور مضبوط دلائل پر مبنی ہے، کیا دنیا کے دوسرے مذاہب میں نصوصِ مذہب کی تشریح و تطبیق کی بنیاد پر اختلاف اور فرقے موجود نہیں؟

اس لیے ہمارا خیال ہے کہ یہ بات بالکل فطرت کے مطابق ہے کہ عالمی سطح پر مسلمانوں کے لیے حلال کا کوئی متفقہ معیار بنانے میں وقت لگے گا، بلکہ احتیاط کا تقاضا بھی یہ ہے کہ پوری تسلی کے ساتھ اس پر غور و فکر اور کام ہونا چاہیے، تاکہ ایسا نہ ہو کہ جلد بازی میں کوئی معیار تیار کیا جائے اور بعد میں خود مسلمان اس کے ماننے کے لیے تیار نہ ہوں۔

بندہ کی رائے:

بندہ کی رائے میں ISO کو حلال کے حوالے سے کوئی بھی کردار واختیار دینا شریعت کی رو سے ناجائز ہے۔ اور اس حوالے سے کسی غیر مسلم یا اس کے ماتحت کسی ادارے کو مسلمانوں کے دین و مذہب کا اتنا تفصیلی اختیار و کردار دینے کے تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کل جب اللہ کے دربار میں پیش ہونگے تو کیا جواب دیں گے؟

اس موقف پر قرآن و سنت اور فقہ اسلامی کے تفصیلی دلائل بندہ نے کتاب میں ذکر کیے ہیں۔

اس مسئلے کا آسان اور قابل عمل حل یہ ہے کہ OIC اور اس کے ماتحت پہلے سے تشکیل شدہ ادارے SMIIC کو تمام مسلمان ممالک کی طرف سے مکمل سپورٹ کے

ساتھ یہ حقیقی مینڈیٹ دیا جائے کہ وہ جلد از جلد کوشش کرے کہ حلال کے لیے عالمی معیارات اور تمام متعلقہ ضروری دستاویزات تیار کرے۔

واضح رہے کہ اس ادارے میں تمام اسلامی ممالک اور فقہی مسالک کی نمائندگی موجود ہے اور اس ادارے نے اس حوالے سے ابتدائی طور پر کچھ کام بھی کیا ہے جس پر غور و فکر اور نظرِ ثانی کی ضرورت ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ جس طرح عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق مسلمانوں کے لیے غیر سودی بنکاری کا عالمی سطح پر ایک متفقہ معیار تشکیل دیا گیا ہے، اسی طرح ممکنہ حد تک عصری تقاضوں کے مطابق حلال کا متفقہ عالمی معیار بھی تشکیل دیا جائے گا۔

نوٹ: بندہ کے PhD کا مقالہ قرآن وسنت کی روشنی میں تمام فقہی مسالک کی تشریح کو سامنے رکھ کر حلال کا ایک متفقہ عالمی معیار کے حوالے سے ہے، اس موضوع پر الحمدللہ کام مکمل ہو چکا ہے، اور انشاءاللہ عنقریب تفصیلی مقالہ شائع ہو جائے گا۔

حواشی باب نمبر 6

---

(1) تلقيح الأفهام العليه بشرح القواعد الفقهية - (ج 2 / ص 17)
ويدخل هذا الفرع تحت قاعدة أخرى وهي قولهم: (إذا سقط الأصل سقط الفرع إلا بدليل)

(2) ایضاً

(3) ایضاً

(4) تلقيح الأفهام العليه بشرح القواعد الفقهية - (ج 2 / ص 18)

الناس تبع لأهل الحل والعقد في الدرجة فيكونون تابعين لهم في الحكم،

(5) الموسوعة الفقهية الكويتية - (ج 10 / ص 97)

وجاء في شرح المجلة : أن هذه القاعدة مطردة في المحسوسات والمعقولات .

(6) الموسوعة الفقهية الكويتية - (ج 10 / ص 95)

التابع لا يفرد بالحكم : المراد بالتابع الذي لا يفرد بالحكم عن متبوعه هو الذي لا يوجد مستقلا بنفسه ، بل يكون وجوده تبعا لوجود متبوعه ، بأن يكون جزءا أو كالجزء منه ، فحينئذ لا يصلح أن يكون محلا مستقلا في العقد ليتعلق به الحكم ،

(7) البحر الرائق شرح كنز الدقائق (5/ 125)

(قوله وتعتبر نية الإقامة والسفر من الأصل دون التبع أي المرأة والعبد والجندي) تفسير للتبع ؛ لأن الأصل هو المتمكن من الإقامة والسفر دون التبع لكن لا يلزم التبع الإتمام إلا بعد علمه بنية المتبوع كما في توجه الخطاب الشرعي وعزل الوكيل ، وقيل يلزمه كالعزل الحكمي ، وهو أحوط كما في فتح القدير ، وهو ظاهر الرواية كما في الخلاصة والأول أصح ؛ لأن في لزوم الحكم قبل العلم حرجا وضررا ، وهو مدفوع شرعا ــــ أطلق في تبعية المرأة والجندي ، وقيدوه بأن تستوفي المرأة مهرها المعجل وإلا فلا تكون تبعا فالعبرة بنيتها ؛ لأن لها أن تحبس نفسها عن الزوج للمعجل دون المؤجل ولا تسكن حيث يسكن هو وبأن يكون الجندي يرزق من بيت المال ، وإن كان رزقه في ماله فالعبرة لنيته ؛ لأن له أن يذهب حيث شاء لطلب الرزق ــــ وليس مراد المصنف قصر التبع على هؤلاء الثلاثة بل هو كل من كان تبعا لإنسان ويلزمه طاعته فيدخل الأجير مع مستأجره والمحمول مع حامله والغريم مع صاحب الدين إن كان معسرا مفلسا ــــ ودخل تحت الجندي الأمير مع الخليفة كما في الخلاصة ــــ (قوله فيدخل الأجير مع مستأجره) أي مشاهرة أو مسانهة كما في التتارخانية عن الغيائية.

(8) البحر الرائق شرح كنز الدقائق (17/ 323)

السلطان أمر عبده بنصب القاضي في بلدة ونسب يصح بطريق النيابة عن السلطان ، ولو حكم بنفسه لا يصح

(9) الأشباه والنظائر – شافعي – (ج 1 / ص 228)

الرابعة : التابع تابع ---- يدخل في هذه العبارة قواعد : الأولى : أنه لا يفرد بالحكم لأنه إنما جعل تبعا ، الثانية : التابع يسقط بسقوط المتبوع ، الثالثة : التابع لا يتقدم على المتبوع الرابعة : يغتفر في التوابع مالا يغتفر في غيرها

العقد الثمين في شرح منظومة الشيخ ابن عثيمين – (ج 1 / ص 224)

هذه قاعدة : [يثبت تبعاً مالا يثبت استقلالاً] :

التبع : هو المشارك لغيره في الحكم . والمعنى أن هذا التبع يثبت له حكم متبوعه، والحكم لا يثبت له لو كان مستقلاً، وإنما اكتسبه من تبعه لغيره . واستقلال : الانفراد في الحكم لوحده . ومعنى القاعدة: [أن الشيء قد يكون له حكم حال الانفراد عن غيره، ولكن إذا اشترك مع غيره وتبعه فإنه يتغير حكمه لحكم متبوعه، ولا يصح هذا الحكم له لو كان منفرداً] .

المنهاج في علم القواعد الفقهية – (ج 1 / ص 11)

القاعدة الكلية : التابع تابع : معناها : التابع لشيء في الوجود تابع له في الحكم .

القواعد المتفرعة عنها : التابع لا يفرد بحكم ، ولا يقدم على متبوعه ، ويسقط بسقوطه : كالوكالة تبطل بموت الموكل .

شرح القواعد الفقهية ـ للزرقا – (ج 1 / ص 144)

(القاعدة السادسة والأربعون (المادة 47) (التابع تابع)

(الشرح مع التطبيق) التابع تابع أي التابع لشيء في الوجود بأن كان جزءاً مما يضره التبعيض كالجلد من الحيوان أو كالجزء وذلك كالجنين وكالفص للخاتم

فلو أقر بخاتم دخل فصه ---- أو كان وصفاً فيه كالشجر والبناء القائمين في الأرض أو كان من ضروراته كالطريق للدار وكالعجول للبقرة الحلوب والمفتاح للقفل وكالجفن والحمائل للسيف فلو أقر بسيف دخل جفنه وحمائله

تفسير الميزان للطباطبائي (9/ 103)

اختصاص الامر بالمترفين بانهم الرؤساء السادة والائمة المتبوعون وغيرهم اتباعهم وحكم التابع تابع لحكم المتبوع

إثنا عشر رسالة (2/ 177)

ونية المتبوع تغنى عن نية التابع

التبيان للطوسي (1/ 279)

لو ارتفع الغرض ارتفع التابع له.

الذريعة (أصول فقه) (1/ 309)

فصل في تخصيص العموم بالعادات اعلم أن العموم لا يجوز تخصيصه بأن يعتاد الناس أن يفعلوا خلافه، لان أفعالهم يجب أن تكون تابعة لخطاب الله – تعالى – وخطاب رسوله – عليه السلام –، فكيف يجعل التابع متبوعا.

الفوائد العلية لعلي المبهاني (2/ 15)

لا يجوز الحكم بوقوع التابع دون متبوعه.

القواعد والفوائد لأبي عبدالله العاملي (1/ 143)

نية المتبوع تغني عن نية التابع

المبسوط للطوسي (10/ 226)

إذا لم يحلف المتبوع لم يحلف التابع

المعجم القانوني لحارث الفاروق (1/ 17)

الفرع يتبع الاصل لا يتقدمه

(10) شرح المعتمد في أصول الفقه (ص: 61)

العرف / متن المنظومة / والعرفُ ما استقرَّ في النُّفُوسِ ... من جهةِ العقولِ لا الطُّروسِ ، ثمَّ ارْتضاه النَّاسُ بالقَبُولِ . . ... أنواعُه أربعةٌ . . فالقولي تعارفَ الناسُ على إطلاقِهِ ... كاللحمِ والشرابِ في إطلاقِهِ والعَمَلي تَعارَفوا إتْيانَهُ ... كالأكلِ أو كالمهْرِ في أوانِهْ

العرف عند الحنفية : ما استقر في النفوس من جهة العقول وتلقته الطباع السليمة بالقبول ، وقول الناظم (لالطروس) أفاد بأن المقصود بالعرف ما تعارفه الناس بغير قانون مكتوب في الطروس أي الصفحات إذ كل قانون وضعي يحكم به زمنا يصبح عرفاً فمراد الناظم نفي ذلك وتحديد العرف بأنه ما دفعت إليه الطباع السليمة بغير مؤثر خارجي

أخبر بأن العرف أربعة أنواع :

أولاً : عرف قولي : إذا تعارف الناس على إطلاق لفظ ما للدلالة على معنى معين كما لو تعارفوا على إطلاق اللحم على الحيوان وعدم إطلاقه على السمك والطير

ثانياً : عرفٌ عملي : كما لو تعارف الناس على تقسيم المهر إلى معجل ومؤجل

/ متن المنظومة / والعامُّ ما يَعمُّ في البلادِ ... والخاص عرفُ ثلةٍ أفرادِ ، واتَّفقُوا في كونه دليلاً ... واختلفوا هَلْ يَستَقِلُّ ؟ . . . قيلا للمَالكِي والحَنَفِي والحَنبَلي ... خذهُ دليلاً كامِلاً . . وَدَلِّلِ ، مِنَ الكتابِ أمْرُهُ بالعُرْفِ ... وما رأوْهُ حَسَناً فلتَعرِفِ ، كذاكَ مالهُ مِنَ السُّلْطانِ ... في العقلِ عندَ معشَرِ الإنْسَانِ ، والشافعيُّ مالَ إلى إنكارِهِ ... إلا إذا أرشدَ لاعتبارِهِ

ثالثاً : عرف عام : هو ما كان متفقاً على التعامل فيه في سائر البلاد ، رابعاً : عرف خاص : هو عرف جماعة بعينهم كعرف التجار وعرف الحاكةِ وعرف الحرفيين

(11) (12) ایضاً

واتفق الفقهاءُ على أن العرفَ حجةٌ شرعية إذا احتفَّ بغيره من الأدلة ولكن اختلفوا هل يكون وحده دليلا شرعياً إذا لم يوجد سواه فقال المالكية والحنفية والحنابلة : يحتج بالعرف وحده في الأحكام واستدلوا لذلك بما يلي : أي استدلوا من القرآن الكريم بقوله تعالى : { خذ العفو وأمر

بالعرف وأعرض عن الجاهلين } سورة الأعراف آية – 200 ، ومن السنة ما رواه ابن مسعود موقوفاً : (ما رآه المسلمون حسناً فهو عند الله حسن) ، واستدلُوا بالمعقول وهو ما تلاحظه من سلطان العرف في نفوس الناس واحتكامهم إليه بالفطرة والبداهة

وعبارة الشافعية : إن العرف ليس حجة ولا دليلاً شرعياً إلا إذا أرشد الشارع إلى اعتباره - / متن المنظومة / ، واشترطوا عمومَهُ في الناسِ ... ولم يخالفُ ثابتاً للناسِ

واشترط الجمهور لدى احتجاجهم بالعرف شرطين اثنين : أن يكون عاماً في الناس أو عاماً في مناطه كما قدمنا فعرف التجار حجة على التجار دون الصناع وعرف الحاكة حجة على الحاكة دون البنائين والثاني أن لا يخالف دليلاً شرعياً ثابتاً

(13) مختصر في أصول الفقه للسعيدان (ص: 12)

لا ينكر تغير الفتوى بتغير الأزمان .

بحوث لبعض النوازل الفقهية المعاصرة (ص: 113)

الأحكام تتغير بتغير الأزمان:

شرح القواعد الفقهية ج:1 ص:226

(القاعدة الثامنة والثلاثون (المادة 39) (لا ينكر تغير الأحكام بتغير الأزمان)

كتب محمد المدرس للأعظمي (8/ 13)

نذكر جملة من هذه القواعد :

[العادة محكّمة] ، [الحقيقة تترك بدلالة العادة] ، [استعمال الناس حجة يجب العمل ها] ، [المعروف عرفاً كالمشروط شرعاً] ،[التعيين بالعرف كالتعيين بالنص]

[لاينكر تغير الأحكام بتغير الأزمان] ، [العادة تجعل حكماً إذا لم يوجد التصريح بخلافه]، [العادة معتبرة في تقييد مطلق الكلام]،[المعروف بين التجار كالمشروط بينهم]

[الثابت بالعرف كالثابت بالنص]

مختصر في أصول الفقه للسعيدان (ص: 12)

لا ينكر تغير الفتوى بتغير الأزمان .

(14) البحر الرائق شرح كنز الدقائق (5/ 125)

(قوله وتعتبر نية الإقامة والسفر من الأصل دون التبع أي المرأة والعبد والجندي) تفسير للتبع ؛ لأن الأصل هو المتمكن من الإقامة والسفر دون التبع لكن لا يلزم التبع الإتمام إلا بعد علمه بنية المتبوع ---- وليس مراد المصنف قصر التبع على هؤلاء الثلاثة بل هو كل من كان تبعا لإنسان ويلزمه طاعته فيدخل الأجير مع مستأجره والمحمول مع حامله والغريم مع صاحب الدين إن كان معسرا مفلسا ----- ودخل تحت الجندي الأمير مع الخليفة كما في الخلاصة ----- (قوله فيدخل الأجير مع مستأجره) أي مشاهرة أو مسانهة كما في التتارخانية عن الغيائية.

(15)الأصول العامة للفقه المقارن (1/ 485)

تعريف العرف: ذكروا للعرف تعريفات متعددة، لا يخلو أكثرها من بعد عن الفن نعرض نماذج منها: فقد عرفه الجرجاني بقوله: (العرف ما استقرت النفوس عليه بشهادة العقول، وتلقته الطبايع بالقبول وعرفه الاستاذ علي حيدر في شرحه للمجلة عندما عرف العادة بقوله: (هي الامر الذي يتقرر بالنفوس ويكون مقبولا عند ذوي الطباع السليمة بتكراره المرة بعد المرة) ثم قال: (والعرف بمعنى العادة وقريب منهما تعريف ابن عابدين له ---- ولعل أقرب تعريفاته التي ذكروها إلى الفن ما ورد على لسان الاستاذ خلاف من ان (العرف ما تعارفه الناس وساروا عليه من قول أو فعل أو ترك) ثم قال: (ويسمى العادة (4)).

الأصول العامة للفقه المقارن (1/ 494)

أما إذا أريد منه العرف في مجاليه الآخرين أعني ما أوكل الشارع تحديد موضوعاته إليه، أو ما استكشف من مرادات المتكلمين فهو – وان كان حجة بمعنى انه المرجع لتحديد المراد أو تشخيص الموضوع – إلا أنه لا يشكل كبرى كلية تقع في طريق الاستنباط ليكون أصلا في مقابل الاصول، وإنما وظيفته تنقيح الصغريات لموضوع الحكم الكلي، أو الصغريات لقياس الاستنباط وحال الثالث منه في بعض صوره حال مباحث الالفاظ في تنقيح الظهور للسنة أو الكتاب.

(16) (سنن أبي داود)

حدثنا حفص بن عمر حدثنا محمد بن راشد حدثنا سليمان بن موسى عن عمرو ابن شعيب عن أبيه عن جده أن رسول الله ﷺ رد شهادة الخائن والخائنة وذي الغمر على أخيه ورد شهادة القانع لأهل البيت وأجازها لغيرهم قال أبو داود الغمر الحنة والشحناء والقانع الأجير التابع مثل الأجير الخاص. تحقيق الألباني: حسن صحيح وضعيف سنن أبي داود (ص: 2)

(17) (عون المعبودشرح سنن ابى داود:2/ 6)

(18) السنن الصغرى لأحمد البيهقي (3/ 293، بترقيم الشاملة آليا)

4634- وَرُوِّينَا في المراسيل عن عَبد الرحمن الأعرج ، عن رسول الله ﷺ : لاَ تجوز شهادة ذي الظنة والجنة والحنة

السنن الصغرى لأحمد البيهقي (3/ 293، بترقيم الشاملة آليا)

4635- عن طلحة بن عبد الله بن عوف ، أن رسول الله ﷺ بعث مناديا : أنه لا يجوز شهادة خصم ، ولا ظنين

بلوغ المرام من أدلة الأحكام (ص: 418)

قال رسول الله – ﷺ – { "لا تجوز شهادة خائن, ولا خائنة, ولا ذي غمر على أخيه, ولا تجوز شهادة القانع لأهل البيت" } رواه أحمد, وأبو داود .

عون المعبود لمحمد آبادي (2/ 6)

(ورد شهادة القانع لأهل البيت) قال المظهر القانع السائل المقتنع الصابر بأدنى قوت والمراد به ها هنا أن من كان في نفقة أحد كالخادم والتابع لا تقبل شهادته له لأنه يجر نفعا بشهادته إلى نفسه لأن ما حصل من المال للمشهود له يعود إلى الشاهد لأنه يأكل من نفقته ولذلك لا تقبل شهادة من جر نفعا بشهادته إلى نفسه كالوالد يشهد لولده أو الولد لوالده أو الغريم يشهد بمال للمفلس على أحد وتقبل شهادة أحد الزوجين لآخر خلافا لأبي حنيفة وأحمد وتقبل شهادة الأخ لأخيه خلافا لمالك انتهى قال الخطابي ومن رد شهادة القانع لأهل البيت بسبب جر

المنفعة فقياس قوله أن ترد شهادة الزوج لزوجته لأن ما بينهما من التهمة في جر المنفعة أكبر وإلى هذا ذهب أبو حنيفة والحديث أيضا حجة على من أجاز شهادة الأب لأبنه انتهى (وأجازها) أي شهادة القانع (لغيرهم) أي لغير أهل البيت لانتفاء التهمة

(19) (20) شرح زاد المستقنع للشنقيطي (16/ 38)

قال رحمه الله: [ولا عدو على عدوه، كمن شهد على من قذفه أو قطع الطريق عليه] فلا تقبل شهادة عدو على عدوه، فإن العداوة تحمل على الأذية والضرر، وأعظمها عداوة الدين، ومن هنا قالوا برد الشهادة بعداوة الدين، وقد ردت الشريعة شهادة الكافر على المسلم —— وهذا يدل على مسألة قررها الإمام أبو البركات رحمه الله من فقهاء الحنابلة، وله كلام نفيس جداً في باب الشهادات في المحرر، وأيضاً علق عليه الإمام ابن مفلح رحمه الله في النكت فذكر: أن العلماء بعضهم توسع وبعضهم حجم في مسألة التهمة، لحديث: (ذو الظنة)، والظنين: هو المتهم، وقد جاء اللفظ الآخر: (لا تجوز شهادة خصم ولا ظنين)، والظنين: هو المتهم، من الظنة وهي التهمة، كما قال تعالى: وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ [التكوير:24] وفي قراءة (بظنين) أي: بمتهم، فلما قال: (لا تقبل شهادة الخصم والظنين)، والخصومة هي العداوة، فصارت أصلاً في رد شهادة العدو على عدوه، ومن هنا حصل اتفاق العلماء على عدم قبول شهادة من ثبتت عداوته على عدوه. أما بالنسبة للتهمة: فمنهم من توسع فيها، ومنهم من ضيق، ومنهم من توسط، والمطلوب هو الوسط،

البحر الرائق شرح كنز الدقائق للنسفي - (ج 12 / ص 148)

الموضع الرابع في تصرفات الناظر وفيه بيان ما عليه وله من المعلوم أول ما يفعله القيم في غلة الوقف البداءة بالعمارة وأجرة القوام وإن لم يشترطها الواقف، ويتحرى في تصرفاته النظر للوقف والغبطة حتى لو آجر الوقف من نفسه أو سكنه بأجرة المثل لا يجوز، وكذا إذا آجره من ابنه أو أبيه أو عبده أو مكاتبه للتهمة ولا نظر معها، كذا في الاسعاف.

البحر الرائق شرح كنز الدقائق للنسفي - (ج 14 / ص 225)

وأشار المؤلف رحمه الله إلى قاعدة في الشهادات وهي أن كل شهادة جرت مغنما أو دفعت مغرما لم تقبل للتهمة فلا تقبل شهادة المستأجر للاجير بالمستأجر والمستعير للمعير بالمستعار، وشهادة الاجير الخاص كأجير المياومة والمشاهرة لا العام كالخياط لمن استأجره فتقبل.

العناية شرح الهداية - (ج 10 / ص 435)

الشرح : قال (ولا تقبل شهادة الوالد لولده وولد ولده ، ولا شهادة الولد لأبويه وأجداده لقوله ﷺ { لا تقبل شهادة الولد لوالده ولا الوالد لولده ولا المرأة لزوجها ولا الزوج لامرأته ولا العبد لسيده ولا المولى لعبده ولا الأجير لمن استأجره }) قيل : ما فائدة قوله لسيده ، فإن العبد لا شهادة له في حق أحد .

وأجيب بأنه ذكره على سبيل الاستطراد ، فإنه عليه الصلاة والسلام لما عد مواضع التهمة ذكر العبد مع السيد فكأنه قال : لو قبلت شهادة العبد في موضع من المواضع على سبيل الفرض لم تقبل في حق سيده ؛ ولأن المنافع بين الأولاد والآباء متصلة ولهذا لا يجوز دفع الزكاة إليهم ، واتصالها يوجب أن تكون الشهادة لنفسه من وجه أو أن يتمكن فيه شبهة .

قال المصنف رحمه الله (والمراد بالأجير على ما قال المشايخ هو التلميذ الخاص الذي يعد ضر أستاذه ضرر نفسه ونفعه نفع نفسه) قيل : التلميذ الخاص هو الذي يأكل معه وفي عياله وليس له أجرة معلومة ، وهو معنى قوله عليه الصلاة والسلام { لا شهادة للقانع بأهل البيت } من القنوع ؛ لأنه بمنزلة السائل يطلب معاشه منهم .

وقيل المراد به الأجير مسانهة أو مشاهرة ، وهو الأجير الواحد فيستوجب : أي فإنه إذا كان كذلك يستوجب الأجر بمنافعه ، وأداء الشهادة من جملتها فيصير كالمستأجر عليها ، وهو استحسان ترك به وجه القياس وهو قبولها لكونها شهادة عدل لغيره من كل وجه ، إذ ليس له فيما شهد فيه ملك ولا حق ولا شبهة اشتباه بسبب اتصال المنافع ، ولهذا جاز شهادة الأستاذ له ووضع الزكاة فيه ، لكن الإجماع المنعقد على قول واحد من السلف حجة يترك به القياس .

وأما شهادة الأجير المشترك فمقبولة ؛ لأن منافعه غير مملوكة لأستاذه ، ولهذا له أن يؤجر نفسه من غيره في مدة الإجارة . ــــــ

الشرح : قال (ولا تقبل شهادة أحد الزوجين للآخر ، وقال : الشافعي تقبل ؛ لأن الأملاك بينهما متميزة والأيدي متحيزة) أي يد كل واحد منهما مجتمعة بنفسها غير متفرقة في ملك الآخر غير متعدية إليه ، ولهذا يقضى من أحدهما للآخر ويحبس بدينه ، وكل من كان كذلك تقبل شهادته في حق صاحبه كالأخوين وأولاد العم وغيرهم .

لا يقال : في قبول شهادة أحدهما للآخر نفع للشاهد ؛ لأن كل واحد منهما يعد نفع صاحبه نفع نفسه ؛ لأن ذلك ليس بقصدي بل حصل في ضمن الشهادة فلا يكون معتبرا .

كرب الدين إذا شهد لمن عليه الدين وهو مفلس فإنها تقبل ، وإن كان له فيه نفع لحصوله ضمنا (ولنا ما روينا) من حديث عائشة ﵂ أنه ﷺ قال { لا تجوز شهادة الوالد لولده ولا الولد لوالده ولا المرأة لزوجها ولا الزوج لامرأته } (ولأن الانتفاع متصل) ولهذا لو وطئ جارية امرأته وقال ظننت أنها تحل لي لا يحد (وهو) أي الانتفاع (هو المقصود) من الأموال (فيصير شاهدا لنفسه من وجه أو يصير متهما) في شهادته بجر النفع إلى نفسه وشهادة المتهم مردودة ــــ

(ولا شهادة المولى لعبده) لأنه شهادة لنفسه من كل جهة إذا لم يكن على العبد دين أو من وجه إن كان عليه دين لأن الحال موقوف مراعى (ولا لمكاتبه) لما قلنا .

الشرح : قال (ولا شهادة المولى لعبده إلخ) لا تقبل شهادة المولى لعبده لما روينا ؛ ولأن شهادته له شهادة لنفسه من وجه أو من كل وجه ، وذلك ؛ لأنه لا يخلو إما أن يكون على العبد دين أو لا ، فإن كان الأول فهي له من وجه ؛ لأن الحال موقوف مراعى بين أن يصير العبد للغرماء بسبب بيعهم في دينهم وبين أن يبقى للمولى كما كان بسبب قضاء دينه ، وإن كان الثاني فهي له من كل وجه ؛ لأن العبد وما يملك لمولاه (ولا) تقبل شهادة المولى (لمكاتبه لما قلنا) من كون الحال موقوفا مراعى ؛ لأنه إن أدى بدل الكتابة صار أجنبيا ، وإن لم يؤد عاد رقيقا فكانت

شهادة لنفسه . (ولا شهادة الشريك لشريكه فيما هو من شركتهما) لأنه شهادة لنفسه من وجه لاشتراكهما ، ولو شهد بما ليس من شركتهما تقبل لانتفاء التهمة .

فتح القدير - (ج 17 / ص 122)

ولكون قرابة الولاد كنفسه من وجه لم يجز شرعا وضع الزكاة فيهم ، وعلى هذا كان شريح " حتى رد شهادة الحسن ﷺ حين شهد مع قنبر لعلي ﷺ فقال علي : أما سمعت { أنه ﷺ قال للحسن والحسين هما سيدا شباب أهل الجنة } قال : نعم صدق رسول الله ﷺ . ولكن ائت بشاهد آخر

المبسوط لشمس الدين السرسخي - (ج 9 / ص 240)

شهادة الوالد لولده والولد لوالده ولا المرأة لزوجها ولا الزوج للمرأة ولا العبد لسيده وبذلك نأخذ

المحيط البرهاني في الفقه النعماني - (ج 18 / ص 145)

ولا تجوز شهادة الوالد لولده، ولا شهادة الولد لوالده، ولا شهادة الزوج لزوجته، ولا شهادة المرأة لزوجها، به ورد الأثر عن رسول الله ﷺ، والمعنى: تمكنت التهمة في هذه الشهادات.

بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع - (ج 14 / ص 333)

ومنها أن لا يجر الشاهد إلى نفسه مغنما ، ولا يدفع عن نفسه مغرما بشهادته لقوله عليه الصلاة والسلام { لا شهادة لجار

بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع - (ج 14 / ص 334)

المغنم ولا لدافع المغرم } ، ؛ ولأن شهادته إذا تضمنت معنى النفع والدفع فقد صار متهما ، ولا شهادة للمتهم على لسان رسول الله ﷺ ؛ ولأنه إذا جر النفع إلى نفسه بشهادته لم تقع شهادته لله تعالى - عز وجل - ، بل لنفسه ، فلا تقبل وعلى هذا تخرج شهادة الوالد ، وإن علا لولده وإن سفل ، وعكسه أنها غير مقبولة ؛ ؛ لأن الوالدين والمولودين ينتفع البعض بمال البعض عادة ، فيتحقق معنى جر النفع ، والتهمة ، والشهادة لنفسه فلا تقبل

بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع - (ج 14 / ص 335)

} وقوله – عظمت كبرياؤه – { ممن ترضون من الشهداء } من غير فصل بين عدل وعدل ، ومرضي ومرضي .

(ولنا) ما روينا من النصوص من قوله عليه الصلاة والسلام " لا شهادة لجار المغنم " ، ولا شهادة للمتهم ، وأحد الزوجين بشهادته للزوج الآخر يجر المغنم إلى نفسه ، ؛ لأنه ينتفع بمال صاحبه عادة ، فكان شاهدا لنفسه ، لما روينا من حديث الخصاف – رحمه الله – وأما العمومات فنقول بموجبها لكن لما قلتم إن أحد الزوجين في الشهادة لصاحبه عدل ومرضي ، بل هو مائل ومتهم لما قلنا ، لا يكون شاهدا فلا تتناوله العمومات ، وكذا لا تقبل شهادة الأجير له في الحادثة التي استأجره فيها لما فيه من تهمة جر النفع إلى نفسه ، ولا تقبل شهادة أحد الشريكين لصاحبه في مال الشركة ،

رد المحتار – (ج 22 / ص 161)

وفي الوهبانية : أمير كبير ادعى فشهد له عماله ونوابه ورعاياهم لا تقبل كشهادة المزارع لرب الأرض ، وقيل أراد بالعمال المحترفين : أي بحرفة لائقة به وهي حرفة آبائه وأجداده وإلا فلا مروءة له لو دنيئة ، فلا شهادة له لما عرف في حد العدالة فتح وأقره المصنف .

رد المحتار – (ج 22 / ص 164)

(قوله بل لتهمة إلخ) ومن التهمة المانعة أن يجر الشاهد بشهادته إلى نفسه نفعا أو يدفع عن نفسه مغرما خانية ، فشهادة الفرد ليست مقبولة لا سيما إذا كانت على فعل نفسه هداية ، كذا في الهامش .

رد المحتار – (ج 22 / ص 183)

(والفرع لأصله) وإن علا ---- (وبالعكس) للتهمة .

الشرح : (قوله والفرع) ولو فرعية من وجه كولد الملاعنة وتمامه في البحر ---- (وسيد لعبده ومكاتبه والشريك لشريكه فيما هو من شركتهما) لأنها لنفسه من وجه . في الأشباه : للخصم أن يطعن بثلاثة : برق وحد وشركة .

وفي فتاوى النسفي : لو شهد بعض أهل القرية على بعض منهم بزيادة الخراج لا تقبل ما لم يكن خراج كل أرض معينا أو لا خراج للشاهد ، وكذا أهل قرية شهدوا على ضيعة أنها من قريتهم لا تقبل ، وكذا أهل سكة يشهدون بشيء من مصالحه لو غير نافذة ، وفي النافذة إن طلب حقا لنفسه لا تقبل ، وإن قال لا آخذ شيئا تقبل وكذا في وقف المدرسة انتهى فليحفظ .

الشرح : (والأجير الخاص لمستأجره) مسانهة أو مشاهرة أو الخادم أو التابع أو التلميذ الخاص الذي يعد ضرر أستاذه ضرر نفسه ونفعه نفع نفسه درر ، وهو معنى قوله عليه الصلاة والسلام { لا شهادة للقانع بأهل البيت } أي الطالب معاشه منهم ، من القنوع لا من القناعة ، ومفاده قبول شهادة المستأجر والأستاذ له (ومخنث) بالفتح (من يفعل الرديء) ويؤتى . وأما بالكسر فالمتكسر المتلين في أعضائه وكلامه خلقة فتقبل بحر .

الشرح : (قوله أو مشاهرة) أي أو مياومة هو الصحيح جامع الفتاوى .

(قوله أو التلميذ الخاص) وفي الخلاصة ، هو الذي يأكل معه وفي عياله وليس له أجرة معلومة ، وتمامه في الفتح فارجع إليه ، ---- (قوله ومفاده) صرح به في الفتح جازما به ، لكن في التتارخانية عن الفتاوى الغياثية ، ولا تجوز شهادة المستأجر للأجير .

وفي حاشية رد المحتار – (ج 22 / ص 189)

قال أبو حنيفة في المجرد : لا ينبغي للقاضي أن يجيز شهادة الأجير لأستاذه ولا الأستاذ لأجيره ، وهو مخالف لما استنبطه من الحديث .

المدونة – للإمام مالك بن أنس (8/ 170)

(في شهادة ذوي القربى بعضهم لبعض) * (قلت) * أرأيت ان شهد لي أبي أو ابني أن فلانا هذا الميت أوصى الي أتجوز شهادتهم أم لا في قول مالك (قال) قال مالك لا تجوز شهادة الاب لابنه ولا شهادة الابن لابيه * (قلت) * تحفظ عن مالك في شهادة ولد الولد لجدهم أو شهادة الجد لولد الولد (قال) لا أقوم على حفظه الساعة ولا أرى أن يجوز * (قلت) * فهل تجوز شهادة الرجل لمكاتبه (قال) لا أقوم على حفظ قول مالك فيه ولا أراها جائزة * (قلت) * أرأيت شهادة

الزوج لامرأته وشهادة المرأة لزوجها (قال) قال مالك لا تجوز * (قلت) * أتجوز شهادة الام لابنها أو الابن لامه في قول مالك (قال) لا

المدونة – للإمام مالك بن أنس (8/ 168)

(كتاب الشهادات) (في شهادة الاجير) * (قلت) * لعبد الرحمن بن القاسم أرأيت الاجير هل تجوز شهادته لمن استأجره (قال) قال مالك لا تجوز شهادة من هو في عيال الرجل للرجل (قال ابن القاسم) الا أن يكون أجيرا لا يكون في عياله ولا في مؤنته قال عبد الرحمن بن القاسم لا تجوز شهادة الاجير لمن استأجره الا أن يكون مبرزا في العدالة وهو قول مالك وإذا كان الاجير في عياله فلا تجوز شهادته وان كان ليس في عياله جازت شهادته * (قال سحنون) * وانما رددت شهادته إذا كان في عياله لانه يجر إليه وجره إليه جر إلى نفسه ألا ترى أن الاخ إذا كان في عيال أخيه لم يجز شهادته لجره إليه لان جره إليه جر إلى نفسه فإذا لم يكن في عياله وكان مبرزا في العدالة جازت شهادته له في الاموال والتعديل وقد قال رسول الله ﷺ لا تجوز شهادة خصم ولا ظنين ولا جار إلى نفسه

عيون المسائل للقاضي عبد الوهاب المالكي (ص: 520)

مسألة:

لا تجوز شهادة الوالد لولده، وبه قال فقهاء الأمصار.

وحكي عن عمر بن الخطّاب –رضى الله عنه –، وشريح وأبي ثور والمزني: جوازها، وهو قول داود وأصحابه.

التاج والإكليل لمختصر خليل (11/ 119)

من موانع الشهادة تهمة الحب لأصل أو عارض .

التاج والإكليل لمختصر خليل (11/ 120)

قال الباجي : إن كان الشاهد في نفقة المشهود له أو يتكرر عليه معروفه لم تجز شهادته له وإلا فثمانية أقوال ، والذي في المدونة قال ابن القاسم : إذا لم يكن في عياله وكان مبرزا في حاله

جازت شهادته له في الأموال والتعديل ، وكذلك قال ابن القاسم في المستخرجة إن الأخ يعدل أخاه ـــ

وقال ابن عرفة : شهادة الصديق الملاطف الذي تحت إنفاق من شهد له لغو ، وإن لم يكن تحت إنفاقه فطريق المازري مشهور المذهب قبول شهادته لصديقه إن كان ليس في نفقته ولا يشتمل عليه بره وصلته .

الفواكه الدواني على رسالة ابن أبي زيد القيرواني (7/ 285)

(وتجوز شهادة الأخ العدل) المراد المبرز في العدالة (لأخيه) لقول ابن رشد : يشترط تبريز العدل في ستة مواضع : شهادة الأخ لأخيه ، وشهادة الأجير للمستأجر ، وشهادة المولى الأسفل لمعتقه ، وشهادة الشريك المفاوض لشريكه في غير مال المفاوضة ، وشهادة الصديق الملاطف لصديقه ، وشهادة من زاد في شهادته أو نقص منها بعد أدائها ، وزادوا عليها المزكي للشهود ، ومن سئل عن شهادته فشك فيها ثم تذكرها ، ومعنى التبريز الزيادة على أقرانه وأنظاره في الخير والصلاح .

- وقيد أهل المذهب شهادة الأخ لأخيه بأن لا يكون في عيال أخيه المشهود له ، وبكونها في الأموال أو في الجراح التي فيها المال أو في التعديل ، لا إن كانت بنسب أو بما فيه قصاص أو بدفع معرة ، وينبغي جريان القيد المذكور في الجميع ؛ لأن كون الشاهد في عيال المشهود له تهمة توجب عدم قبول الشهادة .

التبصرة للخمي (11/ 5396)

باب في شهادة الأجير لمن استأجره، والغريم لمن له عليه دين والخصم والعدو على عدوه أو ولده ومن المدونة قال ابن القاسم: لا تجوز شهادة الأجير لمن استأجره، إلا أن يكون مبرزًا، وإن كان في عياله لم تجز. وقال سحنون: من ليس في عياله هم الصناع (3). وأما الذي يصير عمله للذي استأجره، فلا تجوز شهادته له وإن لم يكن في عياله، وإن دفع إليه أجرته.

وظاهر قول ابن القاسم: إن المنع إذا كان في نفقته، كانت النفقة بالطوع أو من الإجارة، والظنة تتعلق بالوجهين جميعًا، إذا كان في نفقته أو منقطعًا إليه؛ لأنه يخشى إن لم يشهد له أن يصرفه ، وكذلك الأجير المشترك: القَصَّار والطَّرَّاز يشهد لمن شأنه التجر بذلك؛ لأنه يتهم في شهادته له أن يخصه بأعماله.

ويجوز شهادة المستأجر للأجير؛ لأنه هو المتفضل عليه، إلا أن يكون أجيرًا مرغوبًا في عمله ومن يتشاح فيه

الإتقان والإحكام فى شرح تحفة الحكام (1/ 60)

وإن كان أحد الأخوين في نفقة الآخر فلا تجوز شهادة المنفق عليه للمنفق، ويختلف في شهادة المنفق للمنفق عليه حسبما تقدم، إلاَّ أن يكون نفقته عليه لفقره لئلا تدركه في ذلك ضيعة أو معرة فلا تجوز لأنه يدفع بشهادته مؤنة الإنفاق أو معرة الترك

البهجة في شرح التحفة (1/ 155)

الشهادة إذا رد بعضها للتهمة ردت كلها قاله الأجهوري . وهذا كله في التهمة الموجودة وقت الأداء ، أما الحادثة بعده فلا عبرة بها كالرجل يتزوج المرأة بعد أن شهد لها أو يخاصمه بعد أن يشهد عليه .

التلقين مرتب (ص: 530)

وقد يعرض في العدل ما يمنع قبول شهادته وذلك يرجع إلى التهمة ويعتبر في ثلاثة مواضع : أحدها : فيما بين الشاهد والمشهود له أو عليه ، والثاني : في المشهود به أو فيه

والثالث : ما يرجع إلى الحال - فالأول مثل شهادة الابن للأبوين والأبوين له وكذلك جهات عمودي النسب الأعلى والأسفل أحدهما للآخر وأحد الزوجين لصاحبه وشهادته على عدوه وما يجر به نفعا إلى نفسه كشهادته لغريم له مفلس بدين له على آخر أو ما يدفع به ضررا عنه أو عارا كجرحه من شهد على أبيه أو ابنه أو أخيه بزنا

والثاني كشهادة ولد الزنا في الزنا وشبهه ---- والثالث : شهادة البدوي للقروي أو عليه في الحقوق لأن التهمة تقوى في بطلان ما شهد به والانتفاء التهمة قبلناها في القتل والجراح

الذخيرة لشهاب الدين القرافي (10/ 151)

قال في التنبيهات شروط الشهادة العادلة الجائزة في كل شيء ثمانية العقل والبلوغ والذكورة والحرية والاسلام والعدالة وضبط الشهادة حين الاداء وحين السماع وانعدام التهمة

بداية المجتهد ونهاية المقتصد (2/ 379)

فأما عدد الصفات المعتبرة في قبول الشاهد بالجملة فهي خمسة: العدالة، والبلوغ، والاسلام، والحرية، ونفي التهمة.

حاشية الدسوقي على الشرح الكبير (17/ 192)

(قوله أي أصل إلخ) أي فلا يشهد أب ولا أم لولد وإن ولد ملاعنة لصحة استلحاقه (قوله وإن علا) أي فلا يشهد الجد أو الجدة لولد الولد (قوله فزوجة الأب لا تشهد لربيبها) أي وهو ولد زوجها وإن سفل وإذا امتنع شهادتها لابن زوجها فتمتنع شهادتها لزوجها بالأولى (قوله لا يشهد لربيبه) أي وهو ولدها وإذا امتنع شهادة الرجل لابن زوجته فتمنع شهادته لها بالأولى لقوة التهمة (قوله فلا يشهد لأصله) أي لأبيه أو لأمه أو جده أو جدته (قوله وولد وإن سفل كبنت وابن) هذا مثال للولد ولا يخفى عدم الاحتياج للتمثيل لوضوح الممثل له ولذا قال ابن عاشر صوابه وإن سفل لبنت باللام لا بالكاف ليكون بالغا على أضعف المراتب

شرح مختصر خليل للخرشي (21/ 445)

المعتبر في هذا كله قوة التهمة

شرح مختصر خليل للخرشي (21/ 475)

والمعنى أن الإنسان إذا جر بشهادته نفعا له فإنها لا تقبل للتهمة

منح الجليل شرح مختصر خليل (18/ 120)

(بخلاف) حدوث (تهمة جر) بفتح الجيم وشد الراء وصلته مقدرة ، أي لنفع بعد الأداء كتزوج الشاهد المرأة التي شهد لها فلا تبطل شهادته .

الأم للشافعي (7/ 49)

شهادة الوالد للولد والولد للوالد (قال الشافعي) رحمه الله تعالى عليه لا تجوز شهادة الوالد لولده ولا لبنى بنيه ولا لبنى بناته وإن تسفلوا ولا لآبائه وإن بعدوا لانه من آبائه

التنبيه في الفقه الشافعي (ص: 284)

ولا تقبل شهادة الوالد لولده وان سفل، ولا شهادة الولد لوالده وإن علا ومن شهد على أبيه أنه طلق ضرة أمه أو قذفها، ففيه قولان؛ أحدهما: تقبل، والثاني: لا تقبل.

ولا تقبل شهادة الجار إلى نفسه نفعاً، كشهادة الوارث للمورث بالجراحة قبل الاندمال، وشهادة الغرماء للمفلس بالمال، وشهادة الوصي لليتيم، والوكيل للموكل، فإن شهد الوارث للمورث (بمال) في المرض، ثم برىء لم تقبل وقيل: تقبل. ولا تقبل شهادة الدافع عن نفسه ضرراً كشهادة العاقلة على شهود القتل بالفسق، ولا شهادة العدو على عدوه، ولا شهادة الزوج على زوجته بالزنا،

الحاوى الكبير . الماوردى (17/ 335)

مسألة : قال الشافعي ﷺ : " ولا لولد بنيه ، ولا لولد بناته ، وإن سفلوا ، ولا لآبائه وأمهاته وإن بعدوا " .

قال الماوردي : وهذا صحيح ، لا تقبل شهادة الوالد لمولوديه به وإن سفلوا ، ولا شهادة الولد لوالديه وإن بعدوا . وهذا قول مالك ، وأبي حنيفة ، وجمهور الفقهاء .

الحاوى الكبير . الماوردى (17/ 336)

عن عائشة ﷺ ، أن النبي {ﷺ} قال : " لا تقبل شهادة خائن ولا خائنة ، ولا محدود حدا ، ولا ذي غمر على أخيه ولا مجرب في شهادة زور ولا ظنين في قرابة ولا ولاء ولا شهادة القانع لأهل البيت " ووصل بذلك " ولا شهادة الولد لوالده ولا الوالد لولده "

الحاوي في فقه الشافعي – الماوردي (17/ 159)

مسألة لا تجوز شهادة جار إلى نفسه ولا دافع عنها

مسألة : قال الشافعي ﷺ : " ولا تجوز شهادة جار إلى نفسه ولا دافع عنها " . قال الماوردي : وهذا صحيح . لأن من شروط قبول الشهادة : أن يخلو من التهم ، لقوله تعالى : ذلكم أقسط عند الله وأقوم للشهادة وأدنى ألا ترتابوا [البقرة :] . والتهمة ريبة . وروى القاسم بن محمد ، عن ابن عمر ، أن النبي ﷺ قال : " لا تقبل شهادة خصم ولا ظنين ولا ذي الإحنة " فالخصم المنازع ، والظنين : المتهم ، وذي الإحنة : العدو . فمن المتهومين في الشهادة وإن كانوا عدولا ، من يجر بشهادته إلى نفسه نفعا ، أو يدفع عنها ضررا . فلا تقبل شهادته . فمن جر النفع ، أن يشهد السيد لعبده أو مكاتبه من لا تقبل شهادته ، لأنه مالك لمالك عبده ، ومستحق أخذ المال من مكاتبه لجواز عوده إلى رقه . ومنها أن يشهد الوكيل لموكله فيما هو وكيل فيه من لا تقبل شهادته ، لجواز تصرفه فيه إذا ثبت ، فكان نفعا . الحاوي في فقه الشافعي – الماوردي (17/ 160)

ومنها شهادة الشريك لشريكه ، فيما هو يشركه فيه ، لأنه يصير شاهدا لنفسه . فإن شهد له بما ليس بشريك ، جاز بخلاف الوكيل ، لأن للوكيل نيابة وليس للشريك نيابة . ولهذا نظائر تجري على حكمها .

مختصر المزني (ص: 310)

ولا تجوز شهادة جار إلى نفسه ولا دافع عنها ولا على خصم لان الخصومة موضع عداوة ولا لولد بنيه ولا لولد بناته وإن سفلوا ولا لآبائه وأمهاته وإن بعدوا

المجموع لمحي الدين النووي (20/ 251)

وحكى في البحر الاجماع على عدم قبول شهادة العبد لسيده، قال في المسوى ولا تجوز شهادة الوالد لولده ولا الولد لوالده ويجوز عليهما، وكذا لا تقبل شهادة من جر إلى نفسه نفعا

الشرح الكبير على متن المقنع (4/ 64)

ولا تقبل شهادة الأجير لمن استأجره نص عليه أحمد

الكافي في فقه ابن حنبل (4/ 271)

فصل : وتمنع التهمة قبول الشهادة وهي ستة أنواع

أحدها : كونه والدا وإن علا أو ولدا وإن سفل لما روت عائشة رضي الله عنها عن النبي (ص) أنه قال : [لا تجوز شهادة خائن ولا خائنة ولا ذي غمر على أخيه ولا ظنين في قرابة ولا ولاء] والظنين المتهم وكل واحد منهما متهم في حق صاحبه لأنه يميل إليه بطبعه ولهذا قال النبي (ص) : [فاطمة بضعة مني يريبني ما أرابها]

ويستحق أحدهما النفقة على صاحبه ويعتق عليها إذا ملكه وعنه : تقبل شهادتهما لأنهما عدلان من رجالنا فيدخلان في عموم الآيات والأخبار وعنه : تقبل شهادة الولد لوالده لدخوله في العموم ولا تقبل شهادة الأب لابنه لأن ماله كماله لقول النبي (ص) : [أنت ومالك لأبيك] فكانت شهادته لنفسه فأما شهادة أحدهما على صاحبه فمقبولة لأنه لا يتهم عليه ولذلك قال الله تعالى : { كونوا قوامين بالقسط شهداء لله ولو على أنفسكم أو الوالدين والأقربين } ـــــ

الثاني : لا تقبل شهادة أحد الزوجين لصاحبه لأنه ينتفع بشهادته لتبسط كل واحد منهما في مال الآخر عادة واتساعه سعته وإضافة مال كل منهما إلى الآخر ـــــ

الثالث : الجار إلى نفسه أو الدافع عنها ـــــ وكذلك لا تقبل شهادة الورثة للمورث للجرح قبل الاندمال ـــــ وكذلك شهادة الشريك لشريكه بمال الشركة ولا الوكيل لموكله فيما هو موكل فيه ولا الشفيع ببيع الشقص المشفوع ولا السيد لبعده المأذون ولا لمكاتبه قال القاضي : ولا تقبل شهادة الأجير لمستأجره نص عليه أحمد ـــــ

الرابع : من ترد شهادته لفسقه ثم أعادها بعد عدالته لم تقبل للتهمة في أدائها لكونه تعير بردها فربما قصد بأدائها أن تقبل لإزالة العار الذي لحقه بردها ولأنها ردت بالاجتهاد فقبولها ينقض لذلك الاجتهاد ـــــ

الخامس : من شهد بشهادة ترد في البعض ردت في الكل مثل من شهد على رجل أنه قذفه وأجنبيا أو قطع الطريق عليه أو على أجنبي أو شهد الأب لابنه وأجنبي بدين أو لشريكه وأجنبي فلا تقبل لأنها شهادة متهم فيها فلم تقبل

السادس : العداوة تمنع قبول شهادة العدو على عدوه لقول النبي (ص) : [لا تجوز شهادة خائن ولا خائنة ولا ذي عمر على أخيه] ولأنه يتهم في إرادة الضرر بعدوه فلا تقبل شهادة الرجل على زوجته بالزنا لأنه يقر بعدواته لها ولأنه دعوى جناية في حقه فلم تقبل لأنه خصم ولا تقبل شهادة المقطوع عليه الطريق على القاطع ولا المقذوف على القاذف لأنه عدو فأما المتحاكمان على مال فلا يمنع ذلك قبول شهادة أحدهما على صاحبه لأنه ليس بعدواة

المغني في فقه الامام أحمد بن حنبل الشيباني للمقدسي (12/ 57)

ولا شهادة السيد لعبده المأذون له في التجارة ولا لمكاتبه قال القاضي : ولا تقبل شهادة الأجير لمن استأجره شرح منتهى الإرادات المسمى دقائق أولي النهى لشرح المنتهى (7/ 216)

لا تقبل شهادة الأجير به لمستأجره للتهمة

مطالب أولي النهى في شرح غاية المنتهى (20/ 142)

(الثاني) من الموانع (أن يجر) الشاهد (بها) ؛ أي : شهادته (نفعا لنفسه كشهادته) ؛ أي : الشخص (لرقيقه ، ولو) مأذونا له أو (مكاتبا) ـــ أو شهادته (لموكله) فيما وكل فيه ـــ (أو) شهادته (لشريكه فيما هو شريك فيه) قال في " (المبدع " لا نعلم فيه خلافا) لاتهامه ، وكذا مضارب بمال المضاربة انتهى ؛ لأنها شهادة لنفسه (أو) شهادة (مستأجره بما استأجره فيه ،) كمن نوزع في ثوب استأجر أجيرا ، لخياطته أو صبغه أو قصره ؛ فلا تقبل شهادة الأجير به لمستأجره ؛ للتهمة

مطالب أولي النهى في شرح غاية المنتهى (20/ 146)

(الثالث) من الموانع (أن يدفع بها) ؛ أي : الشهادة (ضررا عن نفسه ك) شهادة

FIQH JARIEE

فتاویٰ کے حوالہ جات:

(20) شرح زاد المستقنع للشنقيطي (9/ 427)

الله عز وجل يقول: وَلَنْ يَجْعَلَ اللهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا [النساء:141] ونحن بالشفعة نجعل للكافر على المسلم سبيلاً. فتكلم ابن القيم في هذا كلاماً نفسياً بأدلته النقلية والعقلية من أكثر من عشرة وجوه، وبين أن مقاصد الشريعة -بل حتى إن المقصود من الشفعة- قد لا تتحقق إذا مكنا الكافر من أن يشفع على مسلم؛ لأنها شرعت لدفع الضرر، وهل هناك أضر من كافر لا يدين دين الحق يستعلي على المسلم بماله؟

(21) صحيح وضعيف الجامع للشيخ الألباني (1/ 263)

الإسلام يعلو و لا يعلى (حسن)

(22) شرح الزركشي على المختصر الخرقي لشمس الدين الزركشي (3/ 366)

(وأما اشتراط الإسلام) فلأن ذلك شرط في الشهادة ، ففي القضاء أولى ، ودليل الأصل [ب 2] 19 ({ واستشهدوا شهيدين من رجالكم }) [ب 1] ولأن الكفر يقتضي إذلال صاحبه ، والقضاء يقتضي احترامه ، وبينهما منافاة ، وقد قال الله سبحانه : [ب 2] 19 ({ ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلاً }) [ب 1] وأي سبيل أعظم من أن يلزمه ، ويحكم عليه بغير اختياره ،

(23) (صحيح مسلم للنيسابوري:5 / 50)

(24) (سنن نسائی :3/391، حدیث نمبر 5219)

(25) صحيح البخاري (5/ 2129)

وقال ابن مسعود في السكر إن الله لم يجعل شفاءكم فيما حرم عليكم

(26) صحيح مسلم للنيسابوري (6/ 89)

طارق بن سويد الجعفى سأل النبى -صلى الله عليه وسلم- عن الخمر فنهاه أو كره أن يصنعها فقال إنما أصنعها للدواء فقال « إنه ليس بدواء ولكنه داء ».

(27) صحیح البخاري - م م (1/ 56)

عن عدي بن حاتم قال سألت النبي صلى الله عليه وسلم فقال إذا أرسلت كلبك المعلم فقتل فكل وإذا أكل فلا تأكل فإنما أمسكه على نفسه قلت أرسل كلبي فأجد معه كلبا آخر قال فلا تأكل فإنما سميت على كلبك ولم تسم على كلب آخر

صحيح مسلم للنيسابوري (6/ 56)

عن عدى بن حاتم قال سألت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن المعراض فقال « إذا أصاب بحده فكل وإذا أصاب بعرضه فقتل فإنه وقيذ فلا تأكل ». وسألت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن الكلب فقال « إذا أرسلت كلبك وذكرت اسم الله فكل فإن أكل منه فلا تأكل فإنه إنما أمسك على نفسه ». قلت فإن وجدت مع كلبى كلبا آخر فلا أدرى أيهما أخذه قال « فلا تأكل فإنما سميت على كلبك ولم تسم على غيره ».

(28) الجامع الصحيح سنن الترمذي (3/ 245)

عن أنس بن مالك قال لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم في الخمر عشرة عاصرها ومعتصرها وشاربها وحاملها والمحمولة إليه وساقيها وبائعها وآكل ثمنها والمشتري لها والمشتراة له (ايضاً:غاية المرام في تخريج أحاديث الحلال والحرام ، ص: 54، حديث صحيح)

(29) غاية المرام في تخريج أحاديث الحلال والحرام (ص: 64)

عن علي كرم الله وجهه قال : أخذ النبي (ص) حريرا فجعله في يمينه وأخذ ذهبا فجعله في شماله ثم قال : إن هذين حرام على ذكور أمتي رواه أحمد وأبو داود والنسائي وابن حبان وابن ماجه

غاية المرام في تخريج أحاديث الحلال والحرام (ص: 66)

وعن عمر قال : سمعت النبي (ص) يقول : لاتلبسوا الحرير فإن من لبسه في الدنيا لم يلبسه في الآخرة أخرجه البخاري ومسلم والنسائي والترمذي وأحمد

(30) إتحاف الخيرة المهرة (8/ 224)

14- باب فيمن حرم الله عليه الجنة

7836- عن أبي بكر الصديق ، رضي الله عنه ، قال : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : إن الله عز وجل حرم على الجنة جسدا غذي بالحرام.

رواه أبو داود الطيالسي ، وعبد بن حميد ، وأبو يعلى الموصلي ، بسند مداره على عبد الواحد بن زيد ، وهو ضعيف.

(31) الجامع الصحيح سنن الترمذي (2/ 144)

عن كعب بن عجرة قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم ---- يا كعب بن عجرة إنه لا يربو لحم نبت من سحت إلا كانت النار أولى به

(32) صحيح مسلم للنيسابوري (3/ 85)

عن أبى هريرة قال قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- « أيها الناس إن الله طيب لا يقبل إلا طيبا وإن الله أمر المؤمنين بما أمر به المرسلين فقال (يا أيها الرسل كلوا من الطيبات واعملوا صالحا إنى بما تعملون عليم) وقال (يا أيها الذين آمنوا كلوا من طيبات ما رزقناكم) ». ثم ذكر الرجل يطيل السفر أشعث أغبر يمد يديه إلى السماء يا رب يا رب ومطعمه حرام ومشربه حرام وملبسه حرام وغذى بالحرام فأنى يستجاب لذلك ».

(33) (جامع الاحاديث للسيوطى :۲۰/۵۵)

(34) المعجم الأوسط للطبراني - (ج 6 / ص 310)

(35) المستدرك على الصحيحين للحاكم مع تعليقات الذهبي في التلخيص (2/ 263، بترقيم الشاملة آليا)

عن أبي الجوزاء قال : قلت للحسن بن علي مثل من كنت في عهد رسول الله صلى الله عليه و سلم و ماذا عقلت عنه ؟ قال : أتى رجل رسول الله صلى الله عليه و سلم فسمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول : دع ما يريبك إلى ما لا يريبك فإن الشر ريبة و الخير طمأنينة شاهده حديث أبي أمامة الباهلي

تعليق الذهبي قي التلخيص : سكت عنه الذهبي في هذا الموضع

غاية المرام في تخريج أحاديث الحلال والحرام (ص: 130)

قال عليه السلام : دع ما يريبك إلى ما لا يريبك صحيح أخرجه أحمد والترمذي والنسائي وابن حبان والحاكم

(36) سنن أبي داود (3/ 292)

عن ابن عباس ، قال : رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم جالسا عند الركن ، قال : فرفع بصره إلى السماء فضحك فقال : (لعن الله اليهود) ثلاثا (إن الله حرم عليهم الشحوم فباعوها وأكلوا أثمانها ، وإن الله إذا حرم على قوم أكل شئ حرم عليهم ثمنه)

ايضاً : السنن الصغرى لأحمد البيهقي (2/ 97، بترقيم الشاملة آليا)

جامع العلوم والحكم لابن رجب الحنبلي (45/ 3)

غاية المرام في تخريج أحاديث الحلال والحرام (ص: 192)

(37) صحيح ابن ماجة لمحمد الألباني (2/ 64)

عن أبي مالك الأشعري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليشربن ناس من أمتي الخمر يسمونها بغير اسمها يعزف على رءوسهم بالمعازف والمغنيات يخسف الله بهم الأرض ويجعل منهم القردة والخنازير * (صحيح)

غاية المرام في تخريج أحاديث الحلال والحرام (ص: 228)

(38) (شرح زاد المستقنع للشنقيطي :9/ 232)

(39) (شرح زاد المستقنع للشنقيطي :9/ 232)

وصار كل شيء فيه إعارة يفضي به إلى هذا المحظور أو أمثاله فإنه محرم

(40) شرح كتاب زاد المستقنع للشيخ الحمد (19/ 47)

مثال ذلك : رجل كافر يملك عبدا كافرا ، ثم أسلم هذا العبد وبقي السيد الكافر على كفره ، فإنه يجبر على إزالة ملكه إما ببيع أو بهبة أو بإعتاق

(41) منار السبيل شرح الدليل (2/ 81)

ولو أسلم مدبر أو قن أو مكاتب لكافر ألزم بإزالة ملكه عنه لئلا يبقى ملك كافر على مسلم مع إمكان بيعه ، بخلاف أم الولد .فإن أبى بيع عليه أي : باعه الحاكم إزالة لملكه عنه ، لقوله تعالى : ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلاً [النساء : 141]

الاقناع للحجاوي (3/ 346)

والثالثة: باستيلاء شخص متغلب على الامامة ولو غير أهل لها نعم الكافر إذا تغلب لا تنعقد إمامته لقوله تعالى: * (ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا) *

(42) شرح زاد المستقنع للشنقيطي (9/ 232)

قال رحمه الله: (وعبداً مسلماً لكافر). ولا يجوز إعارة العبد المسلم للكافر؛ لأنه أولاً: إذا أعاره للكافر أهانه وأذله. وثانيا: أن في ذلك عزة للكافر على المسلم، والله تعالى يقول: وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا [النساء:141]. والعزة للمؤمن على الكافر لا للكافر على المؤمن، وهنا: تفهم أن المسألة مبنية على الوسائل، فلما كانت إعارة المسلم للكافر وسيلة لإهانته وإذلاله وتسلط الكافر عليه حرم، وصار كل شيء فيه إعارة يفضي به إلى هذا المحظور أو أمثاله فإنه محرم.

(43) شرح زاد المستقنع للشنقيطي (9/ 426)

مفردات المذهب الحنبلي جاء فيها نظم وشُرح هذا النظم في الكتاب المشهور منح الشفاء الشافيات في شرح المفردات للإمام شيخ الحنابلة الجهبذ العلامة البهوتي رحمه الله برحمته الواسعة، وهو من أنفس الكتب التي يذكر فيها مفردات مذهب أحمد . انفرد الحنابلة فقالوا: الذمي لا يشفع على مسلم، وهذا القول له أدلة، وتكلم على هذه المسألة الإمام ابن القيم رحمه الله كلاماً نفيساً، وذكر الحجج والأدلة في كتابه النفيس: أحكام أهل الذمة، وذكر فيه أكثر من عشرة أوجه لترجيح القول القائل: بأنه لا شفعة للذمي على المسلم؛ لأن الإسلام يعلو ولا يُعلى عليه، وفي أخذ النصيب من المسلم قهر له وعلو عليه. ثانياً: أن الإسلام هو دين الله عز وجل،

والمقصود إعلاء كلمته، ونشره في الأرض، حتى لا يكون للكافر سلطان على المسلم حتى في الأموال. فقالوا: في هذه الحالة إذا اشترى المسلم هذا النصيب وجاء الكافر واستكثر وتقوى على المسلم فيكون قد استظهر في أمر زائد عن حقه، ومما يؤكد هذا -حسبما قالوا- أن الله عز وجل شرع لنا على لسان رسوله ﷺ إذا لقينا الكفار أن نضطرهم إلى أضيق الطريق، وأن لا نبدأهم بالسلام، مع أنهم معنا في مكان واحد، لكن لابد أن يشعروا في بلاد المسلمين بالذلة والحقارة؛ لأنهم إذا لم يشعروا بذلك استعلوا على المسلمين، وهذا عمر بن الخطاب رضي الله عنه كان من السنن العمرية التي وضعها وجرى العمل عليها عند العلماء، وكاد يكون إجماعاً، على أن الكافر إذا كان بين المسلمين لا يبني بناءً يعلو به فوق المسلمين، فيكشف به عوراتهم، أو يكون له تميز أو علو عن المسلمين؛ لأن المقصود أن تكون كلمة الله هي الغالبة، وكما يكون الشعار للإسلام معنىً يكون له حساً. فإذا جاء الكافر يستظهر على المسلم بشراء النصيب، ويستظهر باتساع رقعته وملكيته بين المسلمين هذا لا شك أنه سيضر بمصالح المسلمين، وسيجعل له سلطاناً على المسلمين، والله عز وجل يقول: وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا [النساء:141] ونحن بالشفعة نجعل للكافر على المسلم سبيلاً. فتكلم ابن القيم في هذا كلاماً نفسياً بأدلته النقلية والعقلية من أكثر من عشرة وجوه، وبين أن مقاصد الشريعة -بل حتى إن المقصود من الشفعة- قد لا تتحقق إذا مكنا الكافر من أن يشفع على مسلم؛ لأنها شرعت لدفع الضرر، وهل هناك أضر من كافر لا يدين دين الحق يستعلي على المسلم بماله؟! ولذلك لاشك أن من تأمل أصول الشريعة يقوي هذا الوجه، ويرى أن القول بثبوت الشفعة للكافر لا يخلو من نظر إذا كان على مسلم؛ لأن العمومات تخصص، وهناك قواعد وأصول للشريعة تخصص ما هو أقل درجة منها، فأنت إذا نظرت إلى نصوص الكتاب والسنة وهدي رسول الله ﷺ الفعلي والقولي من كف شعار الكفار، وعدم إعطائهم القوة لاستظهارهم على المسلمين ترى أن القول بعدم ثبوت الشفعة لهم أقوى وأظهر، وأنهم يصوغون القول بتخصيص عموم الأدلة الواردة؛ ولأن الأدلة في الأصل إنما وردت للمسلمين والكفار تبع، والتابع لا يقوى اندراجه تحت الأصل من كل وجه إذا

عارض ما هو أقوى وأرجح أصولاً ومعنىً، ولذلك نقول: إن القول بإسقاط الشفعة للذمي على المسلم أقوى وأظهر، والله تعالى أعلم.

شرح زاد المستقنع للشنقيطي (11/ 116/117)

الله تبارك وتعالى يقول في كتابه: وَلَن يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا [النساء:141]، والذي يوصي إلى الكفار قد جعل السبيل للكافر على المسلم بالولاية عليه، وقال سبحانه وتعالى: لا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِن دُونِكُمْ لا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِن أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ [آل عمران:118]، وما عرّف أحدٌ بعدوٍ مثل تعريف الله ﷻ لعباده المؤمنين بأعدائهم، ولذلك يقول في كتابه: وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَعْدَائِكُمْ [النساء:45]. فبيّن سبحانه وتعالى أن الكافر لا يراعي مصلحة المسلم مهما كان الأمر، إلا إذا كان هناك ضرر أكبر، أو كان هناك خديعة أو مكر، والله عز وجل يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفَاصِلِينَ [الأنعام:57]. فلن تجد أصدق منه حديثاً، ولا أصدق منه قيلاً، ولا أصدق منه حكماً، ولذلك قال تعالى: لا يَرْقُبُونَ فِي مُؤْمِنٍ إِلًّا وَلا ذِمَّةً [التوبة:10]، والإل: هو القرابة، والذمة: هي العهد، فالكافر لا يرقب في المؤمن إلاً ولا ذمة، إلا إذا كانت له مصالح، فعندها يخاف من المصلحة أن تفوت، لا مراعاة للإل ولا للذمة، فليس عندهم عهد ولا ذمة، فالمقصود: أن الله تعالى لم يجعل للكافر على المؤمن ولاية لهذه النصوص. ولما ولى أبو موسى الأشعري ﷺ كاتباً له نصرانياً -وكان بالشام- لأنه لم يجد في المسلمين من يحسن له الكتابة وتنظيم الكتابة، فعهد بذلك إلى نصراني من أهل الشام، فبلغ عمر ما فعله، فكتب إليه بهذه الآية: لا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِن دُونِكُمْ لا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ [آل عمران:118]، فقوله تعالى: وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ [آل عمران:118] أي: ودوا عنتكم، وهذا يدل على أنه لا خير فيهم، فلا يجوز أن يكون الكافر وصياً على الأيتام، ولا قائماً على شئونهم؛ لهذه النصوص. وقد قال ﷺ: (الإسلام يعلو ولا يُعلا عليه)، واليتيم المسلم كالمسلم؛ لأن هذا عند العلماء مُقعَّد على القاعدة المشهورة التي ذكرها الإمام العز

بن عبد السلام رحمه الله في كتابه: قواعد الأحكام، التي هي: (تنزيل المعدوم منزلة الموجود)، فأيتام المسلمين محكوم بإسلامهم تبعاً لوالديهم.

شرح كتاب زاد المستقنع للشيخ الحمد (19/ 46)

قوله [ولا عبد مسلم لكافر إذا لم يعتق عليه]

لا يجوز بيع العبد المسلم على الكافر لأن ذلك إذلال للعبد المسلم ، واحتقار له ، والذلة والصغار تكونان على الكفار ، وقد قال تعالى { ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا } ، فالمؤمن هو العزيز ، والكافر هو الذليل .

منار السبيل شرح الدليل (2/ 81)

ولو أسلم مدبر أو قن أو مكاتب لكافر ألزم بإزالة ملكه عنه لئلا يبقى ملك كافر على مسلم مع إمكان بيعه ، بخلاف أم الولد .

فإن أبى بيع عليه أي : باعه الحاكم إزالة لملكه عنه ، لقوله تعالى : ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلاً [النساء : 141]

الاقناع للحجاوي (3/ 346)

والثالثة: باستيلاء شخص متغلب على الامامة ولو غير أهل لها نعم الكافر إذا تغلب لا تنعقد إمامته لقوله تعالى: * (ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا) *

الاقناع للحجاوي (1/ 438)

وإسلام من يشتري له ولو بوكالة مصحف أو نحوه ككتب حديث أو كتب علم، فيها آثار السلف أو مسلم أو مرتد لا يعتق عليه لما في ملك الكافر للمصحف ونحوه من الاهانة وللمسلم من الاذلال، وقد قال الله تعالى: * (ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا) *

(45) (صحيح مسلم ۵/۰۵) (صحيح بخارى: ۳/۵۳)

(46) (فتح البارى: ۱/۱۱۸)

(47) (فتح /سنن:۱/۳۸،۳۷)

(43) کل ما أدی إلی ما لا یجوز لا یجوز ، رد المحتار (26/ 361)

(49) رد المحتار (26/ 361)

کل ما أدی إلی ما لا یجوز لا یجوز

رد المحتار (26/ 366)

(قوله وکل ما أدی إلخ) یتأمل فیه مع قول أئمتنا بجواز بیع العصیر من خمار شرنبلالي ، ویمکن الفرق بما یأتي من أن المعصیة لم تقم بعین العصیر بل بعد تغیره .

درحقیقت ذرائع کی تین قسمیں ہیں:

ایک قسم وہ ذرائع ہیں، جن کا کسی فساد و خرابی کی طرف پہنچنا تجربہ کی بنیاد پر یقینی ہو ایسے ذرائع کے بارے میں تمام فقہاء کرام متفق ہیں کہ ان کو پہلے سے منع کیا جائے گا، مثلاً مسلمانوں کے راستے میں گڑھے کھودنا، اسی کسی کے کھانے میں زہر ملانا وغیرہ۔

دوسری قسم وہ ذرائع ہیں، جن کا کسی فساد و خرابی کی طرف پہنچنا تجربہ کی بنیاد پر شاذ و نادر ہو، یہ وہ ذرائع ہیں، جن کے بارے میں تمام فقہاء کرام متفق ہیں کہ ان کو پہلے سے منع نہیں کیا جائے گا، مثلاً کسی کو انگور کے کاشت سے روکنا کہ کہیں اس سے آگے جا کر کوئی شراب نہ بنا ڈالیں وغیرہ۔

تیسری قسم وہ ذرائع ہیں، جن کا کسی فساد و خرابی کی طرف پہنچنا تجربہ کی بنیاد پر اکثر ہو، یہ وہ ذرائع ہیں، جن کے بارے میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے کہ ان کو پہلے سے منع کیا جائے گا یا نہیں؟ مثلاً مسلمانوں کے راستے میں گڑھے کھودنا، اسی کسی کے کھانے میں زہر ملانا وغیرہ۔

واضح رہے کہ یہ اختلاف ان ذرائع کے بارے میں ہے جن کے بارے میں قرآن و سنت میں واضح ممانعت وارد نہ ہوئی ہو، اگر سد ذریعہ کے کسی مسئلہ میں قرآن و سنت میں واضح ممانعت وارد ہوئی ہو، تو اس میں کسی کا اختلاف نہیں، مثلاً قرآنِ مجید میں غیر مسلموں کے بتوں اور جھوٹے خداؤں کو گالیاں دینے سے منع کیا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کفار بھی جہالت و لاعلمی کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کو برا بھلا کہیں۔ اختلاف اس میں ہے کہ جب مجتہد اپنے اجتہاد کے نتیجے میں کسی ذریعہ کو ظنی طور پر منع کر دیں نہ کہ قطعی طور پر۔

الموسوعة الفقهیة الکویتیة (25/ 273)

سدّ الذّرائع *

التّعريف :

1 – السّدّ في اللّغة : إغلاق – الخلل . والذّريعة : الوسيلة إلى الشّيء يقال : تذرّع فلان بذريعة أي توسّل بها إلى مقصده ، والجمع ذرائع .

وفي الاصطلاح : هي الأشياء الّتي ظاهرها الإباحة ويتوصّل بها إلى فعل محظور .

ومعنى سدّ الذّريعة : حسم مادّة وسائل الفساد دفعاً لها إذاكان الفعل السّالم من المفسدة وسيلةً إلى مفسدة .

الحكم الإجماليّ :

2 – اختلف العلماء في حكم سدّ الذّرائع واعتبارها من أدلّة الفقه :

فذهب المالكيّة ، والحنابلة إلى أنّها من أدلّة الفقه . واستدلّوا بما يأتي :

أ – قوله تعالى : { وَلاَ تَسُبُّواْ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللهِ فَيَسُبُّواْ اللهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ } ، قالوا : نهى تبارك وتعالى عن سبّ آلهة الكفّار لئلاّ يكون ذلك ذريعةً إلى سبّ الله تعالى ، ونهى الله سبحانه عن كلمة (راعنا) بقوله تعالى : { يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَقُولُواْ رَاعِنَا وَقُولُواْ انظُرْنَا } لئلاّ يكون ذلك ذريعةً لليهود إلى سبّ النّبيّ ﷺ لأنّ كلمة

" راعنا " في لغتهم سبّ للمخاطب .

ب – قوله ﷺ : « دع ما يريبك إلى ما لا يريبك » .

وقوله ﷺ : « الحلال بيّن والحرام بيّن وبينهما مشبّهات لا يعلمها كثير من النّاس ، فمن اتّقى المشبّهات استبرأ لدينه وعرضه ، ومن وقع في المشبّهات كان كراع يرعى حول الحمى يوشك أن يواقعه . ألا وإنّ لكلّ ملك حمًى ، ألا وإنّ حمى الله في أرضه محارمه » .

وقال ابن رشد : إنّ أبواب الذّرائع في الكتاب والسّنّة يطول ذكرها ولا يمكن حصرها .

الموسوعة الفقهية الكويتية (25/ 274)

ج – إنّ إباحة الوسائل إلى الشّيء المحرّم المفضية إليه نقض للتحريم ، وإغراء للنّفوس به، وحكمة الشّارع وعلمه يأبى ذلك كلّ الإباء ، بل سياسة ملوك الدّنيا تأبى ذلك ، فإنّ أحدهم لو منع جنده أو رعيّته من شيء ، ثمّ أباح لهم الطّرق والوسائل إليه ، لعدّ متناقضاً ، ولحصل من جنده ورعيّته خلاف مقصوده .

وكذلك الأطبّاء إذا أرادوا حسم الدّاء منعوا صاحبه من الطّرق والذّرائع الموصّلة إليه ، وإلاّ فسد عليهم ما يرومون إصلاحه .

د – استقراء موارد التّحريم في الكتاب والسّنّة يظهر أنّ المحرّمات منها ما هو محرّم تحريم المقاصد ، كتحريم الشّرك والزّنى وشرب الخمر والقتل العدوان ، ومنها ما هو تحريم للوسائل والذّرائع الموصّلة لذلك والمسهّلة له .

استقرى ذلك ابن القيّم فذكر لتحريم الذّرائع تسعةً وتسعين مثالاً من الكتاب والسّنّة .

فمن سدّ الذّرائع إلى الزّنى : تحريم النّظر المقصود إلى المرأة ، وتحريم الخلوة بها ، وتحريم إظهارها للزّينة الخفيّة ، وتحريم سفرها وحدها سفراً بعيداً ولو لحجّ أو عمرة على خلاف وتفصيل في ذلك ، وتحريم النّظر إلى العورات ، ووجوب الاستئذان عند الدّخول إلى البيوت ، وكثير من الأحكام الواردة في الكتاب والسّنّة ممّا يتعلّق بذلك .

ومن سدّ الذّرائع إلى شرب المسكر : تحريم القليل منه ولو قطرةً ، كما في الحديث « لو رخّصت لكم في هذه لأوشك أن تجعلوها مثل هذه » .

والنّهي عن الخليطين ، والنّهي عن شرب العصير بعد ثلاث ، والنّهي عن الانتباذ في بعض الأوعية الّتي يسرع التّخمّر إلى ما ينتبذ فيها .

الموسوعة الفقهية الكويتية (25/ 275)

ومن سدّ الذّرائع إلى القتل : النّهي عن بيع السّلاح في الفتنة ، والنّهي عن تعاطي السّيف مسلولاً ، وإيجاب القصاص درءاً للتّهاون بالقتل ،لقوله تعالى : { وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ} .

وكثير من منهيّات الصّلاة ومكروهاتها مرجعها إلى هذا الأصل ، كالنّهي عن الصّلاة عند شروق الشّمس وعند زوالها وعند غروبها ، وكراهة الصّلاة إلى الصّورة ، أو النّار ، أو وجه إنسان .

وكالنّهي عن البيع بعد نداء الجمعة ، لأنّ البيع وسيلة إلى التّخلّف عن الجمعة أو فوات بعضها .

وفي فسخ البيع إن وقع في وقت النّهي خلاف .

3 - وأنكر الشّافعيّة والحنفيّة ذلك .

وقالوا : إنّ سدّ الذّرائع ليس من أدلّة الفقه ، لأنّ الذّرائع هي الوسائل ، والوسائل مضطربة اضطراباً شديداً ، فقد تكون حراماً ، وقد تكون واجبةً ، وقد تكون مكروهةً ، أو مندوبةً ، أو مباحةً .

وتختلف مع مقاصدها حسب قوّة المصالح والمفاسد وضعفها ، وخفاء الوسيلة ، وظهورها ، فلا يمكن ادّعاء دعوى كلّيّة باعتبارها ولا بإلغائها ، ومن تتبّع فروعها الفقهيّة ظهر له هذا ، ويفهم من كلام المالكيّة أنّها من حيث هي غير كافية في الاعتبار . إذ لو كانت كذلك لاعتبرت مطلقاً وليس كذلك . بل لا بدّ من فضل خاصّ يقتضي اعتبارها أو إلغاءها .

وقالوا : إنّ الشّرع مبنيّ على الحكم بالظّاهر ، كما قد أطلع الله رسوله على قوم يظهرون الإسلام ويبطنون الكفر ، ولم يجعل له أن يحكم عليهم في الدّنيا بخلاف ما أظهروا .

وحكم في المتلاعنين بدرء الحدّ مع وجود علامة الزّنى ، وهو أنّ المرأة أتت بالولد على الوصف المكروه .

قال الشّافعيّ : وهذا يبطل حكم الدّلالة الّتي هي أقوى من الذّرائع ، فإذا أبطل الأقوى من الدّلائل أبطل الأضعف من الذّرائع كلّها .

الموسوعة الفقهية الكويتية (25/ 276)

4 - وقد قسّم القرافيّ : الذّرائع إلى الفساد ثلاثة أقسام :

أجمعت الأمة على سدّه ومنعه وحسمه ، كحفر الآبار في طرق المسلمين ، فإنّه وسيلة إلى إهلاكهم فيها ، وكذلك إلقاء السمّ في أطعمتهم ، وسبّ الأصنام عند من كان من أهلها ، ويعلم من حاله أنّه يسبّ الله تعالى عند سبّها .

وقسم أجمعت الأمّة على عدم منعه ، وأنّه ذريعة لا تسدّ ، ووسيلة لا تحسم ، كالمنع من زراعة العنب خشية أن تعصر منه الخمر فإنّه لم يقل به أحد ، وكالمنع من المجاورة في البيوت خشية الزنى

وقسم اختلف فيه العلماء هل يسدّ أم لا ، كبيوع الآجال عند المالكيّة ، كمن باع سلعةً إلى شهر بعشرة دراهم ، ثمّ اشتراها نقداً بخمسة قبل آخر الشهر .

فمالك يقول : إنّه أخرج من يده خمسةً الآن وأخذ عشرةً آخر الشهر ، فهذه وسيلة لسلف خمسة بعشرة إلى أجل توسّلاً بإظهار صورة البيع لذلك .

والشّافعيّ يقول : ينظر إلى صورة البيع ويحمل الأمر على ظاهره فيجوز ذلك ، قال القرافيّ : وهذه البيوع تصل إلى ألف مسألة اختصّ بها مالك وخالفه فيها الشّافعيّ .

5- أمّا القسم الأوّل الّذي أجمعت الأمّة عليه ، فهو ما كان أداؤه إلى المفسدة قطعيّاً ، فلا خلاف في أنّه يسدّ ، ولكنّ التقيّ السّبكيّ من الشّافعيّة قال : ليس هذا من باب سدّ الذّرائع ، بل هو من تحريم الوسائل ، والوسائل تستلزم المتوسّل إليه ، ولا نزاع في هذا ، كمن حبس شخصاً ومنعه الطّعام والشّراب فهذا قاتل له ، وليس هذا من سدّ الذّرائع في شيء . والنّزاع بيننا وبين المالكيّة ليس في الذّرائع وإنّما هو في سدّها .

وقال التّاج بن السّبكيّ : ولم يصب من زعم أنّ قاعدة سدّ الذّرائع يقول بها كلّ أحد ، فإنّ الشّافعيّ لا يقول بشيء منها .

وقد صرّح الشّافعيّ بمذهبه في ذلك فقال : لا يفسد عقد أبداً إلاّ بالعقد نفسه ، ولا يفسد بشيء تقدّمه ولا تأخّره ، ولا بتوهّم . ولا تفسد العقود بأن يقال : هذه ذريعة ، وهذه نيّة سوء ، ألا ترى لو أنّ رجلاً اشترى سيفاً ، ونوى بشرائه أن يقتل به ، كان الشّراء حلالاً ، وكانت نيّة

القتل غير جائزة ، ولم يبطل بها البيع . قال : وكذلك لو باع البائع سيفاً من رجل لا يراه أنّه يقتل به رجلاً كان هكذا .

6- وأمّا القسم الّذي أجمعت الأمّة على أنّه لا يسدّ فهو ما كان أداؤه إلى المفسدة قليلاً أو نادراً . وقد بيّن ابن القيّم أنّ الذّريعة إلى الفساد تسدّ سواء قصد الفاعل التّوصّل بها إلى الفساد أو لم يقصد ذلك .

7- وأمّا القسم الّذي اختلف فيه فهو ما كان أداؤه إلى المفسدة كثيراً لكنّه ليس غالباً ، فهذا موضع الخلاف .

والخلاف من ذلك جار في غير ما ورد في الكتاب والسّنّة سدّه من الذّرائع ، أمّا ما جاء النّصّ بسدّه هنها في النّصوص الشّرعيّة الثّابتة فلا خلاف في الأخذ بذلك ، كالنّهي عن سبّ آلهة المشركين لئلاّ يسبّوا الله تعالى ، وكالنّهي عن الصّلاة عند طلوع الشّمس وغروبها . وإنّما الخلاف في جواز حكم المجتهد بتحريم الوسيلة المباحة إن كانت تفضي إلى المفسدة لا على سبيل القطع أو الغلبة .

الموسوعة الفقهية الكويتية أكثر من 7000 صفحة (25/ 279/280)

فتح الذّرائع :

13 – المراد بفتح الذّرائع تيسير السّبل إلى مصالح البشر قال القرافيّ المالكيّ : اعلم أنّ الذّريعة كما يجب سدّها يجب فتحها ، وتكره وتندب وتباح ، فإنّ الذّريعة هي الوسيلة ، فكما أنّ وسيلة المحرّم محرّمة فوسيلة الواجب واجبة كالسّعي إلى الجمعة والحجّ . والوسيلة إلى أفضل المقاصد أفضل الوسائل ، وإلى أقبح المقاصد أقبح الوسائل ،وإلى ما يتوسّط متوسّطة. وممّا يدلّ على حسن الوسائل الحسنة قول الله تعالى : { ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ لاَ يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلاَ نَصَبٌ وَلاَ مَخْمَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللهِ وَلاَ يَطَؤُونَ مَوْطِئاً يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلاَ يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلاً إِلاَّ كُتِبَ لَهُم بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ } فأثابهم الله على الظّمأ والنّصب وإن لم يكونا من فعلهم لأنّهما حصلا لهم بسبب التّوسّل إلى الجهاد الّذي هو وسيلة لإعزاز الدّين وصون المسلمين .

ثمّ ذكر القرافيّ أمثلةً من ذلك ، منها التّوسّل إلى فداء أسارى المسلمين ، بدفع المال للكفّار الّذي هو محرّم عليهم الانتفاع به بناءً على أنّهم مخاطبون بفروع الشّريعة عند المالكيّة . ومنها دفع مال لرجل يأكله حراماً حتّى لا يزني بامرأة إذا عجز عن دفعه عنها إلاّ بذلك ، وكدفع المال للمحارب حتّى لا يقع القتل بينه وبين صاحب المال عند مالك ، ولكنّه اشترط في المال أن يكون يسيراً . قال : فهذه الصّور كلّها الدّفع فيها وسيلة إلى المعصية بأكل المال ومع ذلك فهو مأمور به ، لرجحان ما يحصل من المصلحة مع هذه المفسدة .

الجامع الصغير وشرحه النافع الكبير لأبو عبدالله الشيباني (ص: 383)

سدا لباب التعدي

تكملة حاشية رد المحتار (2/ 242)

ومنها: باع عقارا وامرأته أو ولده أو بعض أقاربه حاضر فسكت ثم ادعاه على المشتري من كان حاضرا عند البيع أفتى مشايخ سمرقند أنه لا يسمع، وجعل سكوته في هذه الحالة كإقرار دلالة قطعا للاطماع الفاسدة، وأفتى مشايخ بخارى أنه ينبغي أن يسمع فينظر المفتي في ذلك، فلو رأى أنه لا يسمع لاشتهار المدعي بحيلة وتلبيس وأفتى به كان حسنا سدا لباب التزوير.

(50) { مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ} [البقرة: 105]

(51) تفسير الألوسي (1/ 453، بترقيم الشاملة آليا)

المراد من الخير إما الوحي أو القرآن أو النصرة أو ما اختص به رسول الله ﷺ من المزايا أو عام في أنواع الخير كلها لأن المذكورين لا يودون تنزيل جميع ذلك على المؤمنين عداوة وحسداً وخوفاً من فوات الدراسة وزوال الرياسة ، وأظهر الأقوال كما في «البحر» الأخير ولا يأباه ما سيأتي لما سيأتي .

(52) تفسير الرازي ابو عبدالله الرازي (2/ 262، بترقيم الشاملة آليا)

واعلم أنه تعالى لما بين حال اليهود والكفار في العداوة والمعاندة حذر المؤمنين منهم فقال : { مَّا يَوَدُّ الذين كَفَرُواْ } فنفى عن قلوبهم الود والمحبة لكل ما يظهر به فضل المؤمنين -----

المسألة الثانية : الخير الوحي وكذلك الرحمة ، يدل عليه قوله تعالى : { أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَةَ رَبّكَ } [الزخرف : 32] المعنى أنهم يرون أنفسهم أحق بأن يوحي إليهم فيحسدونكم وما يحبون أن ينزل عليكم شيء من الوحي . ثم بين سبحانه أن ذلك الحسد لا يؤثر في زوال ذلك ، فإنه سبحانه يختص برحمته وإحسانه من يشاء .

(53) تفسير جامع البيان في تأويل القرآن لمحمد الآملي (2/ 470)

تأويل الكلام: ما يحب الكافرون من أهل الكتاب ولا المشركين بالله من عبدة الأوثان، أن ينزل عليكم من الخير الذي كان عند الله فنزله عليكم. فتمنى المشركون وكفرة أهل الكتاب أن لا ينزل الله عليهم الفرقان وما أوحاه إلى محمد ﷺ من حكمه وآياته، وإنما أحبت اليهود وأتباعهم من المشركين ذلك، حسدا وبغيا منهم على المؤمنين.

وفي هذه الآية دلالة بينة على أن الله تبارك وتعالى نهى المؤمنين عن الركون إلى أعدائهم من أهل الكتاب والمشركين، والاستماع من قولهم، وقبول شيء مما يأتونهم به على وجه النصيحة لهم منهم، بإطلاعه جل ثناؤه إياهم على ما يستبطنه لهم أهل الكتاب، والمشركون من الضغن والحسد، وإن أظهروا بألسنتهم خلاف ما هم مستبطنون.

(54) شرح أخصر المختصرات لإبن جبرين حفظه الله (226/ 15)

لا حضانة لكافر على مسلم. لماذا؟ لأنه إذا حضنه لقنه الكفر، ولو كان عمه أو ابن عمه، إذا قال: هذا ابن أخي. نقول: إن أباه مسلم وأنت كافر، فلا حضانة لك.

شرح أخصر المختصرات لإبن جبرين حفظه الله (226/ 16)

الله تعالى يقول: وَلَنْ يَجْعَلَ اللهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا ويقول: وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ فلا ولاية ولا حضانة للكافر، وهكذا لفاسق؛ لأنه يربيه على الفسق، إذا كان هذا الولي -ولو كان أخاه، ولو كان عمه، أو ابن عمه- إذا كان

لا يصلي، أو يزني، أو مليء بيته من الأغاني "من أجهزة الأغاني" وما أشبهها، أو من الصور الخليعة ونحو ذلك، أو كثير السهر على المعازف، وعلى آلات اللهو، وأما أشبه ذلك.

شرح أخصر المختصرات لإبن جبرين حفظه الله (95/ 4)

ويستثنى إذا كان كافرا فلا يجوز أن تعيره عبدا مسلما لماذا ؟ لأنه يهينه وأنه يستذله **وهو كافر، ولأن** الكافر لا ولاية له على المسلم. قال الله تعالى: وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى **الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا** أي: سيطرة وقوة وتسلطا، ليس لكافر سلطة على المسلم؛ ولهذا إذا أسلم العبد، **وهو عند كافر** كلف الكافر بإعتاقه، أو ببيعه أو بهبته، أي: بإخراجه من ملكه حتى لا يبقى **ذليلا عند كافر**.

(55) الموسوعة الفقهية الكويتية أكثر من 7000 صفحة (2/ 110)

أجاز العلماء استعمال الحقنة في الدّواء من مرض أو هزال بطاهر ، ولم يجز **الحنفيّة استعمال** الحقنة للتقوّي على الجماع أو السّمن . أمّا بالنّسبة للاحتقان بالمحرّم فقد منعه **العلماء من غير** ضرورة لعموم النّهي عن المحرّم . أمّا إذا كان الاحتقان لضرورة ، ومتعيّناً ، **فقد أجاز الحنفيّة** والشّافعيّة الاحتقان لضرورة إذا كانت الضّرورة يخشى معها على نفسه ، **وأخبره طبيب مسلم** حاذق أنّ شفاءه يتعيّن التّداوي بالمحرّم ، على أن يستعمل قدر حاجته ـــ **النّجس والمحرّم** الصّرف ، فلا يجوز التّداوي بهما ، أمّا إذا كانا مستهلكين مع دواء آخر ، **فيجوز التّداوي بهما** بشرطين : أن يكون عارفاً بالطّبّ ، حتّى ولو كان فاسقاً في نفسه ، أو إخبار **طبيب مسلم عدل ،وأن** يتعيّن هذا الدّواء فلا يغني عنه طاهر.

الموسوعة الفقهية الكويتية (26/ 234)

التّداوي بالسّمّ : يجوز التّداوي بالسّمّ حتّى عند من يقول بنجاسته إن غلبت **السّلامة من ضرره ، ويرجى** نفعه ، لارتكاب أخفّ الضّررين ، ولدفع ما هو أعظم منهما ، بشرط **إخبار طبيب** مسلم عدل بذلك أو معرفة المتداوي به ، وعدم ما يقوم مقامه ممّا يحصل التّداوي .

رد المحتار (5/ 402) الدر مع رد المحتار

باب صلاة المريض من إضافة الفعل لفاعله أو محله ومناسبته كونه عارضا سماويا فتأخر سجود التلاوة ضرورة (من تعذر عليه القيام) أي كله (لمرض) حقيقي وحده أن يلحقه بالقيام ضرر به يفتى (قبلها أو فيها) أي الفريضة (أو) حكمي بأن (خاف زيادته أو بطء برئه بقيامه أو دوران رأسه أو وجد لقيامه ألما شديدا) أو كان لو صلى قائما سلس بوله أو تعذر عليه الصوم كما مر (صلى قاعدا) ولو مستندا إلى وسادة أو إنسان فإنه يلزمه ذلك على المختار (كيف شاء) على المذهب لأن المرض أسقط عنه الأركان فالهيئات أولى .قال الشامي : (قوله خاف) أي غلب على ظنه بتجربة سابقة أو إخبار طبيب مسلم حاذق إمداد .

رد المحتار (20/ 297)

مطلب في التداوي بالمحرم (قوله ورده في البدائع إلخ) قدمنا في البيع الفاسد عند قوله ولبن امرأة أن صاحب الخانية والنهاية اختارا جوازه إن علم أن فيه شفاء ولم يجد دواء غيره قال في النهاية : وفي التهذيب يجوز للعليل شرب البول والدم والميتة للتداوي إذا أخبره طبيب مسلم أن فيه شفاءه ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه

رد المحتار (26/ 468)

وفي التهذيب : يجوز للعليل شرب البول والدم والميتة للتداوي إذا أخبره طبيب مسلم أن شفاءه فيه ، ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه ،

الشرح الممتع على زاد المستقنع (11/ 35)

وَمَا قَالَ طَبِيبَانِ مُسْلِمَانِ عَدْلاَنِ: إِنَّهُ مَخُوفٌ. ....

قوله: «وما قال طبيبان مسلمان عدلان: إنه مخوف» فالشرط الأول: قوله: «طبيبان» ، فغير الطبيب لا يعتبر قوله، فلو أن عامياً قال لمريض من المرضى: إن مرضك هذا مخوف، وهو غير طبيب ولا يعرف الطب فإنه لا يعتبر قوله، كما لو أفتاك الجاهل بأن هذه الصلاة صحيحة أو غير صحيحة، أو هذا الوضوء صحيح أو غير صحيح.

فإذا كان غير طبيب لكنه مقلد لطبيب، أي: أنه قد سمع من طبيب ماهر أن هذا المرض مخوف، فإنه على القول الراجح يؤخذ بقوله؛ لأنه أخبر عن طبيب، كما أنه في المسائل الشرعية لو أخبر شخص عن عالم بأنه قال: هذا حرام، فإنه يقبل قوله إذا كان مقبول الخبر.

الشرط الثاني: «مسلمان» وضدهما الكافران، ولو كانا من أحذق الأطباء فإنه لا عبرة بقولهما، لقول الله تعالى: { {يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا} } [الحجرات: 6] ، فإذا كان هذا خبر الفاسق فخبر الكافر مردود لا يقبل.

الشرط الثالث: «عدلان» والعدل هو المستقيم في دينه ومروءته، ----- فالشروط أربعة: العلم بالطب، الإسلام، العدالة، عدد محصور باثنين.

وذلك لأن هذا من باب الشهادة، فلا بد فيها من الإسلام والعدالة والتعدد، فإذا اختل شرط من ذلك فإنه لا عبرة بقولهم، مع أنهم قالوا في صفة الصلاة: يجوز للإنسان أن يصلي قاعداً، إذا قال الطبيب المسلم الواحد: إن القيام يؤثر عليك، لكنهم يفرقون بين هذا وذاك، بأن ذاك خبر ديني يتعلق بأمور الدين، وهذا يتعلق بأمور المال، هذا ما قيده به المؤلف.

والصواب في هذه المسألة: أنه إذا قال طبيب ماهر: إن هذا مرض مخوف، قبل قوله، سواء كان مسلماً أو كافراً، ولو أننا مشينا على ما قال المؤلف لم نثق في أي طبيب غير مسلم، مع أننا أحياناً نثق بالطبيب غير المسلم أكثر مما نثق بالطبيب المسلم، إذا كان الأول أشد حذقاً من الثاني.

(56) مغني المحتاج إلى م عرفة ألفاظ المنهاج (19/ 69)

فإن تعذر جمع هذه الشروط فولى سلطان له شوكة فاسقا أو مقلدا نفذ قضاؤه للضرورة .

الشرح : ولو ولى من لا يصلح للقضاء مع وجود الصالح له والعلم بالحال أثم المولي بكسر اللام والمولى بفتحها ، ولا ينفذ قضاؤه وإن أصاب فيه . هذا هو الأصل في الباب

(57) الشرح الممتع على زاد المستقنع (11/ 35)

وَمَا قَالَ طَبِيبَانِ مُسْلِمَانِ عَدْلَانِ: إِنَّهُ مَخُوفٌ. ....

قوله: «وما قال طبيبان مسلمان عدلان: إنه مخوف» فالشرط الأول: قوله: «طبيبان» ، فغير الطبيب لا يعتبر قوله، فلو أن عامياً قال لمريض من المرضى: إن مرضك هذا مخوف، وهو غير طبيب ولا يعرف الطب فإنه لا يعتبر قوله، كما لو أفتاك الجاهل بأن هذه الصلاة صحيحة أو غير صحيحة، أو هذا الوضوء صحيح أو غير صحيح.

فإذا كان غير طبيب لكنه مقلد لطبيب، أي: أنه قد سمع من طبيب ماهر أن هذا المرض مخوف، فإنه على القول الراجح يؤخذ بقوله؛ لأنه أخبر عن طبيب، كما أنه في المسائل الشرعية لو أخبر شخص عن عالم بأنه قال: هذا حرام، فإنه يقبل قوله إذا كان مقبول الخبر.

(58) بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (16/ 40)

وما روي عن أبي حنيفة رحمه الله أنه كان لا يجري الحجر إلا على ثلاثة : المفتي الماجن والطبيب الجاهل ، والمكاري المفلس ، وليس المراد منه حقيقة الحجر ، وهو المعنى الشرعي الذي يمنع نفوذ التصرف ، ألا ترى أن المفتي لو أفتى بعد الحجر ، وأصاب في الفتوى جاز ، ولو أفتى قبل الحجر وأخطأ لا يجوز ، وكذا الطبيب لو باع الأدوية بعد الحجر نفذ بيعه فدل أنه ما أراد به الحجر حقيقة ، وإنما أراد به المنع الحسي أي : يمنع هؤلاء الثلاثة عن عملهم حسا ؛ لأن المنع عن ذلك من باب الأمر بالمعروف ، والنهي عن المنكر ؛ لأن المفتي الماجن يفسد أديان المسلمين ، والطبيب الجاهل يفسد أبدان المسلمين ، والمكاري المفلس يفسد أموال الناس في المفازة ، فكان منعهم من ذلك من باب الأمر بالمعروف ، والنهي عن المنكر

(59) رد المحتار (27/ 16)

الإمام يرى الحجر إذ عم الضرر كما في المفتي الماجن والمكاري المفلس والطبيب الجاهل ، وهذه قضية عامة فتدخل مسألتنا فيها

(60) رد المحتار (27/ 16)

الإمام يرى الحجر إذ عم الضرر كما في المفتي الماجن والمكاري المفلس والطبيب الجاهل ، وهذه قضية عامة فتدخل مسألتنا فيها

(61) بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (16/ 40)

وما روي عن أبي حنيفة رحمه الله أنه كان لا يجري الحجر إلا على ثلاثة : المفتي الماجن والطبيب الجاهل ، والمكاري المفلس ، وليس المراد منه حقيقة الحجر ، وهو المعنى الشرعي الذي يمنع نفوذ التصرف ، ألا ترى أن المفتي لو أفتى بعد الحجر ، وأصاب في الفتوى جاز ، ولو أفتى قبل الحجر وأخطأ لا يجوز ، وكذا الطبيب لو باع الأدوية بعد الحجر نفذ بيعه فدل أنه ما أراد به الحجر حقيقة ، وإنما أراد به المنع الحسي أي : يمنع هؤلاء الثلاثة عن عملهم حسا ؛ لأن المنع عن ذلك من باب الأمر بالمعروف ، والنهي عن المنكر ؛ لأن المفتي الماجن يفسد أديان المسلمين ، والطبيب الجاهل يفسد أبدان المسلمين ، والمكاري المفلس يفسد أموال الناس في المفازة ، فكان منعهم من ذلك من باب الأمر بالمعروف ، والنهي عن المنكر

(62) رد المحتار (27/ 16)

الإمام يرى الحجر إذ عم الضرر كما في المفتي الماجن والمكاري المفلس والطبيب الجاهل ، وهذه قضية عامة فتدخل مسألتنا فيها

(63) البحر الرائق شرح كنز الدقائق (17/ 365)

غير المتأهل كالمعدوم

(64) تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق (15/ 273)

وذلك كالحجر على المتطبب الجاهل بأن يسقيهم دواء مهلكا أو إذا قوي عليهم الدواء لا يقدر على إزالة ضرره وكالحجر على المفتي الماجن وهو الذي يعلم العوام الحيل الباطلة كتعليم الارتداد لتبين المرأة من زوجها أو لتسقط عنها الزكاة ولا يبالي بما يفعل من تحليل الحرام أو تحريم الحلال وكالحجر على المكاري المفلس

مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر (7/ 338)

منع كل واحد منها دفع ضرر العامة إذ المفتي الماجن يفسد على الناس دينهم والطبيب الجاهل يهلك أبدانهم والمكاري المفلس يتلف أموالهم فيحجر هؤلاء عن عملهم ؛ لأن المنع عن ذلك من باب أمر بالمعروف والنهي عن المنكر

الأشباه والنظائر - حنفي (ص: 109)

ما يتحمل فيه الضرر الخاص لدفع ضرر عام ---- ومنها : جواز الحجر على البالغ العاقل الحر عند أبي حنيفة رحمه الله في ثلاث المفتي الماجن والطبيب الجاهل والمكاري المفلس دفعا للضرر العام

تحفة المحتاج في شرح المنهاج (13/ 230)

أما إذا صدر من غير متأهل مستخلف من قبل القاضي الكبير فلا أثر لحكمه بناء على عدم صحة استخلافه الآتي في القضاء

(65) موسوعة فقه العبادات لعلي الشحود - (ج / ص 1)

شعائر * التعريف : الشعائر : جمع شعيرة : وهي العلامة : مأخوذ من الإشعار الذي هو الإعلام ، ----

وإذا أضيفت شعائر إلى الله تعالى فهي : أعلام دينه التي شرعها الله فكل شيء كان علما من أعلام طاعته فهو من شعائر الله .

والاصطلاح الشرعي في شعائر الله لا يخرج عن المعنى اللغوي .

فكل ما كان من أعلام دين الله وطاعته تعالى فهو من شعائر الله ، فالصلاة ، والصوم والزكاة والحج ومناسكه ومواقيته ، وإقامة الجماعة والجمعة في مجاميع المسلمين في البلدان والقرى من شعائر الله ، ومن أعلام طاعته . والآذان وإقامة المساجد والدفاع عن بيضة المسلمين بالجهاد في سبيل الله من شعائر الله . قال تعالى : { إن الصفا والمروة من شعآئر الله } ----

وكذلك قوله تعالى : { والبدن جعلناها لكم من شعائر الله } .

وكذلك المراد في قوله تعالى : { ومن يعظم شعائر الله فإنها من تقوى القلوب } ، أي معالم دين الله ، وطاعته . وتعظيمها : أداؤها على الوجه المطلوب شرعا .

---- قال تعالى : { يا أيها الذين آمنوا لا تحلوا شعآئر الله ولا الشهر الحرام } .

الحكم التكليفي :

2 - يجب على المسلمين إقامة شعائر الإسلام الظاهرة ، وإظهارها ، فرضا كانت الشعيرة أم غير فرض .

وعلى هذا إن اتفق أهل محلة أو بلد أو قرية من المسلمين على ترك شعيرة من شعائر الإسلام الظاهرة قوتلوا ، فرضا كانت الشعيرة أو سنة مؤكدة ، كالجماعة في الصلاة المفروضة والآذان لها . وصلاة العيدين وغير ذلك من شعائر الإسلام الظاهرة . لأن ترك شعائر الله يدل على التهاون في طاعة الله ، واتباع أوامره .

بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع - (ج 15 / ص 338/337)

(وأما) بيان ما يؤخذ به أهل الذمة ، وما يتعرض له وما لا يتعرض فنقول - وبالله التوفيق : إن أهل الذمة يؤخذون بإظهار علامات يعرفون بها ، ولا يتركون يتشبهون بالمسلمين في لباسهم ومركبهم وهيئتهم ، ---- والأصل فيه ما روي أن عمر بن عبد العزيز - رحمه الله - مر على رجال ركوب ذوي هيئة فظنهم مسلمين فسلم عليهم ، فقال له رجل من أصحابه : أصلحك الله ؛ تدري من هؤلاء ؟ فقال : من هم ؟ فقال : هؤلاء نصارى بني تغلب فلما أتى منزله أمر أن ينادي في الناس أن لا يبقى نصراني إلا عقد ناصيته ، وركب الإكاف . ولم ينقل أنه أنكر عليه أحد فيكون كالإجماع ، ولأن السلام من شعائر الإسلام فيحتاج المسلمون إلى إظهار هذه الشعائر عند الالتقاء ، ولا يمكنهم ذلك إلا بتمييز أهل الذمة بالعلامة ، ولأن في إظهار هذه علامات إظهار آثار الذلة عليهم ، وفيه صيانة عقائد ضعفة المسلمين عن التغيير على ما قال سبحانه وتعالى - { ولولا أن يكون الناس أمة واحدة لجعلنا لمن يكفر بالرحمن لبيوتهم سقفا من فضة ومعارج عليها يظهرون } وكذا يجب أن يتميز نساؤهم عن نساء المسلمين في حال

المشي في الطريق ، ويجب التمييز في الحمامات في الأزر ، فيخالف أزرهم أزر المسلمين لما قلنا ، وكذا يجب أن تميز الدور بعلامات تعرف بها دورهم من دور المسلمين ؛ ليعرف السائل المسلم أنها دور الكفرة ، فلا يدعو لهم بالمغفرة ، ويتركون أن يسكنوا في أمصار المسلمين يبيعون ويشترون ؛ لأن عقد الذمة شرع ليكون وسيلة لهم إلى الإسلام ، وتمكينهم من المقام في أمصار المسلمين أبلغ إلى هذا المقصود .

وفيه أيضا منفعة المسلمين بالبيع والشراء ، فيمكنون من ذلك ولا يمكنون من بيع الخمور والخنازير فيها ظاهرا ؛ لأن حرمة الخمر والخنزير ثابتة في حقهم كما هي ثابتة في حق المسلمين ؛ لأنهم مخاطبون بالحرمات وهو الصحيح عند أهل الأصول على ما عرف في موضعه ، فكان إظهار بيع الخمر والخنزير منهم إظهارا للفسق فيمنعون من ذلك .

وعندهم : أن ذلك مباح فكان إظهار شعائر الكفر في مكان معد لإظهار شعائر الإسلام ، وهو أمصار المسلمين فيمنعون من ذلك وكذا يمنعون من إدخالها في أمصار المسلمين ظاهرا وروي عن أبي يوسف : إني لا أمنعهم من إدخال الخنازير فرق بين الخمر والخنزير لما في الخمر من خوف وقوع المسلم فيها ولا يتوهم ذلك في الخنزير .

ولا يمكنون من إظهار صليبهم في عيدهم ؛ لأنه إظهار شعائر الكفر ، فلا يمكنون من ذلك في أمصار المسلمين ، ولو فعلوا ذلك في كنائسهم لا يتعرض لهم

تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق – (ج 18 / ص 371)

والأصل أن الختان سنة كما جاء في الخبر ، وهو من شعائر الإسلام وخصائصه حتى لو اجتمع أهل مصر أو قرية على تركه يحاربهم الإمام فلا يترك إلا لضرورة

درر الحكام شرح غرر الأحكام – (ج 1 / ص 367)

(قوله الجماعة سنة مؤكدة هو الأصح) وفي شرح بكر خواهر زاده أنها مؤكدة غاية التأكيد . وفي الغاية لو تركها أهل ناحية أثموا ووجب قتالهم بالسلاح ؛ لأنها من شعائر الإسلام إلا أن يتوبوا . وقال محمد نضربهم ولا نقاتلهم كما في شرح المنظومة ا هـ .

رد المحتار - (ج 29 / ص 324)

(و) الأصل أن (الختان سنة) كما جاء في الخبر (وهو من شعائر الإسلام) وخصائصه (فلو اجتمع أهل بلدة على تركه حاربهم) الإمام فلا يترك إلا لعذر

الروض المربع شرح زاد المستنقع - (ج 1 / ص 53)

يقاتل أهل بلد تركوها أي: الأذان والإقامة فيقاتلهم الإمام أو نائبه لأنهما من شعائر الإسلام الظاهرة

الشرح الممتع على زاد المستقنع - (ج 5 / ص 88)

التضحية من شعائر الإسلام

الشرح الممتع على زاد المستقنع - (ج 4 / ص 62)

الأذان من شعائر الإسلام الظاهرة، وتقاتل الطائفة إذا لم تؤذن، وهو فرض كفاية

شرح كتاب زاد المستقنع للشيخ الحمد - (ج 12 / ص 41)

قال : (يقاتل أهل بلد تركوها) لأنهما من الشعائر العظيمة في الإسلام .

شرح كتاب زاد المستقنع للشيخ الحمد - (ج 12 / ص 42)

وإذا تمالأ - كما في القاعدة الشرعية - أهل بلد على ترك شعيرة من الشعائر الإسلامية فإنهم يقاتلون وهذه المقاتلة ليست فرعا عن التكفير ، بل كونهم قد تمالؤوا على ترك شعيرة من الشعائر الظاهرة هذا يقتضي قتالهم على ذلك كما قرر ذلك شيخ الإسلام كأن يتمالؤوا على ترك الزكاة أو ترك غير ذلك من شعائر الإسلام الظاهرة كصلاة العيد ونحوها فإنهم يقاتلون ومن ذلك الأذان .

وقد ثبت في مسلم أن رسول الله ﷺ : (كان يغير إذا طلع الفجر فإذا سمع آذان ا وإلا أغار) فمن تركوا شعيرة من الشعائر فإنهم يقاتلون حتى يظهروا هذه الشعيرة .

شرح كتاب زاد المستقنع للشيخ الحمد - (ج 23 / ص 67)

قال : (إذا تركها أهل بلد قاتلهم الإمام) إذا ترك أهل بلد صلاة العيد فلم يقيموها في بلدتهم وهجروا هذه الشعيرة فإنهم يقاتلون ، لدخولهم في القاعدة المتقدم ذكرها من أن القرية أو المدينة التي تخالف شعيرة من شعائر الإسلام الظاهرة ، فإنها تقاتل ، كمن ترك الآذان ونحوه ، وقد تقدم الكلام على هذا في باب الآذان .

موسوعة فقه العبادات لعلي الشحود – (ج 159 / ص 3)

سادسا : تشبه أهل الذمة بالمسلمين :

يؤخذ أهل الذمة بإظهار علامات يعرفون بها ، ولا يتركون يتشبهون بالمسلمين في لباسهم ومراكبهم وهيئاتهم .

فقة الزكاة ليوسف القرضاوي – (ج 2 /ص 324)

أما الحرص على إظهار شعائر الإسلام وتعظيمها وتحبيبها إلى الناس، فهذا من دلائل الإيمان، وأمارات التقوى. قال تعالى: (ذلك ومن يعظم شعائر الله فإنها من تقوى القلوب). (الحج: 32).

الموسوعة الفقهية الكويتية (ج 11 / ص 222)

3 – هذا وقد يصل التّحقير المحرّم إلى أن يكون ردّةً ، وذاك إذا حقّر شيئاً من شعائر الإسلام ، كتحقير الصّلاة والآذان والمسجد والمصحف ونحو ذلك ، قال الله تعالى في وصف المنافقين { ولئن سألتهم ليقولنّ إنّما كنّا نخوضُ ونلعبُ قل أباللهِ وآياتِه ورسولِه كنتم تستهزئون . لا تعتذروا قد كفرتم بعدَ إيمانكم } ، وقال تعالى فيهم أيضاً : { وإذا ناديتمْ إلى الصّلاةِ اتّخذوها هُزُواً وَلَعِباً } . ونقل في فتح العليّ لمالك : أنّ رجلاً كان يزدري الصّلاة ، وربّما ازدرى المصلّين وشهد عليه ملأ كثير من النّاس ، منهم من زكّى ومنهم من لم يزكّ . فمن حمله على الازدراء بالمصلّين لقلّة اعتقاده فيهم فهو من سباب المسلم ، فيلزمه الأدب على قدر اجتهاد الحاكم . ومن يحمله على ازدراء العبادة فالأصوب أنّه ردّة ، لإظهاره إيّاه وشهرته به ، لا زندقة ، ويجري عليه أحكام المرتدّ

الموسوعة الفقهية الكويتية (ج 21 / ص 213)

ويجب على أهل بلدان دار الإسلام ، وقراها من المسلمين إقامة شعائر الإسلام ، وإظهارها فيها كالجمعة ، والجماعة ، وصلاة العيدين ، والآذان ، وغير ذلك من شعائر الإسلام ، فإن ترك أهل بلد أو قرية إقامة هذه الشّعائر أو إظهارها قوتلوا وإن أقاموها سرّاً .

مجلة البحوث الإسلامية – (ج 67 / ص 289)

قال الإمام سفيان الثوري المتوفى سنة إحدى وستين ومائة: ((خذ الحلال والحرام من المشهورين في العلم ، وما سوى ذلك فمن المشيخة)) (1) .

مجلة الراصد 1 - 35 - (ج 6 / ص 21)

((ولتكن فتواك للمستفتين في الحلال والحرام من كتاب دعائم الإسلام دون سواه)).

تفسير البحر المحيط أبو حيان الأندلسي – (ج 5 / ص 139)

{قُلْ أَرَءَيْتُم مَّآ أَنزَلَ اللَّهُ لَكُم مِّن رِّزْقٍ فَجَعَلْتُم مِّنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا قُلْ ءَآللَّهُ أَذِنَ لَكُم أَمْ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرُونَ} : مناسبة هذه الآية لما قبلها هي أنه لما ذكر تعالى : {تُرْجَعُونَ * يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ} وكان المراد بذلك كتاب الله المشتمل على التحليل والتحريم ، بيّن فساد شرائعهم وأحكامهم من الحلال والحرام من غير مستند في ذلك إلى وحي. وأرأيتم هنا بمعنى أخبروني.

الموسوعة الفقهية الكويتية أكثر من 7000 صفحة - (ج 28 / ص 168)

ولأهمّيّتها يقول الفقهاء : الصّلاة في الجماعة معنى الدّين ، وشعار الإسلام ، ولو تركها أهل مصر قوتلوا ، وأهل حارة جبروا عليها وأكرهوا .

(66) المدخل إلى مذهب الإمام أحمد (ص: 243)

مما ينطبق على قاعدة المصالح المرسل ، الأمور بمقاصدها:

أصول الفقه على منهج أهل الحديث (ص: 129)

القاعدة الأولى : الأمور بمقاصدها عن عمر بن الخطاب أن رسول الله ﷺ قال : ((إنما الأعمال بالنيات وإنما لكل امرئ ما نوى)) . أخرجه البخاري ومسلم

أصول الفقه على منهج أهل الحديث (ص: 131)

القاعدة الرابعة : العبرة في الأحكام الشرعية بالمعاني والمقاصد لا بالألفاظ

عن جابر بن عبد الله أن رسول الله ﷺ قال : ((إن الله ورسوله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام)) فقيل يا رسول الله أرأيت شحوم الميتة فإنه يطلى بها السفن ويدهن بها الجلود ، ويستصبح بها الناس ؟ قال : (لا هو حرام) ثم قال رسول الله ﷺ : ((قاتل الله اليهود إن الله لما حرم شحومها جملوها ثم باعوه فأكلوا ثمنه)) . أخرجه البخاري (2236) ومسلم (1581)

.

قال ابن القيم في إعلام الموقعين (99/2) : لو كان التحريم معلقا بمجرد اللفظ وبظاهر من القول دون مراعاة المقصود للشيء المحرم معناً وكيفية لم يستحقوا اللعنة لوجهين :

أحدهما : أن الشحم خرج بجملته عن أن يكون شحما وصار ودكاً كما يخرج الربا بالاحتيال فيه عن لفظ الربا إلى أن يصير بيعا عند من يستحل ذلك ... .

الوجه الثاني : أن اليهود لم ينفقوا بعين الشحم ، وإنما انفقوا بثمنه ، ويلزم من راعى الصور والظواهر والألفاظ دون الحقائق والمقاصد أن لا يحرم ذلك فلما لعنوا على استحلال الثمن وإن لم ينص على تحريمه علم أن الواجب النظر في الحقيقة والمقصود لا إلى مجرد الصورة ، ونظير هذا أن يقال لرجل : لا تقرب مال اليتيم فيبيعه ويأخذ عوضه ويقول : لم أقرب ماله . انتهى ملخصاً

.س

الأشباه والنظائر . جلال الدين عبدالرحمن السيوطي (1/ 11)

القاعدة الأولى: الأمور بمقاصدها ، فيها مباحث:

[الأول]: الأصل في هذه القاعدة قوله ﷺ: "إنما الأعمال بالنيات",

وهذا حديث صحيح مشهور أخرجه الأئمة الستة وغيرهم من حديث عمر بن الخطاب

الأشباه والنظائر لابن نجيم (ص: 27)

القاعدة الثانية: الأمور بمقاصدها ، كما علمت في التروك . وذكر قاضي خان في فتاواه ، إن بيع العصير ممن يتخذه خمرا إن قصد به التجارة فلا يحرم وإن قصد به لأجل التخمير حرم وكذا غرس الكرم على هذا (انتهى) .

العقد الثمين في شرح منظومة الشيخ ابن عثيمين (ص: 11)

مراتب القواعد الفقهية

القواعد الفقهية ليست نوعاً واحداً، ولا في مرتبة واحدة، وإنما هي أنواع ومراتب :

المرتبة الأولى : القواعد الكلية الكبرى ذوات الشمول العام للفروع والمسائل؛ حيث يندرج تحت كلٍّ منها جُلُّ أبواب الفقه ومسائله وأفعال المكلفين .

وهذه القواعد ست هي :

قاعدة : [إنما الأعمال بالنيات أو الأمور بمقاصدها].

قاعدة : [اليقين لا يزول – أو لا يرتفع – بالشك] .

قاعدة : [المشقة تجلب التيسير] .

قاعدة : [لا ضرر ولا ضرار أو الضرر يزال] .

قاعدة : [العادة محكّمة] .

قاعدة : [إعمال الكلام أولى من إهماله] .

دور القواعد الكلية في بناء الاحكام المدنية (ص: 15)

ثانياً : الاستنباط الاجتهادي : وذلك بالتعليل التشريعي للنصوص الواردة بعد الاستقراء تستنبط هذه القواعد ، مثلا كقاعدة (الأمور بمقاصدها) مستنبطة من مجموعة من النصوص من أبرزها حديث (إنما الأعمال بالنيات) ، وقاعدة (العادة محكمة) من الأية الكريمة (وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوف) ، و (المشقة تجلب التيسر) من الآية (يريدُ الله بِكم اليُسْر و لايُريدُ بِكُمْ العُسْر) و (لا يُكَلِّفُ الله نفسًا إلا وسْعَها) .

بحوث لبعض النوازل الفقهية المعاصرة (ص: 114)

قد قال شيخ الإسلام ابن تيمية (رحمه الله): إذا أشكل عليك شيء هل هو حلال أو حرام أو مامور به أو منهي عنه ؟ فانظر إلى أسبابه الموجبة وآثاره ونتائجه الحاصلة فإذا كانت منافع ومصالح وخيرات وثمراتها طيبة كان من قسم المباح أو المأمور به وإذا كانت بالعكس كانت بعكس ذلك.

(67) مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ [المائدة/6]

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ [الحج/78]

يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ [البقرة/185]

يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا (28) [النساء/28]

مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ [المائدة/6]

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ [الحج/78]

يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ [البقرة/185]

يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا (28) [النساء/28]

صحيح البخاري . م م - (ج 1 / ص 25)

69 - يسروا ولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا

السنن الكبرى للنسائي - (ج 7 / ص 4)

الدين يسر :عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ إن هذا الدين يسر ولن يشاد الدين أحد إلا غلبه فسددوا إتحاف الخيرة المهرة - (ج 1 / ص 388)

عن عبد الله قال : إن الله يحب أن تتبع رخصه ، كما يحب أن توتي عزائمه.

(70) البحر الرائق شرح كنز الدقائق (22/ 108)

الحل والحرمة من الديانات ولا يقبل قول الكافر في الديانات ، وإنما يقبل قوله : في المعاملات خاصة للضرورة لأن خبره صحيح لصدوره عن عقل ودين يعتقد فيه حرمة الكذب والحاجة ماسة إلى قبول قوله لكثرة وقوع المعاملات ا هـ .

العناية شرح الهداية (14/ 211)

قال (ومن أرسل أجيرا له مجوسيا أو خادما فاشترى لحما فقال اشتريته من يهودي أو نصراني أو مسلم وسعه أكله) ؛ لأن قول الكافر مقبول في المعاملات.

رد المحتار (26/ 317)

(و) يقبل قول الفاسق والكافر والعبد في (المعاملات) لكثرة وقوعها ، (قوله لكثرة وقوعها) فاشتراط العدالة فيها يؤدي إلى الحرج وقلما يجد الإنسان المستجمع لشرائط العدالة ليعامله أو يستخدمه أو يبعثه إلى وكلائه .

خلاصہ کتاب
(Flow Chart)

مقدمہ

- دینِ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس کے احکامات کا خلاصہ دو باتیں ہیں:

حلال اور جائز امور سے استفادہ　　-　　حرام اور محرمات سے اجتناب کرنا

- مختلف اسباب کی بناء پر عصرِ حاضر میں شریعت کی روشنی میں حلال کا ایک ایسا عالمی نظام تشکیل دینا ضروری ہے جس کے نتیجے میں. عالمی سطح پر مسلمانوں کو ماکولات (Foods)، مشروبات (Beverages)، ادویات (Medicines) اور کاسمیٹکس (Cosmetics) وغیرہ کے حوالہ سے حلال و حرام کے درپیش مسائل کا ممکنہ حل موجود ہو۔
- یہ بات بھی ضروری ہے کہ موجودہ عالمی حالات کو دیکھتے ہوئے قرآن وسنت کی تعلیمات کی روشنی میں جہاں جہاں یسر وسہولت کی گنجائش ہو امت کو وہ سہولت بتائی جائے اور جہاں جہاں گنجائش نہیں، وہاں مختلف حیلوں بہانوں سے حرام اشیاء کو حلال کرنے کی کوششوں کا سدِ باب کیا جائے۔

تحلیل و تحریم منصبِ شارع ہے:

- کسی چیز کو حرام قرار دینا شریعت کی طرف سے دی ہوئی کسی واضح دلیل کی بنیاد پر ہی ہو سکتا ہے، کسی کی ذاتی خواہش پر نہیں۔

حلال سرٹیفکیشن و حلال معیارات کی اہمیت وضرورت:

- ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی استعمال کی ہر چیز کے حلال ہونے کا اطمینان حاصل کریں ۔
- ماضی میں جب تک مسلمان اپنی تیار کردہ خالص دیسی چیزیں استعمال کرتے تھے اس وقت تک حلال و حرام کے حوالے سے کوئی خاص مسئلہ نہیں تھا، بعد میں غذائی

علوم (Food Sciences) کی بے انتہا ترقی کی وجہ سے حلال حرام کے بہت سارے مسائل پیدا ہوئے۔

- گلوبلائزیشن کی وجہ سے پوری دنیا ایک گاؤں کی حیثیت اختیار کر چکی ہے جس کی وجہ سے حلال و حرام کی تمیز کیے بغیر یہ درآمد شدہ (Imported) اشیاء کا استعمال عام ہے۔
- دورِ حاضر میں حرج سے بچنے کے لیے کھانے پینے سے متعلق بعض انتہائی اہم مسائل کو بھی فقہ مقارن کی روشنی میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔
- شریعت کے مزاجِ یسر وسہولت اور شرعی اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے پوری دنیا کے مسلمانوں کے لیے، جہاں تک ممکن ہو، ایک جامع عالمی حلال اسٹینڈرڈ مرتب کیا جائے اور اس سلسلہ میں جو فقہی مشکلات ہوں، ان کے حل کا امکانی جائزہ لیا جائے۔

پہلا باب

چند اصولی مباحث

- بنیادی طور پر اسلامی احکام (حقوقِ شرعیہ) کی دو قسمیں ہیں:
- **حقوق اللہ**: وہ حقوق جو کسی خاص شخص کی بجائے نفع عام سے تعلق رکھتے ہوں یا وہ جن کے ساقط کرنے میں بندے کا اختیار نہ ہو، مثلاً نماز، ایمان وغیرہ۔
- **حقوق العباد**: جن کا نفع کسی خاص بندے تک ہو یا جن کے ساقط کرنے میں بندے کا اختیار ہو، مثلاً انسانوں کے ایک دوسرے کے اوپر مختلف جانی و مالی حقوق، جیسے مختلف مالی معاملات، قرض یا حقِ قصاص وغیرہ
- حقوق اللہ کی آٹھ قسمیں ہیں، جس کی تفصیل کتاب میں موجود ہے۔
- عبادات کی دو قسمیں ہیں: ایک ایمان، دوسری ایمان کی فروعات،

مسلمان کی زندگی میں انجام پانے والی سرگرمیاں (Activities)

- ایک مسلمان کی زندگی میں انجام پانے والی سرگرمیوں (Activities) کے بنیادی طور پر دو حصے ہیں: 1۔دینیات یادیانات 2۔معاملات
- "دینیات یادیانات" انسانی زندگی کے ان اعمال کو کہتے ہیں جو بندے اور اس کے رب کے درمیان مذہب کی بنیاد پر ہوتے ہیں، مثلاً ایمان، نماز، روزہ، یا طہارت ونجاست وغیرہ، یعنی خالص دینی ومذہبی اعمال وسرگرمیاں۔
- انسانی زندگی کے وہ اعمال جن میں وہ بندوں کے ساتھ کسی تعلق کو نبھاتا یا قائم کرتا ہے ان کو معاملات کہتے ہیں، مثلاً خرید وفروخت وغیرہ، یعنی جن اعمال کا خالص مذہبی پس منظر نہ ہو، بلکہ ان کا تعلق انسانی ضروریاتِ زندگی سے ہو۔
- **"دینیات یادیانات" کی دو قسمیں ہیں:**
- **"دینیات یادیاناتِ خالصہ یامحضہ"**
- **"دینیات یادیاناتِ غیرِ خالصہ یاغیرِ محضہ":**
- **دینیات یادیاناتِ خالصہ" یامحضہ کی پھر دو قسمیں ہیں:**
- **دینیات یادیانات مقصودہ واصلیہ :**
- **دینیات یادیانات غیر مقصودہ یاضمنیہ:**

خبراور گواہی (شہادت) کا بیان

- **خبر کسے کہتے ہیں؟**
- جس کلام میں کسی چیز کا دعویٰ اور اثبات ہو عربی گرامر میں اس کو خبر کہتے ہیں اور جس کلام میں کوئی دعویٰ واثبات نہ ہو، ایسے کلام کو انشاء اور ایسے جملہ کو جملہ انشائیہ کہتے ہیں۔
- **خبر اور شہادت میں فرق:**
- خبر میں عام طور پر مقصد اپنی بات کی اطلاع ہوتی ہے، کسی دوسرے پر کسی چیز کا کوئی اثبات والزام نہیں ہوتا۔

- گواہی میں کسی واقعے کی اطلاع دینے کے ساتھ ساتھ کسی اور کے فعل کے بارے میں الزام واثبات بھی مقصود ہوتا ہے۔

مسلمان کی زندگی میں انجام پانے والی سرگرمیوں (Activities) کی شرعی شرائط

سچائی، اعتماد اور ثقاہت کو جانچنے کے لیے اسلام کے مقرر کردہ پیمانے:

- کسی کی بات میں سچائی، اعتماد اور ثقاہت کو جانچنے کے لیے عقلِ انسانی کے عین مطابق اسلام نے کچھ پیمانے مقرر کیے ہیں، یہ پیمانے درجِ ذیل ہیں:
- دین ومذہب:
- عدالت، عدل یا عادل:
- عقل:
- عدد:
- بلوغ:
- آزاد ہونا:
- خاص معاملات (Rare Cases) میں مرد یا عورت ہونا:
- **عدالت یا عدل_ شریعت کی ایک خاص اصطلاح**

Specific Term of Islamic Court Language

- عدالت یا عدل، شریعت کی ایک خاص اصطلاح ہے۔ "عادل" اس شخص کو کہتے ہیں جو اسلامی اقدار وفرائض سمیت انسانیت کے اعلیٰ اقدار وحسنِ اخلاق کا حامل ہو اپنی عملی زندگی میں دینِ اسلام کے فرائض وواجبات کا خیال رکھتا ہو، حرام وناجائز امور میں علی الاعلان مبتلا نہ ہو، ہر ایسے قول وفعل سے اپنے آپ کو بچاتا ہو جس کو معاشرے کے مہذب لوگ اچھا نہیں سمجھتے۔

- اس کے بالمقابل شخص کو "فاسق" کہتے ہیں۔
- عادل کی تعریف میں بنیادی طور پر دو چیزیں شرط ہیں:
- ایک دینی امور کی پابندی دوسرے انسانی اقدار، شائستگی و مروت کا حامل ہونا۔
- گواہی کے مردود ہونے کے لیے اصل بنیادی سبب جھوٹ بولنا ہے، فقہاء کرام نے عدالت کی یہ شرط اس لیے لگائی کہ جب کوئی ان تمام چیزوں کا اہتمام کرے گا تو وہ جھوٹ بھی نہیں بولے گا اور جب کوئی اپنی باقی زندگی میں شائستہ اعمال اور مذہب و انسانیت کی اقدار کا اہتمام نہیں کرتا تو اس پر گواہی میں بھی جھوٹ نہ بولنے کا بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔

خبر دینے والے کی قسمیں:

- مسلمان یا غیر مسلم
- عاقل یا مجنون
- بالغ یا نابالغ
- آزاد یا غلام
- مرد یا عورت
- ایک یا ایک سے زیادہ لوگوں کا ہونا یعنی عدد
- **"مخبر عنہ" کی قسمیں یعنی خبر کا موضوع**
- جس چیز کے بارے میں خبر دی جا رہی ہے اس کو "مخبر عنہ" کہتے ہیں یعنی خبر کا موضوع۔ عام طور پر شریعت کے احکام کی اس پہلو سے دو مشہور و معروف قسمیں ہیں:
- دینیات یا دیانات اور اس کی دو ذیلی قسمیں، دیاناتِ محضہ، دیاناتِ غیر محضہ
- معاملات: یعنی دنیوی امور و افعال

شرعی احکام کی کونسی قسم کے حوالے سے خبر کے لیے اعتماد کے کونسے سبب کا ہونا شرط ہے؟

- **دینیات یادیانات محضہ** کی خبر دینے والے کے اندر صرف عدالت کا ہونا شرط ہے یعنی خبر دینے والا عادل یعنی دیندار مسلمان ہو، البتہ عدد شرط نہیں ہے۔
- **غیر مسلم فرد یا کمپنی کی طرف سے کیے جانے والے خود ساختہ دعویٰ- (Self claim) کی شرعی حیثیت:**
- دیانات کے بارے میں کسی بھی غیر مسلم کمپنی یا فرد کی طرف سے کیا جانے والا خود ساختہ دعویٰ (Self-claim) غیر معتبر ہے اور اس کی طرف سے اپنی مصنوعات کو از خود حلال قرار دینا درست نہیں۔

دینیات یادیانات غیر محضہ کی شرائط:

- ایسا دینی معاملہ جس میں خبر دینے کی وجہ سے کسی دوسرے پر بھی اثر پڑ رہا ہو، اس میں صرف ایک آدمی کی بات کافی نہیں بلکہ کم از کم دو کا عدد شرط ہے۔
- کسی کمپنی کی مصنوعات کے بارے میں حلال و حرام کا فیصلہ و تبصرہ کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔

معاملات کی شرائط:

- انسانوں کے مابین عام زندگی کے وہ معاملات جن کا تعلق بشری تقاضوں سے ہو، ایسے معاملات کی خبر دینے کے حوالے سے نہ تو عدالت شرط ہے اور نہ ہی عدد، بشرطیکہ خبر دینے والے پر اعتماد کیا جاسکے اور وہ صریح جھوٹ نہ بول رہا ہو، کیونکہ جھوٹ بولنا تمام مذاہب میں بلکہ انسانیت کے اندر بالاتفاق حرام ہے۔

باب نمبر 3
پہلی فصل
حلال وحرام کا تعلق شریعت کے کس شعبہ سے ہے؟

- حلت وحرمت یا مسئلہ حلال وحرام کا تعلق دینیات یا دیانات سے ہے۔
- **حلال وحرام کی اطلاع یا اس کے بارے میں گواہی دینے والے کی شرائط:**
- جس طرح دیگر دینیات یا دیانات کی خبر اطلاع دینے والے کے اندر عدالت یعنی اس کا عادل ہونا شرط ہے، اسی طرح حلال وحرام کی اطلاع وخبر یا شہادت دینے والے کے اندر بھی عدالت کی شرط پایا جانا ضروری ہے۔

دوسری فصل
کیا حلال سرٹیفکیشن شرعاً ضروری ہے؟

- **چند اہم اصولی مباحث**
- **پہلی بحث: کائنات میں پائی جانے والی چیزیں اصلاً حلال ہیں یا حرام؟**
- اس حوالے سے تین بنیادی موقف ہیں:
  - ○ کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزیں اصلاً حلال اور مباح ہیں اور حرام ہونے کے لیے شرعی دلیل وثبوت کی ضرورت ہوگی۔
  - ○ کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزیں اصلاً ممنوع اور حرام ہیں اور حلال ہونے کے لیے شرعی دلیل وثبوت کی ضرورت ہوگی۔
  - ○ کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزوں کے بارے میں توقف اختیار کیا جائے گا ،یعنی کسی چیز کے حلال یا حرام ہونے کا حکم اس وقت تک نہیں لگائیں گے جب تک ہمارے پاس کوئی شرعی دلیل موجود نہ ہو۔

- پہلے کو فقہاء کرام الاصل فی الاشیاء الاباحۃ ، دوسرے کو الاصل فی الاشیاء الحرمۃ ، جبکہ تیسرے کو الاصل فی الاشیاء التوقف سے تعبیر فرماتے ہیں۔
- جمہور فقہاءِ احناف، جمہور فقہاء شافعیہ، جمہور فقہاء مالکیہ اور جمہور فقہاء حنابلہ رحمہم اللہ کے نزدیک کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزیں اصلاً حلال اور مباح ہیں اور کسی چیز کے حرام ہونے کے لیے شرعی دلیل و ثبوت ضروری ہے۔
- کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزیں اصلاً حلال اور مباح ہونے کا اصول قرآن، سنت، اجماع اور قیاس تمام شرعی دلائل سے ثابت ہے۔
- **دوسری بحث: کائنات میں پائی جانے والی کونسی چیزیں اصلاً حرام ہیں؟**
- ماکولات، مشروبات، ادویات اور کاسمیٹکس سے متعلق تمام اشیاء اصلاً مباح ہیں۔ سوائے درجِ ذیل اشیاء کے، کہ ان چیزوں کا اصلی اور بنیادی حکم یہ ہے کہ یہ حرام ہیں:
- **گوشت** (Meat) : گوشت اصلاً حرام ہے اس کے حلال ہونے کے لیے حلال ذبیحہ کی شرعی شرائط پوری کرنا ضروری ہے۔
- **خبیث اشیاء** (Abominable) : خبیث و مستقذر چیزیں اصلاً حرام ہیں، جن سے طبائعِ سلیمہ کو گھن آتی ہو، مثلاً کیڑے مکوڑے وغیرہ۔
- **مضر اشیاء** (Harmful Things) : نقصان دہ چیزیں، مثلاً زہر سمیت تمام مضر و مہلک چیزیں اصلاً حرام ہیں۔
- **مسکر اشیاء** (Intoxicants) : تمام نشہ آور چیزیں اصلاً حرام ہیں، مثلاً شراب یا تمام نشہ آور اشیاء۔
- **نجس و ناپاک چیزیں** (Impurity/Nijasat) : تمام نجس و ناپاک چیزیں اصلاً حرام ہیں، مثلاً خون، پیشاب پاخانہ وغیرہ۔

- **نوٹ:** مذکورہ بالا تمام حرام اشیاء کی مکمل تفصیل کے لیے بندہ کی کتاب "**حلال وحرام کے شرعی معیارات**" مطالعہ فرمائیں، نیز اس موضوع پر مزید تفصیل کے لیے بندہ کے پی-ایچ-ڈی کا مقالہ "**حلال کا عالمی معیار**" ملاحظہ فرمائیں۔
- **تیسری بحث: کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینے کے شرعی اصول وضوابط کا اجمالی بیان**
- **کسی چیز کو حرام قرار دینے کے شرعی اصول وضوابط دو قسم کے ہیں:**
- منصوص اشیاء، جن کا نام لے کر شریعت نے حرام قرار دیا ہے، مثلاً خنزیر، مردار، شراب، بہتا ہوا خون اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کیے جانے والے جانور وغیرہ، ایسی چیزوں کو فنِ اصول فقہ میں حرام لذاتہ کہتے ہیں۔ یعنی جو بذاتِ خود شریعت کی نظر میں اصلاً حرام ہوں۔
- وہ ناجائز اشیاء، جن کا نام لے کر شریعت نے حرام قرار نہ دیا ہو، البتہ ان کے بارے میں شریعت نے کچھ اصول وضوابط بتا دیئے ہوں کہ جو بھی چیز ان میں سے کسی اصول و ضابطے کے تحت آئے گی وہ ناجائز و حرام کہلائے گی۔ ایسی چیزوں کو فنِ اصول فقہ میں حرام لغیرہ کہتے ہیں۔
- قرآن وسنت کی روشنی میں تقریباً سات بڑے اصول وضوابط ہیں، جن کی وجہ سے کوئی چیز حرام یا ناجائز ہوتی ہے، جو درج ذیل ہیں:
- **نص** (Text of Quran & Sunnah) : یعنی قران وسنت کی واضح دلیل، جس میں نام لے کر (By Name) کسی چیز کو حرام قرار دیا ہو۔
- **خباثت** (Abominableness) : یعنی کسی چیز کا خبیث و مستقذر ہونا، جس سے طبائع سلیمہ کو گھن آتی ہو، مثلاً کیڑے مکوڑے وغیرہ۔

- ضرر (Harmfulness) : یعنی کسی چیز کا نقصان دہ ہونا، مثلاً زہر سمیت تمام مضر و مہلک چیزیں ضرر کی وجہ سے حرام ہیں۔
- اسکار (Intoxication) : یعنی کسی چیز کا نشہ آور ہونا، مثلاً شراب یا تمام نشہ آور اشیاء اسی وجہ سے حرام ہیں۔
- نجاست (Impurity/Nijasat) : یعنی کسی چیز کا ناپاک ہونا، مثلاً پیشاب پاخانہ وغیرہ، تمام ناپاک چیزیں اسی وجہ سے حرام ہیں۔
- احترام انسانیت (Human Dignity) :یعنی کرامتِ انسانی، انسانی جسم کے کسی بھی جزء کا استعمال انسانی احترام کی وجہ سے حرام ہے۔
- سبعیت (درندگی، Predators) :یعنی کسی جانور یا پرندے کا درندہ ہونا یعنی گوشت خور حیوانات جو فطری طور پر دوسرے جانوروں کا شکار کر کے کھاتے ہیں۔اس بناء پر بھی تمام درندے (Predators) حرام ہیں۔
- **چوتھی بحث: مشکوک و مشتبہ چیزوں کے بارے میں شرعی ضابطہ**
- **شرعی طور پر اشیاء کی تین قسمیں ہیں:**
- حلال بین (Clear Halaal)،
- حرام بین(Clear Haraam)،
- مشتبہات(Doubtful)
  - علماء کرام فرماتے ہیں کہ مشتبہات کے مراتب تین ہیں:
  - وہ مشتبہات جن سے بچنا فرض اور واجب(Obligatory)ہے۔
  - وہ مشتبہات جن سے بچنا مستحب(Desirable)ہے۔
  - وہ مشتبہات جن کا اعتبار نہیں۔اور ان سے بچنے کی کوشش کرنا غلو فی الدین ہے، جیسے مباح الاصل چیزوں کے بارے میں زیادہ کھود کرید کرنا۔

- اس کی تفصیل یہ ہے کہ کسی بھی چیز کی بنیاد (Origen/ Base) تین طرح کی ہو سکتی ہے:
  - اس چیز کی بنیاد حرام ہو۔ مثلاً گوشت، کہ اس میں اصل حرام ہونا ہے، ذبح شرعی سے پہلے اس کا کھانا جائز نہیں۔
  - اس چیز کی اصل مباح/جائز ہو۔ مثلاً کسی چیز کا پاک ہونا جیسے عام پانی، تو جب تک ناپاکی کا یقین نہ ہو صرف شک کی وجہ سے اس کی پاکی ختم نہیں ہو گی۔
  - اس چیز کی اصل میں شک ہو کہ اصلاً حلال ہے یا حرام۔ اس میں بہتر یہ ہے کہ اس کو چھوڑ دیا جائے۔
- مشتبہات کے بارے میں فیصلہ کرنے کے لیے دو راستے ہیں:
- **الف:** بعض اوقات اس چیز کی اصل (Origen) کی بنیاد (Base) پر فیصلہ کیا جاتا ہے کہ اصل اگر حلال ہے تو حلال ورنہ حرام۔
- **ب:** بہت سارے موقعوں پر ظاہر کی طرف رجوع کرتے ہیں جب وہ اصل کے مقابلے میں زیادہ قوی ہو۔
- مشتبہات سے بچنے کا حکم ہمیشہ مستحب نہیں ہوتا، بلکہ بسا اوقات مشتبہات سے بچنا واجب بھی ہوتا ہے۔
- مشتبہات سے بچنے کا حکم مستحب بھی ہو تو بھی مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ دین کے ہر حکم پر بدرجہ اتم (Maximum) عمل کرے یعنی فرض، واجب یا مستحب، ہر حکم پر بخوشی عمل کرنا چاہیے۔
- آجکل مارکیٹ میں مشکوک، بلکہ حرام مصنوعات (Haraam Products) اور حرام اجزائے ترکیبی (Haraam Ingredients) کی کثرت ہے۔

- بعض غیر مسلم صانع باقاعدہ سازش کے تحت مسلمانوں کو حرام کھلانے کے لیے اپنی مصنوعات میں ناپاک و حرام اشیاء ملاتے ہیں۔ اس لیے بہت احتیاط کی ضرورت ہے
- مشتبہ اور محرم امور کا کھوج لگانا ایک مشکل کام ضرور ہے لیکن ناممکن نہیں، حلال سرٹیفکیشن اس لیے ضروری ہے کہ افراط و تفریط سے بچا جائے۔
- **پانچویں بحث: کسی مشتبہ چیز کے حلال ہونے کے بارے میں زبانی اطلاع کافی ہے یا تحریری سرٹیفکیٹ ضروری ہے؟**
- شریعت کا اصل حکم تو یہ ہے کہ جو چیزیں از روئے شریعت اصلاً مباح نہیں، ان چیزوں کو استعمال کرنے سے پہلے مسلمان کے لیے ان کے حلال ہونے کا اطمینان حاصل کرنا ضرروی ہے۔
- اس اطمینان کے لیے شرعی شرائط کے مطابق زبانی اطلاع کافی ہے اور اس کے لیے کسی تحریری ثبوت، مثلاً سرٹیفکیٹ وغیرہ کی ضرورت نہیں۔
- لیکن کھانے پینے کی چند چیزوں کو چھوڑ کر آج کل اس طرح کی خالص دیسی یا اپنے طور پر تیار کردہ اشیاء بہت کم ہیں، اور مسلمان اکثر تیار شدہ اشیاء استعمال کرتے ہیں۔
- ماکولات، مشروبات، ادویات اور کاسمیٹکس سے متعلق حلال انڈسٹری 90 فیصد سے زیادہ غیر مسلموں کے ہاتھوں میں ہے۔
- مصنوعات کی تیاری کے مراحل مسلمانوں کے سامنے نہیں ہوتے اور نہ ہی یہ غیر مسلموں کی ملکیت ایسے ادارے عام طور پر کسی کو اپنی مصنوعات کے اجزاء یا ان تیاری کے مراحل کے بارے میں بتاتے ہیں۔
- دوسری طرف مالی مفاد کے لیے جھوٹ بولنے اور دھوکہ دینے کا رواج عام ہے۔
- جس کے بعد واحد راستہ تحریری طور پر حلال سرٹیفکیٹ کا بچتا ہے، لہٰذا اس وجہ سے حلال سرٹیفکیشن کا کام شریعت کی رو سے نہ صرف جائز، بلکہ ضروری ہے۔

لان مقدمة الواجب واجب

- **چھٹی بحث: حلال سرٹیفکیشن کا شرعی دائرہ کار (Scope) کیا ہے؟**
- ماکولات، مشروبات، ادویات اور کاسمیٹکس سے متعلق حلال انڈسٹری کی ہر وہ چیز جو انسانی جسم کے داخلی یا خارجی استعمال میں آتی ہو، اور وہ چیز ان اشیاء میں سے نہ ہو جو اصلاً حلال ہیں، یا وہ چیز اصلاً تو حلال ہو لیکن اپنی اصلی حالت میں استعمال نہ ہوتی ہو، بلکہ اس کے ساتھ اور بھی چیزیں ملا دی جاتی ہوں، اور یہ اضافی چیزیں (Additives) یقیناً یا غالب گمان کے درجے میں حرام یا قوی درجے کے مشکوک ہوں، تو ایسی تمام اشیاء کی حلال سرٹیفکیشن ضروری ہے، بشرطیکہ سرٹیفکیٹ کے علاوہ مسلمان کے پاس حلال کے اطمینان کے حصول کے لیے کوئی اور قابل اعتماد شرعی ذریعہ نہ ہو۔
- **ساتویں بحث: مسلم اور غیر مسلم ممالک کی رو سے حلال سرٹیفکیشن کی اہمیت وضرورت ایک جیسی ہے یا شرعاً اس کے حکم میں فرق ہے؟**
- جو چیزیں مسلمان ممالک میں مقامی طور پر مسلمان خود تیار کرتے ہیں، مثلاً مسلمان ذابحین مقامی طور پر خود جانور ذبح کرتے ہیں وہاں پر حلال سرٹیفکیٹ بہر حال ضروری نہیں۔
- اگر مسلمان ممالک میں ماکولات، مشروبات، ادویات اور کاسمیٹکس سے متعلق اشیاء غیر مسلم ممالک سے درآمد (Import) ہوتی ہوں یا وہ مسلمان صانعین مسلم ممالک میں تیار تو کرتے ہوں لیکن ان چیزوں کے اجزاء ترکیبی (Ingredients) غیر مسلم ممالک سے درآمد (Import) ہوتی ہوں اور ان اجزاء میں یقیناً یا غالب گمان کے درجے میں حرام یا قوی درجے کے مشکوک ہوں، تو ایسی تمام اشیاء کی حلال سرٹیفکیشن ضروری ہے، بشرطیکہ سرٹیفکیٹ کے علاوہ مسلمان کے پاس حلال کے اطمینان کے حصول کے لیے کوئی اور قابل اعتماد شرعی ذریعہ نہ ہو۔

- مذکورہ بالا تفصیل میں مسلم اور غیر مسلم ممالک کے درمیان کوئی فرق نہیں۔

آٹھویں بحث: حلال سرٹیفکیشن کی اہمیت وضرورت پر مختلف حوالوں سے ہونے والے اعتراضات وخدشات کا طالب علمانہ جائزہ

Certification Misconceptions about Halaal

حلال سرٹیفکیشن ایک نیا علمی میدان ہے اس حوالہ سے اہل علم سمیت مختلف حلقوں کی طرف سے مختلف اشکالات سامنے آتے رہتے ہیں۔

عام طور پر جو اشکالات پائے جاتے ہیں، ذیل میں وہ درج ذیل ہیں۔

❖ **سوال نمبر 1: ایک سوال یہ کیا جاتا ہے کہ جو چیزیں حلال تصدیق شدہ (Halaal Certified) نہیں، اُن کا شرعی حکم کیا ہوگا، کیا وہ حلال ہیں؟ یا نہیں؟**

- **جواب:** حلال سرٹیفکیشن کی وہ شرائط جو شریعہ میں بھی شرط کے درجہ میں ہیں، وہ شرائط پوری نہ ہونے کی وجہ سے چیز حرام کہلائے گی، مثلاً ذبیحہ میں تسمیہ کی شرط۔
- ایسی شرائط پوری نہ ہونے (Non Conformity) کی وجہ سے چیز حرام ہوگی
- حلال سرٹیفکیشن کی وہ شرائط جو شریعہ میں شرط کے درجہ میں نہیں، بلکہ مستحب اور افضل کے درجہ میں ہیں ان کی وجہ سے چیز حرام تو نہیں ہوگی، البتہ اس کو ناپسندیدہ ومکروہ ہوگی۔
- شریعہ کا معیار فرض، واجب، مستحب یا حرام اور مکروہ کی صورت میں ایک معتدل اور لچکدار (Flexible) معیار ہوتا ہے۔
- عالمی سطح پر بننے والے معیارات میں بظاہر تو مستحب درجہ کی چیزوں کو بھی معیار کا حصہ بنایا جاتا ہے لیکن ان معیارات میں شامل ہر چیز لازم اور فرض یا شرط کے درجہ میں نہیں ہوتی۔

- جب کبھی ان غیر ضروری شرائط پر عمل نہیں ہوتا تو عالمی معیارات (Global Standards) میں یہ تصریح موجود ہے کہ ایسی صورتحال میں فوراً سرٹیفکیشن کو منسوخ نہ کیا جائے، بلکہ اس کے بارے میں رعایت (Relaxation) دی جائے۔
- جیسے شریعہ میں مستحب و مکروہ امور کے معاملہ میں گنجائش ہوتی ہے اسی طرح حلال معیارات میں بھی ایسی شقوں (Clauses) کے بارے میں گنجائش موجود ہوتی ہے۔
- یہ بات اشد ضروری ہے کہ کوئی بھی حلال تصدیقاتی ادارہ ہو، اس کے پاس شرعی نگرانی کا مضبوط نظام موجود ہو جو اس فرقِ مراتب (Categorization) کا لحاظ رکھ سکے۔
- حکومت کے لیے بھی ضروری ہے کہ مرکزی سطح پر ایک نگران شریعہ بورڈ تشکیل دے جو شریعہ کی روشنی میں ان معیارات پر نظرثانی (Review) کرے۔

❖ سوال نمبر2: شریعت کی رو سے اکثر چیزیں صرف مشتبہ کے زمرے (Category) میں آتی ہیں، جن سے بچنا ضروری وواجب نہیں ہوتا، بلکہ صرف اولی ہوتا ہے۔ تو سوال اس سے یہ پیدا ہوتا ہے کہ اولی اور مستحب کی بنیاد پر حلال سرٹیفکیشن کے اتنے بڑے نظام کو کیسے تشکیل دیا جاسکتا ہے؟

- جواب: یہ بات درست ہے، تاہم مشتبہات کے حوالے سے بھی ہمارے دین میں احکامات موجود ہیں۔ جس کی مکمل تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔
- یہ بات پہلے واضح ہو گئی ہے کہ مشتبہات سے بچنے کا حکم ہمیشہ مستحب نہیں ہوتا، بلکہ بسا اوقات مشتبہات سے بچنا واجب بھی ہوتا ہے۔
- اگر یہ حکم مستحب بھی ہو تو بھی اس کے لیے کوئی نظام وضع کرنے پر یہ اعتراض درست نہیں کہ مستحب اور اولی کی بنیاد پر اتنا بڑا نظام کیسے تشکیل دیا جاسکتا ہے؟

- کیونکہ مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ دین کے ہر حکم پر بدرجہ اتم(Maximum) عمل کرے یعنی فرض، واجب یا مستحب، ہر حکم پر بخوشی عمل کرنا چاہیے۔
- بالخصوص جبکہ آجکل مارکیٹ میں مشکوک، بلکہ حرام مصنوعات(Haraam Products) اور حرام اجزائے ترکیبی (Haraam Ingredients)کی کثرت ہے اور بعض غیر مسلم صانع باقاعدہ سازش کے تحت مسلمانوں کو حرام کھلانے کے لیے اپنی مصنوعات میں ناپاک و حرام اشیاء ملاتے ہیں تاکہ مسلمان حرام کھانے میں مبتلا ہوں اوران کے ایمان واعمال کواوران کی روحانیت کے نظام کوتباہ کیا جاسکے۔
- ایسے حالات میں مسلمانوں کی ایک اہم ترین شرعی ضرورت وفریضے کو پورا کرنے کے لیے حلال سرٹیفکیشن کا نظام شرعی نقطۂ نظر (Sharia Point of View)سے نہ صرف یہ کہ انتہائی اچھی بات، بلکہ انتہائی ضروری ہے۔

❖ **سوال نمبر3: شریعت کا مزاج یسر اور سہولت کا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر" الآیۃ اسی طرح حدیث میں بھی آتا ہے "یسروا ولا تعسروا" الحدیث جبکہ اس کے برعکس حلال سرٹیفکیشن کا مجوزہ تشکیل شدہ نظام باعث حرج ومشقت ہے، والحرج مدفوع؟**

- جواب: شریعت کا مزاج واقعی یسر اور سہولت کا ہے کہ امت کو ممکنہ سہولت دے کر حرج سے بچایا جائے۔
- ارشادِ باری ہے کہ "اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا معاملہ کرنا چاہتا ہے اور تمہارے لئے مشکل پیدا کرنا نہیں چاہتا۔" (البقرۃ:185)
- دوسری جگہ ارشاد ہے کہ :"اللہ نے تم پر دین کے معاملے میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔" (الحج:78)

- اسی طرح حدیث شریف میں آتا ہے کہ لوگوں کے لئے آسانیاں پیدا کرو، مشکلات پیدا نہ کرو! (صحیح بخاری: 1/25)
- حلال سرٹیفکیشن بھی در حقیقت اسی تسہیل (Simplification) کا نام ہے
- اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ مارکیٹ میں موجود تیار (Ready Made) خوراک، جس میں مکمل مصنوعات یا کم از کم اس کے اجزائے ترکیبی عموماً غیر مسلم ممالک سے آرہے ہوتے ہیں جن میں گوشت اور حیوانات کے دوسرے اجزاء یا اس سے تیار کی جانے والی مصنوعات بھی شامل ہیں۔
- یہ گوشت اور دوسرے اجزاء حلال جانور کے ہیں یا حرام جانور کے اور اسی طرح یہ حلال ذرائع سے حاصل کیے گئے ہیں یا حرام ذرائع سے ؟اس بارے میں یقینی علم نہیں ہوتا۔
- اس وقت اس مشکل صورتحال سے وہ لوگ بخوبی واقف ہیں جو غیر مسلم ممالک یا بڑے شہروں میں رہتے ہیں یا جو بیرونِ ملک سفر کرتے رہتے ہیں۔
- اس بے چینی اور غیر یقینی صورتِ حال کی وجہ سے امت کا ایک بڑا طبقہ بذاتِ خود شدید حرج میں مبتلا ہے۔ اسی حرج سے اُمت کو نکالنے کے لئے حلال سرٹیفکیشن شروع کی گئی ہے، تاکہ اُمت کو مزاجِ شریعت کے مطابق ممکنہ سہولت ملے۔
- لہٰذا ایسے حالات میں حلال سرٹیفکیشن بذاتِ خود "یسروا ولا تعسروا" اور "الحرج مدفوع" پر عمل ہے، نہ کہ اس کے خلاف۔

❖ **سوال نمبر 4: دنیا بھر میں حلال سرٹیفکیشن کے لئے قائم کئے گئے اداروں کو دیکھتے ہوئے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ حلال و حرام جیسا اہم ترین شرعی مسئلہ شرعی علوم سے ناواقف اور غیر ماہر لوگوں کے ہاتھوں میں دیا جا رہا ہے، اور دیگر فنی و سائنسی ماہرین کے ساتھ شرعی ماہرین کو شامل نہیں کیا جاتا، جس کی وجہ سے نہ صرف یہ اہم مسئلہ بلکہ**

آہستہ آہستہ پورا دینی نظام غیر علماء کے ہاتھ میں جانے کا خطرہ ہے جس کے خطرناک نتائج کا تصور ہر آدمی کر سکتا ہے؟

- جواب: اس خدشہ میں کتنی واقعیت وحقیقت (Reality) ہے؟ اس حوالہ سے اتنی بات میں تو شک نہیں کہ عصرِ حاضر میں دوسرے فتنوں سمیت ایک بہت بڑا خطرناک فتنہ یہ بھی ابھرا ہے کہ دینی علوم سے ناواقف اور نابلد لوگ اہم ترین اور حساس ترین دینی موضوعات پر باقاعدہ مباحثہ (Debates) کرتے ہیں، ایسے لوگ بعض اوقات لاعلمی کی وجہ سے ایسی گفتگو بھی کر جاتے ہیں، جس سے نعوذ باللہ ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھنے کا خطرہ ہوتا ہے۔
- حلال وحرام جیسے نازک اور اہم ترین دینی فریضہ سے متعلق حلال سرٹیفکیشن کا کام بھی ایک نازک اور حساس ترین کام ہے۔
- حلال کی تصدیق کرنے والا ادارہ اس بات کی ذمہ داری اٹھاتا ہے کہ یہ چیز یقینی طور پر حلال یا حرام ہے۔
- دوسری طرف یہ بات بھی باعثِ فکر ہے کہ ابتدائی طور پر جن اداروں نے حلال سرٹیفکیشن کا کام شروع کیا، ان میں فنی وغذائی امور کے ماہرین کو تو شامل کیا گیا لیکن دینی علوم کے مستند ماہرین کی موجودگی سے اجتناب برتا گیا۔
- ابتدائی طور پر جب حلال سرٹیفکیشن کا کام شروع ہوا تو اس کے بارے میں یہ تاثر دیا گیا کہ یہ بہت مشکل کام ہے جو شرعی امور کے ماہرین کے بس کا نہیں، حالانکہ اس کا عنوان ہی حلال وحرام ہے جس کے بارے میں ظاہر ہے کہ شرعی امور کے ماہرین سے زیادہ کون واقف ہو سکتا ہے؟
- یہ سوال بالکل بجا ہے کہ دنیا میں حلال سرٹیفکیشن کا کام کرنے والے اکثر اداروں میں قوتِ فیصلہ اُن لوگوں کے ہاتھوں میں ہے۔ جو دینی علوم سے کما حقہ واقف

نہیں۔ بلکہ اس حوالے سے شریعہ کے ماہرین کو کوئی زیادہ کردار دینے کے لیے تیار بھی نہیں اور اس بات کا کھل کر اظہار کرتے ہیں کہ حلال فوڈ کے میدان میں شریعہ ماہرین کی چنداں ضرورت نہیں۔

- بلکہ اب تو غیر مسلم بھی حلال سرٹیفیکیٹ شروع کرنا چاہتے ہیں، بلکہ شروع کر چکے ہیں۔
- الحمدللہ شرعی امور کے ماہر، حضرات علماء کرام اس میدان میں کسی سے پیچھے نہیں رہے اور وقت کے تقاضے کو پورا کرتے ہوئے انہوں نے تمام تر جدید لوازمات کے ساتھ حلال سرٹیفکیشن کا کام اپنے ہاتھوں میں لیا۔
- اس کی واضح مثال جنوبی افریقہ کا ادارہ SANHA، مجلسِ علماء انڈونیشیاء (MUI) اور حلال ایکریڈیٹیشن کونسل (HAC/ACJU) سری لنکا جیسے ادارے مکمل طور پر دینی مدارس، بلکہ الحمدللہ ان میں سے بیشتر پاکستان کے دینی مدارس کے فضلاء کے ہاتھوں میں ہیں۔
- یہ ادارے اپنے اپنے ملکوں میں ان اداروں نے اپنی بساط سے بڑھ کر کام کر رہے ہیں جن کی صلاحیتوں کا اعتراف مختلف ممالک میں حکومتی سطح بھی پر ہوا ہے۔
- پاکستان میں بھی الحمدللہ جامعۃ الرشید نے اداراتی سطح پر اس کام میں بھی پہل کی۔
- سال 2011 میں دارالافتاء سے وابستہ حضرات کو حلال سرٹیفکیشن کے میدان میں نمایاں غیر ملکی اداروں (IHI،SANAH وغیرہ) میں تربیت کے لئے بھیجا۔
- حلال فاؤنڈیشن کا قیام عمل میں آیا جو اس اہم ترین مسئلہ میں تمام اہم موضوعات پر پورے ملک کے معتمد اور نامور اہل علم و فن حضرات سے مشاورت میں رہتا ہے

- حلال فاؤنڈیشن نے الحمدللہ قلیل عرصہ میں اللہ کے فضل و کرم سے بہت کام کیا، اور اس سلسلے میں مرکزی حکومت کے ان وفاقی اداروں کے ساتھ کام کیا جو حلال و حرام کے حوالہ سے معیارات تیار کرنے (Standardization) کا کام کرتے ہیں۔
- متعلقہ وفاقی اداروں کی درخواست پر حلال فاؤنڈیشن نے 19 سال پہلے (1996 میں) حلال کے حوالہ سے شروع ہونے والا کام پھر سال 2010 میں بننے والے حلال معیارات میں مختلف فنی، غذائی اور شرعی امور کے ماہرین کے ساتھ مل کر ترامیم و اصلاحات کیں جن کو ان اداروں نے بخوشی قبول و منظور کیا۔
- حلال فاؤنڈیشن نے حلال معیارات کا قومی زبان میں ترجمہ کر کے استفادے کے لیے ملک بھر کے تقریباً 55 دارالافتاؤں کو بھیجا۔
- اس پوری تفصیل سے معلوم ہوا کہ بجائے اس کے کہ اہل علم حضرات یہ اہم ترین شرعی مسئلہ اور اس سے وابستہ سرٹیفکیشن کا کام مکمل طور پر شرعی علوم سے ناواقف لوگوں یا اداروں کے ہاتھوں میں چھوڑ دیں خود اہل علم حضرات کو سامنے آنا چاہیے
- یہ بات بھی باعثِ تسلی ہے کہ الحمدللہ ہمارے اکابر علماء کرام نے برصغیر میں اتنا کام کیا ہے کہ حکومتی حلقے اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ دینی مسائل کے حوالہ سے اس خطے (برِصغیر) کے مسلمان مضبوط اہل علم حضرات کو ہی اتھارٹی مانتے ہیں۔
- البتہ اس کا خطرہ موجود ہے کہ اگر مدارس و مساجد سے وابستہ حضرات اس میدان میں نہیں آئینگے تو شاید یہ میدان نااہل لوگوں کے ہاتھوں میں چلا جائے گا۔

❖ سوال نمبر 5: اس حوالہ سے ایک سوال یہ بھی کیا جاتا ہے کہ وطن عزیز پاکستان میں جس طرح دوسرے اسلامی قوانین کا حشر ہوا ہے اس مسئلہ میں بھی خدشہ ہے کہ کام کچھ بھی نہیں ہوگا بلکہ ذاتی و مالی مفادات کی بنیاد پر سرٹیفکیٹ جاری کیے جائینگے جیسا کہ دوسرے اسلامی امور کے بارے میں سرکاری لوگوں کا حال ہے؟

◉ جواب: کھانے پینے کی مصنوعات سے متعلق حلال و حرام کے قوانین میں شریعہ اور غذائی امور کے ماہرین کی رائے کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اور وہی اس معاملے کے اصل اسٹیک ہولڈرز ہیں۔

◉ یہ بات اشد ضروری ہے کہ حلال و حرام کے حوالہ سے کسی بھی قانون سازی سے پہلے غذائی امور کے ماہرین (Food Scientist) اور مستند مفتیانِ کرام کی رائے حاصل کریں اور اُن کی تجاویز شامل کریں۔

◉ دوسری طرف علماء کرام پر بھی یہ اہم شرعی ذمہ داری ہوتی ہے کہ عصرِ حاضر میں امتِ مسلمہ کی ضروریات سے آگاہی حاصل کریں اور اس حوالہ سے ہر موڑ پر اپنی خدمات و معاونت پیش کریں۔

◉ الحمد للہ، اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ حلال و حرام کے حوالہ سے حکومت پاکستان کے معیارات سازی (Standardization) اور جانچ کاری و الحاق سازی (Accreditation and Audit) کے ادارے، مثلاً PSQCA اور PNAC کے ذمہ داران، علماء کرام کے ساتھ نہ صرف رابطہ میں رہتے ہیں بلکہ علماء کرام کو اپنی میٹنگز میں شرکت کی باقاعدہ دعوت بھی دیتے ہیں اور ان کی تجاویز کو بخوشی قبول کرتے ہیں۔

◉ ہم امید کرتے ہیں کہ حلال و حرام سے متعلق حکومتِ پاکستان کے تمام ادارے مستقبل میں بھی ہر قسم کی قانون سازی علماء کرام کی مشاورت سے کرینگے۔

❖ سوال 6: بعض حضرات کو حلال سرٹیفکیشن کے حوالے سے یہ اشکال ہے کہ فوڈ سائنس کی ترقی کی وجہ سے آج کل کھانے پینے کی چھوٹی چھوٹی مصنوعات میں سینکڑوں اجزائے ترکیبی پائے جاتے ہیں، جن کے مختلف سائنسی اور کیمیائی نام و فارمولے ہوتے ہیں، جبکہ علماء کی اکثریت ان چیزوں سے نابلد ہے لہٰذا یہ کام علماء کے

بس کا روگ نہیں۔اس وجہ سے علماء و مفتی حضرات کو اس میدان میں شرکت نہیں ہونا چاہیے؟

- جواب: اس سوال کا منشاء بظاہر حلال سرٹیفکیشن کے نظام سے پوری طرح واقفیت نہ ہونا ہے۔
- دراصل حلال سرٹیفکیشن کے جتنے بھی ادارے ہیں اس میں تحقیق کے حوالہ سے دو بنیادی شعبے ہوتے ہیں:
- 1) سائنسی تحقیق کا شعبہ 2) شرعی تحقیق کا شعبہ
- سائنسی شعبہ تحقیق کا کام یہ ہوتا ہے کہ ایسی مصنوعات یا اجزائے ترکیبی کے ابرے میں سائنسی تحقیق کر کے ان مصنوعات اور اجزاء کی اصل بنیاد معلوم کی جائے اور پھر اس تحقیق کو شریعہ ڈیپارٹمنٹ کے سامنے پیش کیا جائے۔
- سائنسی تحقیق مکمل ہو جانے کے بعد اس کی روشنی میں شریعہ ڈیپارٹمنٹ کے ذمہ دار حضرات شریعہ کے حوالہ سے فیصلہ دیتے ہیں۔
- حتمی فیصلے کا اختیار شریعہ ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ کے پاس ہوتا ہے، انہیں کے دستخط سے کسی چیز کے حلال یا حرام ہونے کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

❖ **سوال 7: ایک سوال یہ بھی ہوتا ہے کہ کھانے پینے سے متعلق فقہ اسلامی کے ذخیرہ میں بہت کم حصہ ہے جبکہ اس کے علاوہ دین کے دوسرے بڑے بڑے کام ہیں، مثلاً عبادت، حج زکوۃ، معاملات، بیع وشراء، مناکحات، دعوی وقضاء وغیرہ،**

اسی طرح جہاد، تبلیغ، سیاست، تصوف دین کے اتنے بڑے بڑے میدان ہیں ان سب کو چھوڑ کر محض کھانے پینے کی حلال سرٹیفکیشن کے لئے علماء کی صلاحیتوں کو لگانا مناسب نہیں؟

- جواب: اس سوال کا جواب بہت واضح ہے کیوں کہ جن حضرات کے سامنے قرآن وسنت کا وہ ذخیرہ ہے جس میں حلال کی اہمیت اور حرام کی نحوست بیان کی گئی ہے وہ جانتے ہیں کہ ہماری عبادات ودعا، ہماری معاشرت، ہمارے اخلاق، غرض زندگی کے ہر شعبہ میں حلال وحرام کے اثرات کس قدر زیادہ ہیں؟
- بالفرض اگر کمانے کے حوالہ سے ہم بہت ہی محنت کریں لیکن اگر ہم اپنے حلال مال سے دانستہ یا غیر دانستہ حرام مصنوعات خرید کر استعمال کر رہے ہوں تو ظاہر ہے کہ ایسے میں کمائی حلال ہونے کے باوجود حرام کی اس نحوست سے نہیں بچا جا سکتا کہ ہماری عبادات ودعائیں مردود ٹھہریں۔
- اس لیے حلال کا انتظام کروانا ایک بہت بڑی دینی خدمت ہے، جس کے لئے نہ صرف چند لوگوں کو اپنی صلاحیتیں وقف کرنا ہوگی، بلکہ تمام مسلمانوں کی اولین ذمہ داری بھی بنتی ہے کہ وہ سب سے پہلے اپنے لئے، اپنے خاندان والوں کے لئے حلال کا انتظام کروالیں اور حرام سے بچیں۔
- حدیث شریف میں آتا ہے کہ نماز روزہ کے بعد ایک مسلمان کا اولین فرض یہ ہے کہ وہ حلال طلب کرے۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ طلبِ حلال ہر مسلمان پر واجب ہے۔ (الجامع الصغیر للسیوطیؒ: 3/131)

❖ سوال 8: اس خدشے کا اظہار بھی کیا جاتا ہے کہ حلال وحرام شریعت کے انتہائی اہم اور حساس ترین تصورات پر مبنی اصطلاحات ہیں جبکہ حلال سرٹیفکیشن کی وجہ سے یہ الفاظ اپنی قدر آہستہ آہستہ کھو رہے ہیں جس کی وجہ سے حلال/حرام کا لفظ سن کر مسلمان اتنا حساس نہیں ہوتا جتنا پہلے ہوتا تھا۔ اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں، مثلاً حلال ٹور، حلال میرج، حلال کموڈ وغیرہ

- جواب: کسی چیز کو حلال یا حرام کہنا واقعی ایک بہت بھاری شرعی ذمہ داری ہے، اکابر اور سلف صالحین سے کسی (مجتہد فیہ) چیز کی حلت یا حرمت کے بارے میں کوئی سوال ہوتا تو اس کو لفظ حلال و حرام کے الفاظ سے تعبیر نہیں کرتے تھے، بلکہ اس کو مکروہ یا ناپسندیدہ وغیرہ کے الفاظ سے تعبیر کیا کرتے تھے۔ لہٰذا اس طرزِ فکر کی حوصلہ شکنی کرنی ضروری ہے، اب تو نعوذ باللہ اس طرح کے الفاظ بھی انٹرنیٹ وغیرہ پر دیکھنے سننے میں آرہے ہیں جیسے حلال میوزک، حلال فرینڈشپ، حلال چیٹنگ وغیرہ۔
- جو لوگ ان شرعی اصطلاحات کو اس طرح بے موقع، بے محل استعمال کرتے ہیں ان کو سمجھانا چاہیئے اور اہل علم حضرات کو اس کی حوصلہ شکنی اور مذمت کرنی چاہیے۔

❖ **سوال 9: بعض اوقات یہ سوال بھی کیا جاتا ہے کہ حلال و حرام ایک خالص شرعی مسئلہ ہے اس میں دوسرے ماہرین مثلاً فوڈ سائنٹسٹ، فوڈ ٹیکنالوجسٹ وغیرہ کی کیا ضرورت ہے؟**

- جواب: چونکہ فوڈ ٹیکنالوجی میں ترقی اور انتہائی پیچیدگی کی وجہ سے صرف مفتیانِ کرام کو یہ میدان سر کرنا مشکل ہے اس لئے کسی چیز کی سائنسی /کیمیائی اصلیت تک پہنچنے کے لئے ان ماہرین سے مدد لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔
- یوں بھی افتاء کے فقہی اصول کے مطابق جدید چیزوں اور جدید ایجادات کے بارے میں ان کے متعلقہ ماہرین ہی کی رائے کا اعتبار کیا جاتا ہے۔

❖ **سوال 10: اسلامی ملکوں کے بارے میں عمومی فتوی یہی دیا جاتا ہے کہ مارکیٹ میں دستیاب گوشت حلال ہے زیادہ تحقیق کی ضرورت نہیں، جبکہ حلال سرٹیفکیشن مکمل تحقیق کو لازمی قرار دیتا ہے جو بظاہر درست نہیں؟**

● جواب: بظاہر اسلامی ملکوں کے بارے میں عمومی فتویٰ اب بھی یہی ہونا چاہیے لیکن یہ فتویٰ مسلمانوں کے ظاہری حال کے اعتبار پر مبنی ہے، اس لیے کہ مسلمان اپنے بازاروں میں حرام کو برقرار نہیں رکھیں گے۔

● لیکن آج کل فسادِ اہلِ زمانہ کو پیشِ نظر رکھ کر یہ وجہ کمزور ہو جاتی ہے کیونکہ:

○ ایک تو گوشت بڑی مقدار میں غیر مسلم ممالک سے بھی آنا شروع ہو گیا ہے۔

○ دوسرے امانت و دیانت کا بھی وہ معیار نہیں رہا جو فقہاء کے زمانہ میں تھا چنانچہ کتنے ایسے واقعات ہو چکے ہیں اور پکڑے گئے کہ مسلمانوں کے بازار میں حرام جانوروں گوشت بیچا جا رہا ہے۔

○ تیسری بات یہ کہ ذبیحہ کے اسلامی طریقے کے حوالے سے درست شرعی معلومات بھی بہت کم لوگوں کے پاس ہیں، سرکاری مذابح کا جو حال ہے وہ بھی ہم سب کے سامنے ہے۔ جو ان کے نگران حضرات کے بقول ذبح کرتے وقت بجائے تسمیہ یا اللہ کے نام کے ذکر کے، ان کی زبانوں پر بے ہودہ گفتگو ہوتی ہے جو شاید ترک تسمیہ عمداً سے بڑھ کر ترکِ تسمیہ استہزاءً میں داخل ہو۔

● ان وجوہات کی وجہ سے اس بارہ میں سابقہ فتویٰ پر نظرِ ثانی کی ضرورت ہے۔

❖ سوال نمبر 11: غیر مسلم ممالک سے درآمد شدہ (Imported) اشیاء کے بارے میں اب تک فتویٰ یہی دیا جاتا ہے کہ گوشت کے علاوہ دوسری چیزوں میں تحقیق کی ضرورت نہیں، جبکہ حلال سر ٹیفکیشن کھانے، پینے، لگانے وغیرہ کی ہر چیز میں تحقیق کو ضروری قرار دیتا ہے؟

● جواب: گوشت کے علاوہ کھانے پینے کی دوسری چیزوں میں واقعی اب تک عمومی فتویٰ کی رو سے اس کی گنجائش دی گئی ہے کہ اس میں زیادہ تحقیق کی ضرورت نہیں۔

- لیکن فوڈ سائنس و ٹیکنالوجی میں ترقی کی وجہ سے اب شاید اس فتویٰ پر از سر نو غور کی گنجائش، بلکہ ضرورت معلوم ہوتی ہے۔
- ظاہر ہے کہ ہر آدمی غذائی اجزاء (Food Ingredients) کے بارے میں ان گہرائیوں میں نہیں پڑ سکتا لہذا اس لحاظ سے بھی ضروری ہے کہ حلال سرٹیفکیشن کے کچھ مخصوص و مستند ادارے موجود ہوں جو اس پہلو سے مسلمانوں کی خدمت کر سکیں۔

❖ **سوال نمبر 12: حلال سرٹیفکیشن میں صرف حلال کے شرعی تصور سے بحث نہیں ہوتی، بلکہ اس میں شرعی نقطۂ نظر سے غیر ضروری اشیاء بھی ضروری قرار دی گئی ہیں مثلاً کوالٹی کنٹرول، فوڈ سیفٹی CSR وغیرہ؟**

- جواب: یہ سوال بہت اہم ہے کہ حلال سرٹیفکیشن کے لئے وضع کردہ معیارات (Standards) میں شرعی لوازمات (Sharia Requirements) کے علاوہ صفائی (Hygiene)، معیار کی حفاظت و ضمانت (Quality Control) وغیرہ کو بھی ضروری قرار دیا گیا ہے جس کے بغیر کسی کمپنی کی مصنوعات کو حلال سرٹیفکیٹ نہیں ملتا۔
- اس پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو مصنوعات ان وضع کردہ جدید معیارات پر پوری نہیں اترتیں، کیا ان کو حلال نہیں کہیں گے؟
- اس سوال کے دو جواب ہیں:

○ ایک جواب یہ ہے کہ اسلام بذاتِ خود صفائی ستھرائی، معیاری کام اور امانت و دیانت پر زور دیتا ہے لہذا کوالٹی کنٹرول اور فوڈ سیفٹی وغیرہ کے معیارات بذاتِ خود اسلام کے مزاج کے خلاف نہیں، بلکہ اسلام میں مطلوب ہیں، ہاں البتہ ان چیزوں میں فرق مراتب کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ معیارات کے حوالہ سے عرض یہ ہے کہ وضع کردہ حلال اسٹینڈرڈز حلال سرٹیفکیشن کے ادارہ کو صرف رہنما خطوط (Guide

Lines)فراہم کرتے ہیں ان معیارات میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ عملی تطبیق (Implementation)کے لئے ہر تصدیقاتی ادارہ اپنے طور پر طریقہ کار کے لئے عملی نکات(SOP's)وضع کرے گا۔

- اب یہ اس تصدیقاتی ادارہ پر ہے کہ اس کو شریعہ کے ماہر مفتیانِ کرام کی کتنی خدمات حاصل ہیں جو شریعہ کے مزاج کو سامنے رکھتے ہوئے ہر چیز کو اپنے اپنے خانہ (Category)میں رکھیں۔
- دوسرا جواب یہ ہے کہ جو ادارے اپنے کاروباری حجم و مجبوریوں کی وجہ سے کوالٹی کنٹرول اور فوڈ سیفٹی کے مطلوبہ معیارات کو پورا(Afford) نہیں کرسکتے ان کی مصنوعات سکے بارے میں جب تصدیقاتی اداروں (Halaal CB's) سے پوچھا جاتاہے تو دنیا کا کوئی بھی ادارہ یہ جواب نہیں دیتا کہ یہ مصنوعات حرام ہیں بلکہ اگر اس چیز کے حلال ہونے کے بارے میں ادارے کو اطمینان ہو تو اس کو قابلِ استعمال (Halaal Suitable)یا حلال ثابت شدہ(Halaal Approved)کے الفاظ استعمال کرتاہے اوراس کے استعمال کی اجازت دی جاتی ہے۔
- **سوال نمبر 13: حلال سرٹیفکیشن کی شرائط اتنی مشکل اور فیس اتنی زیادہ ہے کہ ملٹی نیشنل کمپنیوں کے علاوہ چھوٹے پیمانے پر کاروبار کرنے والے تاجر پوری نہیں کرسکتے جس کالازمی اثر یہ ہوگا کہ بالواسطہ اس نظام کی رو سے انھیں بڑی بڑی کمپنیوں کا مزید تسلط قائم ہوجائے گااور مقامی مسلمان تاجر معاشی طور پر خسارے میں چلے جائینگے؟**
- جواب: بندہ کے خیال میں یہ سوال غلط فہمی یا حقیقی معلومات نہ ہونے پر مبنی ہے یہ بات درست ہے کہ حلال سرٹیفکیشن میں شریعہ کے علاوہ کوالٹی کنٹرول وغیرہ کی جو شرائط ہیں وہ بظاہر چھوٹے کاروبار کے لوگ پورا نہیں کرسکتے لیکن جیسا کہ نمبر 6 میں

عرض کیا کہ اسٹینڈرڈ کو من وعن (As it is) منطبق (Apply) نہیں کیا جاتا بلکہ ان رہنما خطوط (Guide Lines) کی روشنی میں SOP's بنائے جاتے ہیں۔

- ان SOP's کے بارے میں خود عالمی معیارات کے اندر یہ تصریح موجود ہے کہ دنیا کے تمام اداروں کے لئے ایک جیسے SOP's بنانا ضروری نہیں بلکہ کاروبار کے چھوٹے بڑے ہونے کی وجہ سے یہ SOP's مختلف ہو سکتے ہیں اسی طرح مختلف کاروبار کی نوعیت کے حوالہ سے حلال سرٹیفکیشن کے SOP's بھی مختلف ہو سکتے ہیں۔
- لہذا بجائے کسی اعتراض واحتراز کے مقامی اداروں کو اس حوالہ سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیئے کیونکہ خود حلال سرٹیفکیشن کے ادارے بھی کسی غیر مسلم کمپنی کی بجائے مسلمان کمپنی کو ترجیحی بنیادوں پر سرٹیفکیٹ جاری کرتے ہیں۔
- اس حوالہ سے یہ افسوسناک پہلو بھی ہم سب کے سامنے ہے کہ عالمی سطح پر چھا جانے والی غیر مسلم کمپنیاں محض اپنے سرمایہ کے بل بوتے پر قابض نہیں بلکہ انہوں نے اپنے کاروبار کے اندر امانت دیانت، معیار کی ضمانت وغیرہ بنیادی اسلامی تعلیمات پر سختی سے عمل کیا ہے جس کی وجہ سے ان کو پوری دنیا میں صارف کا اطمینان (Customer Satisfaction) حاصل ہو گیا ہے۔

❖ **سوال نمبر 14: الحمد للہ برصغیر (پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش) میں حلال وحرام بلکہ تمام دینی امور سے متعلق بااختیار ادارہ مدرسہ کا دارالافتاء یا مسجد کا منبر و محراب ہے۔ جہاں سے جاری ہونے والا فتوی حتمی فیصلہ تصور کیا جاتا ہے۔ ان روایتی ذرائع کے ہوتے ہوئے غیر روایتی انداز میں بنائے جانے والے حلال سرٹیفکیشن کے اداروں کی کیا ضرورت ہے؟**

- جواب: بظاہر ان روایتی ذرائع کے ہوتے ہوئے غیر روایتی انداز میں صرف حلال و حرام سے متعلق حلال فتوی کی بجائے سرٹیفکیشن کے اداروں کی اتنی ضرورت شاید

محسوس نہ ہو۔ لیکن در حقیقت کئی وجہوں سے حلال سرٹیفکیشن کے لئے الگ مستقل اداروں کی ضرورت ہے:

- 1) فتویٰ اور سرٹیفکیٹ میں فرق اور نگرانی کا طریقہ
- 2) فوڈ مارکیٹ کی پیچیدہ صورتحال

- حلال و حرام سے متعلق فتویٰ اور حلال سرٹیفکیشن میں ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ عام طور پر مفتی صاحبان، مستفتی کی طرف سے ارسال کردہ استفتاء کے مطابق جواب لکھتے ہیں۔
- جبکہ حلال سرٹیفکیشن میں محض درخواست گزار (Applicant) کی طرف سے فراہم کردہ درخواست یا معلومات کی بناء پر سرٹیفکیٹ جاری نہیں ہوتا، بلکہ ابتدائی درخواست کے بعد حلال سرٹیفکیشن باڈی کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کمپنی یا کاروبار کے آڈٹ کا انتظام کروائیں۔
- درخواست گزار اپنے کاروبار سے متعلق تمام معلومات فراہم کرے گا، اور موقع پر موجود تمام اشیاء کے حلال ہونے کے بارے میں تصدیقاتی ادارے (Certification Body) کو اطمینان دلائے گا، نیز مستقبل میں بھی وہ ہر وقت اعلانیہ اور غیر اعلانیہ آڈٹ کرانے کا پابند ہوتا ہے۔
- اس لحاظ سے دیکھا جائے تو حلال سرٹیفکیشن، فتویٰ کی نسبت ایک بھاری ذمہ داری ہے جس میں بجائے سائل کی خبر کے اپنے مشاہدہ و معائنہ کی بنیاد پر حلال کا سرٹیفکیٹ جاری کیا جاتا ہے، "ولیس الخبر کالمعاینہ"
- جب تک معاشرے میں امانت و دیانت کا پہلو غالب تھا نیز جب لوگ دیسی اشیاء سے تیار کردہ کھانے پینے کی چیزیں استعمال کرتے تھے تب تو مفتی صاحبان کے لئے سائل کی طرف سے فراہم کردہ معلومات کی بنیاد پر فتوی دینا آسان اور ممکن تھا۔

- لیکن جب معاشرہ میں ایک طرف امانت و دیانت کا فقدان ہے اور دوسری طرف بجائے مقامی اشیاء کے درآمد شدہ کھانے پینے کی اشیاء واجزاء کو استعمال کیا جارہا ہے جس کی وجہ سے حقیقی صورتحال تک پہنچنا بہت مشکل ہوتا ہے۔
- اس وجہ سے اس بات کی ضرورت ہے کہ کچھ مستند مفتیانِ کرام حلال سرٹیفکیشن کے لئے اپنی صلاحیتوں کو وقف کریں، خصوصاً جب حکومت کی طرف سے نہ صرف ایسے اداروں کی اجازت ہے، بلکہ باقاعدہ اہل علم کی رائے کو سنا اور سراہا جاتا ہے۔

حلال سرٹیفکیشن کی ضرورت کا شرعی حکم

- آج کل کے عملی تجربے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ماکولات، مشروبات، ادویات اور کاسمیٹکس سے متعلق اشیاء میں حرام یا کم از کم مشکوک اشیاء واجزاء ملائے جاتے ہیں لہٰذا ایسی تمام اشیاء کی حلال سرٹیفکیشن ضروری ہے، بشرطیکہ سرٹیفکیٹ کے علاوہ مسلمان کے پاس حلال کے اطمینان کے حصول کے لیے کوئی اور قابلِ اعتماد شرعی ذریعہ نہ ہو۔
- موجودہ صورتِ حال کی وجہ سے اس مسئلہ میں مسلم اور غیر مسلم ممالک کے درمیان کوئی فرق باقی نہیں رہا۔
- مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر حلال سرٹیفکیشن کا کام شریعت کی رو سے نہ صرف جائز، بلکہ ضروری ہے۔لان مقدمة الواجب واجب
- ان حالات میں اربابِ اختیار، ماہرینِ فن، علمائے کرام سمیت تمام اسٹیک ہولڈرز پر شرعاً یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس حوالے سے شریعت کے راہنما اصولوں کو سامنے رکھ کر عملی اقدامات کریں اور شریعت مطہرہ کی صحیح تعلیمات کے مطابق اس مسئلہ کو حل کریں تاکہ مسلمانوں کو ایک طرف حرام اور ناپاک اشیاء کے استعمال سے بچایا جاسکے اور دوسری طرف خواہ مخواہ کے بے بنیاد (Baseless) شکوک وشبہات

اور حرج و تکلیف میں مبتلا ہونے اور غلو فی الدین کے گناہ سے مسلمانوں کی حفاظت ہو سکے۔

چوتھا باب

حلال سر ٹیفکیشن کا تعلق شریعت کے کس شعبہ سے ہے؟

- **حلال سر ٹیفکیشن کے ادارے کی مختلف سر گرمیاں:**
- حلال سر ٹیفکیشن کے مختلف مراحل میں مختلف سر گرمیاں سرانجام دی جاتی ہیں:
- **کمپنی یا برانڈ نام کے بغیر کسی مصنوع یا جزو تر کیبی کو حلال یا حرام کہنا:** اس کا تعلق دینیات یا دیانات کی پہلی قسم یعنی دینیات یا دیانات محضہ میں سے ہے۔
- **کمپنی یا برانڈ نام کی بنیاد پر کسی مصنوع یا جزو تر کیبی کو حلال یا حرام کہنا:** اس کا تعلق بظاہر دینیات یا دیانات کی دوسری قسم یعنی دینیات یا دیانات غیر محضہ سے ہے نیز اگر اس میں الزام کا پہلو دیکھا جائے تو یہ شہادت کے زمرے میں بھی آرہا ہے۔
- **حلال و حرام کے حوالے سے آڈٹ اور انسپکشن کا کام:** اس حیثیت سے یہ کام شہادتِ شرعیہ یعنی گواہی ہے۔
- **حلال و حرام کے حوالے سے فیصلے کرنا/یعنی قاضی یا مفتی کا کردار (Role) ادا کرنا:**
  - **قضاء یا قاضی:** خود کرے تو قضاء ہے، اگر اس میں قوت نافذہ کی حیثیت ہے۔
  - **امین القاضی یا نائب قاضی:** اگر کسی دوسرے کو اس حوالے سے اختیارات دے تو یہ امین القاضی کا کردار ہے۔
  - اگر اس میں قوتِ نافذہ نہیں ہے تو یہ پھر افتاء ہے۔
- **حلال و حرام پورے نظام (System) کی نگرانی کرنا:** اس زاویے سے دیکھا جائے تو یہ ولایت ہے یعنی اس میں والی و حاکم کا کردار ہے۔

- غذائی علوم کی بنیاد پر تحقیق Food Science based research
- فوڈ سیفٹی کے حوالے سے سرگرمیاں Food Safety
- کوالٹی کنٹرول کے حوالے سے سرگرمیاں Quality Control
- ٹیکنکل آڈٹ Technical Audit
- انتظامی امور Admin
- لیبارٹری ٹیسٹنگ Laboratory Testing
- کسی اور سرٹیفکیشن باڈی کے سرٹیفکیٹ کو قبول یا مسترد کرنا Recognition

حلال سرٹیفکیشن کے ادارے کی مختلف سرگرمیوں کی شرعی حیثیت کا خلاصہ:

حلال سرٹیفکیشن کی تمام سرگرمیاں شریعت کی کسی ایک خاص اصطلاح یا کسی ایک فقہی تکییف (Category) کے تحت نہیں آتیں، بلکہ یہ مختلف سرگرمیاں مختلف اصطلاحات اور مختلف فقہی انواع واقسام (Different Categories) کے زمرے میں آتی ہیں۔ جس کی خلاصہ درجِ ذیل ہے:

- خبرِ دینیات یا دیانات محضہ To Inform about pure Religious activities Not Effecting other people
- خبرِ دینیات یا دیانات غیرِ محضہ To Inform about pure Religious activities Effecting other people
- حلال وحرام کے بارے میں براہِ راست اور مقصوداً اطلاع وخبر دینا To inform about Halaal Directly
- حلال وحرام کے بارے میں ضمناً اطلاع وخبر دینا To inform about Halaal Indirectly
- اخبار علی خبر الغیر

Quoting Information from other People

- اس میں مذکورہ چاروں قسمیں آسکتی ہیں۔
- شہادت Bearing Witness
- شہادۃ علی شہادۃ الغیر Bearing Testimony Based on Another person's Testimony
- قضاء To Issue a Decree
- نائب یا امین القاضی Deputizing a Justice
- ولایتِ عامہ Unrestricted Authority
- نیابت عن ولایتِ عامہ Deputizing Unrestricted Authority
- ولایتِ خاصہ Restricted Authority
- معاملات: (Public Dealing and Transections of an HCB)
- یعنی حلال کے اداروں میں وہ کام جن کا تعلق براہ راست حلال و حرام سے نہ ہو، مثلاً کچھ انتظامی معاملات، ٹیکنکل ڈیپارٹمنٹ میں اجزاء کی سائنسی تحقیق وغیرہ
- **مذکورہ شرعی حیثیتوں کے لوازمات وتقاضے:**
- **خبرِ دینیات یا دیانات محضہ کے لیے بنیادی شرط عدالت کی ہے جس کی بنیاد مذہبِ اسلام ہے۔**
- لہٰذا HCB کی طرف کسی کمپنی کے نام یا برانڈ نام کے بغیر کسی مصنوع یا جزو ترکیبی (Product & Ingredient) کے بارے میں حلال و حرام کی صرف اطلاع دینے کے لیے ایک ماہر عادل مسلمان مرد یا عورت (Competent Muslim , Male/Female) شرط ہے اور اس ذمہ داری کے لیے یہی ایک مسلمان کافی ہے۔

- **خبرِ دینیات یا دیاناتِ غیر محضہ کے لیے بنیادی شرائط** عدالت اور عدد ہیں ،ایسی خبر میں صرف ایک آدمی کی بات کافی نہیں بلکہ کم از کم دو کا عدد شرط ہے۔
- لہٰذا HCB کی طرف کسی کمپنی کے نام یا برانڈ نام کے ساتھ کسی مصنوع یا جزو ترکیبی (Product & Ingredient) کے بارے میں حلال و حرام کی اطلاع دینے کے لیے دو ماہر عادل مسلمان مرد یا عورت (Competent Muslim , Male/Female) شرط ہیں اور اس ذمہ داری کے لیے صرف ایک مسلمان کافی نہیں۔ بلکہ اس طرح کی کسی رپورٹ پر دو آدمیوں کے دستخط ہونا ضروری ہے، صرف ایک مسلمان، نابالغ چھوٹا بچہ، فاسق فاجر یا غیر مسلم اس ذمہ داری کا (Eligible) نہیں۔
- **حلال و حرام کے بارے میں براہِ راست اور مقصوداً اطلاع و خبر دینے کی شرائط**
- اس کا تعلق دینیات یا دیانات مقصودہ یا دینیات یا دیانات اصلیہ سے ہے۔اس لیے اس کا حکم بھی دینیات یا دیانات مقصودہ یا دینیات یا دیانات اصلیہ کا ہے۔
- لہٰذا HCB کی طرف سے جب حلال و حرام کے بارے میں اطلاع براہ راست اور مقصود ہو تو اس کے لیے ایک ماہر عادل مسلمان مرد یا عورت (Competent Muslim , Male/Female) شرط ہے اور اس ذمہ داری کے لیے یہی ایک مسلمان کافی ہے۔ نابالغ چھوٹا بچہ، پاگل مجنون، فاسق فاجر یا غیر مسلم اس ذمہ داری کا اہل (Eligible) نہیں۔
- **حلال و حرام کے بارے میں ضمناً اطلاع و خبر دینے کی شرائط:**
- یعنی جب کسی خبر کا مقصد حلال یا حرام کی اطلاع نہ ہو، بلکہ اصل مقصد خرید و فروخت یا کسی اور چیز کی اطلاع ہو، ضمن میں اس متعلقہ چیز کے حلال یا حرام ہونے کی طرف اشارہ بھی ہو۔

- مثلاً یہ کہنا کہ یہ گوشت مسلمان سے خرید اگیا ہے، یا یہ مصنوع فلاں مسلمان کمپنی کی ہے، اس کا تعلق دینیات یا دیانات ضمنیہ یا غیر مقصودہ و غیر اصلیہ سے ہے، جو در حقیقت معاملات ہیں، اس لیے اس کا حکم بھی معاملات والا ہو گا۔
- لہٰذا HCB کی طرف سے جب حلال و حرام کے بارے میں اطلاع براہ راست اور مقصود ہو تو اس کے لیے ایک ماہر عادل مسلمان مرد یا عورت (Competent Muslim , Male/Female) شرط ہے اور اس ذمہ داری کے لیے یہی ایک مسلمان کافی ہے۔ نابالغ چھوٹا بچہ، پاگل مجنون، فاسق فاجر یا غیر مسلم اس ذمہ داری کا اہل (Eligible) نہیں۔
- **کسی دوسرے ادارے کی اطلاع یا سرٹیفکیٹ کی بناء پر حلال و حرام کی اطلاع دینے کی شرائط**
- اخبار علی خبر الغیر Quoting Information from other People
- یعنی کسی دوسرے کی خبر کو بنیاد بنا کر کسی معاملے کی خبر دینا، یہ معاملہ دینیات یا دیانات مقصودہ یا دینیات یا دیانات اصلیہ سے ہو نیز دینیات یا دیانات محضہ ہوں یا غیر محضہ، اس پر متعلقہ اصلی خبر کی شرائط لاگو ہونگیں، محضہ سے ہو تو اس کی شرائط لاگو ہونگیں، غیر محضہ سے ہو تو اس کی شرائط لاگو ہونگیں، دیانات مقصودہ یا دینیات یا دیانات اصلیہ سے ہو تو اس کی شرائط لاگو ہونگیں، ضمنیہ سے ہو اس کی شرائط لاگو ہونگیں۔
- یعنی کوئی کمپنی کسی پراڈکٹ کے بارے میں کسی دوسرے کی اطلاع و رپورٹ کی بنیاد پر حلال یا حرام کا فیصلہ کرتی ہو، HCB میں عام طور پر دوسرے اداروں کے ساتھ باہمی اعتماد سازی کے معاہدے (Recognition) کا تعلق شریعہ کی اس اصطلاح کے ذیل میں داخل ہے۔ کیونکہ اس میں HCB اپنی معلومات نہیں، بلکہ دوسرے

ادارے یا کسی اور کی معلومات کی بناء پر مصنوعات کے بارے میں حلال یا حرام کا فیصلہ کرتی ہے۔

- معلوم ہوا کہ خبر کے اعتبار سے حلال سرٹیفکیشن کی مختلف سرگرمیوں کی درجِ ذیل آٹھ فقہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ واللہ اعلم
  - دینیات یا دیانات محضہ کے بارے میں اپنی ذاتی خبر دینا
  - دینیات یا دیانات غیرِ محضہ کے بارے میں اپنی ذاتی خبر دینا
  - دینیات یا دیانات محضہ کے حلال و حرام کے بارے میں مقصوداً اپنی ذاتی خبر دینا
  - دینیات یا دیانات محضہ کے حلال و حرام کے بارے میں ضمناً اپنی ذاتی خبر دینا
  - دینیات یا دیانات محضہ کے بارے میں کسی اور کی خبر کو بنیاد بنا کر خبر دینا
  - دینیات یا دیانات غیرِ محضہ کے بارے کسی اور کی خبر کو بنیاد بنا کر خبر دینا
  - دینیات یا دیانات محضہ کے حلال و حرام کے بارے میں مقصوداً کسی اور کی خبر کو بنیاد بنا کر خبر دینا
  - دینیات یا دیانات محضہ کے حلال و حرام کے بارے میں ضمناً کسی اور کی خبر کو بنیاد بنا کر خبر دینا

- **شہادت Bearing Witness کی شرائط:**
- شہادت کے لیے شرعی طور پر کئی چیزیں شرط ہیں ، لیکن چند شرائط تمام مکاتبِ فکر میں متفق علیہا ہیں مثلاً گواہ کے اندر اسلام، بلوغ، عقل، عدالت، حریت وغیرہ بالاتفاق شرط ہیں۔
- غیر مسلم کی گواہی مسلمانوں کے دینی امور میں مطلقاً (Absolutely) غیر مقبول ہے آڈٹ میں دو عادل مسلمان مرد یا عورت ہیں تو اس کے لیے

(Competent Muslim , Male/Female) کا ہونا ضروری اور شرط ہے اور اس ذمہ داری کے لیے صرف ایک مسلمان کافی نہیں ہو گا۔

- نابالغ چھوٹا بچہ ، پاگل مجنون ، فاسق فاجر یا غیر مسلم اس ذمہ داری کا اہل (Eligible) نہیں۔
- **شہادۃ علی شہادۃ الغیر کی شرائط** وہی ہیں جو مطلق شہادت کی ہیں۔
- **قضاء To Issue a Decree کی شرائط:**
- قضاء قاضی کے لیے شرعی طور پر تمام وہ چیزیں شرط ہیں، جو شہادت کے لیے شرط ہیں، اس کے علاوہ کچھ اضافی شرائط بھی ہیں، یہ کل نو یا دس شرائط ہیں جس کا قاضی کے اندر پایا جانا ضروری ہے، ان کے نام درجِ ذیل ہیں:
- **اسلام:** یعنی قاضی (Judge) کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔
- **بلوغ:** یعنی قاضی کا بالغ ہونا ضروری ہے۔
- **عقل:** یعنی قاضی کا عاقل ہونا ضروری ہے۔
- **عدالت:** یعنی قاضی کا عادل ہونا ضروری ہے۔
- **حریت:** یعنی قاضی کا آزاد ہونا ضروری ہے۔
- قاضی کا جسمانی اعتبار سے طور پر مکمل طور پر صحتمند ہونا ضروری ہے۔
- قاضی کا حد قذف سے محفوظ ہونا ضروری ہے۔
- قاضی کا فیصلہ کرنے میں مکمل طور پر بااختیار ہونا ضروری ہے، صرف کیس کی سماعت کا اختیار قاضی بننے کے لیے کافی نہیں۔
- قاضی کے لیے ضروری ہے کہ وہ گونگا نہ ہو، بہرہ نہ ہو، اندھا نہ ہو۔
- معلوم ہوا کہ کوئی غیر مسلم شخص مسلمانوں کا جج نہیں بن سکتا، خاص طور پر دینی امور میں،

- نائب یاامین القاضی Deputizing a Justice کی شرائط:
- امین القاضی کے لیے وہ تمام شرائط ہیں جو قضاء قاضی کے لیے شرعی طور پر شرط ہیں، اس لیے کہ امین القاضی قاضی کی طرح ہوتا ہے۔
- ولایتِ عامہ Unrestricted Authority کی شرائط:
- اس کے لیے بھی تقریباً وہی شرائط ہیں، جو قاضی کے ضمن میں ذکر ہوئیں، چند ایک شرائط اضافی ہیں، لیکن مسلمان ہونا ایک بنیادی شرط ہے۔
- حلال کے حوالے سے جو ریاستی ادارے کام کر رہے ہیں، مثلاً مسلمان حکمران، PNAC, PHA, SECP, MoST وغیرہ ریاستی اداروں کو ولایتِ عامہ Unrestricted Authority حاصل ہے۔ ولایتِ عامہ کی اسلامی شرائط کی روشنی میں ان تمام ریاستی اداروں میں حلال کے حوالے سے تمام مجاز و بااختیار عملہ کا مسلمان ہونا شرط اور ضروری ہے۔
- ولایتِ عامہ کی نیابت Deputizing Unrestricted Authority کی شرائط:
- ولایتِ عامہ کی نیابت کے لیے بھی تقریباً وہی شرائط ہیں جو ولایتِ عامہ کے لیے ہیں۔
- ولایتِ خاصہ Restricted Authority کی شرائط:
- مسلمانوں کے دینی معاملات میں کوئی غیر مسلم کبھی بھی نگران نہیں بن سکتا۔
- شرعاً کسی غیر مسلم کو یہ حق بھی حاصل نہیں کہ وہ اپنی مسلمان اولاد کے نکاح وغیرہ جیسے امور میں نگران و مختار (Supervisor & Authority) بن سکے۔
- معاملات کی شرائط: معاملات میں شریعت نے مشقت و مشکلات سے بچنے کے لیے یہ رعایت دی کہ ایسے معاملات کی خبر دینے کے حوالے سے نہ تو عدالت یعنی مخبر کے عادل ہونے (Competent Muslim) کی شرط لازم کی اور نہ ہی عدد کی۔

- اتنا ضروری ہے کہ وہ بااعتماد ہو، چاہے نابالغ ہی کیوں نہ ہو لیکن اگر وہ اپنی متعلقہ ذمہ داری کے حوالے سے ماہر اور بااعتماد ہے تو اس کو قبول کیا جا سکتا ہے۔
- اسی طرح اس شعبہ میں بااعتماد غیر مسلم کی بات بھی قابل قبول ہے، یعنی عام معاملات میں مسلمان ہونا، دیندار ہونا یا ایک سے زیادہ ہونا شرط نہیں بشرطیکہ خبر دینے والا صریح جھوٹ نہ بول رہا ہو کیونکہ جھوٹ تمام مذاہب میں بلکہ پوری عالم انسانیت کے اندر بالاتفاق حرام ہے۔
- لہٰذا حلال سرٹیفکیشن کے اداروں میں فوڈ سائینٹسٹ، انتظامی کام وغیرہ کے شعبوں میں غیر مسلم بااعتماد عملہ شرعی نقطہ نظر سے کام کر سکتا ہے۔
- حلال کے حوالے سے موجودہ SMIIC اور پاکستان حلال اسٹینڈرڈ (PS4992) کے اندر اس حوالے سے یہ شرائط و ہدایات موجود ہیں کہ حلال سرٹیفکیشن یا حلال مصنوعات کی تیاری میں جو بھی لوگ براہِ راست اثر انداز ہو سکتے ہیں، ان سب کا مسلمان ہونا لازمی شرط ہے۔

پانچواں باب
کسی غیر مسلم کو حلال و حرام کے مسئلے میں کوئی کردار یا اختیار دینا

- کسی غیر مسلم کو حلال و حرام کے مسئلے میں کوئی کردار یا اختیار دینے کی ممکنہ صورتیں:
- کسی غیر مسلم کو حلال سرٹیفکیشن کی مختلف سرگرمیوں میں انفرادی طور پر یا اداراتی سطح پر کوئی کردار دینا درحقیقت اسلام کے شعبہ دیانات یا دیانات میں خبر، شہادت، قضاء، ولایت اور معاملات میں کردار دینا ہے۔ اس کی تفصیلی طور پر چار قسمیں ہو سکتی ہیں:
  - 1۔ حلال سرٹیفکیشن کے میدان میں براہِ راست انفرادی طور پر کسی غیر مسلم کا کردار:

○ 2۔ حلال سرٹیفکیشن کے میدان میں براہِ راست ادارتی و تنظیمی سطح پر کسی غیر مسلم کا کردار:

○ 3۔ حلال سرٹیفکیشن کے میدان میں بالواسطہ انفرادی طور پر کسی غیر مسلم کا کرادر:

○ 4۔ حلال سرٹیفکیشن کے میدان میں بالواسطہ ادارتی و تنظیمی سطح پر کسی غیر مسلم کا کردار:

• **ان چاروں کا حکم یہ ہے** کہ کسی غیر مسلم کو حلال سرٹیفکیشن کی مختلف سرگرمیوں میں انفرادی طور پر یا ادارتی سطح پر کوئی کردار یا اختیار دینا درحقیقت اسلام کے شعبہ دینیات یا دیانات میں خبر، شھادت، قضاء، ولایت اور معاملات میں کردار یا اختیار دینا ہے۔

• سوال یہ ہے کہ شرعی نقطہ نظر (Sharia Point of view) سے یہ جائز ہے یا نہیں؟

• **غیر مسلم کی خبر، شہادت، قضاء، ولایت اور غیر مسلم کے معاملات کا شرعی حکم:**

• **دینیات یا دیانات کے معاملے میں براہِ راست کسی غیر مسلم کی خبر:**

• دینیات یا دیانات میں براہِ راست کسی بھی غیر مسلم کی خبر کا کوئی اعتبار نہیں، دیانات چاہے محضہ ہوں یا غیر محضہ، اور یہ خبر چاہے کسی غیر مسلم کی طرف سے انفرادی طور پر ہو یا ادارتی و تنظیمی سطح پر۔

• اس معاملے میں صرف حلال ذبیحہ کے حوالے سے اصولی طور پر اہلِ کتاب یعنی یہود ونصاریٰ مستثنیٰ ہیں، کہ ان کا ذبیحہ از روئے قرآن مسلمانوں کے لیے حلال ہے۔ لیکن اس معاملے میں بھی دورِ حاضر کے اکثر محقق علماء کا فتویٰ یہ ہے کہ اب موجودہ یہود ونصاریٰ کے ذبیحہ کے حوالے سے بھی پرہیز کرنا ضروری ہے۔

• اس مسئلہ میں قرآن، سنت اور تمام فقہاء اسلام یعنی اہل سنت حنفی مالکی، شافعی، حنبلی، اہلِ حدیث، اہل تشیع فقہ جعفری سب متفق ہیں۔

- **کسی غیر مسلم کی طرف سے بالواسطہ یعنی ضمناً انفرادی/اداراتی و تنظیمی سطح پر دیاناتِ محضہ یا غیر محضہ کی خبر کی شرعی حیثیت:**
- دینیات یا دیانات میں بالواسطہ یعنی ضمناً بااعتماد غیر مسلم کی خبر شرعی اعتبار سے بوجہِ ضرورت قبول ہے، دیانات چاہے محضہ ہوں یا غیر محضہ، اور یہ خبر چاہے کسی غیر مسلم کی طرف سے انفرادی طور پر ہو یا اداراتی و تنظیمی سطح پر۔
- **کسی غیر مسلم کی ملکیت حلال سپلائی کی با اعتماد کمپنی کا حکم:**
- موجودہ حلال فوڈ سسٹم میں کسی غیر مسلم کی اس طرح ضمنی خبر پر اعتماد کر کے اس کو حلال قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ کسی غیر مسلم کی ملکیت بااعتماد سپلائی کمپنی پیک شدہ حلال گوشت کی سپلائی کا کام کر سکتی ہے، کیونکہ یہ حلال و حرام کی خبر نہیں اور اگر کسی طرح خبر پر محمول کر بھی لیں تو ضمناً ہے براہِ راست نہیں۔
- **کوئی غیر مسلم کمپنی اپنی مصنوعات کے حوالے سے حلال ہونے کی خبر دے تو کیا اس کی یہ بات شرعاً قابلِ قبول ہے؟**

Halaal, Self Claim by Non-Muslim

- حلال و حرام کے حوالے سے کسی غیر مسلم کی بات براہِ راست اور مقصوداً قابلِ قبول نہیں لیکن اگر کوئی غیر مسلم بالواسطہ اور ضمناً حلال یا حرام کی بات کرے تو اس کی بات قابلِ قبول ہے۔
- مثلاً اگر کوئی غیر مسلم کمپنی اپنے بارے میں یہ اطلاع دے کہ اس کی مصنوعات حلال ہیں، تو اس کی خبر پر اعتماد کر کے مسلمان کے لیے اس کی مصنوعات کو استعمال کرنا جائز نہیں۔
- لیکن اگر کوئی غیر مسلم فرد یا کمپنی اپنی مصنوعات کے بارے میں یہ اطلاع دے کہ وہ کسی مستند (Authentic) اسلامی حلال سرٹیفکیشن باڈی سے سرٹیفائڈ ہیں، تو اگر وہ

کمپنی سچائی کے اعتبار سے قابلِ اعتبار ہے تو اس کی خبر پر اعتماد کر کے مسلمان کے لیے اس کی مصنوعات کو استعمال کرنا جائز ہے۔

- پہلی صورت حلال و حرام کے بارے میں براہِ راست اور مقصوداً اطلاع و خبر کی ہے ، جبکہ دوسری صورت حلال و حرام کے بارے میں ضمناً اطلاع و خبر کی ہے۔
- اصل اطلاع ایک معاملے کی ہے کہ اس نے فلاں کمپنی سے سرٹیفکیٹ حاصل کیا ہے، ضمناً اس سے حلال معلوم ہو رہا ہے۔ پہلی میں غیر مسلم کی بات قابلِ قبول نہیں، جبکہ دوسری صورت میں غیر مسلم کی بات قابلِ قبول ہے۔
- **غیر مسلم کی گواہی کا شرعی حکم:**
- مسلمانوں کے کسی بھی معاملے میں بالعموم اور حلال و حرام اور دیگر دینی امور میں بالخصوص کسی غیر مسلم کی شھادت و گواہی مطلقاً اور مکمل طور پر (Absolutely) ناقابلِ قبول اور مسترد ہے۔ چاہے یہ شھادت و گواہی کسی غیر مسلم کی طرف سے انفرادی طور پر ہو یا اداراتی و تنظیمی سطح پر۔
- اس مسئلہ میں قرآن، سنت اور تمام فقہاء اسلام یعنی اہل سنت حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، اہلِ حدیث، اہل تشیع فقہ جعفری سب متفق ہیں۔
- **غیر مسلم قاضی کا شرعی حکم:**
- سوال : کیا کوئی غیر مسلم مسلمانوں کے دینی امور میں ان کا قاضی (Judge) بن سکتا ہے ؟ تاکہ غیر مسلم مسلمانوں کے دینی امور میں کوئی فیصلہ کر سکے یا کسی غیر مسلم کو خاص کر دینیات یا دیانات میں کسی فیصلہ کرنے کا اختیار ہو سکتا ہے ؟
- جواب: بالکل نہیں۔ اس مسئلہ میں قرآن، سنت اور تمام فقہاء اسلام یعنی اہل سنت حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، اہلِ حدیث، اہل تشیع فقہ جعفری سب متفق ہیں۔

- **غیر مسلم کی ولایت کا شرعی حکم:**
- کوئی غیر مسلم مسلمانوں کا والی و حاکم نہیں بن سکتا۔
- اگر کسی جگہ بد قسمتی سے کوئی غیر مسلم مسلمانوں کا حاکم بن جائے تو مسلمانوں پر واجب ہے کہ یا تو اس حاکم کو ہٹائیں یا اس کو اس بات پر مجبور کریں کہ مسلمانوں کے امور کو دیکھنے (Deal کرنے) کے لیے کسی مسلمان کو مقرر کریں۔
- جیسا کہ آجکل اکثر غیر مسلم مغربی ممالک میں مسلمانوں کے دینی امور کو دیکھنے کے لیے یہ اختیارات کسی مسلمان ذمہ دار فرد یا کسی اسلامی ادارے کے پاس ہوتے ہیں۔
- اسی طرح مسلمان ممالک میں کسی غیر مسلم کو مسلمانوں کے معاملات خاص طور پر
- دینی معاملات دینا قطعاً جائز نہیں۔
- فقہ حنفی کی رو سے زیادہ سے زیادہ اقلیتی غیر مسلم لوگوں کے متعلقہ امور کسی غیر مسلم کے سپرد کیے جاسکتے ہیں، واضح رہے کہ یہ گنجائش بھی صرف فقہ حنفی میں ہے ،جبکہ باقی جمہور فقہاء اس کی بھی گنجائش نہیں دیتے۔
- ولایتِ غیر مسلم کے بارے میں تمام فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ لا ولایۃ للکافر علی مسلم.
- یعنی کسی غیر مسلم کی مسلمان کے اوپر کوئی ولایت ثابت نہیں۔
- **اسلامی ریاست میں ان چیزوں کی نگرانی، جن کا تعلق اسلام کے دینی اعمال سے ہو، اس کے نگران کے لیے مسلمان ہونا شرط ہے:**
- اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ مسلمانوں کے دینی معاملات کی نگرانی کے لیے مسلمان نگران مقرر کرے، مثلاً محکمہ اوقاف، خاص طور پر مساجد مدارس اور جہادی چھاونیوں کی نگرانی و ذمہ داری وغیرہ، جب ان چیزوں کی ذمہ داری کے لیے کسی

مسلمان کا نگران مقرر کرنا شرط ہے تو حلال و حرام جس کے اوپر پورے دین کا مدار ہے اس کے لیے مسلمان نگران کا تقرر اسلامی ریاست کی بطریقِ اولیٰ ذمہ داری ہو گی۔

- خلاصہ یہ ہوا کہ خبر غیر مسلم، شہادتِ غیر مسلم، قضاء غیر مسلم اور ولایتِ غیر مسلم شریعت اسلامیہ میں جائز نہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ دینی امور میں خاص طور پر حلال و حرام کے مسئلہ میں براہِ راست کسی غیر مسلم کا کوئی اعتبار نہیں، چاہے انفرادی سطح پر ہو یا ادارتی سطح پر۔

کسی غیر مسلم کو حلال و حرام کے مسئلے میں کوئی کردار یا اختیار دینے کی ممکنہ جائز صورتیں

- غذائی علوم کے ماہر (Food Scientist) کی خدمات
- تحفظِ غذاء (Food Safety) کے حوالے سے خدمات
- تحفظِ معیار (Quality Control) کے حوالے سے خدمات
- سائنسی و فنی معائنہ و جانچ کاری (Technical Audit) کے حوالے سے خدمات
- انتظامی امور کے حوالے سے خدمات
- حلال و حرام کے حوالے سے کسی بھی قسم کی پالیسی اور فیصلوں کے اختیار کے علاوہ دیگر انتظامی امور چھوٹے چھوٹے کام شرعی اعتبار سے معاملات کے زمرے میں آتے ہیں اور معاملات میں کسی بااعتماد غیر مسلم کی بات قابلِ قبول ہے۔
- مذکورہ بالا چند خدمات کے بارے بوقتِ ضرورت کسی بااعتماد غیر مسلم کی بات قابلِ قبول ہے، بشرطیکہ وہ فرد یا ادارہ اپنے فن میں ماہر ہو اور اس کی بات یا تحقیق و رپورٹ میں کسی جھوٹ یا کسی سازش کا شبہ نہ ہو۔
- لیبارٹری ٹیسٹنگ (Lab Testing)
- لیبارٹری ٹیسٹ کی مختلف صورتیں:

- لیبارٹری ٹیسٹ کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں :
- پہلی صورت یہ کہ ٹیسٹ میں صرف کسی مصنوع (Product) کے اجزاء ترکیبی (Ingredients) یا اجزاء ترکیبی کا ماخذ (Source and origin of Ingredients) معلوم کرنا مقصد ہو، اور صرف اسی حد تک رپورٹ تیار کر کے دینا ہو۔ یہ صورت شرعی اعتبار سے معاملات کے زمرے میں آتی ہے اور معاملات میں کسی بااعتماد غیر مسلم کی بات شرعاً قابل قبول ہے۔ لٰہذا یہ یہاں بھی قبول ہے۔
- دوسری صورت یہ کہ کسی مصنوع (Product) کے اجزاء ترکیبی (Ingredients) یا اجزاء ترکیبی کا ماخذ (Source and origin of Ingredients) معلوم کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے حلال یا حرام ہونے کی بنیاد پر رپورٹ تیار کر کے دینا ہو، مثلاً اگر لیبارٹری حلال ٹیسٹینگ کے لیے خاص ہے، جیسا کہ حلال سائنس سینٹر تھائی لینڈ یا PCSIR کے لاہور یا کراچی میں قائم مراکز میں حلال کے حوالے سے ٹیسٹنگ کرنا۔
- یہ صورت شرعی اعتبار سے دینیات یا دیانات کے زمرے میں آتی ہے اور دینیات یا دیانات میں کسی غیر مسلم کی بات شرعاً قابل قبول نہیں۔
- **نوٹ:**
- حلال کے حوالے سے کسی غیر مسلم سے کوئی بھی جائز کام ضرورت اور مجبوری کے تحت لینا جائز ہے ورنہ احتیاط اسی میں ہے کہ سد اللباب مذکورہ چیزیں بھی ناجائز ہوں۔ اس لیے پہلے کوشش یہ کریں کہ حلال کے حوالے سے کسی بھی قسم کا کوئی کام ہو، کسی مسلمان کے ذمے لگے، البتہ متعلقہ کام کے لیے کوئی ماہر مسلمان نہ ملے تو باامرِ مجبوری مذکورہ جائز خدمات کسی غیر مسلم سے لے سکتے ہیں۔

باب نمبر 6
غیر مسلم کی ملکیت ادارے کو حلال سرٹیفکیشن کا اختیار دینے کے جائز یا ناجائز ہونے کا شرعی جائزہ

- **صورتِ مسئلہ:**

- ایک صورت یہ ہے کہ غیر مسلم براہ راست تو حلال وحرام کے مسائل کو نہیں دیکھتا، لیکن اس نے کوئی ایسا ادارہ بنایا ہے جس میں اس نے حلال وحرام کے مسائل کو دیکھنے اور ان مسائل کی نگرانی کے لیے مسلمانوں پر مشتمل ایک شعبہ بنایا ہے، جس میں عام مسلمان بھی ہو سکتے ہیں اور علماء ومفتی بھی ہو سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اسی ادارے کی دوسری سرٹیفکیشن کی فیلڈ میں بیش بہا خدمات ہوں اور اچھے طریقے سے وہ ادارہ یہ خدمات سرانجام دے بھی رہا ہو۔
- سوال یہ کہ ایسے غیر مسلم کی ملکیت سرٹیفکیشن کے ادارے کو حلال سرٹیفکیشن کا اختیار دینا جائز ہے یا ناجائز؟
- اس میں دونوں رائے ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ غیر مسلم کی ملکیت سرٹیفکیشن کے ادارے کو حلال سرٹیفکیشن کا اختیار دینا خلافِ شریعت اور ناجائز ہے۔
- دوسری رائے یہ کہ غیر مسلم کی ملکیت سرٹیفکیشن کے ادارے کو حلال سرٹیفکیشن کا اختیار دینا جائز ہے۔ دونوں موقف پر شرعی دلائل ونظائر کتاب میں تفصیل سے ذکر کیے گئے ہیں۔

- **چند اہم سولات اور ان کے جوابات:**

- سوال: ایسے ادارے کا حلال سرٹیفکیٹ شرعاً وقانوناً کس کی طرف سے شمار ہوگا؟ ادارے کی طرف سے یا اس کے اندر بحیثیت ملازم متعین شریعہ ایڈوائزر، مفتی یا کسی

اور مسلمان کی طرف سے؟ کمپنی کی طرف نسبت، کمپنی کا لوگو LOGO معتبر ہوگا یا مفتی یا کسی دوسرے مسلمان کے دستخط؟

- جواب: کمپنی کی طرف سے۔
- سوال: کیا شرعاً اس مسئلہ کا اختیار کسی فرد یا ادارے کے پاس ہو سکتا ہے کہ وہ کسی غیر مسلم کے زیرِ انتظام یا ملکیتی ادارے کو حلال سرٹیفکیٹ کے اجراء کی اجازت دے؟
- جواب: نہیں۔
- سوال: اس اختیار کو منتقل کرنے کے لیے ریاستی اداروں مثلاً PSQCA، PNAC، SECP، PHA یا DG PSQCA,DG PNAC، چیئرمین PHA، کوئی مفتی، کوئی وفاقی یا صوبائی وزارت، وزیر اعلیٰ، وزیر اعظم، صدر یا کوئی بھی اتھارٹی یہ کام کرنے کا اختیار رکھتی ہے یا نہیں؟
- جواب: کسی کو بھی یہ اختیار حاصل نہیں۔
- پاکستان کے آئین اور قانون کی رو سے کسی کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ وہ شریعت کے خلاف کوئی حکم جاری کر سکے اگر اس طرح کا کوئی قانون موجود بھی ہو تو اسلامی نظریاتی کونسل کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے قوانین پر نظرِ ثانی کرے اور حکومت کو سفارشات پیش کرے، حکومتِ پاکستان آئینی طور پر اس بات کی پابند ہے کہ وہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عمل کرے اور اس کے مطابق قانون سازی کرے۔
- سوال: کسی غیر مسلم کے ملکیتی ادارے کو حلال سرٹیفکیٹ کے اجراء کی اجازت ورجسٹریشن یا اس کی ایکریڈیٹیشن کے وقت متعلقہ اتھارٹیز حلال وحرام کے کسی بھی حوالے سے سب سے پہلے موجودہ قانون یا اسٹینڈرڈ کو دیکھنے کے پابند ہیں یا شریعہ کو؟
- جواب: شریعہ کو۔

- **سوال:** کیا حلال سرٹیفکیٹ کے اجراء کی رجسٹریشن یا ایکریڈیٹیشن دینے والوں کا یہ عذر قابلِ قبول ہے ؟کہ چونکہ یہ شق صراحت کے ساتھ ابھی اسٹینڈرڈ میں موجود نہیں ؟اس حوالے سے شریعہ، آئینِ پاکستان اور قانونِ پاکستان کی کیا ہدایات ہیں؟
- **جواب:** بظاہر یہ عذر بہت کمزور ہے اس لیے کہ ایک تو مسلمان ہونے کے ناطے یہ ہماری شرعی ذمہ داری ہے کہ دین کا اتنا علم حاصل کریں جس سے ہماری روزمرہ کی زندگی(Daily life) میں پیش آنے والے دینی ودنیاوی معاملات سے متعلقہ حلال و حرام کے مسائل حل ہوں۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں یہ فرمان جاری کیا تھا کہ جو بھی مسلمانوں کی مارکیٹ میں کاروبار کرنا چاہے گا، اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے وہ متعلقہ کاروبار کے بارے میں حلال و حرام کا ضروری علم حاصل کرے۔
- آئین کی رو سے ضروری ہے کہ اس معاملے کی فوری طور پر تصحیح ہونی چاہئے ورنہ بڑے خطرناک شرعی مسائل پیدا ہونگے۔
- **سوال:** اگر فرض کیا جائے کہ بعض اتھارٹیز نے ایسی کوئی اجازت دی ہے یا جن ماہرین نے اس حوالہ سے متعلقہ اداروں کو خدمات فراہم کی ہیں، ان لوگوں کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟
- **جواب:** تمام متعلقہ اتھارٹیز کو چاہئے کہ فوری طور پر اس پر نظرثانی فرمائیں اور جن اداروں یا حضرات نے اس کی اجازت دی ہے ان پر لازم ہے کہ اس کا سدِّباب کریں اور آئندہ اس بارے میں محتاط رہیں۔
- **سوال:** مذکورہ صورتِ حال میں شریعہ کی راہنمائی کیا ہے؟کہ غیر مسلم براہ راست تو حلال و حرام کے مسائل کو نہیں دیکھتا، لیکن اس نے کوئی ایسا ادارہ بنایا ہے جس میں

اصل ادارے کے اختیارات تو اس کی غیر مسلم انتظامیہ کے پاس ہیں لیکن اس ادارے میں حلال وحرام کے مسائل کو مسلمان دیکھتے ہیں، کیا شرعاً اس کی گنجائش ہے؟

- **جواب:** شرعاً یہ جائز نہیں۔
- **ہماری رائے:**
- دونوں موقف کے بارے میں دلائل اور ان کا موازنہ کتاب میں تفصیل سے ذکر ہوا ہے۔ بندہ نے ''تبصرہ'' کے عنوان سے جواز کے دلائل کے بارے میں اپنا نقطہ نظر بھی پیش کیا ہے۔
- شریعت کے مختلف صریح وضمنی دلائل و نظائر، فقہاء اسلام کے اجتھاد و قیاس، مقاصدِ شریعہ، مصالحِ دینیہ، حمیت و غیرتِ اسلامیہ، سدِ ذرائع اور جواز کا فتویٰ دینے یا حکومت کی طرف سے اس کی اجازت دینے کی صورت میں تحفظِ دین کو لاحق شدید ترین خطرات و عواقب کی بنیاد پر ہماری رائے یہ ہے کہ غیر مسلموں کی ملکیت کسی بھی ادارے (کمپنی، فرنچائز، فرم وغیرہ کسی بھی قسم کے ادارے کو) حلال سرٹیفکیشن کی اجازت دینا از روئے شریعت درست نہیں، جس کی وجوہات کتاب میں تفصیل سے ذکر ہو چکی ہیں۔
- لٰہذا تمام متعلقہ ذمہ داران کو چاہیے کہ اس مسئلہ کے لیے قرآن وسنت کی روشنی میں مستند اہلِ علم کے زیرِ نگرانی فوری طور پر ضروری قانون سازی کریں اور اس کو اپنی روح کے مطابق نافذ کریں۔
- **ایک ضروری اعلان/وضاحت:**
- واضح رہے کہ اس مسئلہ کے بارے میں اب تک جتنی بھی تفصیل بندہ نے پیش کی ہے وہ بالکل حتمی رائے نہیں، بلکہ کئی سالوں سے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس شعبے کو قریب سے دیکھنے، کچھ عملی کام کرنے اور بڑوں کی دعاؤں کے نتیجہ میں محض ایک

طالب علمانہ رائے اور اس موضوع پر میری ابتدائی سوچ میری فہم کا نتیجہ ہے جس کا مقصد مزید تحقیق کے لیے بنیاد فراہم کرنا ہے، میری ناقص معلومات کے مطابق حلال سرٹیفکیشن کی مختلف سرگرمیوں کے بارے میں خالص فقہی نقطہ نظر سے اب تک پوری دنیا میں شاید کسی نے اس پر بحث کی ہو۔

- دلیل کی بنیاد پر اختلافِ رائے کا حق ہر کسی کو ہوتا ہے، میں اپنی رائے میں غلطی کے امکان کو یکسر مسترد نہیں کرتا، ممکن ہے کہ کسی کی رائے ہمارے موقف کے خلاف ہو، اور اس کی رائے درست بھی ہو سکتی ہے، لہٰذا ہم اس کی رائے کا بھی احترام کریں گے۔
- اسی وجہ سے ہم یہ درخواست کرتے ہیں کہ عصرِ حاضر میں فقہی میدان میں کام کرنے والے علماء کرام کو چاہیے کہ اس موضوع پر مزید تحقیق فرمائیں اور ان کی طرف سے مضبوط شرعی دلائل کی روشنی میں ہماری رائے کے علاوہ کوئی اور مضبوط شرعی موقف سامنے آئے، اس کو بخوشی قبول کرنے میں کسی کو بھی کوئی تامل نہیں ہونا چاہیے

مسئلہ کے حل کی چار متبادل جائز صورتیں:

- مفتی کا کام صرف یہ نہیں ہوتا کہ کسی چیز کے عدمِ جواز کا فتویٰ دے کر اپنے آپ کو بری الذمہ سمجھے، بلکہ جہاں ضروری ہو تو وہاں اس مسئلہ کا متبادل جائز حل بھی بتائے۔
- حلال سرٹیفکیشن امتِ مسلمہ کا ایک ضروری اور اجتماعی مسئلہ ہے اس لیے اس حوالے سے ذیل میں طالب علمانہ رائے کے درجے میں کتاب میں تفصیل کے ساتھ اربابِ اختیار اور اہلِ علم کی خدمت میں متبادل حل پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔
- یہ ایک حقیقت ہے، جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ غیر مسلموں نے جدید سائنس و ٹیکنالوجی میں انتھک محنت کر کے نہ صرف اپنے لیے، بلکہ پوری عالمِ انسانیت کی سہولت و خدمت کے لیے بے پناہ کام کیا ہے۔

- شریعتِ اسلامیہ روزِ اول سے دنیاوی امور میں غیر مسلموں کے ساتھ ضرورت کے تحت معاملہ کرنے کی اجازت دیتی رہی ہے، اور فقہاءِ کرام نے حلال و حرام کے مسئلہ میں بھی بقدرِ ضرورت غیر مسلموں کو اجازت دے دی اور ان کی بات قبول کی۔
- غیر مسلموں کی ملکیت یا ان کے ماتحت کسی ادارے کے پاس اگر سرٹیفکیشن کے میدان میں تجربہ و استعداد (Experience and Expertise) موجود ہے اور وہ اس میدان میں کام کرنا چاہے۔ تو مرحبا (Most Welcome)
- لیکن حلال و حرام چونکہ مسلمانوں کا ایک خالص دینی مسئلہ ہے اس لیے شرعی حدود و قیود کا خیال رکھنا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ اس لیے ہم نے شریعہ کے دائرے میں متبادل کے طور پر چار حل پیش کیے ہیں۔ اس کی تفصیل کتاب میں گذر چکی ہے۔

ضمیمہ نمبر 1

حلال سرٹیفکیشن کے اداروں کی مختلف قانونی حیثیتوں کا شرعی جائزہ :

- قانونی منظوری یعنی HCB's کی رجسٹریشن (Registration)
- حلال و حرام اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے جو کہ ولایت ہے، حکومت کی طرف سے HCB کو اجازت ور جسٹریشن اس ولایت کی نیابت ہے۔
- ادارے کے کام پر متعلقہ مجاز اتھارٹی کا اعتماد اظہار (Accreditation):
- ایکریڈیشن کے بعد HCB کی حیثیت نائب والی و گورنر اور قاضی یا امین القاضی کی ہو جاتی ہے۔
- دوسرے اداروں کے ساتھ تسلیم یا الحاق (Recognition) کا معاہدہ:
- (Recognition) کی صورت میں ایک دوسرے کا سرٹیفکیٹ قبول کرنا (Acceptance of Certificate) شریعہ کی روسے اخبار علی خبر الغیر Quoting Information from other People، شھادۃ علی

شہادۃالغیر یا کتاب القاضی الی القاضی Letter of a Judge to another Judge کے زمرے میں آتا ہے، یہ ثانوی اطلاعات (Secondary Information) خبرِ دینیات یا دیاناتِ مقصودہ یا ضمنیہ یا معاملات کسی بھی شعبے سے ہو سکتی ہیں، لہٰذا جس بھی شعبے سے متعلق ہوں اس کی شرائط وضوابط لاگو ہونگیں ان میں سے ہر ایک کی مکمل تفصیل باب نمبر 4 میں گزر چکی ہے۔

حلال سرٹیفکیشن اور دوسری سرٹیفکیشن میں فرق:

- حلال سرٹیفکیشن دینیات یا دیانات کے زمرے میں آتا ہے اور دینیات یا دیانات میں غیر مسلم کی بات کا اعتبار نہیں، لہٰذا حلال سرٹیفکیشن میں بھی کسی غیر مسلم کا انفرادی یا ادارتی سطح پر کوئی اعتبار نہیں۔
- جبکہ دوسری سرٹیفکیشن مثلاً فوڈ سیفٹی کوالٹی کنٹرول وغیرہ یہ معاملات ہیں اور معاملات میں غیر مسلم کی بات کا بامرِ مجبوری دفعاً للحرج شریعت نے اعتبار کیا ہے اس لیے حلال کے علاوہ دوسری سرٹیفکیشن میں غیر مسلم کی طرف سے کی گئی سرٹیفکیشن کا اعتبار ہوگا، چاہے انفرادی طور پر ہو یا ادارتی سطح پر۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

ضمیمہ نمبر 2

ISO اور حلال سے متعلقہ سرگرمیاں

ISO and Halaal Standardization etc.

- **سوال:** کیا ISO یا غیر مسلموں کی ملکیت اور ان کی نگرانی میں چلنے والے کسی اور ادارے کو حلال مصنوعات وخدمات کی نگرانی یا معیارات سازی (Standardization) وغیرہ کا اختیار دیا جاسکتا ہے؟
- **جواب:** ISO کو حلال کے حوالے سے کوئی بھی کردار واختیار دینا شریعت کی رو سے ناجائز ہے۔اور اس حوالے سے کسی غیر مسلم یا اس کے ماتحت کسی ادارے کو مسلمانوں کے دین ومذہب کا اختیار وکردار دینے کے تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کل جب اللہ کے دربار میں پیش ہونگے تو کیا جواب دیں گے؟
- اس مسئلے کا آسان اور قابل عمل حل یہ ہے کہ OIC اور اس کے ماتحت پہلے سے تشکیل شدہ ادارے SMIIC کو تمام مسلمان ممالک کی طرف سے مکمل سپورٹ کے ساتھ یہ حقیقی مینڈیٹ دیا جائے کہ وہ جلد از جلد کوشش کرے کہ حلال کے لیے عالمی معیارات اور تمام متعلقہ ضروری دستاویزات تیار کرے۔
- واضح رہے کہ اس ادارے میں تمام اسلامی ممالک اور فقہی مسالک کی نمائیندگی موجود ہے اور اس ادارے نے اس حوالے سے ابتدائی طور پر کچھ کام بھی کیا ہے جس پر غور وفکر اور نظرِ ثانی کی ضرورت ہے۔
- ہم امید کرتے ہیں کہ جس طرح عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق مسلمانوں کے لیے غیر سودی بنکاری کا عالمی سطح پر ایک متفقہ معیار تشکیل دیا گیا ہے، اسی طرح ممکنہ حد تک عصری تقاضوں کے مطابق حلال کا متفقہ عالمی معیار بھی تشکیل دیا جائے گا۔

خلاصۃ الخلاصہ

مقدمہ

❖ دینِ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس کے احکامات کا خلاصہ دو باتیں ہیں:

❖ حلال اور جائز امور سے استفادہ   حرام اور محرمات سے اجتناب کرنا

❖ تحلیل و تحریم منصبِ شارع ہے:

❖ دورِ حاضر میں حرج سے بچنے کے لیے ح فقہ مقارن کی روشنی میں لال سرٹیفکیشن و حلال معیارات کی اہمیت و ضرورت ہے۔

❖ شریعت کے مزاجِ یسر و سہولت اور شرعی اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے پوری دنیا کے مسلمانوں کے لیے، جہاں تک ممکن ہو، ایک جامع عالمی حلال اسٹینڈرڈ مرتب کیا جائے اور اس سلسلہ میں جو فقہی مشکلات ہوں، ان کے حل کا امکانی جائزہ لیا جائے۔

پہلا باب

❖ بنیادی طور پر اسلامی احکام (حقوقِ شرعیہ) کی دو قسمیں ہیں:

❖ حقوق اللہ اور حقوق العباد

❖ ایک مسلمان کی زندگی میں انجام پانے والی سرگرمیوں (Activities) کے بنیادی طور پر دو حصے ہیں: 1۔دینیات یا دیانات 2۔معاملات

❖ خبر اور گواہی (شہادت) کا بیان

❖ خبر اور شہادت میں فرق:

❖ خبر میں عام طور پر مقصد اپنی بات کی اطلاع ہوتی ہے، کسی دوسرے پر کسی چیز کا کوئی اثبات والزام نہیں ہوتا۔

❖ گواہی میں کسی واقعے کی اطلاع دینے کے ساتھ ساتھ کسی اور کے فعل کے بارے میں الزام واثبات بھی مقصود ہوتا ہے۔

❖ مسلمان کی زندگی میں انجام پانے والی سرگرمیوں (Activities) کی شرعی شرائط

❖ کسی کی بات میں سچائی، اعتماد اور ثقاہت کو جانچنے کے اسلام کے مقرر کردہ کچھ پیمانے درجِ ذیل ہیں:

❖ دین ومذہب:

❖ عدالت، عدل یا عادل:

❖ عقل:

❖ عدد:

❖ بلوغ:

❖ آزاد ہونا:

❖ خاص معاملات (Rare Cases) میں مرد یا عورت ہونا:

❖ عادل کی تعریف میں بنیادی طور پر دو چیزیں شرط ہیں:

❖ ایک دینی امور کی پابندی دوسرے انسانی اقدار، شائستگی ومروت کا حامل ہونا۔

❖ دینیات یا دیانات محضہ کی خبر دینے والے کے اندر صرف عدالت کا ہونا شرط ہے یعنی خبر دینے والا عادل یعنی دیندار مسلمان ہو، البتہ عدد شرط نہیں ہے۔

❖ دینیات یا دیانات غیر محضہ کی خبر میں صرف ایک آدمی کی بات کافی نہیں بلکہ کم از کم دو کا عدد شرط ہے۔

❖ معاملات کی خبر دینے کے حوالے سے نہ تو عدالت شرط ہے اور نہ ہی عدد، بشرطیکہ خبر دینے والے پر اعتماد کیا جا سکے اور وہ صریح جھوٹ نہ بول رہا ہو، کیونکہ جھوٹ بولنا تمام مذاہب میں بلکہ انسانیت کے اندر بالاتفاق حرام ہے۔

باب نمبر 3

❖ حلت وحرمت یا مسئلہ حلال وحرام کا تعلق دینیات یا دیانات سے ہے۔

❖ حلال وحرام کی اطلاع یا اس کے بارے میں گواہی دینے والے والے کے اندر بھی عدالت کی شرط پایا جانا ضروری ہے۔

- چند اہم اصولی مباحث
- پہلی بحث: جمہور فقہاءِ احناف، جمہور فقہاء شافعیہ، جمہور فقہاء مالکیہ اور جمہور فقہاء حنابلہ رحمہم اللہ کے نزدیک کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزیں اصلاً حلال اور مباح ہیں اور کسی چیز کے حرام ہونے کے لیے شرعی دلیل وثبوت ضروری ہے۔
- دوسری بحث: کائنات میں پائی جانے والی کونسی چیزیں اصلاً حرام ہیں؟
- گوشت (Meat)، خبیث اشیاء (Abominable)، مضر اشیاء (Harmful Things)، مسکر اشیاء (Intoxicants)، نجس وناپاک چیزیں (Impurity/Nijasat) تمام نجس وناپاک چیزیں اصلاً حرام ہیں۔
- تیسری بحث: کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینے کے شرعی اصول وضوابط کا اجمالی بیان
- کسی چیز کو حرام قرار دینے کے شرعی اصول وضوابط دو قسم کے ہیں:
- منصوص اشیاء، مستنبط (Extracted from Quran 7 Sunnah)
- قرآن وسنت کی روشنی میں کل ملاکر تقریباً سات بڑے اصول وضوابط ہیں، جن کی وجہ سے کوئی چیز حرام یا ناجائز ہوتی ہے، وہ یہ ہیں:
- نصِ شریعہ، خباثت، ضرر، اسکار، نجاست، احترام انسانیت، سبعیت (درندے)
- چوتھی بحث: مشکوک ومشتبہ چیزوں کے بارے میں شرعی ضابطہ
- شرعی طور پر اشیاء کی تین قسمیں ہیں:
- حلال بین (Clear Halaal)،
- حرام بین (Clear Haraam)،
- مشتبہات (Doubtful)
- علماء کرام فرماتے ہیں کہ مشتبہات کے مراتب تین ہیں:
- وہ مشتبہات جن سے بچنا فرض اور واجب (Obligatory) ہے۔

- وہ مشتبہات جن سے بچنا مستحب (Desirable) ہے۔
- وہ مشتبہات جن کا اعتبار نہیں۔اور ان سے بچنے کی کوشش کرنا غلو فی الدین ہے، جیسے مباح الاصل چیزوں کے بارے میں زیادہ کھود کرید کرنا۔
- اس کی تفصیل یہ ہے کہ کسی بھی چیز کی بنیاد (Origen/ Base) تین طرح کی ہوسکتی ہے:
- اس چیز کی بنیاد حرام ہو۔ مثلاً گوشت، کہ اس میں اصل حرام ہونا ہے، ذبح شرعی سے پہلے اس کا کھانا جائز نہیں۔
- اس چیز کی اصل مباح/جائز ہو۔ مثلاً کسی چیز کا پاک ہونا جیسے عام پانی، تو جب تک ناپاکی کا یقین نہ ہو صرف شک کی وجہ سے اس کی پاکی ختم نہیں ہوگی۔
- اس چیز کی اصل میں شک ہو کہ اصلاً حلال ہے یا حرام۔اس میں بہتر یہ ہے کہ اس کو چھوڑ دیا جائے۔
- پانچویں بحث: کسی مشتبہ چیز کے حلال ہونے کے بارے میں زبانی اطلاع کافی ہے یا تحریری سرٹیفکیٹ ضروری ہے؟
- کھانے پینے کی چند مقامی چیزوں کو چھوڑ کر آج کل حلال سرٹیفکیشن کا کام شریعت کی رو سے نہ صرف جائز، بلکہ ضروری ہے۔لان مقدمۃ الواجب واجب
- چھٹی بحث: حلال سرٹیفکیشن کا شرعی دائرہ کار (Scope) کیا ہے؟
- ماکولات، مشروبات، ادویات اور کاسمیٹکس سے متعلق حلال انڈسٹری کی ہر وہ چیز جو انسانی جسم کے داخلی یا خارجی استعمال میں آتی ہو۔
- ساتویں بحث: مسلم اور غیر مسلم ممالک کی رو سے حلال سرٹیفکیشن کی اہمیت وضرورت ایک جیسی ہے یا شرعاً اس کے حکم میں فرق ہے؟
- مسلمان ممالک میں مقامی طور پر تیار کی جانے والی چیزوں کے علاوہ باقی اشیاء کی حلال سرٹیفکیشن ضروری ہے۔

- ❖ **حلال سرٹیفکیشن کی ضرورت کا شرعی حکم**
- ❖ آج کل کے عملی تجربے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ماکولات، مشروبات، ادویات اور کاسمیٹکس سے متعلق اشیاء میں حرام یا کم از کم مشکوک اشیاء و اجزاء ملائے جاتے ہیں لہٰذا ایسی تمام اشیاء کی حلال سرٹیفکیشن ضروری ہے، بشرطیکہ سرٹیفکیٹ کے علاوہ مسلمان کے پاس حلال کے اطمینان کے حصول کے لیے کوئی اور قابل اعتماد شرعی ذریعہ نہ ہو۔
- ❖ موجودہ صورتِ حال کی وجہ سے اس مسئلہ میں مسلم اور غیر مسلم ممالک
- ❖ کے درمیان کوئی فرق باقی نہیں رہا۔

چوتھا باب

حلال سرٹیفکیشن کے ادارے کی مختلف سرگرمیاں

- ❖ حلال سرٹیفکیشن کے مختلف مراحل میں مختلف سرگرمیاں شرعاً دینیات یا دیانات کی خبر، شہادتِ شرعیہ یعنی گواہی، قضاء، ولایت اور معاملات سے ہے۔ اور اس پر متعلقہ شرعی حکم لگے گا۔

پانچواں باب

کسی غیر مسلم کو حلال و حرام کے مسئلے میں کوئی کردار یا اختیار دینا

- ❖ کسی غیر مسلم کو حلال سرٹیفکیشن کی مختلف سرگرمیوں میں انفرادی طور پر یا اداراتی سطح پر کوئی کردار یا اختیار دینا درحقیقت اسلامؑ کے شعبہ دینیات یا دیانات میں خبر، شہادت، قضاء، ولایت اور معاملات میں کردار یا اختیار دینا ہے۔
- ❖ شرعی نقطہ نظر (Sharia Point of view) سے غیر مسلم کی خبر، شہادت، قضاء اور ولایت و نگرانی غیر معتبر ہیں، البتہ ضرورت کی وجہ سے غیر مسلم کے ساتھ معاملات جائز ہے۔

باب نمبر 6

غیر مسلم کی ملکیت ادارے کو حلال سرٹیفکیشن کا اختیار دینے کے جائز یا ناجائز ہونے کا شرعی جائزہ

- اس میں دونوں رائے ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ غیر مسلم کی ملکیت سرٹیفکیشن کے ادارے کو حلال سرٹیفکیشن کا اختیار دینا خلافِ شریعت اور ناجائز ہے۔
- دوسری رائے یہ کہ غیر مسلم کی ملکیت سرٹیفکیشن کے ادارے کو حلال سرٹیفکیشن کا اختیار دینا جائز ہے۔ دونوں موقف پر شرعی دلائل و نظائر کتاب میں تفصیل سے ذکر کیے گئے ہیں۔
- **ہماری رائے:**
- دونوں موقف کے بارے میں دلائل اور ان کا موازنہ کتاب میں تفصیل سے ذکر ہوا ہے۔
- شریعت کے مختلف صریح و ضمنی دلائل و نظائر، فقہاء اسلام کے اجتہاد و قیاس، مقاصدِ شریعہ، مصالحِ دینیہ، حمیت و غیرتِ اسلامیہ، سدِ ذرائع اور جواز کا فتویٰ دینے یا حکومت کی طرف سے اس کی اجازت دینے کی صورت میں تحفظِ دین کو لاحق شدید ترین خطرات و عواقب کی بنیاد پر ہماری رائے یہ ہے کہ غیر مسلموں کی ملکیت کسی بھی ادارے (کمپنی، فرنچائز، فرم وغیرہ کسی بھی قسم کے ادارے کو) حلال سرٹیفکیشن کی اجازت دینا از روئے شریعت درست نہیں، جس کی وجوہات کتاب میں تفصیل سے ذکر ہو چکی ہیں۔
- لہٰذا تمام متعلقہ ذمہ داران کو چاہیے کہ اس مسئلہ کے لیے قرآن و سنت کی روشنی میں مستند اہلِ علم کے زیرِ نگرانی فوری طور پر ضروری قانون سازی کریں اور اس کو اپنی روح کے مطابق نافذ کریں۔

- ❖ عصرِ حاضر میں فقہی میدان میں کام کرنے والے علماء کرام سے یہ درخواست ہے کہ اس موضوع پر مزید تحقیق فرمائیں اور ان کی طرف سے مضبوط شرعی دلائل کی روشنی میں اس مسئلہ کا حل نکالے۔
- ❖ مسئلہ کے حل کی چار متبادل جائز صورتیں:
- ❖ مفتی کا کام صرف یہ نہیں ہوتا کہ کسی چیز کے عدمِ جواز کا فتویٰ دے کر اپنے آپ کو بریٔ الذمہ سمجھے، بلکہ جہاں ضروری ہو تو وہاں اس مسئلہ کا متبادل جائز حل بھی بتائے۔
- ❖ حلال سرٹیفکیشن امتِ مسلمہ کا ایک ضروری اور اجتماعی مسئلہ ہے اس لیے اس حوالے سے ذیل میں طالب علمانہ رائے کے درجے میں کتاب میں تفصیل کے ساتھ اربابِ اختیار اور اہلِ علم کی خدمت شریعہ کے دائرے میں رہتے ہوئے ہم نے چار متبادل حل پیش کیے ہیں، جس کی تفصیل کتاب میں گذر چکی ہے۔
- ❖ ISO کو حلال کے حوالے سے کوئی بھی کردار واختیار دینا شریعت کی رو سے ناجائز ہے۔

مراجع ومصادر
Bibliography

- القرآن الكريم

التفاسير
Tafseer

- أحكام القرآن للجصاص
  أحمد بن علي الرازي الجصاص أبو بكر، دار إحياء الكتب العربية، 1992، 1412
- أحكام القرآن للشافعي
  ابو بكر احمد بن الحسين بن على النيسابورى، المتوفى 458ھ ، دار احياء العلوم، بيروت لبنان
- أحكام القرآن لابن العربي
  أبو بكر بن العربي المالكي، دار الكتب العلمية، سنة النشر: 1424 - 2003
- البحر المديد
  أحمد بن محمد بن المهدي الحسني الفاسي أبو العباس، دار الكتب العلمية بيروت الطبعة الثانية/ 2002 م - 1423 هـ
- الجامع لأحكام القرآن (تفسير القرطبي)
  أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر الأنصاري، شمس الدين القرطبي،
  المتوفى: 671 هـ دار عالم الكتب، الرياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة: 1423 هـ 2003 م
- تفسير الدر المنثور في التفسير بالمأثور
  عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي، مركز هجر للبحوث والدراسات العربية والإسلامية، 1424 - 2003
- النكت والعيون (تفسير الماوردى)
  أبو الحسن علي بن محمد بن حبيب الماوردي البصري، دار الكتب العلمية - بيروت/لبنان-
- تفسير السمرقندي (بحر العلوم)
  أبو الليث نصر بن محمد بن إبراهيم السمرقندي الفقيه الحنفي، دار الفكر - بيروت
- تفسير القران العظيم (تفسير ابن كثير)
  الامام الحافظ عماد الدين، أبو الفداء اسماعيل بن كثير القرشي الدمشقي المتوفى سنة 774ھ،
  دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت-لبنان، 1992 م 1412 ھ
- تفسير البحر المحيط
  ابو حيان محمد بن يوسف الأندلسي، دار الكتب العلمية، لبنان بيروت 1422ھ 2001 م
- أنوار التنزيل وأسرار التأويل المعروف بتفسير البيضاوي
  عبد الله بن عمر الشافعي البيضاوي-،، المتوفى 696ھ ، دار الفكر - بيروت
- تفسير الجلالين للمحلي والسيوطي
  لاامامين الجليلين العلامة جلال الدين محمد بن أحمد المحلي والعلامة جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي،
  دار المعرفة للطباعة والتوزيع بيروت. لبنان
- جامع البيان عن تأويل آي القرآن، لأبي جعفر محمد بن جرير الطبري المتوفي 310 ھ، دار الفكر بيروت

- روح المعاني في تفسير القرآن الكريم والسبع المثاني

شهاب الدين محمود شكري الألوسي / ادارة الطباعة المنيرية، دار إحيار التراث العربي

- فتح القدير الجامع بين فني الرواية والدراية من علم التفسير

محمد بن علي بن محمد الشوكاني وفاته بصنعاء 1250 هـ، طبع عالم الكتب

- مفاتيح الغيب تفسير الإمام الفخر الرازى

الإمام العلامة الحبر فخر الدين محمد بن عمر الرازي الشافعي، دار الكتب العلمية - بيروت - 1421هـ - 2000 م

الحديث والسنة
Sunnah

- الجامع الصحيح سنن الترمذي

أبو عيسى محمد بن عيسى الترمذي، 209 -279 ، دار إحياء التراث العربي بيروت

- الجمع بين الصحيحين البخاري ومسلم

محمد بن فتوح الحميدي، دار ابن حزم لبنان بيروت 1423هـ - 2002م ، الطبعة: الثانية

- السنن الكبرى للإمام النسائي

أحمد بن شعيب النسائي أبو عبد الرحمن، مركز البحوث وتقنية المعلومات - دار التأصيل

- السنن الكبرى للبيهقي

أحمد بن الحسين بن علي بن موسى البيهقي أبو بكر، دار الكتب العلمية، 1424 - 2003

- اللؤلؤ والمرجان فيما اتفق عليه الشيخان

محمد فؤاد عبد الباقى {رحمه الله}، دار النشر /دار الفكر-بيروت

- المستدرك على الصحيحين وبذيله التلخيص للحافظ الذهبي رحمهما الله طبعة مزيدة

للامام الحافظ أبى عبد الله الحاكم النيسابوري، دار المعرفة بيروت -لبنان

- مصنف ابن أبي شيبة في الاحاديث والاثار

إبراهيم بن عثمان ابن أبي بكر بن أبي شيبة المتوفي 235هـ، دار الفكر، الطبعة الاولى 1409 هـ

- المعجم الصغير لسليمان الطبراني
- المنتقى لابن الجارود الحويني، دار الكتاب العربي، سنة النشر: 1408 - 1988
- الموطأ للامام مالك بن أنس، دار إحياء التراث العربي
- بلوغ المرام من أدلة الأحكام

أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني، دار الفلق الرياض، 1424 - 2003

- تهذيب الآثار للطبري
- جامع الأحاديث لجلال الدين السيوطي

جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي، المتوفى 911 هـ ، دار الفكر، بيروت -لبنان

- جامع الأصول من أحاديث الرسول

ابن الأثير الجزري، مكتبة دار البيان، سنة النشر: 1389 - 1969

- جامع العلوم والحكم لزين الدين عبد الرحمن بن أحمد بن رجب الحنبلي
- حاشية السندي على النسائي، دار الكتب العلمية بيروت لبنان
- سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها

  محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف، سنة النشر: 1415 - 1995
- سنن أبي داود للسجستاني

  أبو داود سليمان بن الأشعث الأزدي السجستاني ت275هـ دار الرسالة العالمية الطبعة: الأولى، 1430 هـ
- سنن ابن ماجة

  لابي عبد الله محمد بن يزيد القزويني ابن ماجه 207 - 275هـ دار الفكر بيروت
- سنن البيهقي الكبرى

  أحمد بن الحسين بن علي البيهقي أبو بكر، دار الكتب العلمية، سنة النشر: 1424 - 2003
- سنن الدارقطني

  الامام على بن عمر الدارقطني المتوفى 385 هـ، الطبعة الاولى 1417 هـ دار الكتب بيروت
- صحيح البخاري

  الامام أبي عبد الله محمد بن اسماعيل بن ابراهيم ابن المغيرة بن بردزبة البخاري الجعفي

  دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع بيروت
- الجامع الصحيح مسلم

  للامام ابى الحسين مسلم بن الحجاج ابن مسلم القشيرى النيسابوري، دار الفكر بيروت
- صحيح الجامع الصغير وزيادته - ضعيف الجامع الصغير وزيادته (الجامع الكبير)

  محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي، سنة النشر: 1408 - 1988
- صحيح وضعيف سنن أبي داود، تأليف محمد ناصر الدين الألباني

  محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف، سنة النشر: 1419 - 1998
- عمدة الأحكام من كلام خير الأنام عليه الصلاة والسلام

  الإمام الحافظ تقي الدين، أبي محمد عبد الغني المقدسي الحنبلي، 541 هـ -600 هـ
- عون المعبود شرح سنن أبي داود

  شرف الحق العظيم آبادي، المكتبة السلفية بالمدينة المنورة، سنة النشر: 1388 م
- غاية المقصد فى زوائد المسند

  للحافظ علي بن أبي بكر بن سليمان الهيثمى أبي الحسن نور الدين المصري القاهري المتوفى 807 هجرية
- كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال
- المتقي الهندي، مؤسسة الرسالة
- مجمع الزوائد ومنبع الفوائد لنور الدين الهيثمي

  علي بن أبي بكر بن سليمان الهيثمي نور الدين، دار الكتب العلمية، سنة: 1422 - 2001
- مشكاة المصابيح للتبريزي
- الخطيب التبريزي، المكتب الإسلامي، سنة النشر: 1399 - 1979

- مشكل الآثار للطحاوي

أبو جعفر الطحاوي، مؤسسة الرسالة، سنة النشر: 1415 - 1994

- موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان للهيثمي
- نوادر الأصول في أحاديث الرسول

محمد بن علي بن الحسن أبو عبد الله الحكيم الترمذي، دار الجيل - بيروت - 1992م

شروح السنة
Interpretations of Hadith

- إكمال المعلم شرح صحيح مسلم - للقاضي عياض

العلامة القاضي أبو الفضل عياض اليحصبي 544 هـ، دار الوفاء، سنة: 1419 - 1998

- العرف الشذي شرح سنن الترمذي

محمد أنور شاه ابن معظم شاه الكشميري، مؤسسة ضحى للنشر والتوزيع، الطبعة الأولى

- المنتقى - شرح الموطأ

أبو الوليد سليمان بن خلف بن سعد بن أيوب بن وارث التجيبي القرطبي الباجي الأندلسي المتوفى: 474هـ ، مطبعة السعادة - بجوار محافظة مصر الطبعة: الأولى، 1332 هـ

- بلوغ المرام من أدلة الأحكام

أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني، المتوفى: 852هـ

دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، 1435 هـ

- بيان مشكل الآثار
- أبو جعفر أحمد بن محمد الأزدي الطحاوي، ت 321هـ ، مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة: الأولى 1415 هـ
- تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي

محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركفوري، المتوفى: 1353 هـ ،دار الكتب بيروت

- حاشية السندي على صحيح البخاري

محمد بن عبد الهادي السندي، الحنفي، أبو الحسن محدث، حافظ مفسر فقيه ولد في السند وتوفي بالمدينة دار الفكر بيروت

- دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين

محمد علي بن محمد البكري الشافعي، ت 1057هـ ،دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت، الطبعة: الرابعة، 1425هـ

- سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها

أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدين الأشقودري الألباني، ت 1420هـ، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض

- شرح سنن أبي داود

أبو محمد محمود بن أحمد الحنفى بدر الدين العينى ت 855هـ، مكتبة الرشد– الرياض، الطبعة: الأولى، 1420هـ 1999م

- شرح الزرقاني على موطأ الإمام مالك

محمد بن عبد الباقي المصري، مكتبة الثقافة الدينية - القاهرة الطبعة: الأولى، 1424هـ

- الديباج على صحيح مسلم بن الحجاج، شرح السيوطي على مسلم

عبدالرحمن بن أبي بكر السيوطي، ت911هـ، دار ابن عفان للنشر والتوزيع، للملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى 1416هـ

- المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم شرح النووي

أبو زكريا يحيى بن شرف النووي، ت676هـ، دار إحياء التراث بيروت الطبعة الثانية

- شرح رياض الصالحين للعثيمين
- شرح صحيح البخارى- لابن بطال، علي بن خلف بن بطال القرطبي، مكتبة الرشد، السعودية الرياض 1423هـ
- شرح معاني الآثار لأحمد الطحاوي
- عمدة القاري شرح صحيح البخاري

أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى الغيتابى الحنفى بدر الدين العينى، ت855هـ، دار إحياء التراث العربي- بيروت

- فتح الباري شرح صحيح البخاري

أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي، دار المعرفة- بيروت، 1379

- فتح الباري في شرح صحيح البخاري

زين الدين أبي الفرج عبد الرحمن ابن شهاب الدين البغدادي، الشهير بابن رجب، دار ابن الجوزي السعودية، الدمام 1422هـ

- فيض الباري شرح صحيح البخاري

محمد أنور شاه الكشميري المحدث الكبير والفقيه المحقق الحجة المولود سنة 1292 والمتوفى سنة 1352 رحمه الله

- فيض القدير شرح الجامع الصغير

زين الدين محمد بن تاج العارفين بن علي الحدادي ثم المناوي، 1031هـ، المكتبة التجارية الكبرى مصر الطبعة: الأولى، 1356

- مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح

علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن الملا الهروي القاري، ت1014هـ دار الفكر، بيروت الطبعة: الأولى، 1422هـ

- مرعاة المفاتيح

للشيخ أبي الحسن عبيدالله بن العلامة محمد عبدالسلام المباركفوري حفظه الله

- المكتب الإسلامي- بيروت الطبعة: الثالثة، 1985
- نيل الأوطار شرح منتقى الأخبار، محمد بن علي بن محمد الشوكاني

الفقه الحنفی
Hanafi School of Fiqh

- "البحر الرائق"

للامام زين الدين بن ابراهيم، المعروف بابن نجيم المصری الحنفي، ت970هـ، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الاولى 1418هـ

- الجوهرة النيرة شرح مختصر القدوري، أبو بكر بن علي بن محمد الحداد الزبيدي
- الدر المختار - الحصفكي، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع بيروت - لبنان
- كتاب المبسوط، لشمس الدين أبو بكر محمد بن أبي سهل السرخسي

دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت، لبنان الطبعة الأولى، 1421هـ 2000م

- المحيط البرهاني، لمحمود بن أحمد بن الصدر الشهيد النجاري برهان الدين
- بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع،
- لعلاء الدين أبو بكر بن مسعود الكاساني الحنفي 587هـ دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية 1406هـ
- تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق

عثمان بن علي بن محجن، فخر الدين الزيلعي الحنفي، ت743هـ المطبعة الكبرى الأميرية بولاق، القاهرة الطبعة: الأولى، 1313هـ

- حاشية قرة عيون الاخيار تكملة رد المحتار على الدر المختار في فقه مذهب الامام أبي حنيفة النعمان

محمد علاء الدين أفندى نجل المؤلف، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان، 1415 ه / 1995 م

- حاشية رد المحتار على الدر المختار شرح تنوير الابصار في فقه مذهب الإمام أبي حنيفة النعمان لخاتمة المحققين للعلامة الشيخ محمد أمين الشهير بابن عابدين بن عمر عابدين الدمشقي الحنفي، ت1252هـ دار الفكر بيروت، 1415 هـ
- درر الحكام شرح غرر الأحكام

محمد بن فرامرز بن علي ملا خسرو، المتوفى: 885هـ، دار إحياء الكتب العربية

- درر الحكام في شرح مجلة الأحكام

علي حيدر خواجه أمين أفندي، المتوفى: 1353هـ، الطبعة: الأولى، 1411هـ - 1991م

- مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر

إبراهيم بن محمد الحلبي الحنفي، المتوفى: 956هـ دار الكتب، بيروت الطبعة: الأولى، 1419هـ

- مجمع الضمانات
- حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح

أحمد بن محمد الطحطاوي، ت 1231 هـ دار الكتب بيروت، الطبعة الأولى 1418هـ

- مراقي الفلاح شرح متن نور الإيضاح

حسن بن عمار الشرنبلالي، ت1069هـ المكتبة العصرية الطبعة الأولى، 1425 هـ 2005 م

الفقه المالکی
Maliki School of Fiqh

- إرشاد السالك إلى أشرف المسالك في فقه الإمام مالك،
  لعبد الرحمن بن محمد شهاب الدين المالكي، طبعة الشركة الإفريقية للطباعة والنشر
- الإتقان والإحكام في شرح تحفة الحكام
  المؤلف محمد بن أحمد بن محمد، أبو عبد الله، ميارة: فقيه مالكي. من أهل فاس، المتوفى: 1072هـ ، دار المعرفة، بيروت
- البهجة في شرح التحفة
  أبو الحسن علي بن عبد السلام التسولي، دار الكتب العلمية بيروت-1418 هـ - 1998م
- التاج والإكليل لمختصر خليل
  محمد بن يوسف بن أبي القاسم الغرناطي، أبو عبد الله المواق المالكي ت 897هـ، دار الكتب العلمية الطبعة: الأولى، 1416هـ
- الثمر الداني في تقريب المعاني شرح رسالة ابن أبي زيد القيرواني
  صالح بن عبد السميع الآبي الأزهري، المتوفى: 1335هـ ، المكتبة الثقافية—بيروت
- الخلاصة الفقهية على مذهب السادة المالكية
  محمد العربي القروي، دار النشر/دار الكتب العلمية
- الدر الثمين والمورد المعين شرح المرشد المعين على الضروري من علوم الدين
  محمد بن أحمد ميارة المالكي عبد الله المنشاوي، دار الحديث القاهرة، 1429 :هـ - 2008م
- الذخيرة في الفقه المالكي
  أبو العباس شهاب الدين أحمد المالكي الشهير بالقرافي، ت 684هـ، دار الغرب الإسلامي بيروت الطبعة الأولى، 1994
- الشرح الكبير
  لابي البركات سيدى احمد الدردير، طبع احياء الكتب العربية عيسى البابى الحلبي وشركاء
- حاشية الدسوقي على الشرح الكبير
  محمد بن أحمد بن عرفة الدسوقي المالكي، المتوفى: 1230هـ ، دار الفكر بيروت
- الفواكه الدواني على رسالة ابن أبي زيد القيرواني
  أحمد بن غانم بن سالم ابن مهنا، شهاب الدين النفراوي الأزهري المالكي، المتوفى: 1126هـ ، دار الفكر بيروت
- الكافي في فقه أهل المدينة
  أبو عمر يوسف بن عبد الله، ت 463هـ مكتبة الرياض الحديثة الرياض، المملكة العربية السعودية الطبعة الثانية، 1400هـ
- المدونة الكبري للامام مالك التي رواها الامام
  سحنون بن سعيد التنوخي عن الامام عبد الرحمن بن القاسم عن امام دار الهجرة، مطبعة السعادة بجوار محافظة مصر
- المسائل الفقهية
  أبو علي عمر بن قداح الهواري، دار النشر/مركز المصطفى للدراسات الإسلامية
- الوجيز الميسر في أصول الفقه المالكي
  محمد عبد الغني الباجقني، الطبعة الثالثة 2005 ف
- بداية المجتهد ونهاية المقتصد

أبو الوليد محمد بن أحمد بن رشد القرطبي الاندلسي الشهير (بابن رشد الحفيد) ت595 ھ، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت

- بلغة السالك لأقرب المسالك المعروف بحاشية الصاوي على الشرح الصغير

أبو العباس أحمد بن محمد الخلوتي، الشهير بالصاوي، المتوفى: 1241ھ دار المعارف بيروت

- حاشية العدوي على شرح كفاية الطالب الرباني

أبو الحسن، علي بن أحمد بن مكرم الصعيدي العدوي، المتوفى: 1189ھ دار الفكر بيروت

- رسالة ابن أبي زيد القيرواني

جمع الاستاذ المحقق الشيخ صالح عبد السميع الأبى الازهرى

- شرح تحفة الأحكام

محمد التاودي بن الطالب بن علي بن قاسم بن محمد

- شرح مختصر خليل للخرشي

محمد بن عبد الله الخرشي المالكي أبو عبد الله، المتوفى: 1101ھ دار الفكر للطباعة - بيروت

- عمدة البيان في معرفة فروض العيان

عبد الملك بن حبيب، عالم الأندلس أبو مروان السلمي ثم المرداسي القرطبي، دار النشر، دار الفكر-بيروت

- فَتْح العَلي المالِكِ في الفَتْوَى على مَذْهَبِ الإِمَامِ مَالِكٍ
- فتاوى ابن عليش رحمه الله

محمد بن أحمد بن محمد عليش 1217 - 1299 ھ

- فقه العبادات على المذهب المالكي

الحاجة كوكب عبيد، مطبعة الإنشاء، دمشق - سوريا. الطبعة: الأولى 1406 ھ - 1986 م

- متن الرسالة في الفقه المالكي

أبو محمد عبد الله بن (أبي زيد) عبد الرحمن النفزي، القيرواني، المالكي، المتوفى: 386ھ، دار الفكر بيروت

- مختصر خليل

خليل بن إسحاق الجندي ت767ھ، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى 1416 ھ

- منح الجليل شرح مختصر خليل

محمد بن أحمد بن محمد عليش، أبو عبد الله المالكي، المتوفى: 1299ھ، دار الفكر—بيروت

- مواهب الجليل لشرح مختصر خليل

لأبي عبد الله محمد بن محمد بن عبد الرحمن المغربي المعروف بالحطاب الرعيني، ت954ھ، دار الكتب العلمية بيروت، 1416ھ

- عيون المسائل

لأبي محمد عبد الوهاب بن علي المالكي، ت422ھ دار ابن حزم للطباعة، بيروت، لبنان، الطبعة الأولى، 1430ھ

- شرح الزرقاني على مختصر سيدي خليل

عبد الباقي بن يوسف بن أحمد الزرقاني المصري ت1099 ھ، دار الكتب العلمية بيروت—لبنان، الطبعة الأولى 1422ھ

- التبصرة

أبو الحسن علي بن محمد الربعي اللخمي، ت478ھ وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية، قطر الطبعة: الأولى، 1432ھ

- أسهل المدارك «شرح إرشاد السالك في فقه إمام الأئمة مالك»

لأبي بكر بن حسن الكشناوي، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع بيروت -لبنان

- حاشية الدسوقي على الشرح الكبير

للعلامة شمس الدين محمد عرفه الدسوقي، طبع بدار إحياء الكتب العربية عيسى البابى الحلبي

- تنوير الحوالك شرح على موطأ مالك

الامام جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي ت 911ھ دار الكتب العلمية بيروت

الفقه الشافعي
Shafi'e School of Fiqh

- تهذيب الفروق والقواعد السنية في الأسرار الفقهية

أبو العباس شهاب الدين أحمد بن إدريس بن عبد الرحمن المالكي الشهير بالقرافي، ت 684ھ، عالم الكتب بيروت

- شرح الزُّرقاني على مختصر خليل ومعه: الفتح الرباني فيما ذهل عنه الزرقاني

عبد الباقي بن يوسف الزرقاني ت 1099ھ دار الكتب العلمية، بيروت الطبعة: الأولى

- جمع الجوامع للتاج السبكي من الكتب المهمة في كتب أصول الشافعية

- أسنى المطالب

زكريا ابن محمد بن زكريا الأنصاري، ت 926ھ، دار الكتاب الإسلامي بيروت

- إرشاد العباد إلى سبيل الرشاد

زين الدين بن عبد العزيز بن زين الدين المليباري، الشافعي، دار النشر، دار المعرفة

- حاشية إعانة الطالبين

لأبي بكر المشهور بالسيد البكري ابن السيد محمد شطا الدمياطي، الطبعة الاولى 1418ھ

- الأحكام السلطانية والولايات الدينية

أبو الحسن علي بن محمد بن محمد بن حبيب البصري البغدادي، الشهير بالماوردي، ت 450ھ، دار الحديث -القاهرة

- الأشباه والنظائر للسبكي

تاج الدين عبد الوهاب بن علي السبكي، دار الكتب العلمية الطبعة الأولى 1411ھ

- الام

لا بي عبد الله محمد بن ادريس الشافعي 150- 204، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع بيروت، الطبعة الثانية: 1403ھ

- الإقناع في الفقه الشافعي

أبو الحسن علي بن محمد بن محمد بن حبيب البصري البغدادي، الشهير بالماوردي، المتوفى: 450ھ

- الإقناع في حل ألفاظ أبي شجاع

للشيخ محمد الشربيني الخطيب غفر الله له، طبعة مكتبة ومطبعة سليمان مرغي سنقافورة

- الحاوي الكبير

العلامة أبو الحسن الماوردي، دار النشر/دار الفكر- بيروت

- السراج الوهاج على متن المنهاج للعلامة الغمراوي

العلامة محمد الزهري الغمراوي، دار النشر، دار المعرفة

- اللباب في الفقه الشافعي
  القاضي أبي الحسن أحمد بن محمد الشافعي، ت 415هـ دار البخاري، للدينة للنورة، للملكة العربية السعودية الأولى، 1416هـ
- المجموع شرح المهذب
  لابي زكريا محي الدين بن شرف النووي للتوفى سنة 676هـ، دار الفكر بيروت
- المدخل إلى مذهب الإمام الشافعي
  إبراهيم بن علي أبو إسحاق ت 476هـ، جمعية إحياء التراث الإسلامي 1407، الكويت
- المقدمة الحضرمية في فقه السادة الشافعية
  عبدالله بن أبي بكر القحطاني، ت 918هـ، الدار المتحدة، دمشق الطبعة الثانية، 1413
- المنهاج للنووي
- المهذب في فقه الإمام الشافعي
  أبو اسحاق إبراهيم الشيرازي، المتوفى: 476هـ دار الكتب العلمية بيروت
- المجموع شرح المهذب
  أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي، المتوفى: 676هـ دار الفكر بيروت
- الوسيط فى المذهب
  حجة الإسلام الإمام أبو حامد محمد بن محمد الغزالى، المتوفى 505هـ دار النشر، دار السلام
- تحفة المحتاج إلى أدلة المنهاج
  ابن الملقن عمر بن علي الشافعي ت 804هـ، دار حراء - مكة المكرمة، الطبعة: الأولى، 1406
- التلخيص الحبير في تخريج الرافعي الكبير
  للامام ابي الفضل احمد بن علي بن حجر العسقلاني المتوفى 852 هـ، دار الفكر
- حاشية البجيرمي على الخطيب
  سليمان بن محمد بن عمر البجَيْرَمِي المصري الشافعي، المتوفى: 1221هـ، دار الفكر بيروت
- حاشية الجمل على المنهج لشيخ الإسلام زكريا الأنصاري
  العلامة الشيخ سليمان الجمل رحمه الله، دار النشر دار الفكر، بيروت
- حاشيتا قليوبي - وعميرة
- روضة الطالبين لأبي زكريا يحيى النووي ت 676، دار الكتب العلمية بيروت، لبنان
- شرح العلامة جلال الدين المحلي على منهاج الطالبين
  للشيخ أبي زكريا يحيى بن شرف النووي
- فتح العزيز شرح الوجيز
  للامام ابي القاسم عبدالكريم بن محمد الرافعي المتوفى سنة 623هـ دار الفكر بيروت
- فتح المعين لشرح قرة العين بمهمات الدين
  لزين الدين بن عبد العزيز المليباري الفنانى، بيروت لبنان الطبعة الاولى 1418 • / 1997 م
- فتح الوهاب بشرح منهج الطلاب
  زكريا بن محمد بن أحمد، ت 936هـ، دار الكتب العلمية بيروت—لبنان

- فقه العبادات-شافعي
- كتاب الإجماع ، للإمام ابن المنذر
- كفاية الأخيار في حل غاية الإختصار

  للإمام تقي الدين أبي بكر بن محمد الحسيني الحصني الدمشقي الشافعي
- متن أبي شجاع
- كتاب مختصر المزني

  أبو إبراهيم إسمعيل بن يحيى المزني رحمه الله ، دار المعرفة للطباعة والنشر بيروت لبنان
- مغني المحتاج ،لمحمد بن الشربيني
- نهاية الزين شرح قرة العين
- نهاية المحتاج إلى شرح المنهاج
- التهذيب في فقه الإمام الشافعي

  لأبي محمد الحسين بن مسعود ت516هـ، دار الكتب العلمية ، بيروت-لبنان

الفقه الحنبلی
Hanbali School of Fiqh

- الأسئلة والأجوبة الفقهية ، المقرونة بالأدلة الشرعية

  عبد العزيز بن محمد السلمان المدرس في معهد إمام الدعوة بالرياض
- الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف على مذهب الإمام أحمد بن حنبل

  علي بن سليمان المرداوي أبو الحسن المتوفى 885هـ ، دار إحياء التراث العربي، بيروت
- الروض المربع ،لمنصور بن يونس بن صلاح البهوتي
- الشرح الكبير على متن المقنع

  للامام شمس الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن محمد بن أحمد بن قدامة المقدسي، ت682 ه ، دار الكتاب العربي للنشر
- "زاد المستقنع في اختصار المقنع "لأبي النجا موسى بن أحمد بن موسى الحجاوي
- "الشرح الممتع على زاد المستقنع "لدكتور سليمان بن عبد الله أبا الخيل، خالد بن علي
- كتاب الكافي في فقه الإمام أحمد بن حنبل
- المبدع شرح المقنع ، لابن مفلح المقدسي ، دار النشر، المكتب الإسلامی
- المطلع على أبواب المقنع

  لشمس الدين أبو محمد، محمد بن أبي الفتح البعلي الحنبلي، دار النشر، المكتب الإسلامی
- المغني

  للامام أبي محمد عبد الله بن احمد بن محمد بن قدامة ، ت620 ، دار الكتاب العربي للنشر والتوزيع
- حاشية الروض المربع شرح زاد المستقنع

  عبد الرحمن بن محمد بن قاسم العاصمي النجدي الحنبلي رحمه الله 1312-1392هـ، الطبعة الأولى 1397هـ
- زاد المستقنع

موسى بن أحمد بن سالم المقدسي الحنبلي، ت690ھ مكتبة النهضة الحديثة، مكة المكرمة

- شرح الزركشي على المختصر الخرقي

لشمس الدين، الإمام، أبو عبدالله محمد بن عبدالله الزركشي الحنبلي تغمده الله تعالى برحمته

- شرح زاد المستقنع، للشيخ الدكتور محمد بن محمد المختار الشنقيطي
- شرح منتهى الإرادات المسمى دقائق أولي النهى لشرح المنتهى

منصور بن يونس بن إدريس البهوتي، ت1051، عالم الكتب، سنة النشر 1996، بيروت

- عمدة الفقه لموفق الدين المقدسي
- كشاف القناع عن متن الإقناع

منصور بن يونس البهوتي، ت 1051، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الاولى 1418 ھ - 1997

- كشف المخدرات والرياض الزاهرات لشرح أخصر المختصرات، أحمد بن عبدالله الحلبي البعلي، دار النشر، دار البلاء
- مختصر الخرقي
- الحاشية العثيمينية على كتاب «زاد المستقنع»، لحازم خنفر
- الموسوعة الفقهية الكويتية

الفقه الظاہری والفقه للقارن
Zaheri School of Fiqh

- المحلى

للامام الجليل، الفقيه، ابي محمد علي بن احمد بن سعيد بن حزم المتوفى سنة 456ھ، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت

- نيل الاوطار من أحاديث سيد الاخيار شرح منتقي الاخبار

للشيخ الامام قاضي قضاة القطر محمد بن علي ابن محمد الشوكاني، ت1255ھ دار الجيل، بيروت-لبنان

- سبل السلام، للشيخ الإمام الظاهري محمد بن اسماعيل العمراني
- التمهيدلما في الموطأ من المعاني والأسانيد

يوسف بن عبدالله بن عبدالبر بن عاصم، ت463ھ وزارة عموم الأوقاف والشؤون الإسلامية-المغرب

- غاية المقصود في شرح سنن أبي داود، للعظيم أبادي.
- مصادر التشريع الاسلامي وطرق استثمارها، عند الإمام علي بن أحمد ابن حزم الظاهري

أبو الطيب مولود السريري، دار الكتب العلمية-بيروت-لبنان، الطبعة الأولى، 2002

- فقه داود الظاهري، لفضيلة الدكتور محمد رواس قلعجي
- "القول المفيد فى أدلة الاجتهاد والتقليد"
- للإمام الربانى محمد بن على الشوكانى، دار القلم الكويت.
- كتاب الدراري المضية شرح الدرر البهية
- محمد بن علي ابن محمد الشوكاني المتوفى سنة 1255ھ، دار الكتب العربى-بيروت-لبنان

الفقه الجعفری
Ja'fari School of Fiqh

- الاستبصار فيما اختلف من الاخبار

  لابي جعفر محمد بن الحسن الطوسي، المتوفى 460ھ دار الكتب الاسلامية تهران، 1363ھ
- الاصول من الكافي

  لأبی جعفر محمد بن يعقوب الكليني الرازي، ت329 ھ دار الكتب الاسلامية، تهران، الطبعة الثالثة 1388ھ
- تهذيب الاحكام في شرح المقنعة

  لابی جعفر محمد بن الحسن الطوسی قدر المتوفی 460ھ ، دار الکتب الاسلامیه تهران بازار سلطاني، 1390ھ
- كتاب من لا يحضره الفقيه

  لابی جعفر محمد بن علی بن بابويه القمي، ت381، منشورات جماعة المدرسين في الحوزة العلمية في قم المقدسة، الطبعة الثانيه
- الانتصار

  لعلي بن الحسين الموسوي، تحقيق ونشر: مؤسسة النشر الاسلامي، شوال المكرم 1415 ھ
- وسائل الشيعة إلى تحصيل مسائل الشريعة

  لمحمد بن الحسن العاملي، المتوفى سنة 1104ھ، دار إحياء التراث العربي، بيروت لبنان
- اجوبة مسائل جار الله

  لعبد الحسين شرف الدين الموسوي الطبعة الثانية 1373ھ، مطبعة العرفان، 1953م
- إثنا عشر رسالة، لمحقق الداماد، مكتبة السيد الداماد
- كتاب شارع النجاة وعيون المسائل، لمير محمد الباقر الداماد الحسيني، المتوفى 1041،
- اصل الشيعة واصولها

  لمحمد الحسين آل كاشف الغطاء، ت1373ھ، مؤسسة الإمام علي (عليه السلام)
- الاشباه والنظائر، ليحيى بن سعيد الحلي، مطبعة الاداب - النجف 1386ھ
- التابعة لجماعة المدرسين بقم المشرفة
- الاحتجاج

  لأبي منصور احمد بن علي الطبرسي، مطابع النعمان النجف حسن الشيخ ابراهيم، 1386-1966م
- البيان في تفسير القرآن ، لسيد أبو القاسم الموسوي

  دار الزهراء للطباعة والنشر والتوزيع بيروت-لبنان، الطبعة الرابعة، 1395-1975م
- التبيان في تفسير القرآن

  لأبي جعفر محمد بن الحسن الطوسي 385-460ھ، دار إحياء التراث العربي
- المبسوط في فقه الإمامية

  لأبي جعفر محمد بن الحسن الطوسي ت460ھ، المكتبة المرتضوية لإحياء الآثار الجعفرية، طهران صفر 1387ھ
- الهداية الكبرى، لعبد الله الحسين بن حمدان الخصيبي المتوفى سنة 334ھ

  موسسة البلاغ للطباعة والنشر والتوزيع بيروت، لبنان، الطبعة الرابعة 1411ھ-1991م
- تحريم ذبائح أهل الكتاب

لمحمد بن محمد النعمان ابن المعلم ابي عبد الله العكبري البغدادي، 336-413ھ

- التفسير الامام العسكري

للمنسوب إلى أبي محمد الحسن بن علی العسكري، المطبعة: مهر - قم، الطبعة الاولى، ربيع الاول، سنة 1409ھ

- كتاب التفسير

لابي النظر محمد بن مسعود بن عياش السمر قندي، المعروف بالعياشي، المكتبة العلمية الاسلامية تهران سوق الشيرازي

- تفسير القمي

لابي الحسن علي بن ابراهيم القمي، مؤسسة دار الكتاب للطباعة والنشر قم

- الميزان في تفسير القران

لمحمد حسين الطباطبائي، منشورات جماعة المدرسين في الحوزة العلمية في قم

- قاعدة لا ضرر ولا ضرار محاضرات

لسيستاني التصوير الفنی، مكتبة السيستانی، قم مقابل بيمارستان فاطمي، الطبعة: الاولی 1414ھ

- وسائل الشيعة إلى تحصيل مسائل الشريعة

لمحمد بن الحسن الحر العاملي المتوفی سنة 1104-ھ، دار احياء التراث العربي بيروت

- بحار الانوار الجامعة لدرر أخبار الائمة الاطهار

لمحمد باقر المجلسي، مؤسسة الوفاء بيروت، لبنان، الطبعة الثانية المصححة 1403ھ-1983م

- مستدرك الوسائل ومستنبط المسائل

لميرزا حسين النوري الطبرسي، ت1320ھ، مؤسسة آل البيت لاحياء التراث بيروت، الطبعة الثانية

- *نوٹ: اس کتاب میں قرآن، حدیث، تفسیر اور فقہ اسلامی وغیرہ کی مذکورہ بالا کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے، متعلقہ مواقع پر صرف بقدرِ ضرورت عبارات لگانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اگر کہیں کسی مسلک کی کتاب کا حوالہ نہیں آسکا اس کی طرف یہاں پر اجمالی اشارہ کیا گیا ہے۔*

قد تم الكتاب بعون الله سبحانه،

2015/10/18، مطابق 04 محرم، 1437ھ يوم الاثنين،

دار الافتاء جامعة الرشيد كراچی